ضیائے مدینہ

اعلیٰحضرت بریلوی کے جلیل القدر خلیفہ حضرت شیخ ضیاءُ الدین مدنی علیہ الرحمۃ کے احوال و آثار پر جامع کتاب

ضیائے مدینہ

مُرتّب

حافظ محمّد طاہر

رضا دار الاشاعت لاہور پاکستان

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب ضیائے مدینہ

(احوال و آثار مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ)

مرتب حافظ قاری محمد طاہر رضا

معاون علامہ محمد منشا تابش قصوری مدظلہ

محرک حضرت الشیخ مولانا فضل الرحمن مدنی دامت برکاتہم

صفحات 512

سن اشاعت اکتوبر ۱۹۹۸ء رجب ۱۴۱۹

ناشر رضادارالاشاعت، مسجد رضا

محبوب روڈ، چاہ میراں لاہور

ملنے کا پتے

○ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

○ مکتبہ اشرفیہ مریدکے ضلع شیخوپورہ

○ شبیر برادرز اردو بازار لاہور

○ رضادارالاشاعت، مسجد رضا، محبوب روڈ لاہور پاکستان کوڈ 54900

marfat.com

انتسابِ جمیل

اشرف الاولیا حضرت سید علی حسین صاحب الاشرفی الجیلانی کچھوچھوی

شیخ العلما الشیخ العلامہ یوسف بن اسمٰعیل النبہانی

شیخ الفقہا حضرت امام عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خان القادری البریلوی

امیرِ ملت حضرت الحاج الحافظ القاری سید جماعت علی شاہ محدّث علی پوری

رحمہم اللہ تعالیٰ

کے نام

جن کے صاحبزادے شیخ العرب والعجم حضرت مولانا الحاج الحافظ الشیخ

ضیاء الدین احمد قادری مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی روحانی نسبتوں

سے باریاب ہیں: ؏

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

حافظ محمد طاہر رضا:

لاہور

marfat.com

حمدِ باری تعالیٰ

اَلْحَمْدُ لِلْمُتَوَحِّدِ

بِجَلَالِهِ الْمُتَفَرِّدِ

وَ صَلٰوتُهٗ دَوْمًا عَلٰی

خَیْرِ الْاَنَامِ مُحَمَّدِ

(حضرت رضا بریلوی)

اس خُدائے یکتا کی حمد و ثنا

جو اپنے جلال میں یکتا و یگانہ ہے

تمام مخلوق میں سب سے اعلیٰ انسان محمد ﷺ پر خدا

کی رحمت ہمیشہ ہمیش نازل ہوتی رہے!

marfat.com

آئینہ جمالِ ضیائے مدینہ :

تنویر	تحریر	صفحہ
انتسابِ جمیل		۳
	باری تعالیٰ — حمد	۴
فضائل مدینہ منورہ	حضرت الحاج ابوالفضل محمد نصر اللہ صاحب نوری بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ	۹
نشانِ منزل	حافظ طاہر رضا لاہور	۱۹
عشق و محبت کی تربیت گاہ	علامہ الحاج محمد ابراہیم خوشتر صدیقی مدظلہ (مارشش) افریقہ	۳۳
ضیاء الملت کی دو اہم باتیں	علامہ الحاج بدر القادری مدظلہ (ہالینڈ)	۴۲
عظیم روحانی پیشوا۔	الحاج پیر بہاء الدین سہروردی ہاشمی، مریدکے	۴۹
آخر میری درخواست نے	الحاج محمد مقبول احمد قادری ضیائی مدظلہ لاہور	
شرفِ باریابی پالیا !		۵۷
شمع محمدی کے پروانوں کا مرکز	الحاج صوفی نواب الدین چشتی گولڑوی (لاہور)	۶۰
مینارۂ نور	علامہ محمد عبدالستار خاں نیازی مدظلہ (میانوالی)	۶۷
دل کا سرور	علامہ الحاج مفتی جمیل احمد نعیمی مدظلہ (کراچی)	۷۱
نعمت عظمیٰ	الحاج صوفی محمد محبوب الٰہی رضوی مدظلہ (چونیاں)	۷۵
ایک عارف باللہ	الحاج خواجہ رضی حیدر مدظلہ (کراچی)	۷۸
ایک متواضع شخصیت	علامہ الحاج محمد منشا تابش قصوری مدظلہ (مریدکے)	۸۲
نعمتِ غیر مترقبہ	علامہ الحاج مفتی اطہر نعیمی مدظلہ (کراچی)	۹۷

marfat.com

تنویر	تحریر	صفحہ
مرکزِ عشاق	شیخ المشائخ الحاج میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہٗ شرقپور شریف	۱۰۱
پیکرِ اخلاقِ کریمانہ	الحاج خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی مجددی مدظلہٗ (پشاور)	۱۰۲
میلاد : روحانی غذا	علامہ الحاج فیض احمد اویسی مدظلہٗ (بہاولپور)	۱۰۵
اسمِ اعظم	مولانا الحاج محمد منظور احمد فیضی مدظلہٗ (احمد پور شرقیہ)	۱۰۷
شہبازِ حقیقت	علامہ الحاج محمد عبداللہ اشرفی قادری (قصور)	۱۱۰
مالکِ ثانی	الحاج بشیر حسین ناظم مدظلہٗ (اسلام آباد)	۱۱۳
میزبانِ مہمانانِ رسول ﷺ	علامہ الحاج شیخ القرآن غلام علی اشرفی قادری (اوکاڑہ)	۱۲۱
قطبِ بلد النبی ﷺ	مولانا اصغر علی چشتی لاہور	۱۲۴
فقیہِ اعظم کے قرب میں	پروفیسر خلیل احمد نوری مدظلہٗ (بصیر پور شریف)	۱۲۷
آفتابِ علم و حکمت	علامہ الحاج سید محمد محفوظ الحق شاہ مدظلہٗ (بوریوالہ)	۱۲۹
پیکرِ شفقت و محبت	الحاج صوفی محمد عاشق قادری فیضوی مدظلہٗ (بھلت)	۱۳۴
سیدی مدنی حضرت کرمانوالہ کی نظر میں	مفتی غلام سرور قادری مدظلہٗ (لاہور)	۱۳۸
علم و روحانیت کے مرقع	سید ارشاد عارف شاہ صاحب لاہور	۱۴۱
جذبہ صادق	الحاج جلال الدین قادری مدظلہٗ (کھاریاں)	۱۴۵
سچے عاشقِ رسول ﷺ	مولانا الحاج محمد صادق قادری (لاہور)	۱۴۷
شگفتہ مزاج	علامہ الحاج کوکب نورانی صاحب مدظلہٗ کراچی	۱۵۱
بوئے یار می آید	الحاج مفتی مظفر احمد قادری مدظلہٗ (داتا گنج بدایوں)	۱۵۴
بڑے لوگ بڑی باتیں	علامہ نور احمد قادری مدظلہٗ (اسلام آباد)	۱۵۵
انکی باتیں یاد رہیں گی	الحاج مرزا شکور بیگ حیدرآبادی (حیدرآباد دکن)	۱۶۱
ضیاء المشائخ	الحاج الحافظ شجاع الدین قادری ضیائی (بھلت)	۱۷۰

marfat.com

تنویر	تحریر	صفحہ
دیدہ ور	الحاج نواب مشتاق خان علیہ الرحمۃ (لاہور)	۱۷۷
فضلِ ربِ قدیر	الحاج صوفی محمد خوشحال میاں قادری رحمہ اللہ تعالیٰ (مظفر گڑھ)	۱۸۴
دو پیشگوئیاں	الحاج سکندر لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ (کراچی)	۱۸۵
جمالِ حقیقت	علامہ قمر نیرانی صاحب (پنوانہ) سیالکوٹ	۱۹۱
پیکرِ سنت	علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ لاہور	۱۹۳
ضیائے دین	علامہ الحاج محمد علی نقشبندی علیہ الرحمۃ لاہور	۱۹۵
پیرِ کامل	مولانا الحاج محمد الیاس قادری ضیائی (کراچی)	۲۰۱
قطبِ مدینہ	علامہ الحاج قاری مصلح الدین قادری علیہ الرحمۃ (کراچی)	۲۰۹
ضیائے مدینہ	علامہ الحاج لطیف احمد چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ (کامونکے)	۲۱۵
عقیدت کا رشتہ	صاحبِ تفسیر ضیاء القرآن الحاج پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ تعالیٰ (بھیرہ شریف)	۲۱۹
تذکارِ حبیلہ	الحاج ملک شیر محمد اعوان رحمہ اللہ تعالیٰ، کالا باغ	۲۲۲
عیدی مل گئی	علامہ الحاج محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ، کراچی	۲۲۶
غائبانہ عقیدت	الحاج مفتی خلیل احمد اشرفی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ، لاہور	۲۲۸
عظیم مقدر	علامہ الحاج سید محمد زبیر احمد شاہ (عکال) علیہ الرحمۃ	۲۲۹
ولیِ کامل	پیر طریقت الحاج پیر محمد علی شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (کرمانوالہ شریف)	۲۳۲
منبعِ فیض و برکات	علامہ الحاج غلام رسول گوہر نقشبندی جماعتی علیہ الرحمۃ (قصور)	۲۳۳
مرکزِ عشاق	پیر طریقت الحاج صوفی محمد فاروق رحمانی چشتی علیہ الرحمۃ (کراچی)	۲۳۵
انوار ہی انوار	علامہ الحاج کوثر نیازی صاحب مرحوم (سرگودھا)	۲۳۹
ضیاء المشائخ	مولانا غلام نبی جانباز (لاہور)	۲۴۱

marfat.com

تنویر	تحریر	صفحہ
خلافت عظمیٰ	علامہ الحاج ابو داؤد محمد صادق صاحب رضوی مدظلہ گوجرانوالہ	۲۵۳
مفتی اعظم ہند سے عقیدت	الحاج میاں زبیر احمد قادری ضیائی زید مجدہٗ (لاہور)	
سچے عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	علامہ مظفر اقبال مصطفوی مدظلہ (لاہور)	
پُرکیف سماں	پروفیسر شاہ فرید الحق (کراچی)	۲۵۵
سیرتِ قطبِ مدینہ	محترم خلیل احمد رانا (جہانیاں منڈی)	۲۵۷
اساتذہ کرام	〃 〃 〃 〃 〃	۲۰۵
شیوخ طریقت	〃 〃 〃 〃 〃	
علامہ شیخ یوسف النبہانی رحمۃ اللہ علیہ	علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری (لاہور)	۳۲۶
اقوالِ ضیاء	〃 〃 〃 〃 〃	۳۳۸
خلفاء کرام	محترم جناب خلیل احمد رانا (جہانیاں منڈی)	۳۳۹
سفرِ آخرت	محترم جناب خلیل احمد رانا (جہانیاں منڈی)	۳۴۲
اشتہار چہلم شریف		
قطعاتِ تاریخ وصال و تاریخی مکتوب		۳۴۸
مناقب		۳۵۲
دستاویز محبت	مکتوباتِ گرانمایہ	۳۸۳
شجرہ طریقت		۳۹۹
تاریخی خطاب	علامہ فضل رحمان مدنی کا خطبہ صدارت رسی کانفرنس مریدکے	۴۰۱
علامہ الحکیم سیالکوٹی	محترم جناب اسد نظامی (جہانیاں منڈی)	۴۱۲
ذیلے صحافت	مختلف رسائل و اخبارات کے تاثرات	۴۱۵
پاک و ہند حجاز میں چند مشائخ کرام	جناب محمد صدیق فانی صاحب (خانیوال)	۴۴۱
واقعات میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم	مولانا الحاج محمد منشا تابش قصوری (مریدکے)	۴۶۳
دعائے خاص	حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ	۵۰۹
سلام بہ بارگاہ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم	حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ	۵۱۱

marfat.com

فضائلِ مدینہ منورہ

قرآنِ کریم پارہ ساتواں سورہ الانعام کی ایک آیہ کریمہ ہے:

وَاِذَا جاءك الذين يؤمنون بآياتنا فقل سلام عليكم كتب ربكم علىٰ نفسه الرحمة انه من عمل منكم سوءً بجهالة ثم تاب من بعده واصلح فانه غفور رحيم ہ

ارشادِ خداوندی ہے کہ اے پیارے محبوب! ہماری آیتوں کے ساتھ ایمان لانے والے جب آپ کے پاس حاضر ہوں تو آپ انہیں فرما دیجئے: سلامٌ علیکم۔

یہ حکم کتنے عرصے کے لیے ہے۔ یہاں سالوں، مہینوں کی تخصیص نہیں جس طرح باقی قرآن پاک قیامت تک کے لیے ہے۔ یہ آیت بھی قیامت تک کے لیے ہے۔

پہلی کتابیں مخصوص وقت کے لیے ہوتی تھیں۔ جب ان کا وقت پورا ہوتا۔ اللہ تعالےٰ نیا رسول مبعوث فرماتا اس پر جدید کتاب یا احکام نازل فرماتا۔ پیارے محبوب جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور قرآن کریم رب العالمین کی آخری کتاب ہے۔ قیامت تک اس کے احکام نافذ ہیں۔

یہاں آپ لوگوں کے ذہن میں یہ اشکال پیدا ہو سکتا ہے کہ حاضری آپ کے مزار پُرانوار پر ہے براہ راست آپ کے پاس نہیں اور جاءوکَ سے ظاہر ہے کہ آپ کی ظاہری حیات میں آپ کے پاس آئیں تو جواب یہ ہے کہ روضۂ اقدس پر حاضری سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضری ہے۔ یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا مکبہ مصنف ابنِ عساکر میں حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور

marfat.com

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ زَارَ قَبْرِیْ بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی "یعنی میرے وصال کے بعد جس نے میری قبر کی زیارت کی تو گویا اس نے میری ظاہری حیات میں میری زیارت کی۔"

سلام علیکم میں ایک یہ احتمال ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ سلام ہو تو یہ بڑی دولت ہے کہ ایماندار سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہوتا ہے۔ آپ اسے سلام سے نوازتے ہیں اور دوسرا احتمال جو تفسیر کبیر، قرطبی، البحر المحیط، مظہری، روح المعانی جمل اور صاوی وغیرہم میں مذکور ہے: کہ یہ سلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا: میری آیتوں کے ساتھ ایمان لانے والے قرآن کریم کے ماننے والے صدق دل سے کلمہ طیبہ " لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ " پڑھنے والے جب آپ کے پاس حاضر ہوں تو انہیں میری طرف سے سلام کہیں۔ حاضری تو ہے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں اور سلام ہے رب العالمین جل وعلا کی طرف سے۔ سبحان اللہ! وجہ یہ ہے کہ اس دربار میں حاضر ہونا درحقیقت خداوند قدوس کے پاس حاضر ہونا ہے۔ ؎

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر

میں اپنی طرف سے یہ بات نہیں کہہ رہا بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ومن یخرج من بیتہ مہاجرا الی اللہ ورسولہ

"اور جو اپنے گھر سے نکلے ہجرت کرنے والا۔ اللہ اور اس کے رسول کی طرف۔"

اللہ تعالیٰ مکان وزمان سے پاک ہے لوگ مدینہ منورہ پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرکے آتے تھے اسکو ہجرت الی اللہ شمار کیا گیا۔ معلوم ہوا رحمۃ للعالمین کی بارگاہِ جہاں پناہ میں حاضر ہونا رب العالمین کے پاس حاضر ہونا ہے۔ اس لیے جو یہاں حاضر ہوتا ہے اسے خداوند قدوس کا سلام ملتا ہے۔ حاضر ہونے والوں کے لیے صرف سلام ہی نہیں بلکہ کملی والے سرکارِ طیبہ سے ایک مژدۂ جانفزا بھی ملتا ہے کہ حاضر ہونے والوں کو بعد از سلام فرماتے ہیں: کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ " (اے زائرو!) تمہارے رب نے کرم فرما کر اپنے آپ پر رحمت کو فرض

marfat.com

کرلیا" سبحان اللہ! کتنا کرم ہے رب کریم کا کہ وہ غنی عن العالمین ہے اس پر ہماری طرح سے فرائض نہیں ہیں محض اپنے کرم اور اپنے فضلِ خاص سے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایمان و ایقان سے حاضرین کے لیے اپنے اوپر رحمت کو ضروری کرلیا۔ یہاں عقیدت و محبت سے آنے والوں کے لئے رحمت و برکات ہیں۔ تھوڑے کام پر بہت زیادہ ثواب عطا ہوتا ہے۔

بعض لوگ حساب لگانا شروع کر دیتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں ایک نیکی کے بدلے لاکھ نیکی کا ثواب اور یہاں ایک کے بدلے ہزار یا پچاس ہزار۔ بات دراصل یہ ہے کہ اس مبارک شہر کا کمال اپنے آپ نہیں، بلکہ پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی سکونت کے سبب ہے۔ تو جب آپ پہلے پہل تشریف لائے اس مبارک شہر کو یہ کمال حاصل ہوا۔ اس میں ایک نیکی کے عوض ہزار نیکی کا ثواب ہونے لگا۔ جب کچھ دیر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سکونت کو ہوئی تو اس خطہ مبارکہ کو مزید کمال عنایت ہوا کہ ایک نیکی کا صلہ پچاس ہزار نیکیاں ہوگئیں پھر رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا دریائے رحمت جوش میں آیا۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم شریف میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اللہ اللہ! پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اللہ تعالیٰ تو اپنے ولیوں غوثوں اور قطبوں کی دعا قبول فرماتا ہے اور اس سے بڑھ کر نبیوں اور رسولوں کی دعا قبول فرماتا ہے۔ تو بھلا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا وہ کیوں نہ قبول فرماتا۔ جبکہ ہر صاحب کمال ہر صاحب رتبہ کو جو کمال و رتبہ ملا سب آپ کی طفیل ہے۔ کمالِ ظاہری، کمالِ باطنی، کوئی خزانہ، کوئی علم جس کسی کو ملا آپ کے وسیلہ جلیلہ اور آپ کے ہاتھ سے ملا۔ حدیث پاک میں ہے: انما انا قاسم واللہ یعطی "میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے" آپ کیا تقسیم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کیا دیتا ہے بیان نہ کرنا تعیم پر دلالت کرتا ہے کہ جس کسی کو جو ملا اللہ تعالیٰ کی عطا اور اسکے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم سے ملا۔ تو آپ کی دعا ضرور مستجاب ہے۔ یہی نہیں آپکی تو خواہش کے مطابق رب العالمین کام فرماتا ہے"

میں خود نہیں کہہ رہا بلکہ مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث موجود ہے کہ تمام ایمانداروں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

marfat.com

ان ربک یسارع فی ہواک

بے شک آپکا رب آپکی خواہش بہت جلدی پوری فرماتا ہے۔

یہاں قریب ہی مسجد قبلتین ہے۔ آپ میں سے بہت سے حضرات نے اس کی زیارت کی ہے اور باقی بھی زیارت کر سکتے ہیں۔ قریب ہی ہے پہلے قبلہ بیت المقدس تھا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں کہ کعبہ معظمہ قبلہ بنے۔ مسجد قبلتین میں نماز پڑھا رہے ہیں۔ بار بار آسمان کی طرف دیکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالےٰ میری خواہش پوری فرماتا ہے۔ تبدیلی قبلہ کا شوق غالب ہو گیا ہے۔ لہٰذا اب اللہ تعالیٰ تبدیل فرما دے گا۔ چنانچہ ابھی نماز میں ہی ہیں کہ وحیِ الٰہی نازل ہوئی۔ "قد نقلب وجہک فی السماء" اے محبوب ہم نے آپکے چہرے کو آسمان کی طرف بار بار اُٹھتے دیکھا!

اللہ اللہ! دنیا میں بہت حسن و جمال والے ہوئے، بہت خوبصورت و خوبرو ہوئے مگر انہیں دیکھنے والے انسان ہیں۔ پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کا یہ عالم ہے کہ خود رب العالمین آپ کے رُخِ انور کو دیکھتا ہے، اور بار بار دیکھتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے انک باعیننا۔ اے پیارے تو ہر وقت ہمارے سامنے ہے۔ کوئی چیز اللہ تعالےٰ سے پوشیدہ نہیں مگر یہ "باعیننا" فرمانا خصوصیت پر دال ہے۔ نیز ارشاد فرمایا: الذی یراک حین تقوم و تقلبک فی الساجدین۔ وہ جو آپکو دیکھتا رہتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں اور جب آپ نمازیوں میں چلتے پھرتے ہیں۔

ہاں تو فرمایا: فلنولینک قبلۃ "پس ہم آپکو ایک قبلہ کی طرف متوجہ کریں گے۔ عربی دان جانتے ہیں۔ "قبلۃ" نکرہ ہے غیر معین ہے۔ اب یہ غیر معین کیسے معین ہوگا۔ فرمایا "ترضاہا" جسے آپ پسند فرماتے ہیں۔ وہی ہم آپکے لئے قبلہ بنا دیں گے۔

اب چونکہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ آپ کا پسندیدہ قبلہ کعبہ ہے لہٰذا اسی وقت حکم دیا: "فول وجہک شطر المسجد الحرام" آپ اپنے چہرے کو مسجد حرام کی طرف پھیر لیں!"

چنانچہ آپ نماز کے دوران ہی کعبہ شریف کی طرف متوجہ ہو گئے۔ دل میں خواہش پہلے

marfat.com

آئی ہے ۔زبان پر دُعا بعد میں آتی ہے ۔جب اللہ تعالیٰ آپ کی خواہش کو جلدی پورا فرماتا ہے تو آپ کی دُعا کیوں کر رد ہو سکتی ہے ۔ تمام مسلمانوں کو یقین ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا منظور و مقبول ہے ۔

میں بیان کر رہا تھا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم شریف میں ہے کہ محبوبِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی ، اللّٰھم اجعل بالمدینۃ ضعفی ماجعلت بمکۃ من البرکۃ " اے اللہ ! مدینہ منورہ میں دوگنی برکت دے ۔ اس سے جو تو نے مکہ مکرمہ میں برکت رکھی ہے "

مکہ مکرمہ کی برکت کیا ہے ایک نیکی کے بدلے لاکھ نیکی کا ثواب ملتا ہے ۔ آپ ایک نماز پڑھیں لاکھ نماز کا ثواب پائیں گے ۔ ایک روزہ کے بدلے لاکھ روزوں کا ، ایک ریال کے بدلے لاکھ ریالوں کا ثواب پائیں گے ۔ یہاں مدینہ منورہ میں پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا برکت سے آپ ایک نیکی کے بدلے دو لاکھ نیکیاں ، ایک نماز کے بدلے دو لاکھ نمازیں ، ایک روزہ کے عوض دو لاکھ روزے ایک ریال کے صلہ میں دو لاکھ ریال خرچ کرنے کا ثواب پائیں گے ۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ ثواب ملتا ہے "

میں عرض کر رہا تھا کہ مدینہ منورہ کے کمالات جو بھی ہیں ، وہ صاحبِ کمالات پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب ہی ہیں ، ورنہ آپ کی تشریف آوری سے قبل یہ جگہ وبا میں مشہور تھی ۔ وبا کی وجہ سے اس کا نام " یثرب " یعنی پریشانی تھا جب آپ تشریف لائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بخار آگیا ۔ اب اوقات تکلیف کے باعث وطن یاد آتا ۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیماری کی وجہ سے انہیں پوچھنے گئے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ کی محبت میں شعر پڑھ رہے تھے رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی :

" اللّٰھم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ او اشد حبا " یا اللہ ! ـــ مدینہ ہمارا محبوب بنا دے جیسے مکہ ہمارا محبوب ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ مدینہ منورہ کو محبوب بنا دے اگر " حُبِّبَ الیٰ " کہتے تو صرف ان کی اپنی بات ہوتی " حَبِّبَ الینا " فرما کر اپنی پیاری امت کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا ۔ اب

marfat.com

جو مسلمان مدینہ منورہ سے محبت کرے گا وہ "الینا" کے عموم میں داخل ہونے کی وجہ سے کرے گا جو بہت بڑی بشارت ہے۔ ساتھ ہی پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعا بھی فرما دی کہ یا اللہ اس جگہ کی وبا جحفہ منتقل فرما دے یہ تو پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ کی دُعا مقبول و منظور ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت مدینہ سے جحفہ کو جا رہی ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو یہ خواب سنایا اور اس کی یہ تعبیر فرمائی کہ مدینہ شریف کی وبا جحفہ منتقل ہو گئی۔ جحفہ میں یہودی آباد تھے اب وہی وبا والی جگہ (یثرب) پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے دارالشفا بن گئی۔ وبا اس طرح دُور ہو گئی کہ اب اسے "یثرب" کہنا ہی ناجائز ہو گیا۔ پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من سمی المدینۃ یثرب فلیستغفر اللہ ہی طابۃ ہی طابۃ"

جو مدینہ کا نام یثرب لے پس وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے۔ یہ "طابہ" ہے یہ "طابہ" ہے۔ اب اس کی مٹی بھی شفا بن گئی۔

حدیث پاک میں ہے۔

غبار المدینۃ شفاء من الجزام۔" مدینہ منورہ کا گرد و غبار "جذام" ایسی مرضوں کے لیے شفا ہے۔ دوسری حدیث شریف میں ہے۔

"والذی نفسی بیدہ ان تربتہا المؤمنۃ" و انہا شفاء من الجزام۔" قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ بے شک مدینہ کی مٹی ضرور ایمان دار ہے اور بے شک وہ جزام سے شفا ہے۔"

یوں تو ہر چیز خداوند قدوس کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے۔ کافر انسانوں جنوں کے سوا ہر چیز ایماندار ہے۔ مگر مدینہ منورہ کی مٹی کی کیا شان ہے جس کے ایمان کی خصوصی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہادت دیں۔ مدینہ منورہ تو اس قدر ایمان دار ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ہی ایمان رکھ دیا۔ قرآن کریم میں صحابہ کرام انصار علیہم الرضوان کی تعریف میں فرمایا:

marfat.com

"الذین تبوأ الدار والایمان۔" وہ لوگ جنہوں نے دار اور ایمان میں جگہ دی۔ انصار مدینہ شریف میں رہتے تھے۔ انصار نے مہاجرین کو مدینہ منورہ میں ٹھہرایا اور اللہ تعالےٰ نے مدینہ کا نام دار اور ایمان میں ٹھہرایا۔ معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ کا نام اللہ تعالیٰ نے ایمان رکھا ہے۔ "الم تکن ارض اللہ واسعۃ" میں سرزمین طیبہ کا نام "ارض اللہ" رکھا گیا۔ مدینہ منورہ کی زمین، اللہ، اللہ!

حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز تھے اور ایک قبر کھودی جارہی تھی تو ایک شخص نے جھانکا اور کہا بُری جگہ ہے یہ مومن کے لیٹنے کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بُری بات کہی تو نے" اس نے عرض کیا، یارسول اللہ! میں نے اس کا ارادہ نہیں کیا۔ میں تو اللہ کے راستہ جہاد کا ارادہ کیا ہے۔ یعنی اگر جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جاتا تو اس کے لیے اس موت سے بہتر تھا۔ آپ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں جہاد کی مثل نہیں۔ "ما علی الارض قطعۃ ہی احب الی ان یکون بہا منہا" آپ نے اس کلام مبارک کو تین مرتبہ ارشاد فرمایا: اس کا ترجمہ یہ ہے کہ زمین پر کوئی ٹکڑا ایسا نہیں جہاں میری قبر کا ہونا مجھے اس مدینہ منورہ سے زیادہ محبوب ہو۔" یعنی یہ بقعہ ہے جسے مدینہ کہا جاتا ہے، اپنی قبر کے لیے تمام روئے زمین سے زیادہ محبوب جانتا ہوں۔"

مدینہ منورہ کی یہ زمین تو خداوند قدوس کو بھی بہت پیاری ہے۔ صحیح مستدرک شریف میں ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی تو آپ نے یہ دعا فرمائی:

"اللّٰھم انک اخرجتنی من احب البقاع الی فاسکنی فی احب البقاع الیک"

اے اللہ بے شک میں تیرے حکم سے اپنے محبوب ترین (مکہ مکرمہ) سے نکلا ہوں۔ تو مجھے اس بقعہ میں سکونت دے جو تجھے سب سے زیادہ پیارا ہو۔"

اس حدیثِ پاک سے ثابت ہوا کہ پیارا مدینہ اللہ تعالےٰ کو تمام روئے زمین کے شہروں سے زیادہ پیارا ہے۔ ؎

marfat.com

خاکِ طیبہ از دو عالم بہتر است
خوشتر آں شہرے کہ در وے دلبر است

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے مکہ مکرمہ زیادہ پیارا تھا جب اللہ تعالیٰ کی مدینہ شریف سے محبت کو دیکھا تو آپ کو بھی مدینہ منورہ زیادہ محبوب ہوگیا اب تو اگر مکہ مکرمہ میں دو دو مسعود ہوتا ہے تو مسند امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق آپ دعا فرماتے ہیں :-

"اللّٰھم لا تجعل منایانا بمکۃ" "اے اللہ! ہماری موتیں مکہ مکرمہ نہ آئیں"

میں نے ابتداء جو آیۃ کریمہ پڑھی ہے اس میں حاضرین کے لیے تین امور کا ذکر ہے ایک سلام "علیکم" پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔ یا اللہ رب العالمین کی طرف سے سلام۔

دوسری وہ خوشخبری "جو کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ" میں مذکور ہے جس کی قدرے توضیح کر چکا ہوں۔

تیسری خوشخبری زائرین کو یہ عطا ہوتی ہے: انہ من عمل منکم سوءً بجہالۃ ثم تاب من بعدہ واصلاح فانہ غفور رحیم۔ یعنی بے شک تم سے جس نے نادانی میں کوئی برا کام کیا۔ پھر اس کے بعد اس نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی۔ پس بے شک وہی اللہ غفور رحیم ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری سے گناہ معاف ہو رہے ہیں توبہ کی مقبولیت کی بشارت سنائی جا رہی ہے۔

(حرم پاک میں کی گئی ایک تقریر)

شکریہ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور شمارہ مئی ۱۹۸۱ء

marfat.com

قصیدہ نعتیہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے

پہلے پانچ اشعار

یَا سَیِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُکَ قَاصِدًا اَرْجُوْ رِضَاکَ وَاحْتَمِیْ بِحِمَاکَ

اے سرداروں کے سردار میں خاص آپ ہی کا قصد کر کے حاضر ہُوا ہُوں۔ آپکی خُوشنودی کا طالب اور آپ کی حمایت کا اُمیدوار

وَاللّٰہِ یَا خَیْرَ الْخَلَائِقِ اِنَّ لِیْ قَلْبًا مَشُوْقًا لَا یَرُوْمُ سِوَاکَ

اے بہترین مخلُوق! خُدا کی قسم میرا قلب آپ ہی کا شیفتہ ہے اور آپکے سوا کسی کا ارادہ نہیں رکھتا

وَبِحَقِّ جَاہِکَ اِنَّنِیْ بِکَ مُغْرَمٌ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّنِیْ اَہْوَاکَ

آپکی عزت کی قسم مَیں آپ کا فریفتہ ہُوں اور خُدا جانتا ہے کہ مَیں آپ ہی سے پیار کرتا ہُوں

اَنْتَ الَّذِیْ لَوْلَاکَ مَا خُلِقَ امْرُءٌ کَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرٰی لَوْلَاکَ

آپ وُہ ہیں کہ اگر نہ ہوتے تو کوئی شخص نہ پیدا کیا جاتا بلکہ اگر آپ نہ ہوتے تو کُل کائنات ہی نہ ہوتی

اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُوْرِکَ الْبَدْرُ اکْتَسٰی وَالشَّمْسُ مُشْرِقَۃٌ بِنُوْرِ بَہَاکَ

آپ وُہ ہیں کہ آپ کے نُور سے چاند نے نُور حاصِل کیا اور سُورج روشن ہے آپ ہی کے جمال سے

marfat.com

اَلصُّبْحُ بَدَا مِنْ طَلْعَتِهٖ
صبح ظاہر ہوئی آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی پیشانی سے

وَالَّیْلُ دُجٰی مِنْ وَّفْرَتِهٖ
اور رات روشن ہوئی آپ کی زلفوں سے

فَاقَ الرُّسُلَا فَضْلًا وَّعُلَا
پیش دستی لے گئے پیغمبروں سے بزرگی و بندگی میں

اَهْدَی السُّبُلَا لِدَلَالَتِهٖ
سیدھے ہو گئے رستے آپ کے دکھانے سے

كَنْزُ الْكَرَمِ مَوْلَی النِّعَمِ
آپ خزانہ بخشش اور صاحب نعمت کے ہیں

هَادِی الْاُمَمِ لِشَرِیْعَتِهٖ
ہدایت دکھانے والے اُمت کے اپنی شریعت کیلئے

اَزْكَی النَّسَبِ اَعْلَی الْحَسَبِ
بہت پاکیزہ نسب والے بلند خاندانوں والے

كُلُّ الْعَرَبِ فِیْ خِدْمَتِهٖ
تمام عرب (جہاں) آپ کی خدمت میں ہیں

سَعَتِ الشَّجَرُ نَطَقَ الْحَجَرُ
دوڑے آئے درخت، کلام کی پتھروں نے

شَقَّ الْقَمَرُ بِاِشَارَتِهٖ
پھٹ گیا چاند ساتھ اشارے ان کے سے

جِبْرِیْلُ اَتٰی لَیْلَةَ اَسْرٰی
جبریل علیہ السلام آئے رات معراج میں

وَالرَّبُّ دَعٰی لِحَضْرَتِهٖ
اور پروردگار نے بُلایا ان کو اپنے سامنے

نَالَ الشَّرَفَا وَاللّٰهُ عَفَا
پہنچے بزرگیوں کو اور اللہ نے معاف کیے

عَنْ مَّا سَلَفَا مِنْ اُمَّتِهٖ
وہ گناہ جو ہوئے امت اُن کی سے

فَمُحَمَّدُنَا هُوَ سَیِّدُنَا
پس محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ سردار ہمارے ہیں

فَالْعِزُّ لَنَا لِاِجَابَتِهٖ
پس عزت ہے ہمارے لیے اُن کی مقبولیت سے

marfat.com

نشان منزل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ و علٰی آلک و اصحابک یا حبیب اللہ

○

چودھویں صدی ہجری میں عالم اسلام کی محبوب ترین علمی و روحانی شخصیت کی حیثیت سے بین الاسلامی سطح پر جس کی پہچان ہوئی وہ اعلی حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان قادری بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ خاص' عاشق حبیب کبریا' راس العلماء والاتقیاء حضرت الشیخ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قادری بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ستودہ صفات ہے' جنہوں نے اپنی قابل رشک زندگی کا مقصد وحید جنت البقیع کی خاک اقدس میں سمانا بنایا' اور پھر اس میں اعلی نمبروں پر کامیابی سے سرفراز ہوئے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ کی حیات مقدسہ پر بھرپور انداز میں کام کیا جائے تاکہ آپ کی پاکیزہ زندگی کے تمام گوشے واشگاف ہوں' میرا جہاں بھی جانا ہوا' احباء و رفقاء نے نسبت خاص ہونے کے باعث آپ کے احوال و آثار بڑی دلچسپی سے دریافت کرنے کے ساتھ ساتھ حسرت بھرے دل سے یہی آرزو کرتے پایا! کاش آپ پر کوئی مستند کتاب ہو جو ہماری زندگی میں عشق مصطفیٰ ﷺ کے چراغ روشن کرے۔

گو "قطب مدینہ" کے نام سے راقم السطور کی مرتب کردہ مختصر سی کتاب

marfat.com

نے دو بار طباعت سے آراستہ ہو کر خراج محبت حاصل کیا' نیز ایک ضخیم ترین کتاب "انوار قطب مدینہ" مکرم جناب خلیل احمد رانا زیدہ مجدہ کی مرتبہ چھپ کر اہل عقیدت و الفت کے ذوق کا سامان مہیا کر چکی ہے مگر عدم دستیابی کے باعث "ضیائے مدینہ" نے طباعت کا لباس پہنا' پیش نظر کتاب کا بنیادی ماخذ "انوار قطب مدینہ" ہے' جس سے بھرپور استفادہ کیا گیا۔

تاہم راقم' حضرت مولانا علامہ الحاج محمد منشا تابش قصوری مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور' خطیب جامع مسجد ظفریہ مرید کے' کا بے حد ممنون ہے جنہوں نے "ضیائے مدینہ" کے لئے جدید ترین مضامین اہل علم و قلم سے حاصل کر کے اس کتاب کے وزن و وقار میں خوب اضافہ کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ "انوار قطب مدینہ" کی ترتیب و تصحیح بھی موصوف ہی کی مرہون منت تھی مگر "تلک الایام نداولھا بین الناس' کے تحت انقلاب زمانہ نے محترم خلیل احمد رانا کو مرتب' ہونے کی سعادت سے نوازا۔ جب مقصد نیک اور ایک ہو تو ذاتیات کو علامہ قصوری صاحب آڑے نہیں آنے دیتے' یہ باتیں عارفان راز سے قطعاً" پوشیدہ نہیں تاہم یہاں بطور جملہ معترضہ حوالہ قرطاس ہوئیں۔

ناچیز ان کے شکریہ کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہے کہ اگر محترم المقام حضرت الحاج محمد مقبول احمد ضیائی قادری دامت برکاتہم کی شفقت و سرپرستی نہ ہوتی تو اس نعمت عظمیٰ سے شاد کام ہونے کا کبھی تصور بھی پیدا نہ ہوتا' جنہوں نے اپنی حیات مستعار کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مشن کو بین الاقوامی سطح پر متعارف کرانے کے لئے وقف کر رکھا ہے' جو رضا اکیڈمی لاہور کے بانی' رضا دار الاشاعت کے ناظم' جامع مسجد رضا کے امام و

marfat.com

خطیب' مدرسہ ضیاء السلام کے مہتمم' رضالائبریری کے لائبریرین اور رضاڈسپنسری کے چیئرمین ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت الشیخ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ و مرید خاص ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ اہل سنت و جماعت پر ہمیشہ قائم رکھے۔

آخر میں قارئین کرام سے التماس ہے' میری یہ کاوش حرف آخر نہیں' میں چاہتا ہوں ضیاء الملت علیہ الرحمتہ پر بہت کچھ لکھا اور شائع کیا جائے۔ اس سلسلہ میں اہل علم و قلم سے گزارش ہے حضرت والا شان پر اپنے رشحات مبارکہ سے نوازیئے' ان شاء اللہ العزیز ضیائے مدینہ جلد ثانی بھی شائع کی جائے گی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت ضیائے مدینہ علیہ الرحمہ کا صدقہ اس ترتیب کو قبولیت کا شرف مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین

بجاہ طہ ویس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ و بارک و سلم

فقط غلام غلامان احمد رضا

حافظ محمد طاہر رضا

لاہور

۲۸/۲/۹۸

marfat.com

منظوم ترجمہ درود تاج شریف

صد صلوٰۃ وسلام اور درود و نعم ہوں محمد پہ اے قادرِ ذو الکرم
تاج والے ہیں، معراج والے ہیں وہ، اُن کا مرکب براق، اُن کا رحمت علم
اُن سے خالق بلا، اُن سے غائب دبا، وہ علاجِ مرض، وہ دوائے الم
اسم مکتوب، مرفوع، مشفوع ہے، لوحِ پر نور، پُر نقشِ نازِ قلم
جسمِ اقدس معطر، مطہر، منور سبھا، مہرِ صبحِ ازل یا چراغِ حرم
وہی شمس الضحیٰ، وہ ہی بدر الدجیٰ، وہ ہی صدر العلیٰ ابرِ جود و کرم
وہی نور الہدیٰ، وہ ہی کہف الورےٰ، وہ جمیل الشیم، وہ شفیع الامم

اُن کا عاصم خدا، ان کے خادم ملک، اُن کا مرکب براق، اُن کا اسرا سفر
منزلِ اعلیٰ ترین سدرۃ المنتہیٰ، قابِ قوسین کے قرب سے بہرہ ور

شرحِ قوسین مطلوب و مقصودِ جاں، قلبِ مشتاق انوارِ عرشِ بریں
سید المرسلین، خاتم الانبیاء، شافعِ مذنبیں، رافعِ اسفلیں
رحمتِ عالمیں، راحتِ عاشقیں، فرحتِ شائقیں، نیرِ عارفیں
رہبرِ سالکیں، ہادیٔ مومنیں، خضرِ راہِ یقیں، اوّلیں، آخریں
غمگسارِ یتیماں، محبِ غریباں، حبیبِ فقیراں، بہ نانِ جویں
سیدِ انس و جاں، صاحبِ دو کماں، سرورِ دو جہاں، دو جہاں کے شہ
ابنِ عبد اللہ، جدِ حسنین ابو القاسم اور نورِ حق بالیقیں!
ہیں حبیبِ خدا، ساری امت فدا، ان کے حسن و جمالِ جہاں تاب پر
ہاں کہو سب سلام و صلوٰۃ و درود اُن پہ اور اُن کی آل اور اصحاب پر

اصغر حسین خاں نظیر لودھیانوی

nfarat.com

فی نعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم

رشحاتِ فکر حضرت خواجہ حافظ محمد قمر الدین سیالوی رح

آں جملہ رسل ہادی برحق کہ گزشتند
آج تک جتنے سچے رسول گذرے ہیں
بر فضل تو اے ختم رسل دادہ گواہی
اے ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سب نے آپ کی بزرگی کی گواہی دی
تو باعث تکوین معاشی ومعادی!
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، دنیا وآخرت کی تکوین کا باعث آپ ہیں
اے عبدالہٗ ہست مسلّم بہ تو شاہی
اے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے، کونین کی شاہی آپکو بخشی گئی
عالم بہو اداریت از ہوش برفتہ
آپ کی محبت کے باعث سارا جہاں مدہوش ہے
آہو شدہ دریم وبصحرا شدہ ماہی
ہرن دریا میں چھلانگیں لگا رہا ہے، اور مچھلیاں صحرا میں بھاگ رہی ہیں
زآفاق پریدی وزافلاک گزشتی
آپ نے آفاق سے پرواز کی اور آسمانوں سے بھی آگے گذر گئے
درجاتک فی السدرۃ غیر المتناہی
آپکے درجات مقامِ سدرہ سے بھی آگے نکل گئے

marfat.com

امید بکرمت کہ مکارم سیم تُست

میں حضور کے کرم کا امیدوار ہوں اور کرم فرمانا آپکی پسندیدہ عادات میں سے ہے

من کیستم و چیست معاصی و تباہی

اس نوازش کے سامنے میری کیا حقیقت ہے میرے گناہوں کی کیا حیثیت ہے

آئیس نیم از فضل تو اے رُوح خُداوند

اے رحمت الٰہی! میں تیرے فضل و کرم سے مایوس نہیں ہوں

نظرے کہ رباید ز قمر رنج و سیاہی

ایک ایسی نظر فرمائیے جو قمر سے رنج و سیاہی دُور کر دے

marfat.com

نعت

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھِلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا

فیض ہے یا شہِ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسّس میں ہے دریا تیرا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

ترے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یا اس کے خلاف
ترے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسا تیرا

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

خوار و بیمار خطا وار گنہ گار ہوں میں
رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا

تو جو چاہے تو ابھی میل مرے دِل کے دُھلیں
کہ خُدا دِل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا

تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

موت سنتا ہوں ستم تلخ ہے زہرابۂ ناب
کون لا دے مجھے تلووں کا غالہ تیرا

تیرے صدقہ مجھے ایک بُوند مبہت ہے تری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

حرم و طیبہ و بغداد جدھر کیجے نگاہ
جوت پڑتی ہے تری نُور ہے چھنتا تیرا

تری سرکار میں لاتا ہے رضا اسکو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

marfat.com

نعت

کون کہتا ہے کہ زینت خُلد کی اچھی نہیں
لیکن اے دل فرقتِ کوئے نبی اچھی نہیں

رحم کی سرکار میں پرسش ہے ایسوں کی بہت
اے دِل اچھا ہے اگر حالت مری اچھی نہیں

تیرہ دِل کو جلوۂ ماہِ عرب درکار ہے
چودھویں کے چاند تیری چاندنی اچھی نہیں

کچھ خبر ہے میں بُرا ہوں کیسے اچھے کا بُرا
مجھ بُرے پر زاہد دلعنت زنی اچھی نہیں

اس گلی سے دُور رہ کر کیا مریں ہم کیا جئیں
آہ ایسی موت ایسی زندگی اچھی نہیں

اُن کے دَر کی بھیک چھوڑیں دی کیوں سلطنت
اُن کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

خاکِ اُن کے آستانے کی منگا دے چارہ گر
فکر کیا حالت اگر بیمار کی اچھی نہیں

سایۂ دیوارِ جاناں میں ہو بسترِ خاک پر!
آرزوئے تاج و تختِ خسروی اچھی نہیں

بارِ عصیاں کی تڑپتی سے ہوا ہوں جاں بلب
مجھ کو اچھا کیجئے حالت مری اچھی نہیں

ذرۂ طیبہ کی طلعت کے مقابل اے قمر
گھٹتی بڑھتی چار دن کی چاندنی اچھی نہیں

موسمِ گل کیوں دکھائے جاتے ہیں یہ سبز باغ
دشتِ طیبہ جائیں گے ہم رہزنی اچھی نہیں

بیکسوں پر مہرباں ہے رحمتِ بیکس نواز
کون کہتا ہے ہماری بیکسی اچھی نہیں

بندۂ سرکار ہو پھر خدا کی بندگی!
ورنہ اے بندے خدا کی بندگی اچھی نہیں

روسیہ ہوں منہ اُجالا کر دے اے طیبہ کے چاند
اس اندھیرے پاکھ کی یہ تیرگی اچھی نہیں

خارہائے دشتِ طیبہ چبھ گئے دِل میں مرے
عارضِ گُل کی بہارِ عارضی اچھی نہیں

صبحِ محشر چونک اے دِل جلوۂ محبوب دیکھ
نُور کا تڑکا ہے پیارے کالی اچھی نہیں

اُن کے در پر موت آجائے تو جی جاؤں حسنؔ
اُن کے در سے دُور رہ کر زندگی اچھی نہیں

مولانا حسن رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ

marfat.com

نعت

عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ
کہ سب جنتیں ہیں نثارِ مدینہ

مُبارک رہے عندلیبو تمہیں گل
ہمیں گل سے بہتر ہے خارِ مدینہ

بناشہ نشیں خسروِ دوجہاں کا
بیاں کیا ہو عزّ و وقارِ مدینہ

مری خاک یارب نہ برباد جائے
پسِ مرگ کر دے غبارِ مدینہ

رگِ گُل کی جب نازکی دیکھتا ہوں
مجھے یاد آتے ہیں خارِ مدینہ

ملائک لگاتے ہیں آنکھوں میں اپنی
شب و روز خاکِ مزارِ مدینہ

جدھر دیکھئے باغِ جنّت کھلا ہے
نظر میں ہیں نقش و نگارِ مدینہ

رہیں ان کے جلوے بسیں اُنکے جلوے
مرا دِل بنے یادگارِ مدینہ

حرم ہے اُسے ساحتِ ہر دو عالم
جو دِل ہو چکا ہے شکارِ مدینہ

دو عالم میں بٹتا ہے صدقہ یہاں کا
ہمیں اِک نہیں ریزہ خوارِ مدینہ

بنا آسمان منزلِ ابنِ مریم
گئے لامکاں تا جدارِ مدینہ

مرادِ دِلِ بُلبلِ بے نوا ہے
خُدایا دکھادے بہارِ مدینہ

شرف جن سے حاصل ہوا انبیاء کو
وہی ہیں حسنؔ افتخارِ مدینہ

marfat.com

نعت

سیر گلشن کون دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑکر
سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑکر

سرگزشتِ غم کہوں کس سے ترے ہوتے ہوئے
کس کے در پر جاؤں تیرا آستانہ چھوڑکر

بے تقاضائے یاراں کو چین آجاتا اگر
بار بار آتے نہ یوں جبریلِ سدرہ چھوڑکر

کون کہتا ہے دلِ بے مدعا ہے خوب چیز
میں تو کوڑی کو نہ لوں ان کی تمنا چھوڑکر

گر ہی جاؤں میں اگر اُس در کے جاؤں دو قدم
کیا بچے بیمارِ غم قربِ مسیحا چھوڑکر

کس تمنا پر جئیں یارب اسیرانِ قفس
آچکی بادِ صبا باغِ مدینہ چھوڑکر

بخشوانا مجھ سے عاصی کا روا ہوگا کسے
کس کے دامن میں چھپوں دامن تمہارا چھوڑکر

خُلد کیسا نفس سرکش جاؤں گا طیبہ میں
بدچلن ہٹ کر کھڑا ہو مجھ سے رستہ چھوڑکر

ایسے جلوے پر کروں میں لاکھ حوروں کو نثار
کیا غرض کیوں جاؤں جنت کو مدینہ چھوڑکر

حشر میں ایک ایک کا منہ تکتے پھرتے ہیں عدد
آفتوں میں پھنس گئے ان کا سہارا چھوڑکر

مر کے جیتے ہیں جو اُن کے در پہ جاتے ہیں حسنؔ
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑکر

marfat.com

نعت

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

آبِ زمزم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں
آؤ جودِ شہ کوثر کا بھی دریا دیکھو

زیرِ میزاب ملے خوب کرم کے چھینٹے
ابرِ رحمت کا یہاں زور برسنا دیکھو

دھوم دیکھی ہے درِ کعبہ پہ بیتابوں کی!
ان کے مشتاقوں میں حسرت کا تڑپنا دیکھو

مثلِ پروانہ پھرا کرتے تھے جس شمع کے گرد
اپنی اس شمع کو پروانہ یہاں کا دیکھو

خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلافِ کعبہ
قصرِ محبوب کے پردے بھی جلوہ دیکھو

اوّلین خانۂ حق کی تو صفائیں دیکھیں
آخریں بیتِ نبی کا بھی تجلّا دیکھو

دھو چکا ظلمتِ دل بوسۂ سنگِ اسود
خاک بوسیٔ مدینہ کا بھی رتبہ دیکھو

کر چکی رفعتِ کعبہ پہ نظر پروازیں
ٹوپی اب تھام کے خاکِ درِ والا دیکھو

جمعۂ مکہ تھا عید اہلِ عبادت کے لیے
فجر مو آؤ یہاں عید دوشنبہ دیکھو

خوب مسعیٰ میں بامید صفا دوڑ لیے!
رہ جاناں کی صفا کا بھی تماشا دیکھو

غور سے سُن تو رضاؔ کعبے سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو

marfat.com

نعت النّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں فخر الدین کلال نامی ایک شخص نے مخبری کی، مولانا کفایت علی کافی گرفتار ہوئے۔ مولانا پر مختلف الزامات قائم ہوئے۔ معمولی ضابطہ کی کارروائی کے بعد پھانسی کا حکم ہوا، مولانا کافی یہ حکم سنتے ہی مسکرا اُٹھے، اور جب انکو پھانسی دینے کے لیے لے جایا گیا تو مولانا کافی نہایت بلند آواز سے اپنی تازہ تین غزل پڑھتے ہوئے تختہ دار کی طرف جا رہے تھے۔

کوئی گُل باقی رہے گا نے چمن رہ جائے گا
پر رسول اللہ کا دینِ حسن رہ جائے گا

ہم صفیرو باغ میں ہے کوئی دم کا چہچہا
بُلبلیں اُڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا

اطلس و کمخواب کی پوشاک پر نازاں نہ ہو
اس تنِ بے جان پر خاکی کفن رہ جائے گا

نام شاہانِ جہاں مٹ جائیں گے لیکن یہاں
حشر تک نام و نشاں پنجتن رہ جائے گا

جو پڑھے گا صاحبِ لولاک کے اوپر درود
آگ سے محفوظ اس کا تن بدن رہ جائے گا

سب فنا ہو جائیں گے کافی ولیکن حشر تک
نعت حضرت کا زبانوں پر سخن رہ جائے گا[1]

---

[1] امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی الملفوظ حصہ دوم میں اس غزل کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (کافی)

marfat.com

کروں تا کُجا انتظارِ مدینہ

مُعطّر مُعطّر دیارِ مدینہ • منوّر منوّر جوارِ مدینہ
دو عالم نہ کیوں ہوں نثارِ مدینہ • ہیں محبوبِ ربّ تا جدارِ مدینہ
فضائے ریاضِ جناں دیکھتا ہوں • نظر میں ہیں باغ و بہارِ مدینہ
ابوبکر و فاروق و عثمان و حیدر • فدائی ءِ نبی چار یارِ مدینہ
دکھا دو مجھے اپنا شہرِ مبارک • میرے تاجور، شہریارِ مدینہ
مجھے سبزِ گنبد کا دیدار بخشیں • میں دیکھوں جمالِ دیارِ مدینہ
کبھی ہو طوافِ حرم مجھ کو حاصل • کبھی دیکھوں جا کر مزارِ مدینہ
پہنچ جاؤں یارب وہاں جیتے جی میں • کروں تا کُجا انتظارِ مدینہ

رضاؔ و ضیاؔ کا ہے یہ فیضِ تابشؔ
کہ تو بھی ہے مدحت نگارِ مدینہ

مولانا محمد منشا تابشؔ قصوری

marfat.com

کروں تا کُجا انتظارِ مدینہ

مُعطّر مُعطّر دیارِ مدینہ • منوّر منوّر جوارِ مدینہ
دو عالم نہ کیوں ہوں نثارِ مدینہ • ہیں محبوبِ ربّ تا جدارِ مدینہ
فضائے ریاضِ جناں دیکھتا ہوں • نظر میں ہیں باغ و بہارِ مدینہ
ابوبکر و فاروق و عثمان و حیدر • فدائی ءِ نبی چار یارِ مدینہ
دکھا دو مجھے اپنا شہرِ مبارک • میرے تاجور، شہریارِ مدینہ
مجھے سبزِ گنبد کا دیدار بخشیں • میں دیکھوں جمالِ دیارِ مدینہ
کبھی ہو طوافِ حرم مجھ کو حاصل • کبھی دیکھوں جا کر مزارِ مدینہ
پہنچ جاؤں یارب وہاں جیتے جی میں • کروں تا کُجا انتظارِ مدینہ

رضاؔ و ضیاؔ کا ہے یہ فیضِ تابشؔ
کہ تو بھی ہے مدحت نگارِ مدینہ

مولانا محمد منشا تابشؔ قصوری

marfat.com

اِستغاثہ

میری بربادبستی کو بسادو یارسول اللہ
کنارے پر میری کشتی لگادو یارسول اللہ

پریشاں حال ہوں لِلّٰہ نگاہِ لُطف ہوجائے
سُنو آہ وفغاں غم کو مِٹادو یارسول اللہ

یہ نظریں آپکے دیدار کی طالب ہیں مُدت سے
رُخِ پُرنور سے پردہ اُٹھادو یارسول اللہ

مری تقدیر بن جائے مری قسمت سنور جائے
مریضانِ محبت میں بٹھادو یارسول اللہ

رحیم بےکساں تُم ہو حکیم دردمنداں ہو
طبیبِ مرضِ عصیاں ہو دوا دو یارسول اللہ

مرا مسکن مدینہ ہو مرا مدفن مدینہ ہو
مرا سینہ مدینہ ہی بنادو یارسول اللہ

یہی ہے آرزوئے زندگی تابشؔ قصوری کی
دمِ آخر رُخِ زیبا دکھادو یارسول اللہ

محمد نشاط تابشؔ قصوری

marfat.com

عشق و محبت کی تربیت گاہ

سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے مشہور شیخ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی مدنی کے وصال پر ملال پر ہندو پاک کے مذہبی حلقہ میں ہنوز صف غم بچھی ہوئی ہے۔ حضرت موصوف کی سیرت سے متعلق یہ چند سطور ہدیہ ناظرین ہیں۔

حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری موضع کلاسوالا ضلع سیالکوٹ پنجاب متحدہ ہندوستان ۱۸۷۹ء / ۱۲۹۷ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ کا سال ولادت "یا غفور" (۱۲۹۷ھ / ۱۸۷۹ء) سے برآمد ہوتا ہے۔ آپ کے والد کا نام عبدالعظیم تھا۔ جد امجد سنی صحیح العقیدہ قادری بزرگ تھے۔ اس گھرانے کے جد اعلی کا نام قطب الدین قادری تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک پہنچتا ہے۔ اس لئے آپ کا خاندان رحمانی صدیقی کہلاتا ہے۔ آپ کا عہد طفلی تیرھویں صدی' ہجری کا اختتام تھا۔ آپ کی ذات الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کا مظہر تھی۔ جب کبھی لوگوں کے استفسار پر اپنے والد کا نام بادل نخواستہ لیتے تو فرما دیتے کہ میرے والد بدعقیدہ تھے اور بظاہر والد کی بدعقیدگی ان کے ترک وطن اور بغداد و مدینہ کی ہجرت کا سبب بنی۔

marfat.com

چودھویں صدی کا ہندوستان برطانوی ہندوستان تھا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں خانقاہوں' مدارس اور مساجد کے بعد ہندوستان میں تعلیم و تربیت اور صحت و خدمت کے نام پر مشنری ادارے' شفاخانے اور کالج جگہ جگہ قائم کئے جا رہے تھے۔ اسلامی فکر و نظر کو مسیحی سانچوں میں ڈھالا جا رہا تھا اور چودھویں صدی کا ہندوستان برطانوی اقتدار کے سایہ میں پروان چڑھ رہا تھا۔ دین و مذہب کے نام پر وہابی' نیچری' مرزائی جیسے فتنے انگریز کی پشت پناہی کر رہے تھے۔ ٹھیک اسی زمانے میں علمائے عاملین اپنے مواعظ حسنہ اور پرجوش تبلیغ سے جہاد باللسان فرما رہے تھے۔ انھیں ستودہ صفات علماء میں حضرت مولانا عبدالقادر بھیروی علیہ الرحمتہ بھی تھے جو بیگم شاہی مسجد لاہور میں احیاء حق و ابطال باطل کا فریضہ انجام دے رہے تھے۔ صاحب تذکرہ مولانا ضیاء الدین احمد نے درس نظامیہ کا آغاز اسی بیگم شاہی مسجد لاہور میں کیا اور حضرت بھیروی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ یہ مولانا کے علم و آگہی کی پہلی منزل تھی اور درس نظامیہ کا شاندار آغاز تھا مگر ذرہ ابھی دوا طلب تھا اور قطرہ قطرہ تشنہ و سمندر ذوق و شوق جادہ منزل ہوا۔ آپ نے پیلی بھیتی (یو پی) کی راہ لی۔ آپ کا جذبہ قال اللہ قال رسول (ﷺ) کی منزل تک لے آیا۔ دورہ حدیث شریف کے شب و روز میسر آئے تھے۔ محدث شہرہ آفاق' محدث سورتی کی خدمت میں آپ نے حدیث کی تکمیل کی۔ یہاں آپ کا قیام دو سال رہا۔

مکتب کی کرامت نے اپنا رنگ دکھایا۔ فکر و نظر کو شعور کا کمال میسر آیا۔ اب ضرورت تھی فیضان نظر کی۔ قدرت نے دستگیری کی۔ دل کی راہ بن گئی۔ ہر جمعرات کو مولانا پیلی بھیتی سے بریلی شریف حاضر ہوتے اور دن بھر صاحب فکر و

marfat.com

نظر اس صدی کے مجدد مولانا شاہ احمد رضا خان کی خدمت میں رہتے۔ نماز جمعہ انہی کی اقتداء میں ادا کرتے۔ یہ تھی ایک صاحب فیضان کی بارگاہ میں مولانا کی حاضری دل و نظر کی تربیت کے یادگار ایام' اور حضرت دستگیر غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت نے دستگیری فرمائی۔ آپ نے ۱۹۰۰ء / ۱۳۱۸ھ میں ہمیشہ کے لئے پنجاب کو چھوڑ دیا اور عشق و محبت کی آخری تربیت گاہ فیضان و عرفان کی دلکش منزل بغداد مقدس روانہ ہو گئے۔ حضرت مولانا جوار غوث الاعظم میں پہنچ کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ "ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما"۔ آپ کا مقدر بنا۔ آپ بغداد شریف میں نو سال ۶ ماہ مقیم رہے۔ آپ کے یہ ماہ و سال جذب و مستی میں گزرے۔ استغراق کا اس حد تک غلبہ رہا کہ جنون کے آثار پیدا ہو گئے۔ ایں ہمہ آپ سکر و محو کی منزلوں میں جان جاناں کے حضور محو جانانی رہے۔ تا آنکہ مرید نے مراد کی راہ پالی اور خود آگاہ خود آگاہ ہو گیا۔

انھی مبارک ایام میں ایک عارف کامل حضرت سید حسین الحسنی الکردی نے آپ کے حال پر کرم فرمایا۔ آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور آپ کو جذب و مستی کے عالم سے نکال کر عرفان کی منزل تک پہنچا دیا۔ حضرت کردی آپ کو اپنے ساتھ بستی چرچہ قلعہ کردستان لے آئے۔ یہاں آپ نے سید حسین کی خدمت میں ڈیڑھ سال قیام کیا۔ جذبہ عشق رسول ﷺ بیدار تھا اور وصال محبوب آپ کا مقدر۔ آپ نے روضہ رسول ﷺ پر حاضری کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت حسین الحسنی الکردی نے سامان سفر تیار کیا اور اپنی دعاؤں اور نصیحتوں کے ساتھ اس عاشق رسول ﷺ کو مدینہ الرسول ﷺ کے لئے رخصت کیا۔ اس طرح آپ کا جذبہ در جان سے جان جاناں اور منزل سے حال منزل تک لے آیا۔

marfat.com

آپ بغداد سے براستہ دمشق بذریعہ ریل ۱۹۱۵ء / ۱۳۲۷ھ میں مدینہ طیبہ پہنچ کر مقیم ہو گئے۔ بارگاہ رسالت ﷺ میں اہل دل اور ان کی رفاقت میسر آئی۔ انھی ایام میں آپ نے حافظ الحدیث سید احمد شمس المدنی سے بیضاوی شریف پڑھی۔ خود ارشاد فرمایا کہ حرمین میں' میں جس بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوتا وہ آپ کے کمال سادگی سے متاثر ہوتا۔ آپ کو سلاسل طریقت و فضیلت میں خلافت و اجازت سے نوازتا۔ یہ تھا آپ کا دور استفادہ جو شرط قابلیت داد است کے بالکل مطابق تھا۔ حضرت سیدی عبدالرحمٰن سراج مکی مفتی اعظم حنفیہ سے بھی آپ کو اجازت حاصل تھی۔ حضرت علی حسین اشرفی میاں جیلانی کچھوچھوی نے بھی آپ کو خلافت و اجازت سے مدینہ الرسول ﷺ میں نوازا تھا۔

آپ جس عہد میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے وہ حکومت ترکیہ کا عہد تھا۔ ہر طرف برکت کے آثار ظاہر تھے۔ اسلامی تقاریب بڑے اہتمام سے منائی جاتی تھیں۔ بعد از اذان صلوۃ و سلام کی صدائیں بلند ہوتیں۔ عام و خاص رسول مدنی تاجدار کی محبت میں مست و سرشار نظر آتے۔ ہر سال شہنشاہ دو عالم ﷺ کے گنبد مزار پر سبز غلاف چڑھایا جاتا اور اس غلاف کی تیاری میں مدینہ کی سادات شاہزادیون کی خدمات حاصل کی جاتیں اور ان کو اس خدمت کا نذرانہ ترک حکومت کی جانب سے پیش کیا جاتا۔ اس طرح سادات اکرام کی گزر اوقات کے لئے روزینہ فراہم کیا جاتا۔ حضرت مولانا موصوف مدینہ الرسول ﷺ کے ان شب و روز کو بڑی حسرت سے یاد فرماتے اور آبدیدہ ہوتے۔ یہ زمان برکت نشان ۱۹۱۴ء / ۱۳۳۴ھ تک رہا تا آنکہ نجدیوں نے خروج کیا اور سعودیوں کی حکومت

marfat.com

۱۹۲۵ء میں بر سر اقتدار آئی اور عہد ماضی کا یہ آفتاب اپنے نصف النہار پر پہنچ کر غروب ہو گیا۔

یہ مسلم ہے کہ جو فنا فی الرسول ہوتا ہے وہ فنا فی الشیخ بھی ہوتا ہے۔ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد اپنے شیخ کامل امام احمد رضا کے ہاتھ ۱۳۳۴ھ میں اپنے زمانہ قیام پیلی بھیتی میں بک چکے تھے۔ ہاں بیعت اصلاحی کی تکمیل ابھی باقی تھی۔ مولانا نے ایک خواب دیکھا۔ قلب صافی نے یہ تعبیر دی کہ امام البریلوی کی زندگی کا یہ آخری سال ہے۔ اللہ اللہ جس ذات ولی صفات نے ۱۳۲۷ھ سے ۱۳۳۹ھ تک مدینہ طیبہ سے سوائے حج کے باہر نکلنا گوارہ نہ تھا۔ اب اس نے اپنے شیخ کامل کی آخری ملاقات کے لئے بریلی شریف کے سفر وسیلہ ظفر کا قصد کر لیا۔ یہاں ۱۹۲۰ء / ۱۳۳۹ھ میں پہنچ کر اعلی حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان کی بارگاہ میں ۶۲ روز حاضر رہے۔ بیعت و خلافت سے نوازے گئے۔ وہاں آپ کو شریعت و طریقت کا اک ساحل بیکراں نظر آیا۔ حضرت امام البریلوی کے شب و روز بھی دیکھے۔ عبادت ریاضت، تصنیف و تالیف کے محیر العقول مناظر بھی نظر آئے۔ احمد رضا کے پیکر میں اک کرامت مجسم اور استقامت مسلم تھا جو از عجم تا عرب اپنے فیضان کے دریا بہا رہا تھا۔

حج کے ایام قریب تھے۔ حضرت مرشد بریلوی نے اپنے مدنی خلیفہ کو دعاؤں کے ساتھ حجاز مقدس واپسی کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ابھی یہ مدینہ کا مسافر حج کے بعد مدینہ پہنچا تھا کہ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ میں بریلی شریف سے ٹیلی گرام آیا کہ اعلی حضرت بریلوی وصال فرما گئے۔

حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی نے وصال کی امید لئے اپنی

marfat.com

پوری زندگی مدینہ کی مجاورت میں گزار دی اور دوری گوارہ نہ کی۔ مریدین خلفاء' احباب و اعزہ عرب و عجم میں تشریف آوری کی دعوت دیتے۔ اور آپ یہ فرماتے کہ میرا آخری وقت ہے۔ میں مدینہ سے باہر جانا نہیں چاہتا کہیں موت نہ آ جائے۔ آپ کا مدینہ منورہ میں ۱۳۲۷ھ سے ۱۴۰۱ھ تک تادم واپسی ۷۴ سال تک قیام رہا۔

سادگی آپ کا شعار تھا۔ آپ کی صورت خدا یاد اور سیرت' سیرت رسول ﷺ کا مظہر تھی۔ سنت رسول ﷺ کی اتباع میں بکریاں بھی پالیں۔ اس کے دودھ سے مہمانان رسول ﷺ کی ضیافت فرماتے۔ حجاج و زائرین کا ٹھکانا آپ کا گھر تھا۔ آپ کی ذات قادری رضوی جلوہ گاہ تھی۔ آپ کا دولت کدہ قادری خانقاہ تھا۔ آپ خود شہرہ آفاق قادری شیخ تھے۔ عرب و عجم میں آپ کے مریدین اور خلفاء کی تعداد ہزاروں ہے۔ آپ کا اصل مشغلہ حب رسول ﷺ کی دولت جمیل نعمت رسول ﷺ تھا۔ آپ کی ہر مجلس مجلس نعت ہوتی اور ہر محفل یاد خدا و ذکر رسول ﷺ سے آباد ہوتی۔ آپ کی بارگاہ میں عرب و عجم کے ہر علاقہ کے لوگ آتے۔ مجلس نعت میں شریک ہوتے۔ ہندی' حجازی' ترکی' شامی' مصری' ایرانی' سوڈانی' کردی سب اپنی اپنی زبان میں نعت رسول ﷺ پڑھتے۔ تو ایسا معلوم ہوتا کہ سارا عالم نعت خواں ہے اور آپ کی حب رسول ﷺ کی دنیائے جمیل صرف نعت سے آباد ہے۔ آپ سب سے دو زانو نعت سنتے' اشکبار ہوتے' مرحبا مرحبا فرماتے۔ سبحان اللہ صلی علیٰ کی گونج میں روتے۔ اپنے شیخ کامل امام البریلوی کے مجموعہ نعت حدائق بخشش سے خصوصاً "۱۰/ ۱۰ نعت شریف سنتے۔ "مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" کی گونج میں آپ کا قادری دولت کدہ حدائق بخشش

marfat.com

معلوم ہوتا۔ اٹھتے بیٹھتے اسی کے اشعار آپ کی زبان پر اور اپنی خلوت و جلوت بارگاہ رسول ﷺ میں حاضری' احباب کی ملاقات اور خلوص و محبت کے اظہار کے وقت اپنے شیخ کامل امام احمد رضا خان قادری کے اشعار سے کام لیتے۔ مختصر یہ کہ آپ کی خلوت و جلوت کا آغاز و انجام نعت رسول ﷺ پر ہوتا۔ اختتام پر عام لنگر تقسیم ہوتا۔ مہمانان رسول ﷺ آپ کے مہمان ہوتے۔ صبح کا ناشتہ ہو یا دوپہر کا کھانا ہر آنے والے کو اصرارا" شریک فرماتے۔ رات کی مجلس میں نعت کا عالم ہی کچھ اور ہوتا۔ پھر صلوۃ و سلام اور دعا کے بعد تقسیم لنگر دربار عالی کا بڑا دلنواز منظر تھا جو روزانہ دیکھنے میں آتا۔ کیف و سرور کی مجلس میں شرکت کرنے والے "ایک بار دیکھا ہے دوسری بار دیکھنے کی ہوس" دلوں میں لے کر رخصت ہوتے۔

آپ مصنف نہیں تھے مگر مصنفین آپ کے حضور اپنا تصنیفی مواد حاصل کرتے۔ آپ کی خدمت میں لال قال آتے اور مست حال ہو کر جاتے اور دونوں بقدر ظرف اپنا اپنا حصہ پاتے۔ عام و خاص آپ کو سیدی کہہ کر یاد کرتے۔ علمائے مدینہ آپ کا بڑا احترام کرتے۔ آپ سے ملنے وہ خود آتے اور آپ کو شیخ العلماء کہہ کر مخاطب کرتے۔ حضرت مبلغ اسلام مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی مدنی سے رشتہ مودت و اخوت تادم واپسیں تک رہا۔ حضرت صدیقی کے ایام علالت و رحلت میں آپ ان کے پاس ہی رہے اور اپنے فرزند گرامی مولانا فضل الرحمٰن قادری مدنی کو ان کی خدمت کے لئے مامور فرمایا۔ مولانا علی حسین البکری المدنی آپ کے محب' مخلص اور قدرداں تھے۔

آپ کی صحبت میں غرباء فقراء کو دیکھ کر سلف صالحین کی یاد تازہ ہوتی۔ تواضع اور انکسار تو آپ کا مزاج تھا۔ آپ کی خدمت میں جو بھی آتا حسب

marfat.com

مراتب اس کی پذیرائی فرماتے۔ آپ کا دروازہ اور دستر خوان عام ہوتا۔

مریدین مخلص کی اصلاح ہر وقت پیش نظر ہوتی۔ نماز پنج گانہ کی تاکید فرماتے۔ طہارت قلب و نظر کی تلقین کرتے۔ عقائد و اعمال کی تصحیح پر زور دیتے۔ مخلص علماء اہل محبت کی قدر کرتے۔ افتراق و انتشار سے ہمیشہ الگ رہنے کی تاکید فرماتے۔ ہر شخص کو اس کے فرائض کی انجام دہی کی ہدایت کرتے۔ صبر و شکر کے کلمات ہمیشہ آپ کی زبان پر ہوتے۔ آپ مدینہ الرسول ﷺ میں حضرت حسان کے نقش قدم پر امام بوصیری کی راہ پر گامزن اور حضرت جامی کا سرور' مست و سرشار اور اپنے شیخ کامل امام احمد رضا خان بریلوی کے مسلک کی یادگار تھے۔ طریقت کا ہر خانوادہ آپ سے مانوس تھا۔ آپ مذہب حق اہل السنت والجماعت کے اعلم العلماء شیخ المشائخ تھے۔ آپ نے اتباع سنت میں متاہلانہ زندگی بسر فرمائی۔ عبادت و ریاضت' سکر و محو کی منزلوں سے گزر کر ۵۴ سال کی عمر میں پہلا نکاح کیا۔ پھر پہلی اہلیہ محترمہ کی مفارقت کے بعد دوسرا نکاح بھی مدینہ ہی میں کیا۔ آپ کی باقیات صالحات میں آپ کے جانشین برحق مولانا فضل الرحمٰن قادری مدنی اور ایک صاحبزادی ہیں۔ آپ ہی کی پوتی حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی کی شریک حیات ہیں۔ مذکور الصدر بزرگوں کے علاوہ دوسرے بزرگوں سے بھی آپ کے تعلقات دیرینہ تھے۔ حضرت محدث علی پوری' پیر سید جماعت علی شاہ کا تو مدینہ منورہ میں قیام ہی آپ کے ہاں ہوتا۔ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان نوری بریلوی کی قدم بوسی اور دست بوسی میں سبقت فرماتے۔ اس بار حج کا ارادہ صرف اس لئے فرمایا کہ مرشد زادے حضرت مفتی اعظم ہند کے زیر سایہ عرفات میں قیام اور دعاؤں میں

marfat.com

شمولیت میسر آئے۔ مدینہ میں حضرت موصوف کے پاس ایک شخص مرید ہونے آیا تو آپ نے اس کو تنبیہہ فرمائی اور کہا کہ شہنشاہ کی موجودگی میں مجھ سے طالب ہو رہا ہے۔ پھر وہیں اپنے مرشد زادے سے اس کو بیعت کرایا۔ حضرت حافظ ملت حافظ عبدالعزیز محدث مبارکپوری، مفتی اعظم پاکستان مولانا ابوالبرکات محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد، حضرت مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن، حضرت مولانا عبدالغفور ہزاروی قدس سرہ العزیز اور علامہ سعید احمد کاظمی وغیرہم و علماء اہل سنت و مشائخ طریقت آپ کی خدمت میں ضرور آتے اور آپ سب کی پذیرائی فرماتے۔ آپ کا آستانہ ہر دور میں ایک بین الاقوامی پلیٹ فارم رہا جہاں عرب و عجم کے علماء عوام ایک دوسرے سے ملتے۔ قومی و ملی مسائل پر تبادلہ خیالات کرتے اور دین و ملت کے پیغام کو لے کر آپ کی دعاؤں کے ساتھ لوگ اپنے اپنے علاقہ میں نئے جوش، نئی امنگوں کے ساتھ درس و تدریس، وعظ و تلقین اور تصنیف و تالیف کے کاموں میں مشغول ہو جاتے۔ یہ تھا حضرت شیخ مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی کا عالمی فیضان اور یہ تھے مدینہ الرسول ﷺ میں ایک عاشق رسول ﷺ کے ایمان آفرین صبح و شام۔

marfat.com

ضیاءُ المِلّت کی دو اہم باتیں

قطب مدینہ حضرت علامہ مولانا الشاہ ضیاء الدین المدنی رحمتہ اللہ علیہ "مدینہ منورہ" میں برصغیر کے خوش عقیدہ سنی مسلمانوں کے مرجع عقیدت تھے۔ ۱۹۷۹ء میں ہالینڈ سے قافلہ حجاج کے ساتھ پہلی بار جب مجھے دیار پاک حرمین کی زیارت کا شرف نصیب ہوا۔ اس سفر میں مجھے حضرت والا کی محفل میں شرکت و حاضری کا موقع ملا۔ سبحان اللہ: حضرت ضیاء الملتہ رحمتہ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک کی ایک جھلک دینے کے ساتھ ہی دل میں ان کی عقیدت و محبت' ان کے فنافی اللہ اور فنافی الرسول ہونے کا یقین مضبوط ہونے لگتا تھا۔۔۔۔ وہ چہرہ بشرے سے بھی اللہ والے نظر آتے تھے۔ اور ان کا باطن کتنا اللہ والا تھا۔ ہم نے اس کی خبر اہل باطن سے بھی پائی۔ سچ ہے۔

مشک آنست کہ خود ببوید
نہ آنکہ عطار بگوید

کبر سن ہونے کے باوجود ان کی آنکھیں کسی خصوصی نور سے منور تھیں، جنھیں باسانی محسوس کیا جا سکتا تھا۔ رخسار اور پیشانی پر روحانیت کے جلوے جگمگ جگمگ کرتے تھے۔۔۔۔ اہل مدینہ کی سخاوت اور مہمان نوازی ضرب المثل ہے' ہم نے اس کے نمونے انہی کے دسترخوان پر دیکھے۔ ہر شام جب ڈھلتی اہل عقیدت و محبت مقیم و مسافر آپ کی ڈیوڑھی پر پہنچ جاتے۔ قدیم طرز کا نیچا سا

marfat.com

دروازہ جو ہمیشہ جھک کر رہنے والوں کا مسکن تھا۔ باب مجیدی کی گلی کے اندر ہر سائل اور حاجت مند کے لئے کھلا رہتا تھا۔ اسی نیچی ڈیوڑھی سے گزر کر داہنے ہاتھ کے حجرے میں امام احمد رضا فاضل بریلوی قدمت اسراھم کا وہ روحانی و عرفانی لخت جگر ستر سال سے زیادہ حضور سیدنا ابد قرار محمد رسول اللہ ﷺ کی پاک ڈیوڑھی کی دربانی کا فریضہ سرانجام دیتا رہا۔

دربار رسول ﷺ کی حاجت روائی

مجھے حضرت مولانا سید جلال الدین القادری حیدر آبادی نے حضرت ضیاء الملتہ علیہ الرحمتہ کا ایک اہم واقعہ موصوف کے شہزادے اور جانشین حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدنی قبلہ کے حوالے سے بتایا کہ ابتدائی دور میں حضرت ضیاء الملت نے نہایت عسرت اور تنگدسی کا وقت گزارا اور سرکار دو عالم ﷺ کی محبت کے امتحان میں کامیاب و کامران ہوئے۔ ان دنوں آپ یک و تنہا تھے۔ اور زیادہ تر وقت مسجد نبوی ﷺ شریف میں گزارتے تھے۔ لوگوں کو درس دیتے تھے مگر کسی سے کچھ لیتے نہیں تھے۔ انہی دنوں حکومت نے مسجد شریف کے مدرسین کی تنخواہوں کا انتظام کیا۔ حکومت کے اہل کاروں نے تمام مدرسین کی فہرست تیار کی اور ان کے متعلق کاغذی کاروائیاں مکمل کیں، مگر آپ نے اس سلسلہ میں کوئی کوشش نہیں کی، بلکہ اگر کسی مخلص نے آپ کی طرف سے تنخواہ کی کوشش کرنی بھی چاہی تو آپ نے سختی سے منع کر دیا اور اپنی اسی تنگدستی کے ساتھ حضور آقا و مولا ﷺ پر تکیہ کئے رہے۔

آپ کے قریبی احباب میں سے ایک بے تکلف دوست جو بذات خود

marfat.com

متمول اور خوشحال تھے۔ ان سے یہ حالات دیکھے نہ گئے۔ انھوں نے بضد ہو کر آپ کو اس بات پر مجبور کیا کہ اپنے لئے گھر کی ضرورت کے سامان مہیا کریں اور اپنی طرف سے ایک رقم آپ کو دی۔ آپ نے پوچھا میرے پاس اس قرض کی ادائیگی کا بظاہر کوئی ذریعہ نہیں۔ انہوں نے فرمایا ہو تو دے دیجئے گا نہ ہو تو میری طرف سے کوئی مطالبہ نہیں۔۔۔۔۔بہرحال اس طرح ان سے ملے ہوئے پیسوں سے آپ نے کچھ سامان خریدا۔ مگر دوسرے دن سارا سامان چوری ہو گیا۔ دوست کو معلوم ہوا تو انھوں نے دوبارہ پیسے دے کر سامان خریدا' دوبارہ پھر چوری ہو گئی اور سارا سامان چلا گیا۔ اسی طرح تین بار چوری کا واقعہ ہونے پر حضرت ضیاء الملتہ علیہ الرحمتہ اس دوست سے جا کر ملے اور اس سے قطع تعلق فرمالیا۔ اور کہا۔ "آج سے آپ نہ مجھ سے ملیں اور نہ میں آپ سے۔ خوامخواہ آپ نے مجھے قرض کے بوجھ تلے دبایا۔ جب قدرت کو یہ منظور نہیں ہے کہ یہ سب ہو تو آپ زبردستی میری ہمدردی کر کے مجھے زیر بار کیوں کرتے ہو۔ بس اب آج سے میری آپ کی دوستی ختم!"

حضرت ضیاء الملتہ یہ کہہ کر گھر تشریف لائے اور پھر حسب سابق تنگدستی اور فاقہ کشی کے ساتھ وقت گزارنے لگے۔ ایک روز کی بات ہے ایک باوقار شخص نے آپ کے دروازے پر دستک دی' دروازہ کھلا' سلام اور جواب ہوا سلام کے بعد پوچھا۔ کیا تمہیں روٹی پکانے کا ڈھنگ ہے۔ آپ نے کہا جی ہاں! نووارد شخصیت کے ہاتھ میں آٹے کی بھری ہوئی بوری اور گھی کا برتن تھا' آپ کو دیا اور فرمایا دو آدمیوں کے لئے روٹیاں تیار کرو' اور میرا انتظار کرو۔ ضیاء الملتہ رحمۃ اللہ علیہ نے روٹیاں تیار کر لیں اور تادیر انتظار کرتے رہے۔ مگر وہ نووارد

marfat.com

شخصیت پھر دوبارہ نہیں آئی۔ اسی اثناء میں غور کرتے کرتے حضرت ضیاء الملتہ کو اپنے اس دوست کا خیال آیا۔ آپ اس کے پاس گئے' سارا ماجرا سنایا اور اسے اپنے گھر لائے اور دیر بعد دونوں نے کھانا کھایا۔ آٹے کی بوری کو جب خالی کر کے آٹا ڈبوں میں منتقل کرنے لگے تو اس کے اندر سے ایک وزنی پوٹلی برآمد ہوئی جس میں دینار و درہم تھے۔

حضور سید عالم ﷺ کے اس مقرب دربان تک رزق اور دولت لے کر تشریف لانے والے وہ بزرگ کون تھے؟ یہ اس خانوادہ ضیائی کا راز ہے۔ دیکھئے حضور سرور عالم ﷺ قاسم نعم پر تکیہ کرنے والا کیسے نوازا جاتا ہے۔ امام اہل سنت کی زبان میں

تیری چوکھٹ پہ پلے غیر کی ٹھوکر میں نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے ٹکڑا تیرا

خصوصی دعا

حضرت ضیاء الملتہ علیہ الرحمتہ کی روحانی' ولایت اور عظمت کے واقعات مدینہ طیبہ کے ساکنین اور ان کے دربار میں حاضری دینے والے اہل فضل و کمال نے بیان فرمائے ہیں جو ان کے فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول ﷺ ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔ مجھ بے بضاعت کا یہ نصیبہ کہاں کہ ان بلندیوں تک رسائی پاتا اور کسی ایسے واقعہ کا ذکر کرتا۔ مگر "یار کے یاروں سے یاری" کی کشش کہیے یا خود حضرت ضیاء الملتہ علیہ الرحمتہ کی توجہ کہ مجھے بھی ان کی ولایت و کرامت کی یہ ایک دو قیمتی باتیں ان کے کسی محرم راز سے سن کر بیان کرنے کا

marfat.com

شرف ملا۔

راوی مذکور نے ہی بیان فرمایا کہ حضرت ضیاء الملتہ علیہ الرحمتہ کے خلف الرشید حضرت علامہ شاہ فضل الرحمٰن المدنی دام اللہ انوارہ' ریاض تشریف لائے اور چند روز میرے گھر پر قیام فرمایا۔ اس دوران مجھے حضرت سے کئی نجی سوالات کا موقع نصیب ہوا۔ اور حضرت کی کرم نوازی کہ انھوں نے بھی مجھے جواب باصواب سے نوازا۔ سید صاحب نے کہا مجھے یہ بات بزرگوں سے ملی تھی کہ ہر صاحب باطن اہل اللہ کی دعا اور مناجات کا کچھ خاص طریقہ ہوتا ہے۔ میں نے حضرت کے شہزادہ اور سجادہ نشین دامت برکاتہم کی خدمت میں ضیاء الملتہ علیہ الرحمتہ کی بابت یہی سوال رکھا کہ حضرت صاحب کا مخصوص انداز دعا کیا تھا۔ اس پر حضرت المدنی قبلہ نے فرمایا:

حضور والدی الکریم علیہ الرحمہ جب کسی مسئلہ میں خصوصی امداد کے طلبگار ہوتے تو داہنے ہاتھ سے بار بار اپنی ریش مبارک پر ہاتھ پھیرتے اور یہ بیت پڑھتے

مدد کر یا خدا وقت کرم ہے
تجھے روح محمد ﷺ کی قسم ہے (مفہوم)

مجھے نہیں معلوم کہ خانوادہ حضور ضیاء الملتہ علیہ الرحمتہ کی ان باتوں کو صفحہ قرطاس پر لا کر میں نے کوئی جرم کیا ہے۔ میں حضوری سیدی و سندی علامہ شاہ فضل الرحمٰن المدنی قبلہ خلف الرشید ضیاء الملتہ علیہ الرحمتہ کے الطاف کریمانہ اور اکرام خسروانہ سے امیدوار ہوں کہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے آپ کے' آپ کے والد گرامی کے اہل عقیدت و محبت کی تشنگی کا خیال کر کے میں نے یہ باتیں

marfat.com

لکھ دی ہیں۔ حضور والا مجھ تشنہ کرم کو ضرور معاف فرمادیں گے۔

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

پوسٹ بکس ۹۲

اپنے عظیم اور کریم والد ماجد کے کریم سپوت حضرت علامہ شاہ فضل الرحمٰن المدنی مدظلہ العالی آج بھی مدینہ طیبہ میں برصغیر ہند و پاک اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے لاکھوں اہل عقیدت کی آنکھوں کے تارے ہیں۔ ان پر کیسا خصوصی کرم ہے' آقا و مولا ﷺ کا کہ پورے "مدینہ طیبہ) میں حضور انور ﷺ کے نام پاک "محمد" (ﷺ) کے اعداد کا پوسٹ بکس نمبر "۹۲" حضرت کے نام ہے۔ اس سے ہم اہل عقیدت و ارادت یہ سمجھتے ہیں کہ آپ مدینہ طیبہ میں حضور ﷺ کے نمائندے' سفیر اور ان کے حضور ہمارا وسیلہ ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا
بول بالے میری سرکاروں کے

marfat.com

تاریخ ولادت

چمکا فلک فضل پر اک تازہ نور
اہل دل پانے لگے قلبی سرور
اے عقیدت کیشو! تم کو مژدہ ہو
تارخ میلاد ضیاء ہے "یا غفور"

۱۲۹۷ھ

تاریخ رحلت

قطب مدینہ' عارف صمدی
شیخ ضیاء الدین المدنی
پیرہ دار باب مجیدی
غرق مے حب مصطفوی (ﷺ)
چھپا تراب بقیع میں جا کر
بدر فلک بزم رضوی

۱۴۱۸ھ

مولانا خوشتر القادری قبلہ کے مستخرجہ مادوں کو فقیر بدر القادری نے اشعار کے خاکے میں لانے کی سعی کی۔

فقط بدر القادری

۲۷ صفر ۱۴۱۸ھ / ۲۷/۶/۹۷ء

marfat.com

عظیم روحانی پیشوا

پہلی مرتبہ کمسنی کے عالم میں مجھے اپنے والد ماجد الحاج پیر ظفر حسین ہاشمی سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ کی معیت میں حج و زیارت کی سعادت حاصل ہوئی۔ میری عمر تقریباً" اس وقت چار سال ہو گی' میرے نانا جان پیر احمد علی شاہ اور محترمہ نانی صاحبہ بھی ہمراہ تھے' ہمارے خاندان کا یہ مختصر سا قافلہ پہلی بار اس نعمت عظمیٰ سے باریاب ہو رہا تھا' مکہ مکرمہ میں معلم محمد اکبر مرحوم میرٹھ (بھارت) سے ہجرت کر کے دیار حرمین شریفین میں معلّمی کے فرائض انجام دے رہے تھے' چنانچہ والد ماجد مرحوم نے انہیں اپنا معلم منتخب کیا' اس وقت ان کا بیٹا عمر اکبر تقریباً" ۱۶' ۱۷ سال کا تھا' اور مستورات کو طواف وغیرہ وہی کراتا'

حج سے فراغت کے بعد جب ہم مدینہ منورہ کے لئے تیار ہوئے تو معلم محمد اکبر سے دریافت کیا کہ مدینہ پاک میں کسی اہم شخصیت کا پتہ دیں جن سے معاونت حاصل کر سکیں! مرحوم نے حضرت مولانا الحاج ضیاء الدین احمد قادری کا پتہ دیا' جب ہم بارگاہ رسالت ماب ﷺ میں باریاب ہونے کے بعد مولانا کے ایڈریس پر ان کے ہاں پہنچے تو آپ مسجد نبوی شریف میں بعد نماز عصر درس حدیث میں مصروف تھے' والد ماجد علیہ الرحمتہ نے موقع پا کر ملاقات کی تو آپ نے ہمیں اپنے مکان میں قیام کی پیش کش فرمائی' وہ یوں کہ آپ نے فرمایا' مدینہ طیبہ میں مکان کرایہ پر ہے یا کوئی اور انتظام ہے؟ والد ماجد نے کہا' کرایہ پر لیا

marfat.com

ہے' آپ نے فرمایا شاہ صاحب! آپ رسول کریم ﷺ کے مہمان ہیں اور مہمانوں سے کرایہ نہیں لیا جاتا لہٰذا آپ میرے مکان میں جو باب السلام کے بالکل متصل ہے وہاں فی سبیل اللہ قیام فرمائیں' اور رخصتی کے وقت آپ فی سبیل اللہ نذرانہ وغیرہ دے دیں' تاکہ مدینہ طیبہ کے رہنے والوں کی آپ اعانت کا ثواب حاصل کریں۔ اس طرح طرفین کو ثواب کی نعمت میسر ہو گی' اسی زمانے میں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہمارے تعلق کا آغاز ہوا' اور پھر قربت کی منزلیں اتنی بڑھیں کہ آج تک .فضلہ اللہ تعالیٰ گھریلو ماحول جاری ہے'

اس کے بعد بھی والد ماجد نے دو بار حج و زیارت کی سعادت پائی اور باقاعدگی سے مکہ مکرمہ میں معلم عمر اکبر کے ہاں اور مدینہ منورہ میں مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمتہ کے مکان پر رہائش پذیر رہتے۔

راقم السطور بعدہ' ۱۹۶۰ء میں حج و زیارت کے لئے پھر گیا' میرا بھی مستقل ٹھکانہ حضرت مولانا علیہ الرحمتہ کا گھر ہی بنا جو باب عمر اور باب المجیدی کے سامنے تھا' حضرت مولانا سے باضابطہ طور پر یہ میری پہلی ملاقات تھی کیونکہ پہلی مرتبہ تو کمسنی کے باعث کوئی بات بھی نہ کر پایا تھا' مگر یہ بھی ملاقات بڑی مختصر سی تھی کیونکہ صرف بارہ روز قیام رہا' اور میرا وقت زیادہ تر مسجد نبوی شریف میں گزرتا' تاہم رات کو میرا بستر حضرت مولانا اپنے بستر کے ساتھ ہی لگوا دیا کرتے تھے۔

۱۹۷۲ء میں دوسری بار حج و زیارت کا سفر نصیب ہوا' اس مرتبہ میری اہلیہ بھی رفیقہ سفر حج تھیں۔ بذریعہ بحری جہاز ماہ رمضان المبارک سے پہلے جانا

marfat.com

ہوا' عمرہ کی ادائیگی کے بعد مدینہ طیبہ گئے اور ماہ رمضان المبارک کی مقدس ساعتیں وہیں پر شروع ہوئیں۔

اس سال قمر الملت حضرت پیر سید حیدر حسین شاہ' نبیرہ امیر ملت حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری علیہما الرحمتہ بھی میرے ساتھ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمتہ کے کاشانہ اقدس میں قیام پذیر تھے' تین ماہ تک ہمیں آپ کے ہاں فیوض و برکات کے حصول کا موقع میسر آیا۔

روزانہ بعد نماز عشاء محفل نعت و میلاد مصطفیٰ علیہ التحیتہ والثناء منعقد ہوتی جو کافی رات تک جاری رہتی' نعت خوانی' اردو' پنجابی' عربی' فارسی اور دیگر زبانوں میں نعتیں پیش کرتے' حضرت جھوم جھوم جاتے' آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب امڈ آتا' آپ سچے عاشق رسول ﷺ تھے' نماز پنج گانہ کی ہر آنے والے کو تاکید فرماتے' درود شریف ہمیشہ ورد زبان رہتا' مجھے دلائل الخیرات شریف کی اجازت مرحمت فرمائی اور تاکید کی کہ ناغہ نہ ہونے پائے' الحمد للہ تعالیٰ تاحال بلاناغہ تلاوت کی سعادت نصیب ہے۔

حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمتہ فرمایا کرتے' میں کلاس والا ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوا' ابتدائی تعلیم جامع مسجد کلاس والا سے شروع کی' پھر جامعہ نعمانیہ نزد ٹکسالی دروازہ میں حضرت مولانا غلام قادر بھیروی رحمتہ اللہ سے علوم و فنون اسلامیہ پڑھتا رہا! عربی و فارسی پر عبور حاصل کیا' علوم حدیث کے لئے لاہور سے پیلی بھیت حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث عصر کی خدمت میں زانوئے تلمذ تہ کیا' پھر استاذ گرامی کی معیت میں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمتہ کے ہاں بریلی شریف حاضری دی اور ان کے دست حق پرست

marfat.com

پر بیعت کا شرف پایا' سلسلہ قادریہ برکاتیہ کی خلافت و اجازت کی سند سے نوازے گئے۔

بائیس سال کی عمر میں حضور سید غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے تو عرصہ دس سال تک وہی بسیرا کیا۔ یہاں کے فیوض و برکات کو خوب سمیٹا' پھر عشق مدینہ طیبہ کی بے تابی نے بغداد سے براستہ دمشق (شام) بارگاہ رحمت للعالمین ﷺ میں پہنچادیا'

حضرت مولانا ضیاالدین احمد مدنی علیہ الرحمتہ کا معمول تھا کہ صبح کی نماز کے بعد جائے نماز پر بیٹھ جاتے' ان کے پوتے چائے کی تھرماس بھر کر پاس رکھ دیتے' آپ ہر آنے والے کا اھلا" و سہلا" مرحبا" کے کلمات سے خیر مقدم کرتے اور اسی چائے سے سارا دن نوازتے رہتے'

اشراق کے بعد حضرت پیر سید حیدر حسین شاہ علی پوری علیہ الرحمتہ حاضر ہوتے تو ناشتہ لگ جاتا' اور اس دوران جو بھی کوئی صاحب آتے ناشتہ میں شریک کر لیتے' اسی طرح ظہر کے وقت دستر خوان بچھایا جاتا' اور پھر بعد نماز عشاء تو محفل نعت و میلاد مصطفیٰ ﷺ کا سلسلہ شروع ہوتا' اختتام پر لنگر تقسیم کیا جاتا۔ تمام شرکاء محفل خوب سیر ہو کر کھانا کھاتے' چائے سے لطف اٹھاتے' ہر آنے والے سے ایسے شفقت فرماتے کہ وہ محسوس کرتا حضرت کو مجھ سے ہی زیادہ محبت ہے' عموما" مجھے دوپہر کے وقت آپ کچھ اشعار لکھاتے' بطور تبرک ایک دو ملاحظہ ہوں۔

یا رسول اللہ ﷺ چہ باشد چوں سگ اصحاب کہف
داخل جنت شوم در زمرہ احباب تو

marfat.com

او رود جنت، ومن در جہنم، کے رواست
او سگ اصحاب کہف و من سگ اصحاب تو

○

ز شرع مصطفیٰ دارم نصیب دیں بعون اللہ
بہ دل تصدیق بوبکر و عمر دارم بحمد للہ
نثار حضرت عثمان نمایم جان خود، للہ
علی را دوست میدارم حسن را با حسیں، باللہ
بہ زین العلبدیں، باقر، بہ جعفر شاہ شیئا للہ

○

من از روز اول در عشق او سرمست و حیرانم
شد از نور محمد شعلہ در مصباح ایمانم
برائے آں غلام اہل بیت و شاہ جیلانم
بموسیٰ و رضا سوگند تقی راہم نقی دانم
غلام عسکرم باجاں عیاں مہدی بسم اللہ

لاہور سے میرے ایک رفیق سفر تھے، ٹیکسی لے کر ان کے ساتھ خیبر شریف کی زیارت کے لئے گئے۔ شام کو قدرے دیر سے آئے تو حضرت نے دریافت کیا، کہاں رہے، عرض کیا، کچھ احباب خیبر شریف جا رہے تھے۔ ان کے ہمراہ مسجد شمس میں نوافل ادا کر کے آئے ہیں۔

آپ فرمانے لگے جانا ہی تھا تو ابوا شریف جاتے جہاں حضور سید عالم ﷺ کی والدہ ماجدہ کا مزار شریف ہے، چنانچہ دوسرے ہی روز ابوا شریف حاضری دی۔

marfat.com

مزار اقدس پر چادریں چڑھائیں' پھولوں کے ٹوکرے ساتھ تھے۔ مزار شریف پر پھول ڈالے۔ ختم شریف پڑھا' ایصال ثواب کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے اجازت لی اور واپس مدینہ طیبہ آئے۔

آپ ۱۹۱۴ء میں مدینہ منورہ پہنچے تھے' اس وقت ترکوں کی حکومت تھی۔ ہر طرف برکت کے آثار تھے' اسلامی تقریبات بڑے اہتمام سے منعقد ہوتی تھیں' بعد از اذان صلوۃ و سلام پڑھا جاتا' ہر سال سرکار دو عالم ﷺ کے مزار اقدس پر غلاف چڑھایا جاتا' جسے نابالغ بچیاں تیار کرتی تھیں' حضرت ان ایام کو یاد کر کے حسرت و یاس سے آبدیدہ ہو جاتے'

۱۹۲۵ء میں سعودی حکومت نے مدینہ منورہ پر قبضہ کر لیا' اور صحابہ و اہل بیت کرام اور اولیاء عظام کے مزارات شہید کر دیئے' جن پر بڑے خوبصورت گنبد بنے ہوئے تھے' عجیب ظلم و ستم کا دور تھا' بلا جرم ہر ایک کو گرفتار کیا جاتا' ایسے ناگفتہ بہ حالات میں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمتہ نے اپنے گھر کے دروازے مقفل کرا دیئے اور خود تہ خانے میں کئی روز تک پناہ لئے رکھی' ایک روز اچانک دروازہ کھلا' آپ سمجھے سعودی آ گئے' مگر آنے والے نے بشارت دی اور کہا ضیاء الدین تم نہ گھبراؤ' حضور پرنور سید عالم ﷺ نے فرمایا ہے مسجد نبوی ﷺ میں آ جاؤ اور درود و سلام پڑھو' یہ کہتے ہی وہ شخصیت غائب ہو گئی۔

آپ نے حسب ارشاد وضو فرمایا اور مسجد نبوی شریف میں حاضر ہو کر دربار رسالت ماب میں سلام پیش کیا' اور پھر روزانہ حاضری دیتے سلام عرض کرتے مگر آپ کی طرف کوئی غلط نظر اٹھا کر نہ دیکھتا' آپ کو مدینہ طیبہ سے باہر

marfat.com

نکلنا قطعاً" گوارا نہ تھا' اس لئے سوائے حج کے کبھی آپ باہر نہیں گئے مبادا کہ مدینہ طیبہ کے وصال سے محروم نہ رہ جاؤں' چنانچہ آپ کی خواہش کے مطابق مدینہ طیبہ جنت البقیع میں ہی ہمیشہ و ہمیشہ رہنا مقدر ٹھہرا۔

۱۹۷۲ء کے بعد ۱۹۷۳' ۱۹۹۴ء میں بھی حج و زیارت سے شاد کام ہوتا رہا اور مسلسل حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضری رہی' علاوہ ازیں ہر ماہ رمضان المبارک میں عمرہ شریف کی سعادت سے بہرہ مند ہوتا رہا اور آپ کی صحبت سے خوب فیض یاب ہوا۔

۱۹۸۰ء کو ماہ رمضان المبارک میں حاضری ہوئی۔ آپ بہت کمزور ہو چکے تھے' میری آواز سے آپ نے پہچان لیا' تمام اہل و عیال کی خیریت دریافت فرمائی' حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدنی مدظلہ پاس ہی تشریف رکھتے تھے' میں نے اپنے لئے دعا طلب کی تو فرمانے لگے' دلائل الخیرات شریف تو پڑھتے ہو اس کے ساتھ حزب الاعظم کا وظیفہ بھی جاری کر لو! یہ میری آپ سے آخری ملاقات تھی۔ ۱۹۸۱ء کو آپ ۱۰۴ سال کی عمر شریف میں بروز جمعتہ المبارک دار فانی سے کوچ کر کے آپ کی روح' خالق حقیقی کے حضور پیش ہو گئی' (انا للہ و انا الیہ راجعون)

حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدنی علیہ الرحمتہ نے فون پر اطلاع دی کہ حضرت داغ مفارقت دے گئے ہیں' یہاں آپ کی روح پر فتوح کے ثواب کے لئے جامع مسجد ظفریہ مریدکے میں تقریب چہلم کا بڑے عمدہ طریقہ سے اہتمام کیا گیا' حضرت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب علی پوری علیہ الرحمتہ کی صدارت تھی' مولانا شاہ احمد نورانی اور کثیر علماء اہل سنت شریک محفل تھے' ہزاروں کا

marfat.com

اجتماع ہوا' جہاں تک ممکن تھا لنگر تقسیم کیا گیا' بہرحال آپ بہت بڑے روحانی پیشوا تھے' حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدنی مدظلہ نے اپنے والد ماجد علیہ الرحمتہ کے معمول میلاد مصطفیٰ ﷺ کو باقاعدہ جاری رکھا ہوا ہے' ہاں وہ مبارک جگہ جہاں حضرت نے تمام عمر محفل میلاد قائم کئے رکھی اب مسجد نبوی شریف کا حصہ بن چکی ہے' دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کے مدارج میں ترقی فرمائے اور ہمیں اپنی رحمتوں سے نوازا رہے (آمین)

marfat.com

میری درخواست نے شرفِ باریابی پالیا

اللہ تعالیٰ کا بے حد و عد شکر کہ جس نے اپنے محبوب کریم علیہ التحیہ والتسلیم کے وسیلہ جلیلہ سے فقیر کو ۱۹۷۲ء میں پہلی مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری کا شرف بخشا' یہ میری زندگی کا سب سے پہلا مبارک سفر تھا جو بحری جہاز سے طے ہوا' میری اہلیہ بھی رفیقہ سفرِ حج تھی'

عشق و محبت سے دل کچھ اس طرح لبریز تھا کہ اس کی کیفیت الفاظ میں بیان نہیں کی جا سکتی' بار بار یہ تصور ابھرتا! حج کعبہ' اور پھر رحمتہ للعالمین ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کیا واقعی ہم اس سعادت سے نوازے جا رہے ہیں؟

ہاں ہاں! ہم بعافیت سمندر کی لہروں سے ساحل جدہ پر اترے اور خدا کا شکر ادا کیا کہ ہم سرزمین مقدس کے ذروں کو چوم رہے ہیں' جدہ مقدسہ سے مکہ مکرمہ والہانہ انداز میں پہنچے' خدا کا گھر دیکھا' طواف کعبہ سے شاد کام ہوئے' مقام ابراہیم پر سجدہ ریز ہونے کا شرف پایا' صفا و مروہ پر عالم وجد میں سعی نصیب ہوئی اور پھر اعزا و رفقاء کی ہمراہی میں حج کے فرائض عظمیٰ سے فارغ ہوئے' ہمارے لئے ابھی چالیس دن حجاز مقدس میں قیام کے لئے محفوظ تھے'

جس مہربان کی وساطت سے حج کعبہ کی نعمت سے سرفراز ہوئے اسی کے ذریعہ حضور پرنور سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری میسر ہوئی' اور یہ چالیس دن مدینہ منورہ کے لئے خاص ہوئے'

مدینہ منورہ میں حضور سید عالم ﷺ کے علاوہ ہماری کسی سے کوئی شناسائی نہیں تھی' ہاں آپ ﷺ کی کرم نوازی سے میرے قدیم رفیق و محسن

marfat.com

جناب محمد عارف قادری لاہوری مدینہ طیبہ میں مقیم تھے' انہیں تلاش کیا۔

ایک دن میں نے اپنے دوست سے قادری سلسلہ میں بیعت کی سعادت حاصل کرنے کا ذکر کیا اور کہا کہ کوئی ایسی ہستی میسر آئے جو مسلک رضا کی پابند ہو' وہ کہنے لگے "یہ کون سی بڑی بات ہے۔ آپ ریاض الجنہ میں جالیوں کے قریب بیٹھتے ہیں' وہیں سے اس سلسلہ میں ایک درخواست حضور پرنور ﷺ کی خدمت میں پیش کرو! بات بن جائے گی"۔

چنانچہ میں نے سید عالم محسن اعظم ﷺ کی خدمت میں تحریری درخواست جالی مبارک سے روضہ مقدسہ کے اندر ڈال دی' اس وقت قریب بیٹھنے کی ممانعت نہیں تھی'

جب میں درخواست گزار چکا تو مجھے سکون کا جھونکا محسوس ہوا اور دل پکار رہا تھا کہ کام بن جائے گا۔ بعد نماز عشاء گھر آ رہا تھا' اہلیہ محترمہ ساتھ تھیں کہ محترم جناب محمد عارف قادری ضیائی صاحب سے ملاقات ہو گئی۔ موصوف کے ساتھ ایک بزرگ شخصیت بھی تھی' بڑی محبت سے ملے' اس بزرگ ہستی کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا' یہ ہیں مجاہد ملت مولانا محمد حبیب الرحمٰن صاحب رئیس اڑیسہ (بھارت) آپ کو ہر سال یہاں کی حاضری میسر ہے۔

محترم جناب محمد عارف ضیائی صاحب کہنے لگے ہم قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کے ہاں محفل میلاد النبی ﷺ کے فیوض و برکات حاصل کرنے جا رہے ہیں' بس یہ سنتے ہی دل نے کہا۔ "تمہاری درخواست نے باریابی کا شرف پالیا"۔ وہیں پر میں نے بیعت کی سعادت

marfat.com

حاصل کرنے کا اظہار کر دیا' جناب قادری صاحب نے کھجوریں خریدیں اور پھر قادری صاحب نے ہم دونوں (میاں بیوی) کو حضرت مجاہد ملت کی وساطت سے قطب مدینہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس طرح ہمیں پہلے حج اور مدینہ طیبہ میں پہلی حاضری سے ہی روحانی زندگی کے لئے مرشد کامل نصیب ہوا'

دل کی مراد بر آئی اور یوں سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی نسبت سے شاد کام ہوا' یومیہ محفل میلاد النبی ﷺ کا انعقاد حضرت قطب مدینہ کا معمول تھا' تیں محافل میں ہمیں بھی شمولیت کی نعمت نصیب ہوئی' دس محرم الحرام کا سالانہ ختم بھی آپ ہی کے آستانہ پر حاصل ہوا جو میری زندگی کی عظیم یادگار ہے۔ آخر کار ہماری واپسی کی تاریخ آ پہنچی' حضور ﷺ سے ظاہری رخصت کی اجازت طلب کی گئی۔ بعد' ہ آپ کی خصوصی اور مقبول دعاؤں کے طفیل بار بار حج و عمرہ اور زیارت حرمین شریفین کی سعادت حاصل ہو رہی ہے' اور کرم ہی کرم ہے۔

ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے
ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

marfat.com

شمعِ مدحتی کے پروانوں کا مرکز

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

"وہ بوڑھا مومن بہت ہی خوش نصیب ہے جس نے
طویل عمر پائی اور عمل نیک کئے"۔

تو اس ہستی کے کیا کہنے جس نے عمر ۱۰۷ سال پائی۔ ساری زندگی باعمل اور عشق رسول کریم (ﷺ) میں گزاری۔ میری مراد اس سے قطب الاقطاب حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین احمد ضیاء قادری نور اللہ مرقدہ ہیں' جن کے عشق رسول کریم (ﷺ) کا یہ عالم کہ اپنا آبائی وطن چھوڑ کر گنبد خضریٰ کے سایہ تلے اپنی بقیہ تمام عمر گزار دی اور عمر کے آخری دس سال تو مدینہ طیبہ سے باہر پاؤں اس نیت سے نہ رکھا مبادا کہ باہر موت نہ آجائے اور آپ کی یہ خواہش بھی پوری ہوئی اور آپ کا جنازہ باب الرحمتہ سے مسجد نبوی (ﷺ) میں لایا گیا اور محراب النبی ﷺ کے پاس ریاض الجنتہ میں پڑھا گیا اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا اور قبر کے لئے جگہ سیدہ بتول حضرت فاطمتہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قدموں میں دو تین میٹر کے فاصلہ پر ملی۔

آپ کا جنازہ بڑی دھوم دھام سے نکلا۔ تمام راستے میں ذکر الٰہی بلند آواز سے ہوتا رہا۔ آپ کے جنازہ میں اہل مدینہ کے علاوہ مکہ معظمہ' ترکی' شامی' عراقی' پاکستانی' ہندوستانی' ملایا' جاوا' سماٹرا' مصر اور بخارا سب نے شرکت کی اور دعائے مغفرت میں شامل ہوئے۔

آپ کے ہاں ہر روز محفل نعت کا انعقاد ہوتا۔ محافل میلاد النبی ﷺ

marfat.com

باقاعدگی سے ہوتیں۔ ذینی مجالس بھی ہوتیں جن میں علماء کرام شریک ہوتے اور روحانی مجالس بھی ہوتیں جن میں مشائخ عظام شرکت فرماتے۔ دنیا بھر کے علماء و مشائخ خصوصاً" پاک و ہند کے اکابر و اصاغر آپ کی بارگاہ عالیہ حاضری کو باعث صد افتخار سمجھتے۔

جیسا کہ انوار قطب مدینہ ص ۴۷۵ کے ۲۳ ستمبر ۱۹۷۶ء کے خط سے ظاہر ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ کا بے پایاں کرم و احسان ہے کہ عین القریٰ مدینہ منورہ میں عاجز کا فقیر خانہ شمع محمدی ﷺ کے پروانوں کا مرکز بنا ہوا ہے۔ چار دانگ عالم سے اور خصوصاً" ہندوستان اور پاکستان کے مشائخ و علماء اہل سنت جب کبھی مدینہ منورہ حاضر دربار سید المرسلین ﷺ ہوئے، فقیر کے ہاں محافل نعت میں ضرور تشریف لاتے۔ میرے پیرو مرشد اعلی حضرت فاضل بریلوی مجدد ماۃ حاضرہ رحمتہ اللہ علیہ کی اس عاجز پر غائت درجہ عنایت و توجہ روحی ہے کہ آج تک ذکر سید المرسلین شہنشاہ کون و مکاں سردار انبیا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مجتبیٰ ﷺ برابر فقیر خانے پر جاری ہے۔ اولیاء اللہ جو ان کے چمن کے پھول ہیں۔ ان پھولوں کی بہار ریاض جنت مدینہ منورہ میں دیکھنے کے قابل ہے۔ اور الحمد اللہ فقیر کو ان کی خدمت کا بہت اچھا موقع ملتا ہے۔

مدینے کی سی شادابی نہیں گلزار رضواں میں

marfat.com

ہزاروں جنتیں آ کر بجی ہیں کوئے جاناں میں

جو بزرگان دین یہاں آئے ان میں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ نقشبندی محدث علی پوری علیہ الرحمتہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں کہ وہ ۲۲ حج متواتر فقیر خانے پر جلوہ فرماتے رہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ

"حسب دستور سابق امسال بھی فقیر کے زیر اہتمام محبوب رحمانی نے ایک عظیم الشان جشن عید میلاد النبی ﷺ منعقد کر دیا' جس کی نظیر فی زمانہ کم ملتی ہے' راقم الحروف کو بھی سن ۱۹۵۶ء۔ ۱۹۶۲ء اور ۱۹۶۴ء میں جب حاضری دربار رسول اللہ ﷺ کا موقع نصیب ہوا تو قطب الاقطاب حضرت خواجہ ضیاء الدین صاحب مہاجر مدنی کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ پہلی بار سن چھپن میں محدث اعظم حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے شرف یابی ہوئی۔ ہوا یوں کہ نو ذی الحجہ کی صبح کو فقیر پر تقصیر اور حاجی محمد محبوب الٰہی ایک ہوٹل میں چائے پینے کے لئے آئے تو وہاں محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ساتھ مولانا محمد معین شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی ہوٹل میں چائے پی رہے تھے اور سورج نکلنے کا انتظار فرما رہے تھے۔ سورج نکلنے کے بعد ہم عرفات کے لئے پیدل روانہ ہوئے تو راستے میں محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "جب مدینہ منورہ جاؤ تو حضرت خواجہ ضیاء الدین صاحب کو ضرور ملنا اور انہوں نے مولانا شافعی صاحب سے فرمایا کہ ان کو خواجہ صاحب کے گھر کا پتہ لکھ دو"۔ اس طرح آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور آپ کو اسم بامسمی پایا۔ آپ نے بکری کے دودھ سے چائے بنوا کر نوازا۔ دوسری بار سن ۱۹۶۴ء میں بیس جون بروز بدھ حاضر ہو کر شرف قدم بوسی حاصل کیا۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک پچاسی برس ہو چکی تھی' اس کے باوجود صحت

marfat.com

اچھی تھی۔ حسب معمول بکری کے دودھ کی چائے سے نوازا اور بہت سے پند و نصائح اور علمی و روحانی گفتگو سے محظوظ کیا۔ اور آپ نے حضرت سید پیر مہر علی شاہ قدس سرہ گولڑہ شریف کی بہت تعریف فرمائی اور فرمایا کہ میں اکثر آپ کے درس تصوف میں حاضر ہوتا رہا ہوں۔ آپ کامل صوفی اور عالم باعمل تھے۔ ایسے انسان دنیا میں بہت کم ملتے ہیں۔ آپ نے پیر و مرشد حضور قبلہ سید غلام محی الدین المعروف بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی بہت تعریف فرمائی اور فرمایا وہ جبھی مدینہ منورہ آتے تین چار بار مجھے ملنے آتے۔ دوران گفتگو فرمایا کہ فرمان مصطفیٰ ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی رکھنا سنت رسول ﷺ ہی نہیں بلکہ درجہ واجب رکھتی ہے کیونکہ ایک دفعہ وفد یہود آپ کی خدمت اقدس میں سفارت کے کاغذات لے کر حاضر خدمت ہوا۔ ان کی لیس بڑھی ہوئی تھیں اور داڑھی چھوٹی۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف سے دو دفعہ منہ پھیر لیا۔ تیسری دفعہ فرمایا۔ تم لوگوں نے یہ شکل کیسی بنا رکھی ہے۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ یہ ہمارے رب یعنی بادشاہ کا حکم ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی ریش مبارک پر ہاتھ پھیر کر فرمایا مجھے تو میرے رب نے ایسی داڑھی رکھنے کو کہا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ داڑھی رکھنا اللہ عزوجل کا حکم ہے۔

آپ نے کنز الایمان تفسیر صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف فرمائی۔ میں نے عرض کیا حضور بندہ ناچیز بھی اسی سے تلاوت کرتا ہے اور وہ اب بھی میرے پاس موجود ہے۔ اگر حکم ہو تو حاضر خدمت کر دوں۔ فرمایا ضرور اور ملتے رہنے کو کہا۔ اگلے روز حرم نبوی میں جناب نورانی صاحب سے ملاقات ہو گئی جو کئی سال سے حج و زیارت کے لئے آتے ہیں۔

marfat.com

اس سے اگلے روز بائیس جون بروز جمعہ صبح سویرے جنت البقیع کی زیارت کے بعد حضرت خواجہ ضیاء الدین صاحب کی خدمت عالیہ میں پھر حاضر ہوا اور کنز الایمان کا نسخہ پیش کیا جسے وصول کر کے بہت خوش ہوئے۔ آپ نے چائے سے نوازا اور فرمایا کہ یہاں بہت سے مستحق لوگ صدقات و خیرات سے محروم رہ جاتے ہیں اور غیر مستحق غنی ہو رہے ہیں جن کا پیشہ ہی مانگنا ہے۔ چنانچہ بندہ نے وہ بیس ریال جو صدقہ کے لئے رکھے ہوئے تھے آپ کی خدمت میں پیش کئے اور عرض کیا کہ یہ کسی مستحق کو آپ اپنے دست مبارک سے دے دیں جو قبول کر لیا گیا۔

اس سے اگلے روز یعنی تیئس جون بروز ہفتہ صبح سویرے پھر حاضر ہوا۔ وہاں حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کی بھی ملاقات ہوئی جو پانچ سالہ پاسپورٹ پر ہر سال بغداد شریف سے ہو کر آیا کرتے ہیں۔ بندہ ناچیز نے ہر دو حضرات سے دعائے خیر کرائی اور خواجہ صاحب سے عرض کیا کہ بندہ ناچیز کو دعاؤں میں یاد رکھنا۔ فرمایا خط کے ذریعہ یاد کراتے رہا کرو۔ ایسے تو نام یاد نہیں رہتے۔ یہ بندہ کی اس سال کی آخری ملاقات تھی۔ واپسی پر خواجہ صاحب کی خدمت کتاب "شان مصطفیٰ (پیکر رحمت و پیکر نور) تصنیف لطیف جناب شیر محمد ترمذی مرحوم" پیش کی۔ چند مقامات سے مطالعہ فرما کر فرمایا بہت عمدہ کتاب ہے اور اپنے پاس رکھ لی۔

۱۹۶۴ء کو جب مدینہ منورہ حاضری کا موقع ملا تو ۷ اپریل بروز منگل کو حضرت خواجہ ضیاء الدین صاحب قدس سرہ کی دست بوسی کا موقع ملا۔ آپ کی خدمت میں پانچ ریال پیش کئے۔ حسب دستور چائے سے نوازا گیا۔ اس وقت

marfat.com

وہاں حضرت نورانی صاحب بھی موجود تھے اور حافظ محمد شفیع اوکاڑوی۔ بندہ جب عارف والا میں اعظم کاٹن فیکٹری میں ملازم تھا تو حافظ صاحب کے پیچھے جمعہ پڑھا کرتا تھا۔ حافظ صاحب اوکاڑہ سے آتے اور جمعہ یہاں پڑھاتے اور وہاں منٹگمری سے مولوی لطف اللہ دیوبندی بھی لکڑ منڈی میں جمعہ پڑھایا کرتا۔ حافظ صاحب نے اسے مناظرے کی دعوت دی مگر وہ مقابل نہ آسکا۔ چنانچہ وہان سے وہابیت کا جنازہ نکل گیا۔ چونکہ مولوی لطف اللہ اپنے آپ کو سنی ظاہر کرتا تھا مگر تھا بد عقیدہ۔ جس کی اسے یہ سزا ملی کہ مناظرہ کے چند دن بعد لاری میں سفر کر رہا تھا کہ لاری میں آگ لگ گئی اور تمام مسافر اور مولوی صاحب سب جل کر ہلاک ہو گئے۔

جب یہ واقعہ حافظ صاحب نے اپنی زبانی خواجہ صاحب کو سنایا تو بہت خوش ہوئے۔ بعد میں تمام احباب سے دعا کرائی اور حاجی محمد محبوب الٰہی کے لئے بھی دعا کرائی کہ اللہ تعالیٰ انہیں اولاد نرینہ سے بھی نوازے کیونکہ ابھی تک سوائے لڑکیوں کے اولاد نرینہ نہیں ہوئی۔

۱۶ اپریل ۱۹۶۴ء بروز جمعرات: بندہ ناچیز کی خواجہ صاحب سے آخری ملاقات تھی۔ اس روز حسب معمول صبح پانچ بجے اٹھ کر غسل کیا اور نوافل مسجد نبوی (ﷺ) میں پڑھے اور فجر کی نماز اور بعدہ سلام حسب معمول اپنے مرشد حضرت سید پیر غلام محی الدین المعروف بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ پڑھا۔ بعدہ جنت البقیع حاضری دی اور مسجد نبوی (ﷺ) میں نماز اشراق کے بعد پھر ہدیہ سلام بارگاہ نبوی (ﷺ) پیش کیا اور حضرت خواجہ ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کے در اقدس پر حاضر ہوئے۔ ان کے ہاں چائے کے ساتھ نوازا گیا۔ آپ نے سب کو ٹیپ

marfat.com

ریکارڈ پر مولود شریف اور سلام سنایا اور بہت سے قصائد بھی۔ اور آپ کی بہت دعاؤں سے دل کی ڈھارس بندھی اور الوادعی رخصت چاہی۔ اللہ تعالیٰ ان حاضریوں کو شرف قبولیت بخشے اور روز قیامت بھی یہ حاضریاں رنگ لائیں۔

آمین بجاہ النبی الامی الامین و آلہ وصحبہ اجمعین

فقیر ناچیز نواب الدین گولڑوی عفی اللہ عنہ

مکان نمبر۱، شمس سٹریٹ نمبر۲۱، سعدی پارک

مزنگ۔ لاہور

۱۰-۹-۹۷

marfat.com

مینارۂ نور

ضیاء الملت والدین حضرت ضیاء الدین احمد قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کم از کم پون صدی کے طویل عرصہ تک حرمین شریفین میں دُنیا بھر سے آنے والے حجاج کرام اور زائرین عظام کے لیے مرکزِ رشد و ہدایت اور مینار نور بن کر ایمان و عرفان کی ضیا پاشیاں اور علم و فراست کی حکیمانہ نکتہ نوازیاں فرما رہے ہیں اُن کا آستانہ عالیہ عشقِ رسالت مآب اور محبت خلفاء راشدین، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، شہداء، صالحین اور نسبتِ اولیائے امت کا پاور ہاؤس تھا جو محفل میں شریک ہونے والوں کے قلوب میں حرارت ایمانی اور معرفت رحمانی کے گوہر ہائے گراں مایہ تقسیم کرتا رہا۔ نماز عشاء کے بعد محفلِ نعت آراستہ ہوتی اور صلوٰۃ و سلام پر اختتام پذیر ہوتی تھی، محفل میں شریک شمع رسالت کے پروانے اکٹھے مل کر ماحضر تناول فرماتے، مخصوص قہوہ کا مشروب نوش جان کرتے اور بیدار و ذاکر قلوب میں روحانی نعمتیں و عظمتیں جمع کر کے اپنی قیام گاہوں کی طرف لوٹتے۔ مدتوں باب مجیدی کے باہر المدینۃ المنورہ میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت کے خلیفۂ اعظم کے فیوض و برکات کی برسات جاری رہی، آج وہ جنت البقیع میں آرام فرما ہیں۔ اور اُن کے خلف الصدق سجادہ نشین حضرت مولانا فضل الرحمٰن قادری اپنے والد ماجد کے نقشِ قدم پر اس روحانی مرکز کے امین ہیں۔ اطراف و اکناف عالم سے ہزارہا متعلقین و متوسلین نورِ معرفت کے چشمۂ صافی سے سیراب ہو رہے ہیں۔

marfat.com

حضرت ضیاء الدین احمد نے دورِ عثمانی میں سلاطین آلِ عثمان کی جانب سے حرمین شریفین کی خدمت، عزت، عظمت اور توقیر و تعظیم کے ناقابلِ فراموش کارنامے دیکھے ہیں۔ پہلی جنگِ عظیم میں جب دشمنانِ اسلام کفر نابکار کے ہاتھوں مدینۃ النبی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر حملہ کے خطرات سامنے آئے تو دولت عثمانیہ نے حرم نبوی کی ساری آبادی کو اپنے پایۂ تخت میں منتقل کر لیا اور قیام و طعام کے تمام اخراجات حکومت نے خود برداشت کئے۔ حضرت مولانا مرحوم و مغفور کو خصوصی طور پر عثمانی دارالخلافہ میں بلایا گیا اور دورانِ جنگ جہاں ساری آبادی (ضیوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) وہاں مقیم رہی حضرت ضیاء الدین احمد بھی باب علی میں بدستور بطور شاہی مہمان قیام پذیر رہے۔ فرماتے ہیں کہ کچھ عرصہ حضرت شاہ عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی رح بھی عثمانی دارالخلافہ میں اُن کے ساتھ مقیم رہے۔

بدیوں کا پُر آشوب دور بھی آپ نے دیکھا۔ اگرچہ متعصب، تنگ نظر اور خونخوار اور وہابی مولویوں نے آپ کو اپنے مطاعن کا نشانہ بنایا اور حکومت کو ان کے خلاف بھڑکایا مگر آپ وقار و استقامت کا پہاڑ ثابت ہوئے اور مخالفین کی خوفناک سازشوں اور ہلاکت انگیز پُر فریب کارستانیوں کے باوجود اپنے معمولات پر قائم و دائم رہے۔ بقول حکیم الامت رح ؎

زی بحرِ بیکرانہ چہ مستانہ می رود
در خود یگانہ از ہمہ بیگانہ می رود

اپنے موقف پر جمے رہے۔ ہر شام محافل میلاد منعقد ہوتیں۔ نعت خوانی ہوتی اور صلوٰۃ و سلام کے روح پرور نظارے سامنے آتے۔ مخالفین نے حکومت کو بتایا کہ مولانا وہابی علماء کی امامت میں نماز ادا نہیں کرتے ان کو گمراہ سمجھتے ہیں اس لیے ان کو سرکاری، اماموں کی اقتداء پر مجبور کیا جائے۔ مگر باب مجیدی کے اس خدامت قلندر اور عاشقِ رسول و درویش کی ہیبت اتنی تھی کہ کسی شخص کو ان سے اس مطالبہ کی جرأت تک نہ ہو سکی۔

marfat.com

آپ مستجاب الدعوات تھے۔ ۱۹۶۹ء میں جب ہم برمنگھم (یوکے) میں نظامِ مصطفےٰ کانفرنس کے بعد بذریعہ ایئر فرانس، پیرس سے قاہرہ اور پھر جدہ عمرہ کے لیے روانہ ہوئے تو رات قاہرہ میں گزارنی پڑی۔ دوسرے روز جب جدہ پہنچے اور اپنا سامان چیک کیا تو میرا سوٹ کیس نہ مِل سکا۔ مَیں نے اسی وقت قاہرہ پورٹ پر تار دیا اور دفتر میں مفصل رپورٹ درج کرائی۔ کم وبیش اس میں پارچات کے علاوہ دیگر سامان ۲۰½ ہزار روپے کی مالیت کا تھا۔ اس میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لیے لندن سے خالص روغن بادام (تقریباً ۵ سیر کا ڈبہ) بطور سوغات لا رہا تھا۔ اس کے گم ہو جانے کا زیادہ افسوس ہوا۔ بہر حال ہم جدہ سے مدینہ منورہ حاضر ہو گئے۔ وہاں آستانۂ ضیاء الملت والدین پر پہنچے۔ مَیں نے اپنے سوٹ کیس کے گم ہو جانے اور خاص طور پر ان کے لیے روغن بادام کا ڈبہ رہ جانے کا تذکرہ کیا، اور متاسف ہوا۔ آپ نے میری ساری روئداد سُنی اور مسکرا کر فرمایا کہ غم نہ کرو۔ سامان واپس جاتے ہی آپ کو مل جائے گا۔

ایک ولی کامل کی خصوصی توجہ اور دُعا کا یہ اثر ہوا کہ جب ہم جدہ شریف واپس پہنچے تو ایئر فرانس کا ایک اہلکار میرا پتہ پوچھتا پھر رہا تھا۔ میں سیدھا ان کے دفتر چلا گیا۔ دیکھا تو اپنا سوٹ کیس موجود پایا۔ کھول کر سامان چیک کیا تو کوئی چیز کم نہ تھی۔

اُسی وقت پتہ چلا کہ حضرت مولانا غلام علی صاحب اوکاڑوی جدّہ سے مدینہ شریف جا رہے ہیں، مَیں نے روغن بادام کا ڈبہ نکال کر اُن کے سپرد کیا اور درخواست کی کہ حضرت مولانا کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔

بلاشبہ مدینۃ المنورہ ہر مسلمان کے دِل کا سکون اور قرار ہے۔ اور وہاں تمام غم بھول جاتے ہیں۔ مگر اس مرکزِ عشق میں دوسری وجہ کشش حضرت مولانا کی ذات بابرکات تھی، جو جناب رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب کے لیے وسیلہ تھی۔

آج جب ان کو نہیں پاتے تو ایک ہوک سی دِل میں اٹھتی ہے۔ اُن کی نوازشات یاد آتی ہیں۔ اور اہل اسلام کے لیے ان کی مرکزیت کے ساتھ ساتھ محافل میلاد

marfat.com

صلوٰۃ وسلام کی یادیں بھی تازہ ہو جاتی ہیں۔ اور ہم حضرت کے خلیفہ اعظم خلف الصدق مولانا فضل الرحمٰن صاحب قادری سجادہ نشین آستانہ عالیہ ضیاء الملت والدین کی ذات میں قلبی آسودگی تلاش کرتے ہیں۔

عصر حاضر میں حضرت مولانا ضیاء الملت والدین کا وجود اہل اسلام کے لیے منبع برکت اور معدنِ فیوض تھا۔ سلف الصالحین کی پاکیزہ یاد اور اعلیٰحضرت عظیم البرکت کی تعلیمات کے بحرِ زخار تھے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے روحانی فیض کو ان کے جانشین کی معرفت جاری وساری رکھے، اور انہیں جنت الفردوس میں مقام بلند عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

marfat.com

دِل کا سُرور

ے سالہا در کعبہ و بُت خانہ می نالد حیات
تا ز بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں

اس خاکدانِ عالم میں تخلیق آدم سے تا ایں دم بے شمار انسان آئے اور پیوند خاک ہو گئے اور آج اس صفحۂ ہستی پر نہ ان کا نام و نشان باقی ہے اور نہ کوئی نام لیوا، لیکن اس کے برعکس کچھ نفوس قدسیہ ایسے بھی ہیں کہ جن کے ذکر اور کارہائے نمایاں کو نہ تو گردشِ لیل و نہار مٹا سکی اور نہ حربہ اغیار۔ یہی وہ مقبولان بارگاہِ الٰہی اور کشتۂ عشق و محبتِ رسالت پناہی ہیں جن کے لیے حدیث صحیح میں آیا ہے (ثم یوضع لہ القبول فی الارض) یعنی یہی وہ مردانِ حق آگاہ اور توحید و رسالت کے پروانے ہیں جنہوں نے اپنے تن من دھن سب کچھ اللہ تبارک و تعالیٰ اور اُس کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان کر دیا۔ اسی کی برکت سے مولائے کریم نے نہ صرف آسمانوں بلکہ روئے زمین پر بھی ان کی یاد کو جاری و ساری کر دیا ہے، نیز یہ کہ جن کے علم و فضل، زہد و تقوےٰ، امانت و دیانت اور ایثار و قربانی کا ڈنکا آج بھی چار دانگ عالم میں بج رہا ہے اور قیامت تک بجتا رہے گا۔ جن کی ولایت، کرامت اور استقامت کا اقرار و اعتراف بلا امتیاز مذہب و ملت سبھی کر رہے ہیں۔ خاص کر سلاسل اربعہ کے سرخیل جیسے سیدنا غوث اعظم جیلانی، سیدنا سلطان الہند خواجہ غریب نواز اجمیری سیدنا شہاب الدین سہروردی اور سیدنا بہاء الدین نقشبند رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین انہی نفوس قدسیہ اور مقبولان بارگاہِ الٰہی کے سچے نام لیوا، عاشقِ صادق اور اپنے اکابر کی امانتوں کے امین اور مسلک اہلسنت کے پاسبانوں میں محدث اعظم و مجدد اعظم یعنی حضرت علامہ وصی احمد صاحب محدث سورتی علیہ الرحمہ

marfat.com

اور فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ کے شاگرد رشید و مرید سعید سیدی ہسندی، قطب مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً میں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ کا بھی شمار ہوتا ہے۔

موصوف فاضلِ بریلوی اور محدثِ سورتی کی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہیں۔ آپ نے کم و بیش دس سال بغداد شریف اور دس سال سے زائد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے شہر میں قیام کا شرف حاصل کیا اور مولانا حسن رضا خاں صاحبؒ نے کیا خوب کہا ہے ؎

کہاں یہ مرتبہ اللہ اکبر مجھ سا سود کے!
یہاں کے کنکروں نے پاؤں چومے ہیں محمد کے

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت مولانا ضیاء الدین قادری علیہ الرحمۃ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام اور عقیدت و محبت کی برکت سے جو قبول عام تام مرحمت فرمایا اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ دنیا کے کسی گوشے اور کونے سے آنے والے اہل سنت کے لئے یہ مشکل تھا کہ وہ مدینہ منورہ میں محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عظمت پناہ میں حاضر ہو اور مولانا مدنی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر روحانی اور ایمانی کیف و سرور حاصل نہ کرے جو کہ ہر روز بعد نماز عشاء میلاد شریف کی صورت میں موصوف کے دولت کدہ پر برس ہا برس جاری و ساری رہا۔

احقر مئی ۱۹۶۳ء میں مجاہدِ ملت حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ کی قیادت میں جانے والے حج وفد میں شامل تھا اور اسی موقعہ پر مجھے مولانا ضیاء الدین احمد صاحب قبلہ قادری رضوی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ ۱۹۶۳ء سے ۱۹۸۰ء تک چار مرتبہ حرمین شریفین کی زیارت کا شرف حاصل ہوا جس میں دو مرتبہ میری اہلیہ بھی شریک سفر رہیں۔ یہ حضرت مدنی کی کرامت تھی کہ طویل عمر شریف پانے اور مختلف امراض و عوارض میں مبتلا ہونے کے باوجود سلام و مصافحہ کے بعد پہچان لیا اور انتہائی شفقت و محبت سے پیش آئے اور تمام احباب کی نام بنام خیر و عافیت معلوم کی اور ہر آنے والے کے ساتھ حضرت کا یہی شفقت و محبت بھرا انداز ہوتا تھا۔ اور احقر حجاز مقدس کے اس

marfat.com

سفر کو حاصل زندگی سمجھتا ہے کیونکہ اس سفر میں کئی شرف حاصل ہوئے۔

پہلا شرف تو یہ کہ یہ سفر مجھے اپنے استاذ محترم تاج العلماء مفتی محمد عمر صاحب نعیمی علیہ الرحمۃ کی معیت میں حاصل ہوا۔ ۲۔ دوسرا شرف یہ کہ اسی سفر میں احقر کو قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد صاحب سے شرف بیعت حاصل ہوا۔ (۳) تیسرا شرف یہ کہ ۱۹۶۳ء کا حج جمعہ کے دن واقع ہوا۔ (۴) چوتھا یہ کہ اس سال پاکستان سے علماء و مشائخ اہلسنت کی ایک بڑی جماعت حرمین شریفین کی زیارت کے لئے حاضر ہوئی تھی جس میں تاج العلماء مفتی محمد عمر صاحب نعیمی علیہ الرحمۃ، مجاہد ملت فاتح سرحد حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی علیہ الرحمۃ، خطیب اعظم حضرت مولانا عارف اللہ صاحب قادری علیہ الرحمۃ، مبلغ اسلام حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صاحب صدیقی قادری، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب قادری خطیب مسجد وزیر خاں، حضرت علامہ استاذ العلماء مولانا علامہ محمد صاحب بندیالوی، حضرت مولانا مفتی غلام قادر صاحب کشمیری، شہزادۂ غوث اعظم حضرت پیر طاہر علاء الدین صاحب گیلانی اور حضرت قبلہ پیر غلام محی الدین صاحب (بابو جی) گولڑہ شریف والے، اس کے علاوہ بھی کافی علماء کرام و مشائخ عظام اس موقع پر تھے۔

احقر نے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کی روحانی و ایمانی فضا میں جو قطب مدینہ کا والہانہ انداز دیکھا ہے۔ اس کو بلا مبالغہ قلم و زبان تحریر و بیاں کرنے سے قاصر ہے۔ بقول حضرت بہزاد لکھنوی مرحوم کے ؎

یارب سوئے مدینہ دیوانہ بن کر جاؤں
اس شمع دو جہاں کا پروانہ بن کر جاؤں

حضرت قطب مدینہ کے اسی علم و فضل، زہد و تقوے، ذکر و فکر، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت و عقیدت کی وجہ سے دنیا کے گوشے گوشے میں حضرت کے مریدین و معتقدین کی ایک کثیر تعداد موجود ہے۔ صحیح تعداد تو حضرت کے جانشین سیدی و مولائی حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدنی قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ ہی کو معلوم ہوگی۔

marfat.com

لیکن احقر کا اندازہ ہے کہ وہ ایک لاکھ سے متجاوز ہے۔ حضرت مدنی کی خدمت میں حاضر باش حضرات کو معلوم ہے اور میرے مخدوم و محترم حکیم اہل سُنّت محسنِ ملّت حکیم محمد موسیٰ صاحب چشتی قادری ضیائی مدظلہ العالی اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت مدنی فاضلِ بریلوی، محدثِ سورتی اور دیگر علماء اہل سنّت کا ذکر خیر کس والہانہ انداز میں فرماتے تھے۔ نیز یہ کہ نجدی حکومت سے پہلے حکومتِ عثمانیہ جو کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے ادب و احترام کے سلسلے میں مشہور و معروف تھی اور مقاماتِ مقدسہ اور مقابر متبرکہ کا خیال رکھتی تھی حضرت موصوف سلطنتِ عثمانیہ کا ذکر بھی اچھے انداز میں فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اس گلشن رضوی کی خوشبو سے ہمیشہ مشام عالم کو معطر رکھے۔ آمین ثم آمین

والسلام

احقر محمد جمیل احمد نعیمی غفرلہٗ

marfat.com

نعمتِ عظمیٰ

اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے مجھے ۵۶ء میں حرمین شریفین کے حج و زیارات سے مشرف فرمایا۔ کراچی سے جدہ تک سمندری جہاز کے ذریعے سفر کیا اور ایک ہفتہ بحر حضرت سید حیدر حسین شاہ علی پوری، شاہ احمد نورانی پیر آغا صاحبزادہ عبداللہ جان قندھاری اور سیٹھ عبدالشکور مومن صاحبان جیسے خوش عقیدہ اور متدین بزرگوں کی رفاقت نصیب ہوئی۔ سیٹھ صاحب نے بتلایا کہ حضرت قبلہ شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ بھی پہلے حج و زیارت کے لیے پہنچ چکے ہیں نیز مدینہ منورہ میں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری کی بڑی تعریف کی اور مجھے ان سے ملاقات کرنے کی تاکید کی۔ مکہ مکرمہ پہنچنے پر دوسرے دن ہی حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے خصوصی رفقاء مولانا معین الدین و مولانا محمد ابراہیم خوشتر صاحبان سے ملاقات ہوگئی، اور اس طرح ان کی معیت میں ارکان حج ادا کرنے اور ان کی نورانی محافل و مجالس سے فیضاب ہونے کا موقعہ ملا۔ اس دوران حضرت شیخ الحدیث رہنے مدینہ منورہ میں حضرت شیخ العرب والعجم مولانا ضیاء الدین احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کی ترغیب دی اور مولانا معین الدین صاحب کو فرمایا کہ مجھے ان کا پتہ لکھ دیں لہٰذا انہوں نے پتہ لکھ دیا۔ دریں اثنا رحضرت مولانا برہان الحق جبلپوری علیہ الرحمۃ اور ان کی جماعت سے بھی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ ان کے جھنڈے پر اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کا شعر مرقوم تھا ؎

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

marfat.com

یہ جھنڈا ان کے قلوب کی وارفتگی کی ترجمانی کر رہا تھا اور اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ سے اظہار نسبت بھی۔ میری واپسی اب بذریعہ ہوائی جہاز کا انتظام ہو چکا تھا لہٰذا مجھے مدینہ طیبہ جانے کی اجازت جلد ہی مل گئی لہٰذا مجھے حضرت قبلہ شیخ الحدیث کی معیت میں حرم کعبہ میں اعتکاف کی سعادت نصیب ہو گئی۔ اگلے دن حضرت قبلہ نے کچھ نصائح اور دعاؤں کے ساتھ رخصت کرتے ہوں پھر یاد دہانی کرائی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء ثلاثہ اور دیگر محترم المقام بزرگوں کی حاضری کے بعد حضرت مولانا ضیاء الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونا۔ معلوم ہوا کہ آپ ہمیشہ اپنے متوسلین و متعلقین کو حج کے لیے آتے تھے حضرت شیخ العرب والعجم سے ملاقات کی تلقین فرماتے تھے۔ مدینہ منورہ پہنچنے پر بالترتیب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بصد عجز و نیاز صلوٰۃ و سلام پیش کر کے تسکین روح حاصل کی اور تمام عزیز و اقارب و احباب کے لیے معروضات پیش کیں اور اس طرح ایک مدت کی آرزو پوری ہونے پر انتہائی مسرت حاصل ہوئی اس کے بعد حضرات خلفاء ثلاثہ و دیگر معزز ہستیوں کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ دوسرے دن غالباً ۳ر۴ر اگست ۵۶ء حضرت شیخ الشیوخ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کے درِ دولت پر حاضر ہوا، اجازت ملنے پر اندر گیا۔ حضرت قبلہ کی دست بوسی سے شرفیاب ہوا آپ نے از راہ شفقت اپنے پاس بیٹھنے کا حکم دیا۔ میں نے اپنا مختصر تعارف کرایا اور حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ دیا۔ حضرت قبلہ نے اظہارِ مسرت فرمایا اور بڑی شفقت و محبت سے پیش آئے۔ میرے لیے کچھ سامان خورد و نوش لانے کا حکم دیا۔ آپ کا یہ تبرک میرے لیے ایک نعمتِ عظمیٰ سے کم نہ تھا۔ کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز اور حضرت شیخ الحدیث مغفور کے ممدوح کی طرف سے تھا۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو عصر حاضر کے بلند پایہ بزرگ قرار دیا تھا۔

میں نے ان کو نہایت متواضع یادگار سلف، پیکر علم و عمل پایا۔ آپ کی زیارت سے ایک عجیب کیف و سرور حاصل ہوا۔ مدینہ منورہ زادہ اللہ شرفہا میں ایسی پاکیزہ سیرت

marfat.com

پُرکشش جاذب نظر ہستی کا مستقل قیام اور اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی روحانی اور علمی نیابت . . . . .
جبکہ حکومت کی طرف سے متعدد پابندیاں عاید تھیں ایک ظاہرہ کرامت سے کم نہ تھا ۔

انہوں نے عشق مصطفوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا روحانی مشن بطریق احسن جاری رکھا اور بقول ے

ہوا تھی گو تُند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا تھا
وہ مردِ درویش جسکو حق نے دیئے تھے اندازِ خسروانہ

ایسی پاکیزہ اور روح افزاء مجلس کو چھوڑنے کو تو دِل نہ چاہتا تھا لیکن ابھی متعدد مقدس مقامات و مزارات کی زیارت سے فیضاب ہونا تھا جس کا پروگرام بنا رکھا تھا ، اور حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی مصروفیات کا احساس بھی دامن گیر تھا لہٰذا اجازت طلب کی جس پر آپ نے دُعا خیر کے ساتھ رخصت فرمایا ۔

آپ سے یہ مختصر اور پُرلطف ملاقات میرے لیے سرمایہ افتخار رہے گی ۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ان کے روحانی فیوضات سے ہمیشہ بہرہ ور رکھے اور عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم و اہلبیت عظام و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے انوار سے منور فرماتا رہے ۔ آمین

ایسے ہی اللہ والوں کے ذکر و اذکار سے محافل میں رحمتوں کا نزول ہوتا ہے ۔

marfat.com

ایک عارف باللہ

چودھویں صدی ہجری کے دوران جن علماء و مشائخ نے مسلکِ امام ابوحنیفہؒ کی ترویج و اشاعت میں نمایاں حصّہ لیا ان میں عارف باللہ سالکِ کامل حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رح کا نام سرِ فہرست ہے۔ آپ نے تقریباً ۷۵ سال مدینہ منورہ میں مستقل سکونت اختیار کر کے عالمِ اسلام سے حجازِ مقدس آنیوالے مسلمانوں کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا اور اسی فریضہ کی ادائیگی میں مصروف رہتے ہوئے ۳ ذی الحجہ کو اللہ تعالیٰ کی جنت میں پہنچ گئے۔

مولانا ضیاء الدین مدنیؒ ولد شیخ عبدالعزیز ۱۲۹۴ھ میں بمقام کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ پیدا ہوئے۔ آپ سیدنا حضرت عبدالرحمٰن بن حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اولاد میں سے تھے۔ مولانا ضیاء الدین مدنی کے اجداد میں اپنے وقت کے مشہور عالمِ دین حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی بھی شامل ہیں۔ جنہوں نے حدیث و فقہ کی متعدد کتب کی شرح لکھی ہیں۔ خصوصاً خیالی اور قطبی پر ان کے حواشی آج بھی اہلِ علم کے لیے سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ مولانا عبدالحکیم حضرت مجدد الف ثانیؒ کے معاصر تھے۔ اور حضرت شیخ احمد سرہندی کو "مجدد الف ثانی" کا خطاب آپؒ نے ہی دیا تھا۔

مولانا ضیاء الدین نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کلاسوالہ میں مولوی محمد حسین پسروری سے حاصل کی، پھر حصولِ دین کیلئے لاہور پہنچے اور مولانا غلام قادر بھیروی سے عربی و فارسی

marfat.com

کی ابتدائی کتب پڑھیں ۔ ۱۹۷۳ء میں حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہوری، کو ایک انٹرویو میں بتایا کہ میرے والد مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد و نظریات سے متفق ہو گئے تھے اس لیے میں نے زمانہ طالب علمی ہی میں طے کر لیا تھا کہ اب میں کبھی اپنے والد سے نہیں ملوں گا۔ چنانچہ لاہور سے دہلی آ گیا جہاں ۴ سال کے قیام کے بعد حضرت مولانا وصی احمد محدثِ سورتی کے پاس حصولِ علم حدیث کے لیے پیلی بھیت پہنچا جن کا اسوقت پورے ہندوستان میں طوطی بول رہا تھا اور دُور دراز سے طالب علم دَورۂ حدیث کی تکمیل کے لیے آپ کے پاس پہنچتے تھے۔ مولانا ضیاء الدین نے تقریباً ۴ سال حضرت محدثِ سورتی کی خدمت میں رہ کر تمام علوم کی تکمیل کیا۔ پیلی بھیت میں آپ کے ہم سبق طلبہ میں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے صاحبزادے مولانا سید خادم حسین محدثِ علی پوری بھی شامل تھے مولانا ضیاء الدین مدنی نے پروفیسر شاہ فرید الحق کو ایک انٹرویو میں بتایا کہ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاںؒ سے میری پہلی ملاقات حضرت محدث سورتی کی وجہ سے ہوئی۔ حضرت محدث سورتی سے فاضل بریلوی کا خصوصی تعلق تھا چنانچہ میں اپنے اُستاد کے ہمراہ ہر جمعرات کو بریلی جاتا اور اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی کی اقتدا میں جمعہ کی نماز پڑھ کر پیلی بھیت لوٹ آتا۔ چنانچہ جب میں دورۂ حدیث سے فارغ ہوا تو اعلیٰحضرتؒ نے اپنے دست مبارک سے دستار بندی فرمائی، اور اس وقت سلسلہ قادریہ میں بیعت کر کے خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت محدثِ سورتی کے پاس سے مولانا ضیاء الدین بغداد چلے گئے جہاں آپ نے نو سال تک حضرت مصطفےٰ اور حضرت شیخ شرف الدین کی خدمت میں حاضر رہ کر سلوک و طریقت کے مختلف مدارج طے کیے۔ آپ ۱۳۲۷ھ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور پھر آقائے نامدارؐ کے قدموں میں مستقل سکونت اختیار کر لی، مولانا ضیاء الدین کو سلسلۂ نقشبندیہ میں حضرت مولانا وصی احمد محدث سے اجازت اور خلافت حاصل تھی جو غزالیٔ دوراں حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ کے خلیفہ تھے، حضرت محدثِ سورتی کے ایک شاگرد

marfat.com

مولانا قاری غلام محی الدین نے جو بفضل تعالیٰ حیات ہیں اور ہلدوانی ضلع نینی تال میں درس و تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں، راقم الحروف کو ایک ملاقات میں بتایا کہ حضرت محدث سورتی نے آخری اور پہلی مرتبہ اپنے تلامذہ میں سے صرف مولانا ضیاء الدین مدنی ؒ کو بیعت کیا آپ فرمایا کرتے تھے کہ بعض اوقات ایک مرید صادق بھی پیر کی شفاعت کا وسیلہ بن جاتا ہے۔

مولانا ضیاء الدین مدنی ؒ قوت تاثیر اور علمی تبحر کا ایک بحر موّاج تھے۔ آپ کے تحمل و بردباری تواضع و خاکساری ایثار و اخلاص، اعتدال و وسعت نظری جذب و کیف، لطف و لذت اور ضبط و وارفتگی کا ہر سمت چرچا تھا۔ اور دوست و دشمن سب آپ کی ان صفات عالیہ کے معترف تھے۔ جو شخص بھی آپ کے قریب آتا آشنائے درد و محبت ہو جاتا اور آپ کی صحبتِ کیمیا اثر سے اس کی دُنیا ہی بدل جاتی۔ عالم اسلام میں آپ کے مریدوں کی تعداد کئی لاکھ تک پہنچتی ہے ان مریدانِ باصفا میں عوام و خواص دونوں ہی شامل ہیں۔ اُردو کے معروف شاعر امجد حیدر آبادی کو نہ صرف آپ سے شرفِ بیعت حاصل تھا بلکہ آپ ہر سال حضرت مدنی ؒ کی خدمت میں حاضری دیتے۔ اور تزکیۂ نفس فرمایا کرتے۔ عالم اسلام کے عظیم مورخ و مفکر ڈاکٹر حمید اللہ (مقیم پیرس) بھی ——— وہ ہر لمحہ مولانا مدنی ؒ کے روحانی فیوض و برکات کے معترف رہتے ہیں۔

مولانا ضیاء الدین مدنی ؒ نے مدینہ منورہ میں قیام کے بعد حجاج کرام کو دورانِ حج سہولتیں فراہم کرنے کی جانب خصوصی توجہ فرمائی۔ قیام و طعام سے لے کر آمد و رفت کی دشواریوں کے استیصال کے لیے فنڈ قائم کیے اور تجارت سے حاصل ہونے والی آمدنی اس مقصد کے لیے وقف کر دی۔ خصوصاً حجاز ریلوے لائن کی تعمیر کے سلسلے میں آپ کی خدمات کو عالم اسلام میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ بدقسمتی سے یہ ریلوے لائن جو حجاج کے لیے نعمت غیر مترقبہ تھی۔ ۱۹۱۶ء میں لارنس آف عربیہ کے حملہ میں تباہ ہو گئی اور

marfat.com

آجتک ناکارہ پڑی ہے۔

فاضل مصنف حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے راقم الحروف کو ایک ملاقات میں بتایا کہ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی اپنے شیخ و مربی حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی اور فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں قدس اللہ سرہٗ کی عقیدت و محبت سے لبریز تھے۔ اور یہ آپ کا ایک دائمی حال اور ذوق بن گیا تھا۔ جب ان حضرات مغفور کا ذکر آتا تو آپ بے چین ہو جاتے اور دیر تک ان حضرات کے مسلک کے لیے بے نفسی و فنائیت کے واقعات بیان کرتے رہتے۔

حضرت محدثِ سورتیؒ کے پوتے مولانا حکیم قاری احمدؒ جن کو ۱۹۵۲ء میں سفر حج کے دوران مولانا ضیاء الدین مدنی کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ اپنی کتاب "مشاہداتِ حرمین" میں لکھتے ہیں:

"حضرت مدنیؒ مجھ کو اپنا استاد زادہ تصور کرتے ہوئے میری اس قدر توقیر فرماتے کہ میں شرم سے سر جھکا لیتا اور بار بار یہ سوچتا کہ میں نے حضرت محدث سورتیؒ سے اپنے نسبی تعلق کا اظہار کیوں کیا۔"

مولانا ضیاء الدین مدنی ایک شریف الفطرت اور کریم النفس بزرگ تھے۔ ان کی قربت میں اُنس و محبت کے دریا بہتے تھے اور سلف الصالحین کی تمام خصوصیات آپ میں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ نعت رسول مقبولؐ کی سماعت آپ کا مشغلۂ روز و شب تھا۔ عربی فارسی اُردو اور پنجابی کی نعتیہ شاعری کا بیشتر حصہ آپکو ازبر تھا۔ رسولِ مقبول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے آپ کا سینہ معمور اور دل مخمور تھا اور اسی عشق کے زیر اثر آپ ۷۵ سال قبل جب مدینہ طیبہ پہنچے تو پھر سرزمین کو مرتے دم تک نہ چھوڑا۔

marfat.com

ایک متواضع شخصیت

بندۂ پروردگارم امتِ احمد نبی
دوستدارم چار یار تابع اولادِ علی
مذہبِ حنفیہ دارم ملتِ حضرت خلیل
خاکپائے غوثِ اعظم زیرِ سایہ ہر ولی

شیخ العلماء والمسلمین حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری علیہ الرحمۃ کا نام نامی اسم گرامی پہلی مرتبہ استاذ العلماء حضرت مولانا الحاج ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی قادری اشرفی فقیہ اعظم بصیر پوری علیہ الرحمۃ سے زمانۂ طالب علمی میں سنا اور پھر سنتا ہی رہا، محبت پیدا ہوئی، پھر بڑھتی ہی گئی، مولانا الحاج قاری حافظ محمد رحمت علی صاحب نوری زید مجدہٗ حج و زیارت کے لیے جانے لگے تو میرے دل میں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں تحفہ بھیجنے کا خیال آیا۔ انہی دنوں تاج کمپنی نے پہلی مرتبہ کنز الایمان ترجمۂ الحضرت فاضل بریلوی تین اقسام پر شائع کیا تھا، سب سے عمدہ کاغذ پر شائع ہونے والا ایک نسخہ خریدا اور قطب مدینہ کی خدمت میں بطور نذرانہ موصوف کے ہاتھ بھیجا، حضرت نے قبول فرمایا۔ بڑی دعاؤں میں امداد پھر حافظ صاحب موصوف نے حضرت کے سلام اور

marfat.com

دعائیں پہنچائیں، میری خوش بختی کہ مدینہ طیبہ سے دُعائیں حاصل ہوئیں۔ سلام کے جواب میں عریضہ ارسال کیا، اور پھر یہ سلسلہ ترقی پکڑتا گیا، یہاں تک کہ حضرت فقیہ اعظم مولانا الحاج ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی علیہ الرحمۃ حج و زیارت کی سعادت سے بارياب ہوئے اور مدینطیبہ میں مولانا ضیاء الدین احمد قادری سے ملاقات کی، اپنے خطوط کے لیے فقیہ اعظم نے حضرت کے آستانہ عالیہ کا ہی پتہ دیا۔

دار العلوم حنفیہ فریدیہ لعبیر پور کے اساتذہ طلباء کے خطوط قطب مدینہ کی معرفت فقیہ اعظم حصول فرماتے، ان میں راقم السطور کے بھی خط ہوتے اور میرے ہر خط میں قطب مدینہ کی خدمت میں سلام کے بعد دُعا کی درخواست ہوتی، چنانچہ فقیہ اعظم علیہ الرحمۃ کی جب واپسی ہوئی، اساتذہ کرام اور طلبہ دار العلوم نے استقبال کیا۔ آمد آمد کی خوشی میں محفلِ خیر مقدم منعقد ہوئی۔ فقیہ اعظم علیہ الرحمۃ نے اپنے سفر مقدس کے احوال بیان کئے اور پھر قطب مدینہ کے بارے انتہائی محبت بھرے انداز میں ذکر فرمایا۔ انہوں نے اپنے وقت کے عظیم عاشق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت سے طلبہ میں تعارف کرایا۔ اور پھر فرمایا حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری دار العلوم کے جملہ اساتذہ اور طلبا کو سلام فرماتے تھے اور دُعائیں کرتے تھے، پھر ارشاد ہوا "تابش قصوری کھڑا ہو جائے، جب آپ کے ارشاد پر میں کھڑا ہوا تو، میرا نام لے کر "محمد منشا تابش قصوری" فرمایا کہ تمہیں قطبِ مدینہ مولانا ضیاء الدین احمد قادری نے خصوصی طور پر سلام بھیجا ہے اور مجھے تاکید کی کہ اُن کا نام لے کر میرا سلام اور دعائیں پہنچائیں۔

ع شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

ان دعاؤں اور سلاموں کے سُننے پر میری خوشی کی انتہا نہ رہی اور فوری طور پر حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں شکریہ کا خط لکھا۔ جس میں مشہور مصرع بھی درج کیا گیا

ع مجھ سے بہتر یہ کہ میرا ذکر اس محفل میں ہے

اور پھر میری ان سے غائبانہ محبت میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی ہوتی چلی گئی، مگر میرے وسائل اجازت نہیں دیتے تھے کہ اس وقت حاضری کی سعادت پاتا اور سعادتوں سے بہرہ ور ہوتا، وقت گزرتا گیا ــــ تعلق بڑھتا گیا، خطوط جاری رہے کچھ نہ کچھ نذر و نیاز کسی نہ کسی حاجی

marfat.com

کے ہاتھ بھیجتا رہتا۔ یہاں تک کہ ۱۹۷۲ء میں مجھے حج و زیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔ عمرہ کے بعد مدینہ طیبہ حاضری ہوئی، مدتوں کی آرزو بر آئی، بارگاہِ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری کے بعد سب سے پہلے حضرت کے کاشانۂ اقدس کا پتہ دریافت کیا۔ پوسٹ آفس کے عقب میں باب مجیدی کے سامنے آپ کے درِ دولت کی نشاندہی ہوئی اور دوسرے ہی لمحہ بندہ آپ کی خدمت میں حاضر تھا یہ جمعۃ المبارک کی صبح تھی، نماز فجر کے دو گھنٹے بعد مسجد نبوی شریف سے باہر نکلا اور آپ کے درِ دولت پر پہنچا۔ دروازہ کھٹکھٹایا، کھلا تو دو عظیم شخصیتیں محوِ گفتگو تھیں ایک قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری اور دوسری شخصیت پیر طریقت مظہر امیر ملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب علی پوری دامت برکاتہم دست بوسی کا شرف پایا۔ مجھ پیر حیدر حسین شاہ صاحب فرمانے لگے منشا میاں !! ابھی حضرت آپ ہی کو یاد فرما رہے تھے، بڑی عجیب بات ہے کہ تم آ بھی گئے۔ حالانکہ اس وقت تو کسی کے لیے بھی دروازہ نہیں کھولا جاتا۔ مگر یہ حضرت کی آپ پر خاص شفقت ہے: تعجب ہے کہ آپ نے نام بھی تو نہیں بتایا !! یہ میری پہلی حاضری تھی اسی وقت حضرت نے آواز دی "رضوان" حضرت مولانا الحاج صاحبزادہ محمد فضل الرحمٰن مدظلہ کے صاحبزادہ کا نام ہے جو آپ کا پوتا ہے۔ جناب رضوان صاحب بالاخانہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے کھانا لے آنے کا حکم دیا، کھانا آیا میری خوش بختی کہ دو بزرگ ہستیوں نے اس خطا کار تابش قصوری کو کھانے میں اپنے ساتھ شامل فرمایا۔ چلتے پی اور پھر حضرت نے فرمایا، تمہارے استاذ فقیہ اعظم مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی کے قریب سامنے کی بلڈنگ میں قیام رکھتے ہیں اجازت لی اور فقیہ اعظم کی خدمت میں حاضری، یہاں مولانا الحاج منظور احمد صاحب نوری، مولانا محمد شریف صاحب شرقپوری مولانا الحاج حافظ فیض احمد صاحب شرقپوری اور دیگر طلبہ دارالعلوم موجود تھے، اقل الذکر میرے ہم جماعت ہیں۔ بہترین خطیب، عمدہ مقرر، اعلیٰ پایا کے شاعر اور جدید و قدیم علوم کے ماہر کالج کے پروفیسر اور دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور کے اکابر فضلاء میں سے ہیں۔ یہ تمام حضرات حضرت قبلہ فقیہ اعظم سے رسالہ تشہیر یہ پڑھ رہے تھے، فقیہ اعظم کی دست بوسی کے بعد مجلہ رفقاء سے ملا۔ اور ایک دن فقیہ اعظم نے مجھے حکم دیا کہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری

marfat.com

آپ پر بڑے مہربان ہیں اس لیے جاؤ اور میری ڈاک لے آؤ۔ چنانچہ میں گیا، حضرت مولانا اپنے مسند پر تشریف نہیں رکھتے تھے، ایک مجذوب صفت انسان وہاں بیٹھے ہوئے تھے وہ زبان سے کوئی بات نہیں کرتے تھے، میں نے حضرت کے مسند کے نیچے سے ڈاک نکالی اور چیک کر کے فقیہ اعظم کے خطوط لے آیا۔ فقیہ اعظم نے دریافت فرمایا۔ کیا مولانا مسند پر موجود تھے۔ میں نے نفی میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا، جاؤ خطوط وہیں چھوڑ آؤں، بلا اجازت کیوں لائے، میں نہیں پڑھتا !! عجیب بات تھی۔ میری حیرانگی کی حد نہ رہی۔ میں نے عرض کیا !! حضور! یہ آپ کے خطوط ہیں۔ آخر آپ ہی ملاحظہ فرمائیں گے، میں لے آیا ہوں !! واپس جا کر بھی تو ان کو پھر واپس لانا ہے۔ فقیہ اعظم نے فرمایا! کہ ایک شرط پر پڑھتا ہوں کہ تم نے قطب مدینہ کے ہاں جا کر اپنی اس غلطی کا اقرار کر کے معافی طلب کرنا ہوگی۔ اگر منظور ہے تو درست ورنہ یہ خطوط ان کے ہاں لے جاؤ اور پھر بھی اپنی غلطی کے اعتراف کے ساتھ معافی طلب کرو !! یہ میرا حکم ہے:

میں نے عرض کیا، جیسے آپ ارشاد فرما رہے ہیں عمل ہوگا !! فقیہ اعظم نے خطوط پڑھے۔ نماز عصر کے بعد میری حاضری قطب مدینہ کے حضور ہوئی، اور اس عجیب و غریب واقعہ کو سنایا۔ معافی طلب کی !! آپ نے فرمایا۔ بھئی کیا ہوا اس میں کون سی غلطی ہے۔ آپ نے اچھا کیا۔ وقت پر خطوط پہنچائے۔ مگر دیکھئے! تمہارے استاذ حضرت فقیہ اعظم کتنے بڑے متقی ہیں جہاں معمولی سی بات خلاف شرع دیکھی اس پر اپنا ردعمل ظاہر فرمایا۔

اس روز نماز عشاء کے بعد فقیہ اعظم اپنے چند تلامذہ کے ساتھ قطب مدینہ کے ہاں آئے راقم السطور حاضرین کو چائے پلا رہا تھا۔ فقیہ اعظم علیہ الرحمۃ کو قطب مدینہ نے اپنے مسند پر جگہ دی اور مجھے حکم دیا کہ اپنے استاذ صاحب کو بھی چائے پیش کرو !! میں نے چائے کا کپ پیش کرتے ہوئے عرض کیا۔ آپ کے ارشاد پر میں نے حضرت سے اپنی جلد بازی پر معذرت طلب کر لی ہے میرے کلمات کے ساتھ ہی فقیہ اعظم نے قطب مدینہ سے کہا کہ آج منشاء !! سے شدید غلطی ہوئی کہ آپ کی عدم موجودگی میں خطوط نکال لایا۔ فقیہ اعظم کے ان کلمات پر قطب مدینہ نے ارشاد فرمایا کوئی بات نہیں۔ اس نے بہت اچھا کیا کہ آپ کی امانت کو جلد پہنچایا۔ میرے اس کمرہ میں چار صاحبان

marfat.com

کو تعرف کا اختیار ہے ایک الحاج الحافظ پیر سید حمید حسین شاہ صاحب علی پوری دوسرے الحاج صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب نشر قپوری، تیسرے الحاج محمد عارف ضیائی لاہوری اور چوتھے، یہ آپ کے شاگرد رشید محمد منشا تابش قصوری۔

حضرت قطب مدینہ علیہ الرحمۃ کے یہ کلماتِ مشفقانہ، کرم بالائے کرم، نہ کہوں تو اور کیا ہے۔ "چہ نسبت خاک را بعالم پاک" فقیہ اعظم علیہ الرحمۃ کی معیت میں آنے والے تلامذہ میں سے مولانا الحاج الحافظ منظور احمد صاحب نوری مولانا الحاج فیض الرحمٰن صاحب کوثر (علیہ الرحمۃ، ثانی الذکر حضرت فقیہ اعظم کے داماد تھے جن کا بعد ازاں پاکستان آنے پر انتقال ہوگیا۔ اول الذکر جو میری مدینہ طیبہ حاضری سے تقریباً دو ماہ قبل حاضر ہو چکے تھے اور قطب مدینہ کے آستانہ پر متعدد بار قیام مدینہ کے دوران حاضری دے چکے تھے، میرے بارے قطب مدینہ کے ملفوظاتِ کریمانہ سُنے تو حیران رہ گئے اور مجھے علیحدگی میں کہنے لگے، تمہیں اتنی جلدی اتنا زیادہ قرب کیسے نصیب ہوا۔ مجھے تو یہاں آئے دو ماہ گزر رہے ہیں مگر یہ سعادت میسر نہ ہوئی۔ آخر کیا بات ہے!! میں نے کہا برادرم ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اور مولانا الحاج الحافظ فیض الرحمٰن صاحب کوثر علیہ الرحمۃ نے ناچیز پر قطب مدینہ کا یہ کریمانہ برتاؤ دیکھا تو فرمانے لگے آپ قطب مدینہ سے مجھے دلائل الخیرات شریف کی اجازت لے دیں۔ میں نے کہا کہ یہ کام آپ کے لیے قطعاً مشکل نہیں۔ آپ فقیہ اعظم کے داماد ہیں۔ اور فقیہ اعظم سے قطبِ مدینہ بڑے متاثر ہیں۔ تمہاری نسبت کا لحاظ رکھتے ہوئے، حضرت اجازت مرحمت فرمائیں گے۔ مگر کوثر مرحوم نے اصرار کیا۔ منہ سے تو دل میں بھی یہی خواہش اُبھری کہ جب کوثر مرحوم کو میری گزارش پر دلائل الخیرات شریف کی اجازت ملتی ہے تو میں از خود بھی یہ سعادت کیوں نہ حاصل کروں؟ دوسرے روز میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل میں شریک ہوئے، محفلِ میلاد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا انعقاد حضرت کے شبانہ وظائف میں شامل تھا۔

marfat.com

اختتامِ محفل پر سامعین ایک ایک کر کے چلے گئے ۔جب ہم دونوں بیٹھے رہے تو حضرت قطب مدینہ نے فرمایا! منشا میاں کیا بات ہے ؟ عرض کیا، مولانا حافظ فیض الرحمٰن کو شرفیہ اعظم کے داماد ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ آپ ہمیں دلائل الخیرات شریف کے پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائیں ۔

قطبِ مدینہ نے ہماری معروضات کو شرفِ قبولیت بخشا اور اپنے نرم و نازک، حسین و جمیل دایاں ہاتھ بڑھایا اور ہم دونوں کا دایاں دایاں ہاتھ اپنے ہاتھ مبارک میں لیا اور دُرود شریف ، صلی اللہ علی النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ وسلاماً علیک یارسول اللہ قلت حیلتی انت وسیلتی ادرکنی یاسیدی یارسول اللہ " پڑھاتے ہوئے اجازت مرحمت فرمائی ۔ اس طرح میں نے محسوس کیا کہ میری مدت کی آرزو پوری ہوئی ۔ وہ یہ کہ میں نے ۱۹۶۹ء میں حج و زیارت کی درخواست دی اور ارادہ کیا کہ اسی سفرِ مقدس کے دوران قطب مدینہ سے بیعت طریقت کی سعادت حاصل کرونگا لیکن درخواست منظور نہ ہوئی ، تو میں نے محسوس کیا کہ بیعت نہ ہونے کے باعث میں حاضری سے محروم ہوا جا رہا ہوں ۔اسی دوران میں حضرت شیخ الاسلام والمسلمین قمر الملۃ والدین الحاج الحافظ خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کی محبت نے غلبہ پایا اور ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے آپکو پیش کر دیا۔ شیخ الاسلام نے نوازا ، خوب نوازا ، موضوع کے پیش نظر اشارہ ہی کافی ہے ورنہ حضرت شیخ الاسلام قمر الملۃ والدین علیہ الرحمۃ کے فیوض و برکات کو بھی زیب قرطاس و قلم کرتا۔

بہرحال بیعت طریقت تو قطبِ مدینہ سے حاصل نہ ہوئی مگر دلائل الخیرات شریف کی برکت سے آپ کے درِ اقدس پر بیعتِ اجازت دلائل الخیرات نصیب ہوئی ، اس طرح قادری نسبت سے بہرہ ور ہوا ۔

محفلِ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قطبِ مدینہ مولانا ضیاء الدین احمد قادری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں میری اکثر و بیشتر حاضری رہی پہلے حج کے موقعہ پر ایک ماہ سات یوم مدینہ طیبہ قیام رہا ۔ بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یومیہ معمولات کی تکمیل کے بعد قطب مدینہ کے ہاں حاضر ہوتا اور پھر بعد نماز عشاء منعقد ہونے والی شبانہ روز محفل میلادِ مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تو

marfat.com

حاضری میرا وظیفہ تھا۔

اس محفل کی روحانی برکات کے ساتھ ساتھ جسمانی برکات بھی بیش از بیش تھیں۔ زائرین مدینہ میں جن پاکستان و بھارتی حجاج کرام کو معلوم تھا کہ وہاں محفلِ میلاد میں بڑا پُر لطف، وافر مقدار میں کھانا کھلایا جاتا ہے تو کئی آدمی محض کھانا کھانے کی غرض سے ہی محفل میں حاضری دیتے اور اپنے قیام مدینہ کے وقت بروقت روزانہ معمول کے مطابق حاضر ہوتے اور بڑے لطف سے سیر ہو کر کھانا کھاتے۔ باوجودیکہ قطب مدینہ کو بھی ان کی اس خواہش کا علم تھا مگر کبھی اشارہ کنایہ بھی ان کو محسوس نہ کرایا۔ بلکہ ہر آنے والے پر خوش ہوتے۔ میرا معمول تھا کہ محفل میلاد میں شامل ہونے والوں کو جن برتنوں میں کھانا اور چائے پیش کی جاتی انہیں صاف کرتا، ایک دن برتن زیادہ تھے، چھوٹے بڑے تمام برتن صاف کر چکا تو عرض کیا! سرکار برتن صاف کر دیئے ہیں اور حکم! آپ نے دو تین بڑے برتنوں کے بارے دریافت کیا۔ عرض کیا صاف کر چکا ہوں اور کوئی حکم! اس پر حضرت نے فرمایا، منشا میاں! آپ نے بڑی تکلیف اٹھائی۔ میں علیل ہونے کے باعث مجبور ہوں، ورنہ مہمانانِ مصطفےٰ کے ان برتنوں کو خود صاف کرتا، تو اور لطف ہوتا، نیز فرمایا مجھے اس وقت سخت تکلیف ہوتی ہے جب پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب نبیرۂ حضرت امیر ملت سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری برتن دھوتے ہیں۔ وہ سید ہیں، آل رسول ہیں، امیر ملت محسنِ اہل سنت کی یادگار ہیں، ان کی خدمت انجام دینا میرا فرض ہے مگر کیا کروں وہ از خود خوشی و مسرت سے کام سنبھال لیتے ہیں۔ اس انکشاف پر میں حیران سا رہ گیا اور کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت کے آنسو چھلک رہے ہیں اور پھر فرمانے لگے برتن صاف کر چکے ہو، عرض کیا ہاں، پھر اور کیا کرو گے!! میں نے عرض کیا جو حکم ہو! بس آپ کے ہونٹ حرکت میں آئے اور فرمانے لگے، "اب اگر کر سکتے ہو تو دل صاف کر دو۔"

ان کلمات گرانمایہ سے میری حالت دگرگوں ہوئی، آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور حضرت سے عرض کرنے لگا۔ سرکار! یہ سیہ کار، خطاوار، سراپا قصور تو آپ کی خدمت عالیہ میں قلب و نگاہ کی پاکیزگی کی بھیک لینے آیا ہے۔ تواضع و انکساری اور عاجزی کی

marfat.com

اس سے بڑی مثال ڈھونڈے سے نہیں ملے گی۔

ع لاؤ کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کی یہ داستان

مجھ پر سکتہ کا عالم طاری رہا، حضرت پر خاص کیفیت طاری رہی اس رات آپ ہی کی خدمت میں یہ ناچیز اکیلا موجود تھا۔ رات نصف گزر چکی تھی تو فرمانے لگے منشا میاں! ابھی آپ سوئے نہیں، میں نے عرض کیا حضور آج سونے سے زیادہ سکون نصیب ہے۔ اگر آپ آرام فرمائیں تو ..... بھئی اب آرام ہی آرام ہے۔ میں نے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عرض کیا حضور اجازت ہو تو پاکستان سے آپ کے لیے ایک بنیان اور پاجامہ لایا ہوں مگر یہ خیال کرتے ہوئے دیگر تحائف جو پہلے پیش کر چکا ہوں ان کے ساتھ نہ دیا کہ شاید آپ پسند نہ فرمائیں۔ میری دلجمعی کے لیے سمجھئے فرمانے لگے عزیزم! مجھے پسند ہیں جب پاکستان سے لے آؤ ہو تو میں پسند کیوں نہ کروں۔ اجازت لی اور باب العوالی جنت البقیع کیطرف میرا مکان تھا اور آپ کے درِ اقدس سے تقریباً ہم فرلانگ پر واقع تھا۔ فرمانے لگے اتنی دوری پر آنے جانے میں کہیں کتے کچھ نہ کہیں .....؟

اس سے قبل مدینہ طیبہ میں جتنے دن گزار چکا تھا مجھے کوئی سگِ مدینہ نظر نہ آیا۔ اس ارشاد پر مجھے خوشی ہوئی کہ چلو آج سگانِ کوئے حبیب کی زیارت بھی کریں گے۔ عرض کیا سرکار! اگر ناچیز کو سگان مدینہ قبول فرمائیں تو اس سے بڑی خوش نصیبی اور کیا ہوگی۔ میرے ان کلمات پر آپ نے فرمایا الحمد للہ! عین ممکن ہے میرے امتحان میں ——— کامیابی پر تحمید فرمائی ہو۔

راقم الحروف اپنے مکان پر آیا۔ بنیان اور پاجامہ لیا۔ واپسی پر مجھے تین چار مقام پر سگانِ مدینہ سے ایک دو مرتبہ میرے قریب آئے، انہوں نے اپنی آواز سے مستفیض کیا۔ اور میں اپنی دھن میں مست حضرت کے کاشانۂ اقدس کیطرف رواں رہا۔ دروازہ کھلا تھا، حاضر ہوا اور اپنا حقیر سا نذرانہ جسے پیش کرتے ہوئے مجھے ——— ندامت سی محسوس ہو رہی تھی بڑی خندہ پیشانی سے قبول فرمایا اور دعائیں دیں یوں بھی میری خوشی کا سامان حضرت نے

marfat.com

مہیا فرمایا۔

زلزلہ زلزلہ علامہ ارشد القادری مدظلہ کی وہ معرکۃ الآرا کتاب ہے جس کا مخالفین کے ہاں کوئی جواب نہیں۔ اس کتاب سے نہ صرف ہندوپاک کے صحیح العقیدہ مسلمان ہی مستفید ہوئے، بلکہ بہت سے خوش قسمت انسان پڑھ کر عقائد صحیحہ میں پختہ ہوئے اور کئی غلط عقائد سے تائب ہو کر اہل سنت وجماعت میں شامل ہوئے۔ زلزلہ کو اعتدال پسند حضرات نے اس دور کی مناظرانہ کتب میں حرفِ آخر کی ڈگری دی۔

یہ کتاب ہندوستان میں اس وقت شائع ہوئی جب پاکستان کے ساتھ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے باعث ہندوستان کے ہر قسم کے تعلقات منقطع تھے یہاں تک کہ کہ پوسٹ کارڈ بھی نہیں بھیجا جا سکتا تھا چہ جائیکہ کتب کی ترسیل کا معاملہ، چنانچہ پاکستان میں زلزلہ کی اشاعت کا باعث قطب مدینہ کی ذات ستودہ صفات ہی کو ٹھہرایا جا سکتا ہے جن کے ہاں پاک وہند کے مصنفین کی کتب حجاج کرام اور زائرین مدینہ کی وساطت سے پہنچ جاتی تھیں۔ اسی طرح جب زلزلہ کی اشاعت ہوئی تو علامہ ارشد القادری مدظلہ اسی سال حج و زیارت کے لیے حرمین شریفین پہنچے۔ زلزلہ کا ایک نسخہ قطب مدینہ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے ص الاول الی آخرہ بغور مطالعہ فرمایا جب میری حاضری ہوئی تو کتب کے شلف میں زلزلہ پر میری نظر پڑی۔۔ تھائی۔ دیکھتا رہا۔ دلکش انداز نے مجبور کیا کہ حضرت سے یہ نسخہ طلب کروں، جرات نہ ہوئی۔ دوسرے روز جسارت کی اور کتاب طلب کیا۔ آپ نے فرمایا! میرے پاس ایک ہی نسخہ ہے وہ ہوتے تو آپ کو دیتا۔ میں نے عرض کیا۔ پڑھنے کی اجازت ہو! فرمایا لے جاؤ بعد از مطالعہ واپس کریں۔ رات بھر کتاب زلزلہ پڑھتا رہا۔ دوسرے روز ارادہ کیا کہ اسے نقل کر لیا جائے۔ مگر حضرت سے تو صرف پڑھنے کی اجازت تھی، حاضر ہوا۔ نقل کی اجازت لی۔ فرمایا، نقل کرنے میں کیا حرج ہے۔ چنانچہ میں نے بارگاہِ رحمۃ للعالمین، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی حاضری کے معمولات کے بعد رات بھر زلزلہ نقل کرتا۔ تین راتوں میں

marfat.com

کتاب نقل کرلی اور نقل شدہ کاپی علامہ اقبال احمد صاحب فاروقی اور مولانا باغ علی صاحب مالکان مکتبہ نبویہ لاہور کے سپرد کی۔ ان وسیع النظر علماء نے بنظر استحسان دیکھا اور فوری اشاعت کا انتظام کیا۔ چنانچہ علامہ اقبال احمد فاروقی زلزلہ کی اشاعت پر حرف اول میں رقم طراز ہیں:۔

"چونکہ چند سالوں سے ہندوپاک کے درمیان سلسلۂ خط وکتابت رُک گیا ہے، یہ کتاب پاکستان میں براہ راست نہ پہنچ چکی، فاضل مصنف جو سرزمین حبیب پر علماء عجم کے میزبان ہیں" مولانا ضیاء الدین احمد قادری، کی مجلس میں یہ کتاب دکھائی گئی، کتاب دیکھ کر انہوں نے بڑے فخر کا اظہار کیا اور فاضل مصنف کی کاوش پر نیک دعائیں دیں۔ ؎

لیتے جاؤ حاجیو اس کو حضور شاہ سے
ہمسر عرش مُلا بابِ رسول اللہ!

ہمارے فاضل سالم دین محمد منشا تابش قصوری صاحب خطیب جامع مسجد مُرید کے بھی اسی سال حج پر گئے تھے۔ انہیں کتاب کا ایک نسخہ ملا... اور پھر اسے اپنے ہاتھ سے نقل کرکے پاکستان لائے، جسے مکتبہ مظہر فیض رضا کی درخواست پر سارا مسودہ عطا فرمایا۔ تاکہ ہم اسے اسی انداز میں زیورِ طباعت سے آراستہ کریں جس طرح فاضل مؤلف کی پہلی کتاب "تبلیغی جماعت حقائق ومعلومات کے اُجالے میں" چھپ کر عوام تک پہنچ چکی ہے۔ ہم جناب تابش قصوری کے سپاس گزار ہیں کہ انہوں نے دیارِ حبیب سے وہ کتاب لاکر دی جو حضور کے علم غیب پر بحث کرنے والوں کو ساکت کرنے کے لیے کافی ہے۔ اس کتاب کی مقبولیت کا عالم یہ ہے کہ کتاب چھپنے سے پہلے ہی سینکڑوں علماء نے اسے اپنے مطالعہ کے لیے منتخب فرمایا اور آرڈر بک کرائے اپنے لیے ایک ایک نسخہ محفوظ کرالیا۔ بعض علماء نے اس کتاب کی افادیت کے پیش نظر پچاس پچاس نسخے بک کرکے اپنے علاقوں میں تقسیم کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔"

زلزلہ صہ ۸، ۷ مطبوعہ لاہور

کرامات مفتی اعظم ہند رح

اسی اثناء میں جب حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری علیہ الرحمۃ کی اجازت سے زلزلہ نقل کرچکا تو دوسرے روز ہندوستان کے ممتاز شاعر

marfat.com

رازالہ آبادی کی شاندار تصنیف "کرامات مفتی اعظم ہند" حضرت کے مسند کے قریب نظر نواز ہوئی حسب معمول اجازت سے کتاب اپنے مکان پر لایا اور ایک ہی نشست میں از اول تا آخر پڑھ لی۔ اس کتاب کے صہ پر حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری علیہ الرحمۃ کا ایک اہم واقعہ پڑھنے میں آیا جس کی تصدیق کے لیے دوسرے روز بعد نماز عشاء بوقت فراغت عرض کیا اور حضرت نے تحریر کیمطابق من وعن واقعہ کی تصدیق فرمائی اور مندرجات کے علاوہ چند مزید باتیں بھی ارشاد ہوئیں، آپ بھی اس عجیب وغریب واقعہ کو ملاحظہ فرمائیے اور خیال کیجئے کہ آپ پر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اور غوث اعظم، خواجہ غریب نواز اور اعلیحضرت فاضلِ بریلوی علیہم الرحمۃ والرضوان کیسا کرم رہا۔

"قاری حبیب اشرف صاحب بیان فرماتے ہیں کہ "میں امام اہلسنت اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کے ایک خلیفہ اجل حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب قبلہ جو ہندوستان سے ہجرت کرکے عرصہ دراز سے اعلیحضرت کے ارشاد کے مطابق مدینہ منورہ میں مقیم ہیں، حج سے فارغ ہوکر محبوب رب العالمین گنبد خضرا کے مکین کی بارگاہِ بیکس پناہ میں خوش نصیبی سے حاضر ہوا۔ تو مدینہ شریف میں ان کی خدمت میں بھی حاضری ہوئی، وہ وہاں کے زبردست علماء میں سے ہیں۔ اور ہزاروں عالم ان کے مرید اور شاگرد ہیں۔ اعلیحضرت کے سچے نائب اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس کے قریب ہی ایک مکان میں فروکش ہیں۔ ان سے میں نے اپنے سارے واقعات بتائے انہوں نے فرمایا مولانا آپ تو ابھی بہت چھوٹے ہیں۔ اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کے مقام و منصب کو بڑے بڑے نہیں سمجھے وہ سرکارِ ابد قرار مدنی تاجدار سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیسے عاشق ہیں۔ ان کی رسائی بارگاہِ محبوب تک ہے۔ حضرت علامہ الحاج محمد ضیاء الدین احمد صاحب فرمانے لگے کہ ایک بار مجھ پر فالج کا اثر ہوا۔ ہاتھ پاؤں لنج ہوگئے۔ میں ہر وقت لیٹا رہتا، مجھے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں اعلیحضرت نے اپنی طرف سے خادم بنا کر بھیجا تھا۔ میں نے ایک شب رو رو کر بارگاہِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا "یارسول اللہ" مجھ کو میرے مرشد نے آپ کی بارگاہ میں خادم بنا کر بھیجا تھا۔ اے میرے آقا، اے سرکار! مجھ سے شاید کوئی غلطی ہوئی جس کی سزا ملی ہے۔ میرے مرشد کے صدقے مجھے معاف فرمادیں۔

marfat.com

اور اپنے روضۂ اقدس کی خدمت کا شرف عطا فرمائیں اور اسی طرح میں نے محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں بھی عرض کیا۔ بس کیا تھا کہ میں جب رات کو سویا تو میں نے دیکھا میرے آقا حضرت علیہ الرحمۃ اور تین بزرگ ان کے ہمراہ نہایت نوری چہرے والے میرے غریب خانے میں آئے اور اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا "ضیاء الدین آج تم نے ایسی درخواست کی ہے کہ میرے غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو بنفس نفیس خود تشریف لانا پڑا۔ اور اعلیٰحضرت نے ایک اور بزرگ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا دیکھو یہ حضرت سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ بس میرے سرکار غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے میرے جسم پر ایک بار اپنا دست مبارک پھیرا اور فرمایا کہ اُٹھو، میں جب خواب میں کھڑا ہوا تو یہ تینوں حضرات نماز پڑھنے لگے میری آنکھیں کھلیں تو میں چارپائی سے نیچے اُتر کر کھڑا تھا۔ میں نے نعرہ رسالت لگایا۔ میرے بچے دوڑ پڑے اور مجھے دیکھ کر حیران ہوئے، میں نے فوراً کہا کہ پہلے سامنے فرش پر لوہے کی الماری اکر رکھو، کیونکہ یہاں ابھی ابھی میرے پیر و مرشد اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی ہے۔ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری فرماتے ہیں کہ میں بالکل تمہارے سامنے بیٹھا ہوں، دیکھا اعلیٰحضرت کا مقام مقبولیت، میاں تمہارے پیر و مرشد اعلیٰحضرت کے جانشین ہیں ان کے شہزادے ہیں اپنے وقت کے عارف ہیں، قطب ہیں، تم نے ان کو کیا سمجھا کہ حضرت مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ قدسیہ کے چہرے پر علمائے ظاہرین نے محض مفتی اعظم ہند کی نقاب ڈال رکھی تھی، مگر ایک ولی کامل کا چہرہ کہیں چھپانے سے بھی چھپتا ہے، خوشبو نہیں چھپتی ہے

نکل کے صحن گلستان سے دور دور گئی
یہ بوئے گل بھی کہیں قید رہنے والی ہے

(کرامات مفتی اعظم ہند صہ ۵۰۵)

علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری علیہ الرحمۃ کے بیت اسلامیہ کی نامور شخصیات سے گہرے مراسم

marfat.com

تھے انہی عظیم ترین اکابر اسلام میں سے شہرۂ آفاق شخصیت حضرت علامہ الحاج الحافظ الامام یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمۃ سابق وزیر انصاف بیروت بھی ہیں جن سے قلب مدینہ کے عمدہ تعلقات تھے وہ اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ کے ہم عصر تھے حضرت مولانا سید ظفر علی شاہ صاحب محدثِ الوری علیہ الرحمۃ بانی دارالافتاء لاہور حج وزیارت کے دوران ان سے ملاقات کر چکے تھے نیز علامہ یوسف نبہانی صاحب اعلیٰحضرت کی کتاب "الدولۃ المکیہ" پر زوردار تقریظ تحریر فرما چکے تھے۔ اس نسبت سے بھی مولانا ضیاء الدین احمد قادری کو ان سے خصوصی نسبت تھی۔ جب راقم الحروف نے حضرت سے عالم اسلام کی اہم شخصیات کے بارے دریافت فرمایا تو آپ نے علامہ یوسف نبہانی کا بڑا ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا جو میں نے اپنی کتاب "انشنی یا رسول اللہ" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں درج کیا بعدہٗ علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہٗ نے علامہ نبہانی علیہ الرحمۃ کی کتاب "شرف المؤبد لآل محمد" کے ترجمہ "برکات آل رسول" کے ساتھ تقدیم فرماتے ہیں:۔

"بعض شر پسندوں اور منافقین نے سلطان عبدالحمید سلطان ترکی کے کان بھرے کہ علامہ نبہانی رح ان قصائد کے ذریعے تمہاری رعایا میں انتشار پھیلا رہے ہیں،

چنانچہ ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء میں جب علامہ مدینہ طیبہ پہنچے تو انہیں نظر بند کر دیا گیا۔

علامہ فرماتے ہیں "حُبِستُ فی المدینہ مدہ اسبوع لکن بالاکرام والاحترام" مجھے ایک ہفتہ کے لئے نظر بند کر دیا گیا۔ لیکن عزت واحترام کے ساتھ۔"

قطب وقت حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی دام ظلہٗ تعالیٰ خلیفۂ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ جو اس واقعہ کے شاہد ہیں، نے واقعہ تفصیل سے بیان فرمایا۔ اور مولانا الحاج محمد منشا تابش قصوری مدظلہٗ نے اسے قلمبند کیا، انہی کے الفاظ میں ملاحظہ ہو۔

"ایک دفعہ سلطان عبدالحمید نے مدینہ منورہ کے گورنر بصری پاشا کو علامہ یوسف نبہانی کی گرفتاری کا حکم دیا۔ گورنر بصری پاشا علامہ کا انتہائی معتقد تھا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلطانی حکم نامہ پیش کیا، علامہ یوسف نبہانی ملاحظہ فرماتے ہی گریا ہوئے "سمعت و قرأت واطعت" میں نے سنا،

marfat.com

پڑھا اور اطاعت "

گورنر بصری پاشا عرض کرنے لگا حضرت! گرفتاری تو ایک بہانہ ہے، گورنر ہاؤس تشریف لائیے آپ میرے ہاں بحیثیت مہمان ہی ہوں گے اس بہانے مجھے میزبانی کا شرف حاصل ہو جائے گا اور جو علماء و فضلاء اور مشائخ آپ سے ملاقات کے لیے آئیں گے وہ بھی میرے مہمان ہوں گے آپ کے عقیدتمندوں پر گورنر ہاؤس کے دروازے ہر وقت کھلے رہیں گے۔ آپ کا گورنر ہاؤس میں قیام قید نہیں محض سلطان کے حکم کی تعمیل کے لیے ایک حیلہ ہے۔"

حضرت علامہ یوسف نبہانی عالم اسلام کی ممتاز شخصیت تھے۔ ہمعصر علماء و مشائخ کے ان کے ساتھ گہرے مراسم تھے ان کی گرفتاری کی خبر جنگل کی آگ کی طرح بڑی تیزی سے عالم اسلام میں پھیل گئی، خاص و عام سراپا احتجاج بن گئے۔ مگر علامہ یوسف نبہانی بالکل مطمئن، گھبراہٹ اور پریشانی کا نام تک نہیں تھا، پھر بھی علماء و زعماءِ ملت نے ملاقات کے دوران علامہ سے کہا اگر اجازت ہو تو ہم آپ کی رہائی کے لیے سلطان سے اپیل کریں، علامہ نے فرمایا اگر آپکو اپیل کرنا منظور ہے تو سلطانِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں صلوٰۃ و سلام کے ساتھ یوں استغاثہ کی صورت کریں:

صلی اللہ علی النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ د
سلاماً علیک یا رسول اللہ، قلت حیلتی انت وسیلتی
ادرکنی یا سیدی یا رسول اللہ د

حضرت قطب الوقت مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی نے فرمایا، چنانچہ ہم نے ابھی تین دن تک ہی اس درود شریف کے ساتھ استغاثہ پیش کیا تھا کہ سلطان عبدالحمید کا گورنر بصری پاشا کو پیغام ملا، حضرت شیخ یوسف نبہانی کو باعزت بری کر دیا جائے۔

چنانچہ علامہ فرماتے ہیں "جب حکومت پر واضح ہو گیا کہ میں پورے خلوص کے ساتھ دین اسلام کی خدمت کر رہا ہوں اور دین متین اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے

marfat.com

دفاع کر رہا ہوں تو میری رہائی کا حکم صادر کیا گیا، اور حکومت کے ذمہ دار افراد نے گرفتاری پر معذرت کا اظہار کیا۔

(الدلائل الواضحہ با حوالہ برکات آل رسول ص ۱۲، ۱۳)

حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب شیخ الحدیث لاہور بیان فرماتے ہیں کہ قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری کے ہاں ایک روز مجھے بھی محفل میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی، فیوض و برکات کی بارش ہو رہی تھی، ہم مستفیض ہو رہے تھے، وسیع دسترخوان پر کھانا چنا گیا، اس روز یہ ضیافت قدرے معمول سے زیادہ تھی۔ محفل میں ایک صاحب نے کھانے کے بعد حضرت سے عرض کیا، سرکار یہ اتنا بفراغت کھانا کھلایا جاتا ہے آخر آپ اس کے اخراجات کہاں سے لیتے ہیں۔ حاضرین نے اس سوال کو بُرا محسوس کیا اور اسکو دریافت کرنے پر ٹوکا، حضرت خاموش رہے اور اس نے دوبارہ پوچھا، آپ نے کوئی جواب نہ دیا، تیسری مرتبہ وہ پھر بولا۔ تو آپ جلال میں آگئے، مگر مہمانِ مدینہ سمجھ کر ضبط کرتے ہوئے آپ کی آنکھوں سے آنسو کے ساتھ ہی زبان سے اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی کا یہ شعر جواب بن کر نکلا ؎

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

marfat.com

نعمتِ غیر مترقبہ

حضرت علامہ مولانا الحاج ضیاء الدین احمد صاحب قدس سرہٗ کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے الفاظ کہاں سے لاؤں۔ حضرت مولانا کی ذات مجمع الصفات تھی۔ بچپن سے حضرت مولانا کا تذکرہ استاذ مکرم صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہٗ اور والد محترم تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی قدس سرہٗ سے سنتا رہتا تھا اور یہ سوچا کرتا کہ وہ شخصیت کتنی عظیم ہوگی جن کا تذکرہ یہ عظیم ہستیاں کس قدر باوقار انداز میں کرتی ہیں۔ ان حضرات کے علاوہ اور بہت سے اکابر اہل سنت سے بھی سُنا۔ یہ تمنا رہی کہ میں ان کی زیارت کروں، برسہا برس کی تمنا آرزو کے بعد جنوری ۱۹۷۲ء میں مدینہ طیبہ کی حاضری کا شرف نصیب ہوا تو قلب کا عجیب عالم تھا آج بارگاہ بیکس پناہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں مواجہ میں کھڑے ہو کر ہدیہ صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی سعادت نصیب ہوگی اور ایک عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا شرف حاصل ہوگا۔

ہمارا قافلہ شب میں بارہ بجے مدینہ پہنچا تھا، نماز فجر مسجد نبوی میں ادا کی۔ بعد نماز بارگاہِ رسالت میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کر کے صبح کو آٹھ بجے کے بعد مسجد نبوی سے باہر آئے تو حضرت مولانا قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضری کے خیال سے پتہ معلوم کرتے ہوئے جب مولانا کے دولت خانہ پر آئے تو دروازے بند دیکھ کر مایوسی ہوئی اس وقت ایک صاحب نے آکر بتایا کہ حضرت مولانا سے ملاقات کے اوقات مقرر ہیں۔ اب نماز ظہر سے قبل ملاقات ہوگی چنانچہ اس درمیانی وقفہ کو گزارنے کے لیے پہلے تو ناشتہ کیا اس کے بعد مدینہ طیبہ کی

marfat.com

—کی بھینی مہکتی ہوئی گلیوں میں گھومتے رہے اور پاکستانی وقت کے مطابق گیارہ بجے کے بعد جب حضرت مولانا قدس سرہٗ کے درِ دولت پر آئے تو دروازہ کھلا ہوا تھا میں اندر کمرہ میں گیا تو حضرت مولانا قدس سرہٗ سامنے تشریف رکھتے تھے اسوقت کمرہ میں شام کے مخلصین بیٹھے ہوئے تھے میں دست بوسی کے بعد ایک گوشہ میں بیٹھ گیا لیکن دست بوسی کے موقعہ پر صرف اپنا نام بتا کر یہ کہا تھا کہ اطہر نعیمی ہے۔ کراچی سے حاضر ہوا ہوں، میں تھوڑی دیر بیٹھا تھا دل میں خیال آیا کہ حضرت مولانا نے شاید پہچانا نہیں اسلئے توجہ نہیں فرمائی، چنانچہ کچھ کہنا چاہتا تھا اور ایک جملہ زبان سے ادا ہوا تھا کہ حضرت والا نے فرمایا صاحبزادہ! آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں نے پہچانا نہیں۔ یہ حضرات ابھی مدینہ طیبہ سے جانے والے ہیں۔ ان سے فارغ ہو لوں تو آپ سے بات کرتا ہوں اور آپ سے تو بہت سی باتیں کرنی کرنی ہیں۔ چند منٹ کے بعد جب شامی مہمان رخصت ہوئے تو مولانا صاحب نے فرمایا آپکو یہ خیال کیوں ہوا کہ میں نے پہچانا نہیں، آپ تاج العلماء مفتی محمد عمر صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ گذشتہ سال آپ کے چھوٹے بھائی اور والدہ بھی مدینہ طیبہ آئے تھے اس کے علاوہ نعیمی کی نسبت تو صدر الافاضل کی یاد تازہ کرتی ہے اور میں تو آپ کے نام سے پہلے سے متعارف ہوں۔ اس کے بعد مولانا رحمۃ اللہ علیہ کراچی کے احباب سے متعلق استفسار فرماتے رہے اور مراد آباد میں جامعہ نعیمیہ کے بارے میں بہت سی باتیں کیں، میری حیرت کی اس وقت انتہا نہ رہی کہ جب حضرت والا نے ایسی باتیں جن کے بارے میں مجھے کراچی میں تفصیلات معلوم نہ تھیں، لیکن حضرت مدنی قدس سرہٗ کو مدینہ طیبہ میں سب کچھ معلوم ہے۔

مجھے بہت سے لوگوں سے واسطہ رہا اور ان کی قوت حافظہ میں رشک کرتا لیکن جب حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ حضرت مولانا قدس سرہٗ کا حافظہ ایسا ہے کہ اس دور میں ایسے حافظہ کے مالک مشکل ہی سے ملیں گے۔ اس ملاقات کے بعد میں اجازت لے کر واپس ہوا تو مولانا صاحب نے

marfat.com

نے دریافت فرمایا اب کب آئیں گے ؟ میں نے عرض کیا نماز عشا کے بعد، اس کے بعد مدینہ منورہ کے تیرہ روزہ قیام میں کوئی شب ایسی نہ تھی جس میں حضرت مولانا صاحب کی خدمت میں حاضری نہ ہوئی ہو۔ حضرت مولانا کی شفقتوں کا یہ عالم تھا کہ مجھے اپنے قریب بٹھاتے اس دوران اکثر فاضل بریلوی قدس سرہ حضرت صدرا لافاضل اور والد محترم کا تذکرہ فرماتے تھے۔

مجھے اکابر علماء و مشائخ کی زیارت کا موقعہ ملا ہے لیکن حضرت مولانا قدس سرّہٗ سے شرفِ نیاز کے بعد جو تأثر مرتب ہوا ہے اسکو میں الفاظ میں ادا نہیں کر سکتا حضرت مولانا قدس سرہٗ کے یہاں شب کی نشست میں نعت خوانی ضرور ہوتی تھی پاکستان ہندوستان کے مشہور اور بہترین نعت خوان بارگاہ رسالت میں زمزمہ سرائی کرتے۔ ایسا بھی ہوتا کہ حضرت مولانا کسی شعر کی تشریح فرماتے تو اسرار و رموز کے دریا بہا دیتے۔ نعت خوانی کے بعد دستر خوان بچھتا اور حاضرین حضرت کے دستر خوان سے کسبِ فیض کرتے۔ میں نے پہلی شب حاضری کے بعد عرض کیا میں تو کھانے سے فارغ ہو چکا ہوں تو حضرت نے فرمایا یہ فقیر کا دستر خوان ہے۔ چنانچہ دوبارہ شریک ہوا۔ اس کے بعد معمولاً حضرت مولانا کے ساتھ کھانے میں شریک ہوتا۔ تصوّف کے مسائل ہوں یا شریعت کے تاریخ سے متعلق ہوں یا کسی اور موضوع سے جب حضرت مولانا کسی موضوع پر کچھ بولتے تو یہ معلوم ہوتا کہ اس فن کا امام اس موضوع پر اظہار کر رہا ہے میں ششدر ہوں کہ حضرت مولانا کے کس کس انداز کے بارے میں لکھوں۔ حضرت مولانا قدس سرہٗ اپنے متعلقین و متوسلین ہی کی نہیں بلکہ ہر اس شخصیت کی خیریت بھی معلوم فرماتے تھے جو ایک مرتبہ بھی حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا ہو۔ میرے ہم وطن مراد آباد کے ایک صاحب بنے جو آجکل کراچی میں مقیم ہیں، والد محترم کے حوالہ سے تعارف حاصل کیا جب میں مولانا قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا میاں نعیمی صاحب کے حوالہ سے مراد آباد کے ایک صاحب آئے تھے وہ خیریت سے ہیں۔ آج ایسی شفقتیں کرنے والے اکابر کہاں ہیں ایسے حضرات

marfat.com

کو نظریں تلاش کرتی ہیں۔ اکتوبر ۱۹۷۸ء مدینطیبہ کی حاضری کا جب دوسری مرتبہ شرف حاصل ہوا تو میں حسبِ معمول حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا، اس مرتبہ حضرت مولانا کی بصارت کمزور ہوگئی تھی لیکن میری آواز سے کہ حضرت مولانا قدس سرہٗ نے پہچان کر فرمایا اطہر میاں آئے ہیں۔ میں اپنی خوش بختی پر ناز کرنے لگا کہ حضرت والا کو میں یاد ہوں اور میری آواز سے حضرت والا نے مجھے پہچان لیا۔ اس وقت کراچی کے چند علماء بھی موجود تھے لیکن حضرت والا نے مجھے معمول کے مطابق اپنے قریب بلا کر بٹھایا۔ اس مرتبہ روزانہ کی بجائے دوسرے تیسرے دن حاضری کا موقع ملتا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت نے فرمایا اطہر میاں کہاں ہیں ہم تم کو روزانہ یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ کوشش کر کے تھوڑی ہی دیر کے لیے روزانہ حاضر ہوتا تھا۔

حضرت مولانا کی ذات ملتِ مسلمہ کے لیے نعمت غیر مترقبہ بھی تھی اور مدینہ منورہ میں ایسا مرکز تھی جہاں حبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا درس ملتا تھا جو اس دور میں دوسری جگہ نہیں مل سکتا تھا۔

یہ چند کلمات صرف اس لیے لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا قدس سرہٗ کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت پیش کرنے والوں میں میرا نام بھی شامل ہو جائے۔ ربِ کریم حضرت مولانا کے روحانی فیوض سے متمع فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

marfat.com

مرکزِ عُشّاق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ طریقت مخدومی حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذاتِ گرامی مدینہ منورہ میں اہلِ دل حضرات کے لیے زبردست کشش رکھتی تھی اور دُنیا بھر کے عشاق حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کی زیارت سے مشرف ہوتے اور روحانی فیوض و برکات حاصل کرتے۔ اس فقیر کو بھی بے شمار دفعہ اُن کی زیارت کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔ میری دُعا ہے کہ مولائے کریم اُن کے مدارجِ عالیہ میں ترقی عطا فرمائے۔ اور ان کا روحانی فیض جاری و ساری رہے۔

اُن کے پاکیزہ حالاتِ زندگی کا مطالعہ بھی طالبانِ راہ ہدیٰ کے لیے صبر و استقامت سے خدمتِ دین کرنے کا سبق دے گا۔

خاکپائے شیر ربانی و گدائے آستانۂ لاثانی

میاں جمیل احمد شرقپوری

۲۷ شوال المکرم ۱۴۰۵ھ

marfat.com

پیکرِ اخلاقِ کریمانہ

پیرِ طریقت حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی مظلہ العالی (پشاور) فرماتے ہیں پہلی مرتبہ حج پر جاتے ہوئے کراچی میں مولانا اوکاڑوی صاحب کی کوٹھی پر ایک ضیافت میں گفتگو ہو رہی تھی کہ اس وقت سلسلہ عالیہ قادریہ میں کون کامل بزرگ ہیں؟ مولانا اوکاڑوی صاحب نے کہا اس وقت مدینہ شریف میں ایک ہستی حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی ہیں جنہیں قطبِ مدینہ کہتے ہیں۔ مولانا اوکاڑوی صاحب نے کہا کہ آپ ضرور اُن کی خدمت میں حاضر ہوں، چنانچہ حرمین شریفین کی پہلی حاضری تھی اور والدہ صاحبہ بھی ساتھ تھیں اس لیے جذب و شوق اور مصروفیت کی وجہ سے حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کی زیارت نہ کر سکا۔

دوسری مرتبہ حج پر جاتے ہوئے کراچی میں مولانا اوکاڑوی صاحب سے پھر ملاقات ہوئی، انہوں نے کہا کہ اس مرتبہ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ضرور حاضر ہوں، چنانچہ حج کے بعد مدینہ منورہ حاضری ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کے بعد طبیعت میں بے نیازی سی آگئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف فرما ہوں تو کسی کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے۔ ظہر کی نماز پڑھ کر سو گیا تو خواب میں مولانا ضیاء الدین احمد مہاجرِ مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی، آپ نے فرمایا کیا اس دفعہ بھی نہیں ملو گے؟ اتنے میں آنکھ کھل گئی فوراً اُٹھ کر وضو کیا۔ عصر کی نماز کا وقت ہو رہا تھا، حرمِ شریف میں نمازِ عصر سے فارغ ہو کر پوچھتے پوچھتے حضرت کے دولت کدہ پر پہنچ گیا، اندر حاضر ہوا، حضرت علیہ الرحمۃ تشریف فرما تھے، ملیک سلیک ہوئی، حضرت نے چائے کی پیالی عطا فرمائی، کچھ شامی علماء حاضرِ خدمت تھے، مسائل پر گفتگو ہو رہی تھی، آپ نے نماز مغرب میں تھوڑی سی

marfat.com

تاخیر فرمائی تو میرے دل میں وسوسہ گزرا، میں نماز مغرب کے بعد اجازت لے کر رخصت ہوگیا۔

اس مرتبہ بھی آپ کے فیض سے استفادہ نہ کرسکا، بعد میں معلوم ہوا کہ حرم شریف میں نماز حنبلی مسلک کے مطابق پڑھتے ہیں، ابھی کافی روشنی ہوتی ہے کہ مغرب کی اذان دی جاتی ہے اس لحاظ سے حضرت چند لمحے تاخیر کے ساتھ حنفی مسلک کے مطابق نماز مغرب ادا فرماتے ہیں۔

تیسری دفعہ حج پر جاتے ہوئے کراچی میں مولانا ادکاڑوی صاحب نے پھر کھانے کی دعوت دی، وہاں حضرت مدنی قدس سرہٗ کی ملاقات کے سلسلے میں گفتگو ہوتی رہی۔ مولانا ادکاڑوی صاحب نے تاکید فرمائی کہ حضرت سے ضرور شرف ملاقات حاصل کریں اور اسی وقت حضرت کی خدمت میں ایک دستی رقعہ لکھ کر دے دیا، جس میں اس فقیر کے متعلق تعارفی کلمات تھے۔

جب میں جدہ پہنچا تو مکہ مکرمہ جانے کے لئے ابھی کچھ وقت تھا، پاسپورٹ معلم کے ایجنٹ کے پاس تھے، تھکاوٹ بہت زیادہ تھی، رفقائے سفر مکہ شریف جانے کے انتظامات میں مصروف تھے، میں تھوڑی دیر آرام کرنے کی غرض سے لیٹ گیا۔ خواب میں حضرت مدنی قدس سرہٗ کی زیارت ہوئی کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں، نماز مغرب کا وقت ہے، میں خاموشی سے بیٹھا رہا، میں اور دو تین ساتھیوں نے آپ کے ساتھ نماز مغرب باجماعت ادا کی، حضرت نے نماز، نوافل، اوراد سے فارغ ہوکر میری طرف رُخ فرمایا اور اس فقیر کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر بغداد شریف کیطرف رُخ کرکے فرمایا، میں نے آپ کا ہاتھ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا، جو کچھ مجھے سلسلہ قادریہ میں پہنچا تھا وہ آپکو دے دیا اور فرمایا کہ ہمارے سلسلہ قادریہ میں اتنے لمبے چوڑے وظائف نہیں ہیں، جتنی شریعت کی پابندی کروگے اتنا ہی فیض پھیلے گا اور بڑھے گا۔ اس کے بعد خواب سے بیدار ہوگیا، مکہ شریف کے لیے روانگی ہوئی، مناسکِ حج سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ منورہ پہنچا۔

marfat.com

۲۵ ر ذوالحجہ ۱۳۹۲ھ کو رخصت کے وقت باب مجیدی میں حضرت مدنی رحمہ اللہ کے آستانے پر حاضری دی، عصر کے بعد کا وقت تھا، آپ نے اخلاق کریمانہ سے مرحبا مرحبا فرماتے ہوئے قریب بٹھایا، چائے کی پیالی عنایت فرمائی، میں نے اوکاڑوی صاحب کا خط آپ کی خدمت میں پیش کیا، تھوڑی دیر بعد نماز مغرب کا وقت ہوگیا۔ نماز مغرب باجماعت حضرت کے ساتھ ادا کی، آپ نماز کے نوافل و اوراد سے فارغ ہو کر میری طرف متوجہ ہوئے اور میرے خواب بیان کئے بغیر سارے واقعہ کے مطابق اس فقیر کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے بغداد شریف کی طرف رُخ کر کے فرمایا کہ میں نے آپ کا ہاتھ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا اور جو کچھ مجھے سلسلہ قادریہ میں اجازت پہنچی تھی وہ آپکو دے دی اور پھر نصیحت فرمائی کہ ہمارے سلسلہ قادریہ میں اتنے لمبے چوڑے اوراد و وظائف نہیں ہیں، جتنی شریعت کی پابندی کرو گے اتنا ہی فیض پھیلے گا اور بڑھے گا اور پھر خصوصی دُعا فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا کہ مطبوعہ سند سلسلہ ختم ہوگئی ہے میں بعد میں آپکو بھجوا دوں گا۔ میں نے آپ کی خدمت میں جبہ والا خواب بیان کیا۔ بعد میں مولانا اوکاڑوی صاحب مدینہ شریف حاضر ہوئے تو واپسی پر اس فقیر کے لیے سند و اجازت و خلافت سلسلہ قادریہ ساتھ لے کر آئے۔ بعد میں دس مرتبہ مدینہ منورہ کی حاضری نصیب ہوئی، فقیر حضرت مدنی علیہ الرحمہ کی صحبت سے استفادہ کرتا رہا۔

ایک مرتبہ حضرت کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن کے صاحبزادے اور حضرت کے پوتے حاضر خدمت ہو کر عربی میں سلام و آداب بجا لائے اور آپ کی خدمت میں ایک دعوت نامہ پیش کیا اور عرض کیا یا سیدی یہ دعوت نامہ امیر (گورنر) مدینہ نے بھیجا ہے کہ ملک الفیصل حرم شریف کی توسیع کے سلسلے میں مدینہ منورہ آئے ہیں اور آپ کو ظہرانہ (کھانے) پر بلایا ہے۔ حضرت علیہ الرحمۃ نے دعوت نامے کو ہاتھ بھی نہ لگایا اور نہ اُس کی طرف دیکھا اور پھر ارشاد فرمایا، ہمیں بادشاہوں سے کیا غرض، ہم شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حضور حاضر ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپکے قدموں میں موت دیئے۔ آپ کی دُعا قبول ہوئی کہ جنت البقیع میں قبہ اہل بیت کرام کے قدموں میں آپ کا مدفن ہے۔

marfat.com

میلاد ○ روحانی غذا

مدینہ منورہ کا اشتیاق ہر مومن کے قلب میں ہر وقت موجزن رہتا ہے بالخصوص جس دل میں حبیب کبریا شفیع ہر دو سرا سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق کی چنگاری سُلگ رہی ہو تو وہ ہر لمحہ مدینہ منورہ کا وِرد رکھتا ہے۔ فقیر عرصہ دراز سے مشتاق تھا کہ قسمت کی یاوری ہو تو حاضری نصیب ہو۔ ۱۳۹۹ھ میں فقیر کو اس دولت سے نوازا گیا۔ زمانہ طالب علمی میں قُطب مدینہ حضرت علامہ ضیاء الدین احمد القادری المدنی قدس سرہٗ کا اسم گرامی سُن پایا تھا۔ نہ صرف نام بلکہ آپ کے علمی، عملی اور روحانی کمالات کا شہرہ بھی۔

مدینہ طیبہ پہنچتے ہی فقیر کے تلامذہ نے سنہری جالی پاک کی حاضری سے فراغت کے بعد قطب مدینہ کی زیارت کی یاد دہانی کرائی، فقیر تو پہلے ہی اس میخانہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شوق دل میں لئے تھا، احباب کے یاد دلانے پر بے چین ہو گیا۔ اس لیے بجائے اپنی رہائشگاہ پر جانے کے قطب مدینہ کے مکان کا رُخ کیا۔ عصر کے بعد کا وقت تھا، میرا رفیق مجھے قطب مدینہ کے مکان پر لے گیا۔ اس وقت حضرت کے پاس کثیر التعداد میں علماء و مشائخ موجود تھے اور آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا فضل الرحمٰن قادری مدظلہٗ بھی تشریف فرما تھے۔ علماء و مشائخ میں بعض فقیر کو جانتے تھے۔ اسلئے فقیر کے حاضر ہوتے ہی حضرت کو فقیر کا تعارف کرانے کی حضرت فرمانے لگے "مجھے تو آپ کی آمد کا کافی عرصہ سے انتظار تھا، اچھا ہوا آ گئے"۔ مجھے آپ کے ارشاد گرامی سے شرم محسوس ہو رہی تھی کہ ایسی بڑی شخصیت مجھ جیسے کی منتظر ہو، فقیر پر کرم فرمایا اور جتنی دیر یہ فقیر حاضر خدمت رہا آپ نے خصوصی توجہ سے نوازا۔ اسی اثناء میں

marfat.com

اپنی سرگذشت اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ سے خصوصی تعلقات اور نیاز مندی کی باتیں سناتے رہے۔ مدینہ منورہ کے قیام کے دوران یہ واضح ہوا کہ حضرت قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کا مدینہ طیبہ میں رہ کر مسلک حق کی ترویج کا کام سرانجام دینا انہی کا حصہ ہے باوجودیکہ مخالفین نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ مسلک اہل سنت دیارِ عرب میں مٹ کر رہ جائے لیکن اس مرد مجاہد کے خلوص و استقامت نے مسلک کو وہ پروان چڑھایا کہ بے سروسامانی کے باوجود عمل پیہم سے پیام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم گھر گھر پہنچایا۔ اپنے دولت کدہ پر روزانہ کی محفل میلاد کے انعقاد سے اہل سنت کی تقاریر کی خوب اشاعت ہوئی نہ صرف آپ کے دولتکدہ پر بلکہ مدینہ طیبہ کے ہر گلی کوچے میں اندرون خانہ یا نبی سلام علیک کے نغمے گونجے۔ اہل مدینہ نے حکومت سعودیہ کی سخت پابندی کے باوجود محافل میلاد کا انعقاد روحانی غذا بنا رکھی ہے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ نجدی حکومت کے ملازمین ڈیوٹی سے فراغت کے بعد نہ صرف منتظم نظر آتے تھے بلکہ خود مجالس قائم کرتے۔

آپ کے ہاں محافل میں جو تقاریر ہوتیں ان تقاریر کو آپ کے مریدین ٹیپ کرا کر حلقہ احباب میں تقسیم کراتے۔ ہندو پاک و دیگر ممالک کے علماء کی تقاریر منگوا کر مختلف دوکانوں پر رکھوا دیتے۔ جن سے اہل مدینہ و دیگر ممالک کے اہل درد حضرات اپنے اپنے ملکوں میں تبرک کے طور پر لے جاتے، جس کا اثر یہ ہوا کہ اہل مدینہ کو عام محافل برپا کرنے کی ممانعت کے باوجود گھر میں ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خوب موقعہ میسر آیا۔ ہم نے چھوٹے بچوں مستورات و نوجوانوں اور بوڑھوں تک کو صبح و شام — ٹیپ ریکارڈ کے ذریعے ذکرِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سننے میں سرمست و سرشار دیکھا۔ یہ ساری برکتیں قطب مدینہ ہی کی ہیں۔

رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ

marfat.com

اِسمِ اعظم

قطب مدینہ حضرت مولانا الشیخ الامام ضیاء الدین احمد قادری مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی زیارت سے فقیر بارہا مدینہ منورہ میں اور ایک دفعہ مکہ مکرمہ مسجد حرام شریف میں مستفیض ہوا۔

★ فقیر عموماً رات کی محفل میلاد میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری دیتا رہا۔

★ آپ بلاناغہ ہر رات محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منعقد کرتے تھے اور اس محفل میں روتے رہتے تھے۔ حتیٰ کہ مرض الموت میں بھی ہسپتالِ مدینہ منورہ میں محفل میلاد منعقد کرتے رہے۔

★ اور مختصر تبرک میلاد شریف (کھانا) میں اتنی برکت ہوتی کہ سب کو پورا ہو جاتا اور سب شرکاء کا پیٹ بھر جاتا اور بچ رہتا تھا۔

★ بہت دفعہ فقیر سے تقریریں اور نعتیں سُنیں۔

★ ایک دفعہ شام و مصر، عراق، غرض عرب و عجم کے علماء و مشائخ پر مشتمل محفل میلاد تھی عربی میں تقاریر ہو رہی تھیں۔ ہندو پاک کی نمائندگی کے لیے عربی میں تقریر کے لیے حضرت مدنی کی نگاہِ کرم نے فقیر کو منتخب کیا اور حکم دیا، فقیر نے ان کی نگاہِ کرم سے عربی میں تقریر کی۔

حضرت مولانا فوراللہ صاحب بصیر پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ بھی اس محفل میں موجود تھے۔ حضرت مدنی نے دعاؤں سے نوازا۔

★ اکثر و بیشتر حضرت مدنی رحمۃ اللہ بوقت دُعا اپنی داڑھی کے سفید بال کریم کی بارگاہ میں

marfat.com

پیش کر کے اجابت کی درخواست پیش کرتے۔

★ ایک دفعہ حضرت مدنی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ کہنا کہ اللہ تعالےٰ کا فلاں نام اسم اعظم ہے یا اے اللہ میں تجھ سے اسم اعظم کا صدقہ یہ بھیک مانگتا ہوں، یہ صحیح نہیں۔ بھائیو! مجھے بتاؤ کہ میرے اللہ کا کون سا نام غیر اعظم ہے (اصغر ہے)؟ اس کے تو سب نام اعظم ہیں۔

★ ایک دفعہ فرمایا کہ جب میں پہلے پہلے مدینہ منورہ آیا تو اس وقت کسی دکاندار مدینہ منورہ کی زیادہ بکری ہو جاتی اور مزید کوئی خریدار آتا تو وہ دکاندار خریدار سے کہتا کہ میری بکری کافی ہو چکی ہے میرے فلاں برادر مسلم کی بکری کم ہوئی ہے لہٰذا یہ چیز اُس سے خرید کر لو۔

★ مسجد حرام شریف میں فرمایا کہ میرے مُرشد کے لختِ جگر حضرت مفتی مُصطفےٰ رضا خان صاحب بریلی سے تشریف لا رہے ہیں فقیر ان کے استقبال کے لیے حاضر ہوا ہے۔ آپ ان کی زیارت سے مشرف ہوں وہ ولی اللہ ہیں۔ آپ کو قلبی سکون ان کی زیارت سے نصیب ہوگا۔ الحمد للہ! ایسے ہی ہوا۔

★ فقیر کو اکثر حضرت مدنی از راہ شفقت بھائی فرماتے تھے۔ بڑی متواضع شخصیت تھی۔

★ فرمایا بھائی منظور احمد میں نے آپ کی کتاب "مقامِ رسول" کو اوّل سے آخر تک حرف حرف سُنا بہت اچھی کتاب ہے۔

★ فقیر کو امام ضیاء الدین احمد قادری اور مفتی اعظم ہند رحمہما اللہ تعالےٰ سے مدینہ منورہ میں خلافت نصیب ہوئی۔

★ فرمایا کہ اعلیٰحضرت رحمہ اللہ کی یہ عرضی ؎

نقصان نہ دے گا تجھے عصیاں میرا
عفو میں کچھ خرچ نہ ہوگا تیرا
جس میں تیرا نقصان نہیں کر دے معاف
جس میں تیرا خرچ نہیں دے مولا

حدیث کا ترجمہ ہے۔

marfat.com

اور ریش مبارک اشکوں سے تر ہوگئی ، برجستہ ارشاد فرمایا ، " بیٹے " میں نے بھی تم کو اجازت دی اور بیٹے کو مزید اجازت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ دلائل الخیرات ، قصیدہ بُردہ کی بھی اجازت مرحمت فرمائی پھر خوب خوب دعاؤں سے نوازا ۔ فقیر بارہ یوم مدینہ شریف حاضر رہا ۔ حضرت قبلہ کی خدمت میں اکثر و بیشتر حاضری دیتا رہا ۔

حضرت علیہ الرحمۃ شریعت و طریقت کے حامل تھے احکام اور امر و نواہی فرائض و واجبات سنن و مستحبات کی تعمیل و بجا آوری میں تاکید نہایت فرماتے اور اسے ہی اپنی زندگی کا مقصود سمجھتے علم و تقوےٰ ورع ، ترک تجرید ، عشق ، تفرع ۔ ذوق ۔ کلام ، ارشادات رموزات ، میں اپنے زمانہ میں منفرد تھے میدان کرامت میں ، علم دین میں سرداروں میں سرآوردہ تھے ۔ آپ کی مجلس شریف میں یعنی آپ کے دولت کدہ میں کسی نشہ کی چیز کا نام بھی کوئی زبان پر نہ لاتا تھا ۔ آپ کی حیات طیبہ " الحب للہ والبغض للہ " کی آئینہ دار تھی ذرا سی بھی خلافِ شرع بات ناپسند ہی نہ فرماتے بلکہ اس پر سخت تنبیہ فرماتے تھے ۔ آپ جامع فضائل صوری و حضوری ، عارفِ باللہ مجاہد فی سبیل اللہ ، اعلاء کلمۃ الحق میں قدم راسخ و عزم صادق رکھتے تھے ۔ عارفانہ حیات کے اعتبار سے جامعیت مالکہ کے مالک تھے ۔ آپ اس درجہ راست باز مسکن و متواضع اور قناعت پسند تھے کہ دوست تو دوست دشمن بھی آپ کے اخلاق کریمانہ سے شرمندہ رہے ۔ ارباب حاجات اور مصیبت زدوں کے لئے ہر وقت آپ کے کرم کا دروازہ کھلا رہتا تھا ۔ غربا و مساکین کو ہر وقت اپنے سینے سے لگائے رہتے تھے ۔ جب کوئی آپ کے سامنے آپ کی تعریف کرتا تو منع فرماتے اور فرماتے : رَبِّ لَا تُؤَاخِذْنِ بِمَا یَقُوْلُوْنَ "

آہ آج وہ ذات گرامی ہماری نگاہوں کے سامنے نہیں مگر ان کے فیوض و برکات کی بارش ہر وقت و ہر آن یکساں ہے ۔ خدائے تعالےٰ ان کی قبر انور پر انوار و تجلیات کی بارش فرمائے ۔ آمین آمین

marfat.com

شہبازِ حقیقت

بفضلہٖ تعالیٰ ۱۹۷۲ء میں فقیر الی ربہ القدیر کو حجِ بیت اللہ شریف اور زیارت روضۂ مقدسہ معظمہ منورہ عالیہ کا شرف حاصل ہوا۔ قیام مدینہ اور مسجدِ نبوی میں صلوٰۃ اربعین کا شرف و تکرمت و مرتب و درجت حاصل کرنے کے دوران زبدۃ العارفین عمدۃ الکاملین۔ شیخ العرب و والعجم، مقرب بارگاہِ رسلِ امم، پیر طریقت واقفِ شریعت۔ شہباز حقیقت، غواصِ معرفت، علامہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی، مرجع خلائق محور حقائق قدس سرہٗ العزیز سے ملاقات ہوئی۔ اگرچہ اس ملاقات کو کئی سال گزر گئے لیکن اس کے اثرات آج بھی میرے دل و دماغ اور نظر و فکر اور ذہن و فہم میں احسن انداز میں موجزن ہیں۔

★ مولانا علامہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ فخر الملۃ والدین تھے اور عالم اسلام کی علمی شخصیتوں میں سے تھے۔

★ پوری دُنیا کے مسلمان! قیام مدینہ بارگاہِ رسالت کی حاضری کے دوران وقت من الاوقات وحین من الاحیان آپ سے ملاقات کرنا فخر خصوصی سمجھتے تھے خصوصاً علماء ملت، صوفیاء عظام مشائخ ذوی احترام اور دینی افاضل اور صالحین و معتقدین کا مجمع کثیر قائم رہتا اور ہر وقت سرکار کے ذکر کا چرچا رہتا ہے

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضاؔ
دم جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائینگے

★ آپ عاشقِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ بفضلہٖ تعالیٰ میں ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ آپ کا عشقِ رسول میں اس قدر انہماک تھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری رہتے جو آپ کے

marfat.com

عشقِ رسول میں فنافی الرسول ہونے کی بیّن دلیل ہے۔

★ آپ کا قلب پاک سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے منوّر تھا جس کی عکاسی آپ کے چہرۂ انور سے ظاہر و باہر تھی اور آخر وقت تک، اور دیکھنے والے بیان کرتے ہیں کہ دُنیا سے رحلت فرماتے وقت بھی چہرہ انور نورانی ہی رہا۔ یہ ہے ایک عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

یہ نور اتنا دل کش اور جاذبِ نظر تھا کہ عام و خاص اس نورانی چہرہ کو دیکھ کر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔

★ اُن کے ملاقات کے وقت ان کی عالمانہ فاضلانہ اور مدلل و مفصّل گفتگو سے اندازہ ہوتا تھا کہ آپ صرف گوشہ نشین ہی نہ تھے بلکہ ایک بہت بڑے فاضل اور بلند پایہ عالم دین اور حجۃ الاسلام اور شیخ الاسلام اور مناظر بین الادیان تھے۔

★ ان کی مہمان نوازی! سنّتِ رسول مقبول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سنّتِ خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نہج پر تھی۔ ہر حج پر جانے والے سُنّی حضرات مدینہ منوّرہ میں حضرت کی اس مہمان نوازی سے بہرہ ور ہوئے۔

★ آپ اعلیٰحضرت عظیم البرکت امام اہل سنّت چودھویں صدی کے مجدّد مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب قادری فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو کامیاب بنانے میں انتہائی سعی بلیغ فرماتے۔ اور آئندہ روندہ کو اس مشن سے پورا پورا آگاہ فرماتے اور گستاخانِ رسول کی احسن طریقے سے سرکوبی اور گوشمالی فرماتے۔ اور نظامِ مُصطفیٰ کے نفاذ اور مقامِ مُصطفیٰ کے تحفظ میں جہاد باللسان فرماتے رہتے۔

marfat.com

حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم اور خصوصاً عاشق رسول تھے۔ کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا تھا، جس میں قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بحث نہ ہو۔ اور حدیث نبوی کا ذکر نہ ہو۔ اور حلقہ بگوشان کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور آپ کے اوصاف واضح نہ فرمائے ہوں۔ غرضیکہ اس عاشق رسول کے متعلق میں کیا تحریر کر سکتا ہوں۔"

سید افضل حسین

سجادہ نشین دربار عالی پور سیداں (سیالکوٹ)

marfat.com

مالکِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ

آسمانوں کے ستاروں کی طرح زمین کے بھی نجوم وکواکب ہوتے ہیں، جنہیں اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں شب زندہ دار کہا جاتا ہے۔ ان زمینی نجوم وکواکب کی روشنی سے یعنی قیام اللیل اور اولئے تہجد سے شبہائے راج کی سیاہیاں لمعان پاشیوں میں بدل جاتی ہیں، اور ان نور پاشیوں پر نہ صرف سیارگان افلاک ناز کرتے ہیں بلکہ ساکنان عرش بھی فخر کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ خواجگان شیخ العرب والعجم مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ انہی ارضی اقمار وشموس اور نجوم وکواکب میں سے تھے جن کے نورانی فیوض اور سرکار مدینہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربتِ خاص کی برکات عالیہ کے آثار نعم گستر سے ایک عالم کو تمتع کا موقع دیا۔

کہتے ہیں تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ پہلی صدی ہجری میں اللہ تعالیٰ نے حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ کو پیدا فرمایا اور ان کی جبلت وطبع میں سید لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور مدینہ طیبہ کے پیار کے وہ تابناک جوہر رکھے کہ حضرت امام مالکؒ باوجود ہارون الرشید کی دلی دعوت، وعدۂ اکرام وانعام اور باحشمت وجاہ قیام کی ضمانت کے بھی مدینہ طیبہ چھوڑنے پر مائل نہ ہوئے بلکہ بزبان حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرمایا ؎

گفت مالک مصطفیٰ را چاکرم
جز ہوائے او ندارم در سرم

"میں تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاکروں میں سے ہوں اور میرے سر میں صرف

marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت نامہ سمائی ہوئی ہے :"

چنانچہ حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ تا وقت رحیل مدینہ طیبہ سے باہر نہ نکلے محض اس خوف سے کہ کہیں موت مدینے سے باہر نہ آئے۔

اس تاریخی واقعہ کے تناظر میں میں حضرت سیدی شیخ العرب والعجم خواجہ ضیاء الدین احمد قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو مالکِ ثانی (رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں۔ آپ نے زندگی کے تقریباً ۷۰ برس مدینہ طیبہ کی نورانی فضاؤں میں گزارے اور زندگی کے آخر بیس سالوں میں طیبہ منورہ سے باہر اس لئے نہ نکلے کہ وہ بھی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی طرح جانِ مدیوں شہر حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جان آفرین کے سپرد کرنا چاہتے تھے۔ یہ آپ کی تمنا تھی، آرزو تھی، بلکہ آبرو۔

راقم الحروف کو رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ۱۹۷۵ء سے باستثنائے چند سال اپنے گھر کے حج اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار عالی کی حاضری سے نواز رہا ہے۔ گنہگار ہوں، سیاہ کار و خطا کار ہوں۔ زمین پر غیر مطلوب بوجھ اور ناخواستہ بار ہوں۔ نہ جانے کس لئے اور کیوں کرم کے دروازے حاضری کے لیے کشادہ ہیں۔ میں اسکو اللہ تعالیٰ کے عواطف کریمہ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الطاف کے بے پایاں کی ایک موج بخت رسا اور کرمِ قسمت ابتماء تصور کرتا ہوں۔ الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ۔

اس فقیر کمتر از قلیر کی یہ عادت ہوتی کہ عشاء کی نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار جہان نواز میں حاضری کے بعد کچھ دیر امصار و دیار سے آئے ہوئے زائرین و حجاج کی مدینہ منورہ کے بازاروں میں چل پھر کر زیارت کرنا پھر امام اہل سنت، عاشق سید عالم و عالمیان اعلیٰحضرت مولانا حافظ قاری احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت شیخ علامہ ضیاء الدین احمد قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ آپ کی خدمت میں حصول برکت اور دعا کے لیے عرب و عجم بلکہ دنیا کے تمام براعظموں کے حجاج و زائرین حاضر ہوتے۔ ہر روز نئے سے نئے چہرے دیکھنے میں آتے۔ بعض کے چہروں پر نظر ڈالنے سے اللہ یاد آتا اور

marfat.com

بعض کو دیکھ کر سرکارِ دوعالم کی رحمت کے آثار نظر آتے۔ تقریباً ہر شخص حضرت کی خوانِ نعمت سے تبرّکاً اور تیمّناً، چند لقمے کھاتا اور ہم ایسے پر جوع لوگ پیٹ بھر کر کھانا کھاتے کیونکہ ہمیں تو مدینہ طیبہ کی سمولی، خبز اور ماشیف میں لذتِ انگور آتی اور الحمدللہ آتی ہے۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ آپ ایک پٹکے سے اپنی کمر اور اپنے دونوں گھٹنے باندھ کر مجلس میں بیٹھتے۔ اور ہر ایک سے جن کے نام جانتے یا جن کے آنے کی اطلاع ہوتی خیریت پوچھتے۔ راقم الحروف کا اکثر پوچھتے۔ ناظم صاحب آئے ہیں۔ اس طرح ہر وارد و خارج سے خیریت پوچھتے۔ آپ کے اس عمل سے ہر زائر خوش دِل ہو جاتا، اور یہ محسوس کرتا کہ جتنا حضرت صاحب کو مجھ سے محبت اور پیار ہے وہ کسی دوسرے سے نہیں۔

مدینطیبہ زادہ اللہ شرفہا کے مقامی وقت تقریباً گیارہ بجے کے قریب محفل نعت خوانی منعقد ہوتی۔ عربی، فارسی، اُردو، پنجابی اور دیگر زبانوں میں نعت پڑھنے والے نعت خوان حاضر ہوتے۔ ان نعت خوانوں میں سے ایک اسودالّلون نعت خوان جو عربی نژاد تھے نعت پڑھتے ہوئے لوگوں کے دل لوٹ لیتے۔ میں دانستہ طور پر اپنی نعت سُنانے سے گریز کرتا اور اعلیٰحضرتؒ یا مولانا حسن رضا رحمۃ اللہ علیہما کی نعت پڑھتا۔ مجھے سینکڑوں ریال ملتے۔ حاجی آدم میمن جو کراچی سے مستقلاً طور پر مدینہ منورہ میں رہائش پذیر تھے مجھے اکثر محافل میں بھی لے جایا کرتے تھے۔ مگر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے۔

ان محافل کے علاوہ دیگر اوقات میں بھی راقم الحروف حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر رہتا۔ اور قلبی کیفیات بیان کر کے ان کے علاج کی التماس کرتا۔ ایک دن میں حضرت کی خدمت میں حاضر تھا۔ میرا دِل دن بھر خیالات باطلہ کا مدخل و مخرج رہا۔ میں نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی۔ حضرت! مدینہ طیبہ میں رہ کر بھی بعض اوقات دِل ایسے خیالات کا مدخل و مخرج رہتا ہے جن کے بیان کرنے سے ندامت و شرمندگی سے سر نیچا ہو جائے۔ حضرت مدنی نے فرمایا: ایسے خیالات تقاضائے بشریت ہیں اور آتے جاتے ہی رہتے ہیں۔ ان کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا حبب صحابہ

marfat.com

کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی شکایت کرتے تو حضور پُرنور فرماتے کہ تم لوگ ذکرِ ربانی کا دامن تھامے رکھو۔ ایسے خیالات آنی جانی چیز ہے۔ پھر فرمایا! ایسے خیالاتِ فاسدہ سے مخلصی و رہائی کے لیے کرلیتہ کا توتل سے ذکر بہترین علاج ہے۔

ایک دن میں نے عرض کی سرکار! لوگوں کی مرادیں باوجود ہزار ہا دعاؤں کے حاصل کیوں نہیں ہوتیں، کیا وجہ ہے؟ قدیم زمانے میں تو لوگ بس ہاتھ اٹھاتے اور رب العزت ان کی مراد بر لاتا۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے اور فرمایا! ناظم صاحب جگ بیتی کہتے ہیں اور ہڈ بیتی زیادہ۔ پھر فرمایا، یاد رکھو، ہر شخص کی مراد اس فضائے بسیط میں ایک طائر کی شکل میں اڑتی رہتی ہے۔ اور انسان ایک شکاری و صیاد کی شکل میں سطح زمین پر پھرتا رہتا ہے۔ اب اس طائر کو پہلے ہی تیر میں مار لینا یا ہزاروں تیر چلانے کے بعد بھی محروم رہنا اسکی اپنی چابک دستی پر منحصر ہے۔ یہ چابک دستی کیسے حاصل ہوتی ہے۔ یاد رکھو صرف قلب کی صفائی سے۔ جس شخص کا دِل اللہ تعالےٰ مراد بر لانے والے کی محبت و بندگی کے نُور سے منور و مستنیر ہے، ایسے دِل والے کا چھوڑا ہوا ناوکِ دُعا، طائرِ مراد کے عین جگر میں پیوست ہوگا، ورنہ ے

اے بسا آرزو کہ خاک شُدہ

والا معاملہ ہوتا ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ اپنے قلوب و فؤاد کو ذکر اللہ سے ضربوں سے دنیوی جھمیلوں سے مصفا و متخلی کرے۔ دل و جان کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا مرکز و مہبط بنائے۔ حضور کے عشق کے قلزم میں میں ڈبکیاں لے، جسم و جسد کی ظاہری آلائش دُور کرے۔ اتباع رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حرزِ جان بنالے۔ یہی تعظیم و تکریم اور توقیر و تعزیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسی سے انسان تقرب خداوندی حاصل کرتا ہے۔ جب تقرب خداوندی اور ذرہ عشق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دِل میں جاگزیں ہو جائے تو پھر طائرانِ مراد از خود جھولی میں آگرتے ہیں۔

حکومت سعودی عرب کے بعض عمال نے ہمارے پاکستانی بھائیوں کی مخبری کے باعث ہر اس مقام پر اپنی انٹیلی جنس (افراد مستخبرین) چھوڑ رکھے تھے جہاں ذکر رسول اور نعتِ نبی

marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محافل ومجالس برپا ہوتیں۔ میرے پیر بھائی اور مخدوم برادر کبیر فنا فی الشیخ وفنا فی الرسول کی منزل پر فائز جناب الحاج محمد اسماعیل مرحوم ومغفور ساکن دار برن۔ بعدہٗ مقیم منڈی شیخوپورہ جن کے بڑے برخوردار ایس ایم رفیق صاحب پاکستان گیز کے مینجنگ ڈائریکٹر بلکہ پاکستان میں کمپنی کے (PLENIPOTENTIARY) سیاہ وسفید کے مالک ہیں۔ مجھے ایسے لوگوں کی چہرہ شناسی کرادی۔ ان میں سے لائل پور کا ابلیس صفت انسان میجر محمد اسلم تھا۔ یہ مدینہ منورہ میں منجرین کا سرغنہ تھا۔ اس شخص کی یہ عادت تھی کہ ایسے مقامات پر جہاں نعت کی مجالس ومحافل برپا ہوتیں وہاں چھاپے مرواتا اور خواہ مخواہ عاشقان رسول کو تنگ اور دق کرتا۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں کے واقعات و واردات کا ذکر سعودی عمال سے کرتا اور خوب مرچ مصالحہ لگاکر۔ اس کی عادت ثانیہ یہ تھی کہ اس والان میں جہاں سے گنبد خضریٰ کی دید سے عشاق رسول تبرید دل وجان کرتے ہیں عشاق کو سعودی سپاہیوں کی مدد سے اٹھوا دیتا۔ ذرا شک پڑتا کہ فلاں شخص پاکستان کی فلاں روحانی گدی سے تعلق رکھتا ہے یا صلوۃ وسلام کی مجلس کا منعقد کرانے والا ہے تو اسے خواہ مخواہ مصیبت میں مبتلا کرتا۔

۱۹۷۵ء میں میں مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفہا میں فندق قصر الرحاب جو ان دنوں سب سے مہنگا ہوٹل تھا ٹھہرا ہوا تھا۔ میرے پاس سعودی وزارت الاعلام کی خاص بڑی اور خوبصورت کار تھی۔ میں صبح کی نماز کے بعد مسجد قبلتین، مزارِ مقدس حضرت سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے نکل جاتا۔ ایک دن میرا کسی پاکستانی نجدی نے اس سے تعارف کرایا تو میں نے برملا کہا اچھا یہ ہے میجر محمد اسلم جس کی یہاں "EXTERNMENTY" یعنی استیصال کے احکام صادر ہو چکے ہیں۔ میجر محمد اسلم میری بات سن کر کچھ ٹھٹھر گیا۔ لیکن مجھے کہنے لگا، ناظم صاحب میری والدہ اور میری بیوی حج کے لیے آئی ہوئی ہیں میں چاہتا ہوں انہیں مسجد قبا اور دیگر زیارات کراؤں۔ آپ مجھے اپنے ساتھ لے چلیں۔ ماشاء اللہ! سیارہ بہت وسیع وعریض ہے۔ لجاجت سے کہا تو میں نے ہاں کر دی۔ مسجد قبا کے بعد ہم بستانِ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی زیارت خاص کر ان دو کھجور کے درختوں کی زیارت کے لیے

marfat.com

گے جن کی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے تغرس کی تھی۔ میں نے ان دو کھجوروں کی پہلی دفعہ زیارت کی تو آنکھیں فرطِ استنباط سے ڈبڈبا گئیں۔ میں اپنی خوش قسمتی پر نازاں تھا لیکن میجر اسلم سخت پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ دشمن احمد پہ شدت کے لئے میں نے مصور فوٹوگرافر کو بلایا اور صَوِّرْنِیْ (میری تصویر بناؤ) کہہ کر اپنی تصویر بنوائی۔ اب میجر اسلم صاحب نے مجھ سے حجت بازی شروع کر دی اور کہنے لگا ناظم صاحب آپ تو پڑھے لکھے آدمی ہیں آپ ایسی چیزوں کی توقع نہ تھی۔ میں نے کہا کن چیزوں کی ؟ کہنے لگا کھجور کے درختوں سے لپٹنے کی اور ان کے ساتھ کھڑے ہو کر تصویر اتروانے کی، پتا نہیں یہ وُہ کھجوریں ہیں بھی کہ نہیں۔ میں نے کہا تجھے کیسے پتا ہے کہ یہ وہ کھجوریں نہیں ہیں۔ ایسی کھجوروں کی طبعی عمریں علمائے علم الاشجار نے کم از کم دو ہزار سال لکھی ہیں، ابھی تو ان کو پورے چودہ سو برس بھی نہیں گزرے۔ خدا کا خوف کرو۔ مخلوقِ خُدا کی گمراہی کے ٹھیکے دست بردار ہو جاؤ ورنہ عاقبت کی فکر کرو۔

میں نے یہ حالات و واقعات حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کئے تو حضرت نے فرمایا، اچھا آپ سے بھی شرارت سے نہیں باز آیا۔ لیکن آپ نے اس سے مات نہیں کھائی ہوگی۔ پھر آہ بھری اور فرمایا دیکھو اس شخص (میجر محمد اسلم) کی آخرت و عاقبت درست نہیں، میں نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے منہ سے یہ الفاظ نکلتے ہی دل میں کہہ دیا کہ میجر اسلم حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے نادک آہ کا شکار ہو گیا۔ چنانچہ اس فقیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اسے مدینہ منورہ سے مخبری کی پاداش میں حکومت پاکستان کی سفارت نے زبردستی نکل جانے کو کہا۔ وہ مدینہ منورہ چھوڑ کر امریکہ چلا گیا اور وہاں اپنی شرارتوں کی وجہ سے گولی کا نشانہ بنا۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس پُر وقار، اور پُر بہار مجلس ہوتی۔ ہر شخص آپ کے ہاں حاضری کو اپنا افتخار و اعزاز سمجھتا۔ اکثر لوگ دُعا میں شمولیت کے لیے حاضر ہوتے۔ حضرت صاحب دُعا فرماتے تو اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے سائلوں کی مشکلات و مشغلات حل و سہل ہو جاتیں۔ آپ علم و ادب کے موتی لٹاتے۔ ان کی مجلس میں اور حضرت

marfat.com

سید ابوالبرکات سید احمد برکاتی المعروف بہ قبلہ سید صاحبؒ کی مجلس میں میرے اپنے تجربے کی اساس پر بلا روک ٹوک کہا جا سکتا ہے کہ پانچ منٹ کے جلسے سے پانچ سال کا سُرور ملتا اور اتنے سالوں میں جتنا کوئی علم حاصل کر سکتا ہے علم حاصل ہوتا۔

دھیمی آواز میں گفتگو فرماتے۔ نہایت آسان لفظوں میں دقیق مسائل سمجھاتے۔ اعلیٰحضرت کا نام لیتے تو سارا جسم ادب واحترام کا مرقع نظر آتا۔ حضور سرورِ عالم دعالمیان اور فخرِ آدم وآدمیان کا اسم گرامی لیتے تو مشامِ جان سے ادب کی خوشبوئیں آتیں۔ ؎

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم!
کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجا است

۱۹۷۵ء میں راقم الحروف مدینہ منورہ میں حاضری کے لیے حاضر ہوا تو جمعرات کا دن تھا فقیر کوچہ طیبہ نے اپنے مولا و آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری کا لُطف لینے کے بعد دیگر مقامات کی زیارت کی، بعدہٗ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مائدہ کرم اور خوان نعمت پر جا بیٹھا جہاں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے نعمتیں بٹ رہی تھیں۔ حاجی اسماعیل شیخوپوری نے اپنے ٹفن کیریئر سے دو پلیٹ نکال کر میری تھالی میں ڈال دیئے میں اس روز نیت کئے ہوئے تھا کہ کہیں سے پائے ملیں تو کھا کر تکان دُور ہو۔

تھوڑی دیر بعد حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا اس سال ناظم صاحب آئے ہیں۔ حاجی آدم مرحوم نے عرض کیا حضور حاضر ہیں۔ میری آمد کا سننا تھا تو نہایت ہی احسن انداز میں دعائیں دیں۔ میں نے مصافحہ کر کے تقبیل یدین کی اور آپ کے پاس خاموشی سے بیٹھ گیا، محفل نعت ومنقبت شروع ہوئی۔ آخر میں مجھے فرمایا کہ نعت سناؤ۔ میں نے اپنی ایک نعت سنائی، جب مقطع ؎

خواہشوں سے ہے معمور دل ہر گھڑی پہ ہے حسرت جو دل میں تو بس اک یہی
میرا مدفن ہو ناظم دیارِ نبی موقع مرگ قرب وجوارِ حرم

پڑھا تو نہ صرف حاضرین میں سے اکثر ماہی بے آب کی طرح تڑپے بلکہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

کی طبیعت پر خاص اثرات مرتب ہوئے۔ کچھ افاقہ ہوا تو آپ فرماتے جاتے ۔ !

اے وقت تو خوش باش ۔ اے وقت تو خوش باش

یہ مسلم حقیقت ہے کہ اقوال و ملفوظات اور زبان و الفاظ سفر کرتے ہیں۔ ایک بات کئی ایک حضرات سے منسوب ہو کر منقول ہوتی ہے۔ حضرت استاذی حفیظ تائب مدظلہٗ سے روایت ہے کہ انہوں نے مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ایک بزرگ "بوّاب" سے پوچھا "بابا آپ یہاں کتنے عرصے سے اکتساب فیوض کر رہے ہیں۔ بابا بوّاب رحمۃ اللہ نے فرمایا۔ "بیٹا! یہاں سالوں کی بات نہیں۔ مدینہ طیبہ میں ادب و احترام کا ایک لمحہ ابدالآباد پر بھاری ہے۔"

من و عن یہی بات حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس فقیر حقیر کے سامنے ایک شخص کو فرمائی کہ مدینہ طیبہ میں ہر وقت ادب و احترام کی حالت میں رہنا خداوند قدوس کی نعمتوں میں سے ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ اور حصولِ خوشنودیٔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا منفرد ذریعہ اور عمدہ وسیلہ ہے۔

اگلے سال بندے کو شرفِ حاضری مدینہ طیبہ ہوا تو دیکھا کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ فراش تھے۔ طبیعت میں مسلسل زہد و عبادت اور رت جگوں کی وجہ سے اضمحلال پیدا ہو چکا تھا۔ شاید آپ کو اس سال وصل حبیب کا بلاوا آچکا تھا جس کے لیے آپ تقریباً ۵۰ برس سے سنتِ مالک بن انس رضی اللہ عنہما پر چل کر مدینہ طیبہ میں ساکن تھے۔ اور ایک لمحہ بھی طیبہ پاک کی حدود سے باہر نہ نکلے۔ آخر اسی سال یہ جنیدِ وقت، مالکِ ثانی رحم اللہ تعالیٰ ایامِ حج کے دوران میں اس دارِ فانی کو چھوڑ کر دارِ بقا کی طرف چل دیا۔ مدینہ منورہ میں ہزارہا اشکبار عقیدت مندوں کی موجودگی میں جنت البقیع میں مدفون ہوا۔ جہاں ہزاروں صحابہ کرام حضور سیدِ عالم کی لختِ جگر سیدہ زہرا، حضرت حسن، حضرت عباس، ازواجِ مطہرات، حضرت امام مالک، حضرت نافع، حضرت سیدنا عثمان اور سیدہ حلیمہ سعدیہ مدفون ہیں۔ (رضی اللہ عنہم)

؎ اے صبا اے پیک دورافتادگاں — اشک ما بر خاک پاک او رساں

marfat.com

میزبانِ مہمانانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ فقیر پہلی مرتبہ ۱۹۵۵ء میں حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوا۔ علاوہ دیگر رفقاء کے حضر مولانا غلام قادر اشرفی مرحوم بھی رفیقِ سفر تھے۔ مدینہ طیبہ میں تقریباً ۳۸ دن قیام کا شرف حاصل ہوا۔ مدینہ طیبہ میں مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن، مولانا مفتی ظفر علی نعمانی پیر سید محمد نور حسین شاہ صاحب علی پوری اور بعض دیگر حجاج و زائرین کی موجودگی میں نجدی قاضی سے بعد نماز عشا رات گئے دیر تک عربی میں مباحثہ و مذاکرہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کو سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ساکت ہونا پڑا۔ اور کوئی جواب نہ بن سکنے کے بعد اس نے آرڈر دیا کہ میں بحیثیت قاضی القضاء حکم دیتا ہوں کہ مسجد میں الگ جماعت نہ کروایا کرو ہمارے ساتھ نماز پڑھو۔" (لا فصلوا فی البیوت) یہ سب حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ تھا کہ وہ ایک طالب علم سے صحیح گفتگو نہ کر سکا۔ ورنہ من آنم کہ من دانم

حضرت مخدوم ضیاء الملت پہلے بھی روزانہ نہایت کرم فرماتے اس واقعہ کی تفصیل سننے کے بعد مزید شفقت فرمانے لگے یہاں تک کہ اپنے جملہ سلاسل طریقت اور اسانید حدیث کی اجازت فقیر کو اور مولانا غلام قادر اشرفی صاحب کو عطا فرمائی۔ مولانا غلام قادر صاحب نے اپنے ہی ہاتھ سے تحریر کی کیونکہ مولانا موصوف نہایت خوش خط تھے۔ سلاسل طریقت کی اجازات قلمی فقیر اور مولانا اشرفی کے پاس تھیں جو انہوں نے مجموعہ اوراد و وظائف کے آخری صفحات پر درج کر دی ہیں۔

حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی پیکرِ علم و عمل تھے۔ زہد و اتقاء میں یکتائے روزگار تھے

marfat.com

اپنے گھر سے نکلنے اور بغداد شریف شریف کے قیام اور مدینہ شریف میں قیام کے موقع پر جس قدر ابتلاء و امتحان کا ان کو سامنا کرنا پڑا اس پر صبر و تحمل انہی کا حصہ تھا۔ ایک دفعہ فرمایا کہ میں بریلی شریف اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حرم پاک مدینہ سے بعض مخالفین کی شدید تکلیف دہی کا ذکر کیا تو اعلیٰحضرتؒ نے علاوہ بعض دیگر اعمال کے بالخصوص "حسبنا اللہ ونعم الوکیل" پڑھنے کی تاکید فرمائی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے شر اعداء و حاسدین سے محفوظ رکھا۔

حضرت مدنی صاحب نہایت ہی خلیق، ملنسار، متواضع اور منکسر المزاج تھے جب کوئی ملنے والا حاضر خدمت ہوتا تو مرحبا مرحبا کی صدا بلند فرماتے۔ فقیر ۱۹۵۹ء دوسری حاضری سرکار اعظم کے موقع پر حرم شریف کی حاضری کے بعد اکثر شب و روز حضرت کی خدمت میں حاضر رہتا۔ باوجودیکہ نماز عشاء حسب معمول دیر سے پڑھ کر آتا مگر فقیر کے آنے پر کھانا تناول فرماتے بارہا عرض کرتا کہ حضور اتنا انتظار نہ فرمایا کریں۔ مگر انہوں نے اپنی شفقت اور معمول کو نہیں بدلا تھا۔ اکثر اوقات رات کی محفل میلاد کے بعد لنگر تقسیم ہوتا۔

پہلی ہی حاضری میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے مدینہ طیبہ میں وہ عزت اور شہرت نصیب ہوئی کہ فقیر ہرگز اس کا اہل نہیں تھا۔ معلم حیدر الحیدری کے بھائی نے فقیر سے کہا کہ اگر آپ یہاں رہیں تو ہمارے دفتر کے پاس ہی ایک دارالعلوم ہے اس میں آپ کو شیخ الحدیث مقرر کروا دیا جائے وظیفہ بھی معقول ہوگا۔ مدینہ طیبہ کی حاضری کو سعادت دارین سمجھتے ہوئے فقیر نے ہاں کرنے کا ارادہ کر لیا۔ مگر جب شیخ مکرم حضرت مولانا مدنی علیہ الرحمۃ سے مشورہ کیا تو انہوں نے اپنی فراست و بصیرت سے فرمایا: مولانا آپکا پاکستان میں ٹھہرنا ملک و ملت اور دین و مذہب کی خدمت کے لیے زیادہ مفید ہے۔

جتنی مرتبہ حاضری بارگاہ کی توفیق ہوئی مولانا صاحب کو رات کو کبھی سوتے نہیں دیکھا تھا یا نوافل پڑھتے رہتے یا مختلف صیغوں سے درود پاک ہر وقت زبان پر جاری رہتا۔

یہ فقیر مسجد نبوی شریف میں حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف

marfat.com

کے پاس بیٹھ کر حصولِ برکت کے لیے مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پڑھا کرتا تھا۔ پاس ہی ایک شامی دمشقی عالم سید محمد نبیر دمشقی بیٹھے تھے ان سے مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی رہتی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ دل چاہتا ہے کہ مدینہ طیبہ ہی میں اقامت پذیر ہو جاؤں۔ انہوں نے فرمایا:

انت فی الباکستان وقلبك ههنا خیر ان تکون ماهنا وقلبك فی الباکستان او کما قال، تم پاکستان میں رہو اور تمہارا دل یہاں لگا ہوا ہو۔ اس سے بہتر ہے کہ رہو یہاں اور دل پاکستان میں لگا رہا۔" گویا کہ ان بزرگوں نے بھی حضرت مولانا کی تائید فرما دی۔

حضرت مولانا مرحوم ہمیشہ دین اسلام کی تبلیغ فرماتے رہتے تھے اور مسلکِ حقہ اہلسنت پر کاربند رہنے کی تاکید و تلقین کرتے تھے۔ مگر ساتھ ہی فرماتے کہ یہاں حاضری کے وقت اپنے مسلک پر ثابت رہو مگر ان..... کے شر سے بھی بچتے رہو۔ یہ نہایت شریر ہیں۔ اور علماء و مشائخ اہلسنت کو اکثر پریشان کرتے ہی رہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مدنی کو جنت الفردوس میں بلند ترین مقام عطا فرمائے اور ہم سب اہلِ عقیدت کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق ہو۔ (آمین)

marfat.com

قطب بلد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۹ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ بروز پیر کو بارگاہِ رسالت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں صلوٰۃ وسلام عرض کر کے مسجد نبوی کے صحن میں آیا تو مدت سے سینہ میں چھپا ہوا عشق باہر نکلنے کے لیے بیتاب ہوا۔ فقیر چاہتا تھا جس قدر جلد ہو سکے حضرت مولانا ضیاء الدین احمد کی زیارت سے مشرف ہو جاؤں لیکن ہر چہرہ ناشناسا معلوم ہوتا۔ مقرب ملائکہ کے مشکل کشا نے میری بھی مشکل کشائی فرمائی۔ باب عبدالعزیز کے قریب ایک بزرگ سفید ریش، اچکن زیب تن اور سر پر صوفیانہ ٹوپی نظر پڑے۔ میں لپک کر ان طرف گیا۔ سلام کے بعد پوچھا "کیا آپ پاکستانی ہیں؟" وہ پاکستان کا نام سُن نہایت مسرور ہوئے۔ فرمایا! میں سہارن پور سے آیا ہوں" میں سہارنپور کا نام سنکر دم بخود ہو گیا اور دل میں مایوسی پیدا ہو گئی۔ شاید مایوسی میرے چہرے پر بھی اثر کر چلی تھی کہ انہوں نے محسوس کر لی اور مسکرا کر فرمانے لگے "آپ خاموش کیوں ہو گئے۔ کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔" ان شاء اللہ "آپ کی پوری پوری راہنمائی کرونگا۔ ان شاء اللہ! آپ کی پوری پوری راہنمائی کروں گا" میں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں" اس نے عرض کیا، "واہ! مولانا کو کون نہیں جانتا، وہ دیکھئے سامنے پوسٹ آفس ہے اس کے عقب میں ایک گلی اور گلی میں دائیں جانب پہلا ہی مکان حضرت مولانا قبلہ ضیاء الدین صاحب کا ہے اگر حکم ہو تو میں آپ کے ساتھ چلوں" اُس بزرگ نے ارشاد فرمایا: "نہیں نہیں! شکریہ، میں سمجھ گیا"

باب عبدالعزیز سے باہر نکلا۔ شارع کو عبور کر کے گلی میں پہنچا تو وہاں ایک صاحب اپنی دوکان پر کپڑے نکال رہے تھے۔ میں وہاں کھڑا ہو گیا۔ دوکان نے خود مجھ کو مخاطب

marfat.com

کیا۔ گفتگو سے معلوم ہوا وہ صاحب چونامنڈی لاہور کے باشندے ہیں جو عرصے مدینہ منورہ میں رہائش پذیر ہیں۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگے کہ آپ عین منزل مقصود پر کھڑے ہیں۔ یہ مکان حضرت ہی کا ہے۔ آپ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر چلے جائیں مولانا بالکل سامنے تشریف فرما ہوں گے۔ میں اپنا دِل تھامے اوپر چلا گیا، ایک ولی کی بارگاہ میں حاضری تھی۔ دِل دھڑک رہا تھا، فقیر ان لوگوں کی ہیبت سے خوب واقف تھا۔ ان کی ہیبت سے پہاڑ رائی بن جاتے ہیں، سمندر خشک ہو جاتے ہیں، فقیر اوپر پہنچا۔ حضرت اپنی پوری جلالتِ ولایت سے سامنے ہی جلوہ افروز تھے، میں ٹھٹھک کر رہ گیا۔ بُت کی طرح صامت کھڑا ہو گیا۔ حضرت نے نظرِ کرم فرمائی۔ نہایت دھیمی آواز سے فرمایا "آجائیے" اس جملے سے سارا خوف کافور ہو گیا۔ فقیر آگے بڑھا دوزانو ہو کر سلام عرض کیا۔ دست بوسی سے سرفراز ہوا اور خاموش بیٹھ گیا۔ کمرے میں چند احباب بھی موجود تھے ـــــ کمرہ میں مکمل سناٹا لیکن سکون، بیابان کا منظر۔ مجھے حضرت بیدم وارثی یاد آئے۔ میں دل ہی دل میں ان کا شعر پڑھنے لگا۔ ؎

کوئی محفل ہو بیاباں کے مزے لیتے ہیں
جہاں پر بھی جمع ہوتے ہیں دیوانے چند

حضرت نے خامشی کو ختم کر دیا، مسکرا کر فرمایا:

"کہاں سے تشریف لائے ہیں"؟

لاہور، پاکستان

"کب تشریف لائے؟"

"کل تہجد کے وقت آیا تھا"

"نماز عشاء کے بعد روزانہ محفل میلاد ہوتی ہے۔ آپ تشریف لایا کریں۔

"ان شاء اللہ العزیز! ضرور حاضر ہوں گا"

یہ تھی میری پہلی ملاقات، سارا دن عشاء کے انتظار میں گزارا۔ عشاء کے بعد حاضر ہوا۔

marfat.com

اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کلام پڑھا جا رہا تھا ؎

ان کی مہک نے دِل کے غنچے کِھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے کوچے بسا دیئے ہیں

بارہ بجے کے قریب "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" کا ترانہ پڑھا گیا۔ نجدیوں نے شہر مقدس کو اجاڑنے کی کوشش کی، لیکن ناکام رہے وہ شہر آباد ہے۔ اور سدا آباد رہے گا۔ بارہ بجے کے قریب مسجدِ نبوی اور مولانا کے مکان کی درمیانی شاہراہ پر کھڑے ہو جائیے ادھر:

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

اُدھر رَبِّ ھَبْ لِی اُمَّتِی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کی صدا صاف سنائی دیتی ہے۔ فقیر مولانا کے دَر و دولت پر روزانہ حاضری دیتا رہا۔ کیونکہ کچھ آنکھوں ہی آنکھوں میں باتیں ہوتی رہیں۔ اور کچھ دِل کی دل سے گفتگو رہی۔ زبانیں خاموش رہیں۔ ہاں کبھی کبھی کوئی بات ہو جاتی۔ اب پاکستان کے بزرگ پوچھتے ہیں کہ حضرت قطب البلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم ورحمۃ اللہ علیہ) کے بارے میں آپ کے کیا تأثرات ہیں۔ فقیر حقیر کچھ کہنے سے قاصر ہے۔ البتہ اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی رضی اللہ عنہ کی زبانِ پاک سے سُن لیجئے ؎

ہمیں اے رضا تیرے دِل کا پتہ چلا بہ مشکل
دَر و دَہنہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا
یہ نہ پوچھ کیسا پایا
کبھی خندہ زیرِ لب ہے کبھی گریہ ساری شب ہے
نہ اسی نے کچھ بتایا

marfat.com

حضرت فقیہ اعظم مولانا نور اللہ نعیمی بصیر پوری

کے قریب میں چند لمحے

خلیل احمد نوری

حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد قادری مدنی علیہ الرحمۃ

کے چہلم کی تقریب سے واپسی پر میں نے سفرِ طیبہ کے بارے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا "مدینہ عالیہ کا سفر؟ سبحان اللہ" اور ساتھ ہی ایک لمبی سرد سانس لی اور آنکھیں مُوند لیں۔ اتنے میں ایک ملاقاتی حاضر ہوا اور موضوع بدل گیا۔ موقع ملتے ہی عشق مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے معمور سینے کو ہوا دی اور پھر عشق و محبت کے اس سیلاب کے آگے کوئی بند نہ باندھا جا سکا۔

حضرت اقدس مدظلہ سے درسِ حدیث سننے کی سعادت سے بہرہ مند اصحاب بالخصوص اور آپ کی عام مجلس میں شرکت کرنے والے حضرات بالعموم اس بات سے بخوبی آشنا ہیں کہ حضرت والا تبار کی زبان پر محبوب پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام آتے ہی چہرہ زرد پیلا آنکھیں پُرنم اور آواز تغیر پذیر ہو جاتی ہے۔ بس یہی کیفیت تھی جب آپ نے رودادِ سفر طیبہ سنائی۔ اسی لیے کتنی ہی باتیں سے آواز کے رندھے جانے اور نقاہت کی نذر ہو گئیں۔

۔ ہاں بھئی ۔ خود جو اس مکتب کے طالب علم ٹھہرے۔ چنانچہ آپ نے مولانا ضیاء الدین قادری مدنی علیہ الرحمہ کی زندگی اور وصال کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا:

"مولانا ضیاء الدین علیہ الرحمہ کی سی خوش بختی کسی کے ہی مقدر میں ہوگی۔ جنہوں نے تقریباً ۸۰ برس صرف اِس آرزو پر دیارِ حرم میں گزار دیئے کہ جنت البقیع میں دفن ہو سکیں ۔ حکومت کی پابندیوں اور تند و تیز ردِ عمل کے باوجود آقا علیہ السلام کی محفل میلاد میں انہوں نے کبھی کوتاہی نہ ہونے دی۔"

marfat.com

آپ کے وصال کی ساعات قریب تھیں۔ آپ مکمل ہوش و حواس میں تھے۔ مگر نقاہت حد درجہ زیادہ تھی۔ حاضرین نے دیکھا کہ آپ ہاتھ جوڑ کر کسی سے معافی کے خواستگار ہیں اور کہہ رہے ہیں "مجھے معاف کر دیں۔ کمزوری کے باعث تعظیم کے لیے اٹھ نہیں سکتا۔" ذرا دیر بعد حاضرین کے استفسار پر بتایا کہ ابھی خضر علیہ السلام، حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اور اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تھے۔"

حضرت زید مجدہٗ نے فرمایا:

"جب مولانا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ کا جنازہ اُٹھا تو اژدہام کی یہ کیفیت تھی کہ بابِ عمر (رضی اللہ عنہ) سے گزرتے ہوئے بیسیوں آدمی زخمی ہو کر گرے آپ کی وصیت کے مطابق مگر حکومت کی خواہش کے مطابق اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم کے بہت قریب آپکو دفن ہونے کی سعادت ملی۔" اللہ اللہ

حضرت اقدس لازال فیوضاتہم نے فرمایا:

"مولانا مرحوم کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن صاحب اُن کے صحیح جانشین ثابت ہوئے ہیں۔ بالکل اُنہیں جیسی درویشانہ زندگی اور محبتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مملو ہیں۔ اِس مرتبہ مولانا موصوف مدظلہٗ نے میری طرف ایک آدمی بھیجا کہ ملاقات کا وقت دیں، میں ملنا چاہتا ہوں۔ مجھے شرمندگی سی ہوئی۔ جواباً پیغام بھیجا۔ آپ تکلیف نہ فرمائیں میں خود حاضر ہوتا ہوں۔

قارئین! ادھر مولانا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ کے گھرانے سے حضرت والا صفات کی عقیدت و محبت کا عالم دیکھا اب ادھر سے عنایات کی جھلک بھی ملاحظہ کیجئے۔

حضرت فقیہہ اعظم مدظلہٗ کے خادم خاص حاجی محمد انور نے بتایا کہ مولانا فضل الرحمٰن مدظلہٗ نے اپنے خدام کو فرما رکھا تھا کہ ان (حضرت فقیہہ اعظم) کا خصوصی خیال رکھا کریں۔ کیونکہ میں نے قبلہ ابا جان کو دیکھا کہ انہوں نے برصغیر پاک و ہند کے پیرانِ عظام میں سے کسی کے ہاتھ نہ چومے بلکہ پیرانِ عظام خود والدِ محترم کے ہاتھ چوما کرتے مگر ان کے ہاتھ چومنے میں پہل ابا جان کی طرف سے ہوا کرتی۔"

ماہنامہ نور الحبیب بصیر پور (ساہیوال)
شمارہ ذیقعدہ ۱۴۰۱ھ

marfat.com

آفتابِ علم و حکمت

ضیائے اعلیٰحضرت مقتدائے اہلِ سنت قطب مدینہ عالیہ مولانا الشیخ ضیاء الدین احمد مدنی قادری قدس سرہٗ العزیز بقول امامِ اہلِ سنت حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ (امیر مرکزی انجمن حزب الاحناف) مدینہ عالیہ میں اہلِ سنت کا ملجا و ماویٰ تھے۔ اور استقامت علی الحق کا روشن مینار تھے۔ یہی وجہ ہے کہ خدمت میں حاضر ہونے والے ہر زائرِ طیبہ سے یہ فرمایا کرتے تھے کہ میں آپ کے لیے دُعا کرتا ہوں اور آپ میرے لیے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے نجدیوں کے شر سے محفوظ رکھے اور مدینہ عالیہ میں رہتے ہوئے صحیح ادب کی توفیق دے۔ چنانچہ ۱۹۷۳ء اور پھر ۱۹۷۶ء میں دونوں مرتبہ مدینہ عالیہ کی حاضری کے دوران حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مُبارک سے یہ الفاظ ہم نے بھی بارہا سُنے بلکہ اس سلسلہ میں آپ ہر زائر سے ایک حدیث پاک بیان فرماتے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حُضور اس زبان سے دُعا کرو جس سے نافرمانی نہ کی ہو اوکما قال علیہ السلام اور پھر آپ اس ارشاد عالی کا مفہوم یہ بیان فرمایا کرتے کہ آپ میرے لیے دُعا کریں اور میں آپ کے لیے دُعا کرتا ہوں کیوں کہ میری زبان سے آپ نے کوئی گناہ نہیں کیا اور آپ کی زبان سے میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ اور یہی ظہرِ غیب میں دُعا کی حکمت ہے۔

۲۰ جنوری بروز جمعرات حرم نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات میں نماز ظہر ادا کرنے کے بعد آستانہ پر بندۂ ناچیز اور میرے برادرِ گرامی صاحبزادہ ــــ عبدالخالق شاہ صاحب حاضر ہوئے۔ مدینہ عالیہ میں رہنے والوں کی روایتی خوش اخلاقی کے مطابق کئی بار مرحبا مرحبا کے

marfat.com

ایمان افروز الفاظ سے نوازا۔ سلامِ مسنون اور دست بوسی کے بعد ہم بیٹھ گئے۔ دیگر ارشادات کے علاوہ حضرت نے تمام حاضرین کو اس دعا سے نوازا کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں رکھے نیز فرمایا کہ کہنے کو تو یہودی اور نصرانی بھی "لا الہ الا اللہ" کہتا ہے لیکن وہ اس لیے کافر ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور نیاز مندی سے خالی ہے۔ دورانِ گفتگو بندہ نے صحت کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا کہ "الحمدللہ" ٹھیک ہوں۔ بچپنا گیا۔ جوانی آئی، جوانی گئی اب بڑھاپا آگیا۔ اب وہی کیفیت ہے جو بڑھاپے میں ہوتی ہے۔ دل و دماغ "الحمدللہ رب العالمین" بالکل درست ہیں۔

فرمایا میری پیدائش ۱۲۹۴ھ میں ہوئی اور ۱۳۹۴ھ میں ایک صدی پوری ہوگئی اور جو وقت گزر رہا ہے یہ صدی سے زائد ہے۔ دورانِ گفتگو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کا ذکرِ خیر شروع کیا تو بہت محظوظ ہوئے اور خود ہی نہایت اہتمام سے ان کا ذکر فرمایا اور اسی سلسلہ میں آستانہ مبارک میں لگے ہوئے ایک فریم کی طرف اشارہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہ منقبت اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز کی ہے جو کہ حیدر آباد کے شکور بیگ صاحب نے لکھی ہے۔ چنانچہ مجھے حکم دیا کہ اسے اُتار کر سُنائیں۔ بندہ نے تعمیل کی۔ منقبت سُن رہے تھے اور پروانہ وار جھوم رہے تھے۔ "الحمدللہ رب العالمین" وہ منقبت شریف بطورِ تبرک طیبہ بندہ کے پاس محفوظ ہے۔ اس کا ایک شعر حضرت کے متعلق بھی ہے جو کہ درج ذیل ہے۔ ؎

طیبہ میں اسکی ذات سلامت رہے کہ جو
تیری امانتوں کا نگہباں ہے آج بھی!

اسی دوران ہم نے عرض کی پہلی حاضری کے وقت ہمیں ایک ماہ سے زیادہ وقت مدینہ عالیہ میں ملا تھا لیکن اس دفعہ ایک ماہ سے بھی کم وقت ملا ہے۔ تو ہماری اس سوچ اور ذہنی اضطراب کو مثبت اور صحیح کیفیت میں بدلنے کے لیے فوراً ارشاد فرمایا کہ قبولیت کا ایک لمحہ ہی بہت ہے۔ جتنا وقت ان کی نگاہِ کرم سے مل جائے وہی غنیمت ہے، خدا کرے قبولیت ہو۔ کہاں وہ ذہنی پژمردگی کہ وقت کم ملا اور کہاں علی الفور یہ خوشگوار احساس کہ خدا

marfat.com

تعالیٰ کا شکر ہے کہ شہر کریم میں آستانۂ حبیب پاک میں حاضری تو ہوگئی اور شیخ کامل حضرت علامہ الشیخ ضیاء الدین قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ کیمیا اثر کا یہ فیض نہ جانے مجھ جیسے کتنے مضطرب دلوں کو سکون بخشتا ہے۔

حضرت مدنی کے حاضر باش نیاز مند خوب جانتے ہیں کہ ان کی محفل میں ذکرِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی دوسرا کام ہی نہیں ہوتا تھا۔ جو شخص بھی حاضر ہوتا اس سے پوچھتے کہ آپ نعت شریف پڑھتے ہیں؟ چنانچہ جب ہم حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا تو جواب اور مرحبا مرحبا کے ایمان افروز کلمات ارشاد فرمانے کے بعد یہی سوال فرمایا تو اخی مکرم سید محمد عبدالخالق شاہ صاحب نے عرض کی "الحمدللہ رب العالمین" ہم نعت شریف پڑھتے ہیں۔ بس پھر کیا تھا فوراً فرمایا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک وسلم علیک یا نبی اللہ! چنانچہ برادر مکرم نے حضرت کے پاس موجود حدائق بخشش لے کر ؎

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے

الخ نعت شریف پڑھی۔ فارغ ہوئے تو حوصلہ افزائی اور قدرشناسی کے لیے تحسین بھی فرمائی۔ اور ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ نعت شریف تو ماشاء اللہ! بہت خوب ہے لیکن آپ کا پڑھنے کا انداز بھی خوب ہے۔ چنانچہ جب بھی حاضری ہوئی اور بھائی جان نے نعت شریف سنائی تو جہاں ذکرِ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سن کر خوش ہوتے وہاں انداز نعت خوانی پر بھی تحسین فرماتے۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی حضرت مولانا حسن رضا بریلوی علیہما الرحمۃ کا کلام تو بہت ہی رغبت سے سنتے تھے۔

ماشاء اللہ! حضرت مولانا الشیخ قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مجسمہ تھے۔ جونہی کسی نے نعت شریف شروع کی ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی۔ آپ ترنم کے زیر و بم کی بجائے ہمیشہ معنویت کو پسند فرماتے۔ تلفظ اور ادائیگی کی صحت سے بہت متاثر ہوتے۔ چنانچہ بارہا مشاہدہ ہوا کہ معنویت کی بجائے آواز کے زیر و بم اور صرف

marfat.com

فن کی مہارت پر زور دینے والے نعت خوان کامیاب نہیں ہو سکے۔ کیونکہ محبت تو ذات محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ذکر سے ہوتی ہے صرف خوش آوازی سے نہیں ہاں صحت اور ذمہ دارانہ ادائیگی کے ساتھ اگر مغنوں خوش الحانی ہو جائے تو نورٌ علیٰ نورٌ۔

ایک دن بندۂ ناچیز نے عرض کی کہ حضرت آپ نے امام اہل سنت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے یہاں مدینہ عالیہ میں ملاقات کی یا ہندوستان میں؟ تو فرمایا کہ میں نے ان کی زیارت ہندوستان میں کی۔ وہ اس طرح کہ ۱۳۱۴ھ سے ۱۳۱۶ھ تک میرا معمول رہا کہ ہر جمعرات کو پچھلے پہر پیلی بھیت سے بریلی شریف پہنچتا۔ رات وہیں بسر ہوتی۔ جمعہ حضور امام اہل سنت علیہ الرحمۃ کے ساتھ پڑھتا۔ جمعہ کے بعد دسترخوان بچھایا جاتا۔ لنگر سے فارغ ہو کر ریل کا وقت ہو جاتا تو اجازت لے کر ریل پر سوار ہو کر پیلی بھیت پہنچ جاتا۔ نیز فرمایا کہ اس وقت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب کی عمر شریف ۴ سال کی تھی۔

نیز بندہ نے پوچھا کہ جب اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو آپ کہاں تھے؟ فرمایا اس وقت میں بغداد میں تھا۔

۲۵ جنوری ۱۹۷۶ء مدینہ عالیہ کی حاضری کا آخری دن تھا کہ ہم حضرت کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوئے اور دورانِ گفتگو ایک ساتھی نے عرض کی کہ حضرت ہم صبح مدینہ عالیہ سے وداع ہو رہے ہیں۔ کہنے کو تو اس نے کہہ دیا کہ وداع ہو رہے ہیں لیکن ایک فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محب کے سامنے یہ تصور کیسے پیش کیا جا سکتا تھا کہ شہر محبوب سے وداع ہوں۔ فوراً فرمایا کہ وداع کا لفظ نہ بولیں جیسے کہ عام لوگ کہتے ہیں الوداع یا رسول اللہ ——— فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وداع ہو کر کہاں ٹھکانہ اور کہاں جاؤ گے۔ الوداع کی بجائے "الامان یا رسول اللہ" "الحفیظ یا رسول اللہ" پڑھو۔ ازاں بعد نہایت اہتمام خشوع سے ہم سب خدام کے لیے دعا مانگی اور واپسی ہوئی۔

فی الحقیقت حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت سے عشق و مستی کا ایک جہان خاموش ہو گیا ہے۔ مولا کریم اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے حضرت کے

marfat.com

خلف الرشید مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدنی کو اپنے والد کریم کے فیوض و برکات سے
ہمیشہ مستفیض و مستنیر رکھے اور گلستان رضویت کا یہ سدا بہار پھول ہمیشہ مشام جان و
ایمان کو معطر و معنبر کرتا رہے۔ (آمین)

marfat.com

پیکرِ شفقت و محبّت

احقر نے حضرت شیخ العرب والعجم علامہ ضیاء الدین احمد القادری المدنی قدس سرہٗ کی انتہائی قربت میں جو چند سال گزارے، اس دوران ناچیز نے حضرت والا مرتبت قدس سرہٗ کی صحبت سے جو کمال قادری رضوی روحانی فیض پایا، اپنے ناقص علم سے عرض کرتا ہے۔

۱۹۷۶ء میں ناچیز کی قسمت کا ستارہ چمکا اور مدینہ منورہ کا سفر نصیب ہوا۔ مدینہ منورہ میں مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بائیں طرف جہاں دل و جان کے نذرانے پیش کئے جاتے ہیں، جہاں ستّر ہزار فرشتے صبح سویرے اور ستّر ہزار شام کے وقت درود و سلام کے موتی لٹاتے ہیں، میں نے بھی درود و سلام عرض کیا۔ مسجدِ نبوی شریف سے باہر آکر سوچا کہ عاشقِ رسول حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضری دوں چنانچہ مغرب کے وقت حضرت سیّدی مدنی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا، سلام عرض کرنے کے بعد دست بوسی کی تو حضرت نے ناچیز کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ عرض کیا حضرت اوکاڑہ (پاکستان) سے حاضر ہوا ہوں اور قادری سلسلہ میں بیعت ہوں، حضرت فرمانے لگے پھر تو آپ ہمارے پیر بھائی ہیں۔ حضرت قبلہ کے کمالِ اخلاق و محبت سے ناچیز اس قدر متاثر ہوا کہ حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کے وصال تک اکثر رات کی بابرکت محفل میں حاضر ہوتا رہا، اس دوران شاید کبھی کسی انتہائی مجبوری کی وجہ سے ہی ناغہ ہوا ہو، آپ سے پہلی ملاقات کے بعد اسی رات کو جب محفل میں حاضر ہوا تو آپ نے ناچیز کو حکم فرمایا کہ جانِ جاں حضور نبیٔ کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت بیان کریں۔ میں ایک لمحہ کے لیے سوچ میں گم ہو گیا کیونکہ میں نے تو پہلے کبھی کسی محفل میں نعت نہیں پڑھی تھی، میرے قریب ہی بھائی اکرم نقشبندی،

marfat.com

بیٹھے تھے انہوں نے فرمایا کہ بھائی سوچتے کیا ہو جیسی پڑھی جاتی ہے پڑھو، ناچیز نے امام احمد رضا فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ کی مشہور نعت ؎ وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا

ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستاں بتایا

پڑھی حضرت نے ناچیز کی حوصلہ افزائی فرمائی اور بہت دعائیں دیں اور محفل کے اختتام پر ناچیز کو دُعا کے لیے ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد ناچیز روزانہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا، اور اکثر حضرت کے حکم پر محفل میلاد شریف شروع کرنے کی سعادت ناچیز کو ملتی اور محفل کے اختتام پر اکثر دُعا بھی ناچیز سے کراتے اور تقریباً پانچ سال حضرت کے ساتھ قادری لنگر ایک ہی برتن میں کھانے کی سعادت حاصل رہی۔ الحمدللہ

اکثر حضرت سیدی مدنی قبلہ کی خدمت میں ہر مسلم مُلک کے رہنے والے لوگ اور خصوصاً بڑے بڑے علماء کرام و مشائخ عظام کو حاضر ہوتے دیکھا۔ حضرت اپنی مادری زبان پنجابی کے علاوہ اُردو، عربی، فارسی، ترکی، پشتو، بنگالی کے علاوہ کچھ کچھ انگریزی زبان سے بھی واقف تھے۔

ایک دن حضرت ناچیز سے فرمانے لگے، عاشق صاحب! حضورِ مفتیٔ اعظم ہند علامہ مصطفےٰ رضا خاں کا مقام ہم سے بہت بُلند ہے کیونکہ وہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے صاحبزادے جو ہوئے اور راقم الحروف جب مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ فرمانے لگے کہ مولانا ضیاء الدین احمد تو قطب مدینہ ہیں۔

حضرت سیدی مدنی ہر سال ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۱ ربیع الآخر کو عُرس حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ اور صفر المظفر کے مہینہ میں محسنِ ملّت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا عُرس پورے اہتمام سے مناتے۔ ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو صُبح خصوصی ملاقات فرماتے اور ظہر و عشاء کے بعد خصوصی محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم عرب ممالک کے احباب کے لیے عربی میں اور برّصغیر کے زائرین کے لیے اُردو میں اہتمام سے ہوتیں۔ ہر سال ۱۷ رمضان المبارک کو سیّد الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ،

marfat.com

کے مزار اقدس پر پورے اہتمام سے حاضر ہوتے۔ ایک روز فرمانے لگے! عاشق صاحب! میں ان ایام کے لیے پیسے شروع سال ہی سے محفوظ کر لیتا ہوں۔

سعودی حکومت میں روزانہ محفلِ میلاد کا انعقاد آپ کی بہت بڑی کرامت تھی۔ ایک مرتبہ آپ کے صاحبزادہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن القادری مدظلہ العالی نے حضرتؒ کی خدمت میں عرض کی کہ سی آئی ڈی کی ایک خصوصی پارٹی مدینہ منورہ آرہی ہے آپ براہِ کرم چند ایام کے لیے محفل نہ کریں۔ یہ سُن کر آپ نے فرمایا یہ میرے آقا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل ہے۔ اور سرکارِ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ، کا لنگر ہے جو آئے گا اندھا ہو جائیگا۔ محفل بند نہیں ہو سکتی اور نہ ہی محفل بند ہوئی۔

بیت اللہ شریف کی بے حرمتی کے ایام میں مدینہ منورہ میں مسجد نبوی شریف اور روضۂ اقدس کے چاروں طرف پولیس اور سی آئی ڈی کا پہرہ تھا مگر ان دنوں میں بھی محفل باقاعدگی سے ہوتی رہی۔ ایک رات تقریباً ایک بجے (سعودی حکومت کے مطابق) ناچیز روضہ اقدس پر درود و سلام عرض کرنے کے بعد جب گھر آرہا تھا تو ایک شرطی (سپاہی) نے روک لیا اور پوچھنے لگا کہاں سے آرہے ہو کہاں رہتے ہو اور مختلف سوال کئے۔ میں نے اپنا اقامہ دکھایا تو کہنے لگے کہ اچھا جاؤ۔ ناچیز یہ سمجھتا ہے کہ یہ بھی حضرت سیدی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت تھی ورنہ ڈیڑھ سال قبل یکم ربیع الاول ۱۴۰۲ھ کو ہمارے اکثر اہل سنت کو سعودی سی آئی ڈی نے پکڑا، جیل میں رکھا اور ناپسندیدہ قرار دے کر پاکستان بھیج دیا۔

میری ملازمت سے قبل حضرت نے فرمایا، عاشق صاحب! محکمہ جہاں آپ کو بھیجے چلے جانا۔ ناچیز نے عرض کیا حضرت مدینہ منورہ میں رہنا چاہتا ہوں۔ خیر جب میں ملازمت کیلئے ریاض گیا تو محکمہ وزارۃ الصحہ نے ابہا کے آرڈر کر دیئے۔ ناچیز دوبارہ مدینہ منورہ حاضر ہوا اور روضہ اقدس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس پر حال عرض کرنے کے بعد حضرت سے عرض کیا، حضرت نے فرمایا جاؤ عاشق صاحب اللہ کریم آپ کی مدد فرمائے۔

marfat.com

دِل نے اُسی وقت کہا کہ کام بن گیا۔ چنانچہ ریاض آیا تو اسی ڈائریکٹر جنرل وزارۃ الصحہ نے ابہا کاٹ کر مدینہ منورہ کے آرڈر کر دیئے۔ جب ناچیز نے حضرت سے عرض کیا کہ حضور میری ملازمت مدینہ منورہ میں ہوگئی تو آپ فرمانے لگے، عاشق صاحب! میرے اعلیٰ فاضل بریلوی نے کیا خوب اور سچ فرمایا ہے ؎

واللہ وہ سُن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

حضرت سیدی مدنی کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سرکار غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ کمال محبت کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں کہ ایک مرتبہ فرمانے لگے عاشق صاحب کسی نے کیا خوب کہا ؎

بعد مردن رُوح و تن کی اس طرح تقسیم ہو
رُوح طیبہ میں رہے لاشہ میرا بغداد میں

ایک مرتبہ فرمانے لگے اللہ کریم آپکو سرکار نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں رکھے، غلامی میں مارے اور غلامی میں اٹھائے۔

ایک روز عشاء کے بعد محفل سے فارغ ہو کر جب ناچیز نے گھر جانے کے لیے اجازت طلب کی تو فرمایا کہ جاؤ ہماری سب اجازتوں کی تمہیں اجازت ہے، جن جن سے ہمیں اجازت ہے تمہیں اجازت ہے۔

سید ممتاز حسین شاہ صاحب حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کو دبا رہے تھے۔ سید صاحب نے حاجی آدم میمن سے کہا کہ تم بھی جو مانگنا ہے مانگ لو۔ حاجی آدم نے کہا حضرت مجھے جنت البقیع شریف دے دیں۔ آپ نے فرمایا جاؤ تمہیں جنت البقیع شریف دی، یہ سُن کر ناچیز کی عجیب کیفیت ہوگئی۔

marfat.com

سیدی مدنی علیہ الرحمۃ
حضرت کرمانوالا کی نظر میں

راقم ۱۹۸۰ء میں بریلی شریف حاضر ہوا تو حضور مفتی اعظم ہند قبلہ علیہ الرحمۃ شرف زیارت و ارادت حاصل کیا اور حضور نے ازراہ کرم اس انسانِ حقیر (راقم) کو سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کی خلافت بھی عطا فرمائی اور اس حاضری کی برکت سے اسی سال یعنی ۱۹۸۰ء میں حج کا پروگرام بھی بن گیا، حج سے پہلے عمرہ کیا اور مدینہ منورہ کی حاضری نصیب ہوئی۔ شیخ المشائخ حضرت قبلہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے بہت سے علماء و مشائخ سے غائبانہ توصیف و تعریف سنی ہوئی تھی حتیٰ کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ شاہ محمد اسمٰعیل کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بات بھی سننے میں آئی کہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی اولیاء اللہ کے اس گروہ میں سے ہیں جنہیں قطب کہا جاتا ہے یہ بات اس طرح چلی کہ کسی نے آپ سے اعلیٰحضرت بریلوی علیہ الرحمہ کے بارے میں پوچھا کہ آپ کا ان کے بارے میں کیا تاثر ہے اس پر انہوں نے فرمایا کہ مولانا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کی عظمت و جلالت اور ان کے روحانی علو و مرتبت کا اس سے اندازہ لگا لیجئے کہ ان کے خلیفہ و عقیدت کیش مولانا ضیاء الدین احمد مدنی اقطاب میں سے ایک بدل ہیں جن کے صدقے میں مشکلات حل ہوتی ہیں اور برکتیں تقسیم ہوتی ہیں۔ جب شاہ صاحب یہ بات ارشاد فرما رہے تھے تو اس وقت حضرت شاہ صاحب کے عقیدت کیش خطیب پاکستان مولانا حافظ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی علیہ الرحمۃ اور ان کے برادر حضرت مفتی محمد لطیف صاحب بھی سامعین میں سے تھے۔ پھر شاہ صاحب فرمانے لگے کہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد علیہ الرحمۃ کے ہاں روزانہ محفل میلاد شریف ہوتی ہے جس میں وہ نہایت ادب و تواضع سے بیٹھتے ہیں اور

marfat.com

تمام شرکاء کو کھانا کھلایا جاتا ہے ، اور وہ بڑے پائے کے بزرگ ہیں ۔ ایسے بزرگوں سے حضرت مدنی کی تعریفیں سنی تھیں اسلئے روضۂ اقدس کی حاضری کے بعد حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کے ہاں رات کو حاضر ہوا ، وہاں کچھ جان پہچان والے احباب بھی مل گئے جنہوں نے حضرت سے راقم کا تعارف کرایا آپ نے بہ کمال کرم اس نیاز مند کو اپنے قریب بٹھایا اور خطاب کرنے کا ارشاد فرمایا ۔ راقم نے "وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین" کلام الٰہی کی روشنی میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت عامہ و تامہ پر کچھ آدھا گھنٹہ گفتگو کی ۔ حضرت نے نہایت ہی کمال ادب و تواضع سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خیر سنا اور بہت ہی خوش ہوئے پھر فرمایا کہ بریلی شریف بھی حاضری کا موقع ملا ؟ راقم نے عرض کی کہ ابھی حج سے قبل بریلی شریف حاضر ہوا تھا اور حضور مفتی اعظم ہند تاجدار علم و عرفان غوث زمان سیدنا شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف زیارت و ارادت حاصل کر کے آیا ہوں حضور مدنی علیہ الرحمۃ اس پر بے حد خوش ہوئے ایسے لگا جیسے بریلی شریف کے تصور میں گم ہو گئے پھر سر مبارک اوپر کو اٹھا کر راقم کی طرف نظر خاص سے دیکھا تو ایسے محسوس ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالی سے آپ کو جو انوار و معارف نصیب ہوئے ہیں ان میں سے کچھ راقم کو عطا فرما دیا ہے پھر سند منگائی حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ مفتی صاحب (راقم) کا نام اس پر لکھوا اور اپنے بھی دستخط کر دو میرے دستخط بھی کرالو اور میں اس پر اپنی انگوٹھی والی مہر بھی لگا دیتا ہوں ۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب فرمانے لگے کہ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ آپ پر آج خصوصی مہربان ہیں کہ سند پر دستخط فرمانا چاہتے ہیں ورنہ آپ صرف انگوٹھی کی مہر پر ہی اکتفا فرماتے ہیں چنانچہ حضرت نے بہ تکلف دستخط فرمائے پھر مہر لگوائی حضرت قبلہ فضل الرحمٰن صاحب کو دستخط کرنے کا فرمایا ، انہوں نے کر دیئے پھر بمبئی کے ایک شیخ الحدیث تشریف رکھتے تھے ان سے فرمایا کہ برکت کے لیے آپ بھی دستخط کر دیجئے انہوں نے کر دیئے سند کیا تھی آپ کے علم ظاہر و باطن اور شریعت و طریقت کے جملہ مشائخ و بزرگان کے سلاسل شریفہ کی سند تھی جن سے آپ کو شریعت و طریقت میں

marfat.com

خلافت و نیابت سے نوازا گیا تھا آپ نے بے حد کرم فرما کر اسی طرح اس ناچیز کو تمام ظاہری و باطنی علوم میں اور تمام سلسلوں میں بیعت کی اجازت دے کر خلافت سے نوازا ——

—— اسمیں دیارِ عرب کی ممتاز ہستی اور بارگاہ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقبول خاص سیدنا و مولانا الامام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی کی سندِ حدیث اور روایت اور سندِ خلافت بھی شامل ہے۔ راقم نے آپ کے اس کرمِ خاص پر آپ کا شکریہ ادا کیا اور یہی سمجھا کہ یہ سب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درِ اقدس کا فیض ہے جو ان کے ذریعے بریلی شریف کی نسبت سے وصل ہو رہا ہے اور سرکارِ بغداد حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی توجہ کا نتیجہ ہے۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا —— بلاشبہ آپ اہلِ دل اور اہلِ کرامات تھے۔ جب تک آپ حیاتِ ظاہرہ سے وہاں جلوہ گر رہے آپ کا رعب کچھ ایسا چھایا رہا کہ آپ کے مکان شریف کے چوبارہ سے بہ آوازِ بلند نعت خوانی ہوتی رہتی اور صلوٰۃ والسلام پڑھے جاتے آس پاس کے مکینوں کو جو اردگرد کے چوبارہ میں رہائش رکھتے تھے راقم نے بارہا صلوٰۃ وسلام کی پُرکیف صداؤں سے محظوظ ہوتے دیکھا۔

marfat.com

علم و روحانیت کے مرقع

مولانا ضیاء الدین مدنی ۲ر اکتوبر کو مدینہ طیبہ میں انتقال کر گئے۔ ان کی عمر سو سال سے زیادہ تھی وہ اس دور کی ایک عظیم علمی اور روحانی شخصیت تھے اور اُن کی دینی خدمات کا دائرہ وسیع تر ہے۔ شیخ العرب والعجم مولانا ضیاء الدین مرحوم اس زمانے کی یادگار تھے۔ جب علم ذریعۂ شکم پروری نہیں بنا تھا اور تصوف و روحانیت کی دُنیا میں ریاکاری اور نمود و نمائش کا کوئی دخل نہیں تھا۔ آپ نے اس ماحول میں آنکھ کھولی جب ہندوستان سے اسلامی اقدار کا خاتمہ نہیں ہُوا تھا، گو انگریز کا راج تھا۔ لیکن مسلمان اپنے آپکو تُرکی خلافت کا ایک حصّہ سمجھتے تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۳۹۴ھ میں ضلع سیالکوٹ کے قصبہ کلاسوالہ میں ہوئی۔ آپکا خاندان علمی وجاہت اور روحانی قدروں کا امین چلا آتا تھا۔ آپکے جدِ امجد علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی کا شمار ہندوستان کے سربرآوردہ علماء میں ہوتا تھا۔ آج بھی آپکی کتابیں درسِ نظامی میں شامل ہیں۔ حضرت شیخ سرہندی کو سب سے پہلے مجدد الف ثانی آپ نے ہی کہا اور لکھا۔ مولانا ضیاء الدین مدنی جناب عبدالعظیم کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مولانا محمد حسین پسروری سے حاصل کی۔ لاہور میں پنجاب کی ممتاز شخصیت مولانا غلام قادر بھیروی سے عربی اور فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ آپ کی رُوحانی عظمت اور ایمانی فراست کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ زمانہ طالب علمی ہی میں آپ نے اپنے والد سے صرف اس بنا پر ترکِ تعلق کرلیا کہ وہ (جناب عبدالعظیم) مرزا غلام احمد قادیانی کے حلقۂ اثر میں

marfat.com

چلے گئے تھے۔ اس وقت تک مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوئے نبوت نہیں کیا تھا۔ لیکن شیخ ضیاء الدین مدنی کی ایمانی فراست نے انہیں اپنے والد سے ترکِ تعلق پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ آپ لاہور سے دہلی چلے گئے اور پھر مولانا وصی احمد محدّث سورتی کے حلقۂ درس میں شامل ہوئے۔ محدّث سورتی کا شمار ہندوستان کے مشہور اساتذۂ حدیث میں ہوتا تھا۔ پہلی بیعت میں آپ کی ملاقات حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ سے ہوئی اور پھر آپ ان کے سلسلۂ بیعت میں شامل ہو گئے۔

کچھ عرصہ بعد مولانا مدنی نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضری اور شیوخ بغداد سے علمی استفادے کی خاطر عراق کا رُخ کیا آپ کا نو سال تک بغداد میں قیام رہا جہاں شیخ مصطفےٰؒ اور شیخ شرف الدینؒ سے مقاماتِ سلوک میں رہنمائی لی۔ ۱۳۷۲ھ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کشش مدینہ منورہ کھینچ لائی، اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔

مدینہ منورہ میں آپ نے حضرت شیخ احمد الشمس مراکشی، شیخ محمود المغربی، مولانا عبدالباقی فرنگی محلی اور شام کے مشہور عالم مولانا یوسف بنہانی سے علمی اور روحانی استفادہ کیا۔ ان حضرات نے آپکو سندِ حدیث بھی عطا کی اور اپنی بیعت و خلافت سے بھی نوازا۔ لیبیا کی سنوسی تحریک کے سربراہ شیخ السنوسی کے سلسلۂ بیعت میں بھی داخل ہوئے۔ آپ نے سُلطان عبدالحمید، شریف حجاز اور خاندانِ سعود کی حکومتوں کے لیل و نہار دیکھے اور مناسب مواقع پر اعیانِ حکومت و سلطنت کو مفید مشورے دیئے لیکن کبھی وقت کے حکمرانوں سے مراسم قائم کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔

سُلطان عبدالحمید کے دَور میں آپ نے مدینہ منورہ میں درسِ حدیث دینا شروع کیا جو ایک عرصہ تک جاری رہا۔ مدینہ منورہ میں آپؒ نے ذکرِ رسولؐ کی ایک محفل کا اہتمام کیا جو اُن کے تادم واپسیں جاری رہی۔ اس محفلِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ترکی، انڈونیشیا، مصر شام، لیبیا، ہند و پاک، چین، ایران، امریکہ، برطانیہ غرضیکہ ہر مُلک کے مسلمان شریک

marfat.com

ہوتے اور بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں عقیدت و محبت کا نذرانہ پیش کرتے۔ ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آپکی رغبت کا یہ عالم تھا کہ گزشتہ سال جب آپ پر بیماری نے شدید حملہ کیا اور آپ کو مدینہ منورہ کے ہسپتال میں داخل کیا تو آپ نے ہسپتال ہی میں ہفتہ وار محفلِ میلاد منعقد کر ڈالی۔

آپ کے عقیدتمندوں کی تعداد کا اندازہ لگانا اس لیے مشکل ہے کہ دُنیا کا شاید ہی کوئی خطہ ایسا ہو جہاں مسلمان موجود ہوں اور آپ کے عقیدتمند موجود نہ ہوں۔ حج کے موقع پر دُنیا کے کونے کونے سے آئے ہوئے حجاج کی ایک کثیر تعداد آپکی محفل میں شریک ہو کر آپ کی علمی گفتگو اور روحانی معمولات سے لُطف اندوز ہوتی۔ برّصغیر پاک و ہند کے علاوہ مصر و شام، سعودی عرب، ترکی، افغانستان، برطانیہ اور عراق و عرب امارات میں آپ شاگردوں اور خلفاء کی ایک کثیر تعداد موجود ہے۔

آپ کی زندگی کا اصل سرمایہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ جسے آپ زندگی بھر لٹاتے رہے۔ مختلف اوقات میں آپ ملحدانہ قوتوں کے مقابلے کے لیے جس طرح اپنے مریدوں اور شاگردوں کے ساتھ میدانِ عمل میں کودتے رہے وہ بھی آپ کی حق دوستی کا ایک ثبوت ہے۔ آپ علم اور روحانیت کا حسین مرقع تھے اور زندگی بھر اولیائے عظام کی تعلیمات میں دینِ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت انجام دیتے رہے۔

سید ارشاد احمد عارف

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیدی المخدوم الکریم دامت برکاتہم القدسیہ
تحیۃ السلام واکرام بسنۃ خیر الانام

مزاج ہمایوں!

اخبارات کے ذریعے حادثہ عظیمہ کی خبر معلوم کر کے ہندوستان کے سارے سنی مسلمانوں پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے، ہر طرف صفِ ماتم بچھ گئی، سنی مدارس میں ایصالِ ثواب اور تعزیت کے جلسے منعقد ہوئے وہ اسم بامسمّٰی دین وسنت کی ضیاء تھے۔ آج دُنیا ایک نادرالوجود شخصیت کی برکتوں سے محروم ہوگئی۔

رحمہ المولیٰ تعالیٰ رحمۃ کاملۃ واسعۃ وافرۃ۔

والسلام

ارشد القادری
مہتمم مدرسہ فیض العلوم، جمشید پور
بہار، (الہند)

marfat.com

جذبۂ صادق

سنہ ۱۳۹۸ھ / سنہ ۱۹۷۸ء میں حرمین طیبین کی حاضری کے موقع پر یہ فقیر حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کی حاضری و زیارت سے بہرہ ور ہوا۔ الحمدللہ! پہلی ہی نظر میں معلوم ہوا کہ حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کا نورانی وجود اسلاف کا بہترین نمونہ ہے۔ آپ کو دیکھ کر اللہ تعالےٰ یاد آیا۔ نہایت شفقت و محبت سے فقیر کا حال دریافت فرمایا۔ فقیر کی خدمات دینیہ و علمیہ کا سُن کر آپ نے دعائیں دیں۔

دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجودہ متغلب حکمرانوں نے نعت خوانی اور صلوٰۃ وسلام کی محافل کو جبراً و ظلماً بند کر رکھا ہے۔ خلاف ورزی کرنے والوں کو عبرت ناک سزائیں دی جاتی ہیں مگر حضرت مولانا ضیاء الملت والدین علیہ الرحمۃ کا حبِ رسول کا جذبہ صادق ان تمام مشکلات پر غالب رہا۔ بالتزام ہر روز آپ کے ہاں نعت خوانی اور صلوٰۃ وسلام کی محفل منعقد ہوتی۔ حضور پُرنور مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و محامد اور اولیاء کاملین کے تذکرہ سے آپ کی کوئی محفل خالی نہ ہوتی۔ سوز و گداز سے بھرپور اس نورانی محفل میں حاضرین کی حالت دیدنی ہوتی، ہر طرف انوار کی بارش اور آنسوؤں کی جھڑی نظر آتی، یہ سب کچھ آپ کی توجہ کا فیض ہوتا۔

آپ کی ذات مرجع خواص و عام اور حرمین طیبین میں محبانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ گاہ تھی معارف دینیہ کے علاوہ آپ کے دسترخوان سے حاضرین دنیوی نعمتوں سے بھی سرفراز ہوتے۔ حضرت مولانا کو دیکھ کر توکل کا مفہوم واضح ہو جاتا۔

آپ کے معارف باطنی کی رفعت کا اندازہ تو صاحبانِ نظر ہی کر سکتے ہیں۔ فقیر کے ایک ہمراہی کے دِل میں گستاخِ رسول امام کی اقتدا میں نماز نہ ادا کرنے کے بارے میں

marfat.com

ذرا خلش تھی ۔ بغیر عرض کئے وہ مسئلہ اس محبت سے بیان فرمادیا کہ وہ خوش نصیب اس واقعہ کو آج بھی یاد کرکے آپکی عظمت کا اقرار کرتا ہے۔ برصغیر کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی آپ کے بے شمار مریدین، متوسلین اور خلفاء موجود ہیں۔ جو دین حق کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہیں ۔ غرضیکہ آپ کی ذات شریعت و طریقت کی جامع تھی ۔

فقیر قادری محمد جلال الدین عفی عنہ

۲۰ ر ذی قعدہ ۱۴۰۴ھ

marfat.com

سچّے عاشقِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور حضور پُر نور شافع یوم النشور صلی علیہ وآلہ وسلم کی رحمتوں کے صدقے میں ۱۹۷۳ء میں حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ قیامِ مدینہ منورہ میں مجھے حضرت قبلہ صاحبزادہ پیر فضل شاہ صاحب سجادہ نشین کھیڑا نوالہ شریف، ضلع گجرات مسجد نبوی سے بعد نماز عشاء حضرت علامہ شیخ الشیوخ ضیاء الدین احمد قادری رضوی کی خدمت اقدس میں لے گئے، میرا تعارف کرایا گیا، مجھے قادری نسبت حاصل تھی۔ آپ نے بے حد شفقت سے مجھے اپنے پاس بٹھالیا، چند منٹ کے بعد محفل میلاد شروع ہوگئی۔ معلوم ہوا کہ آپ کے دولت کدے پر ——— ہر روز بعد نمازِ عشاء محفلِ میلاد منعقد ہوتی ہے۔ جب کہ حکومت سعودیہ کی طرف سے پابندی ہے مگر یہ سرکارِ دو عالم کا خاص کرم ہے کہ اپنے قُرب میں جگہ دے رکھی ہے۔ کئی دفعہ حکومت سعودیہ نے بند کرنے کی کوشش کی، مگر ناکام رہے۔

یہ منظر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، کہ حضرت کی محفل میں جب نعت پڑھی جاتی تھی بالخصوص امامِ اہل سنت حضرت علامہ احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کلام پڑھا جاتا تھا، آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی تھی، آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ انتہائی توجہ سے نعت سماعت فرماتے۔ مجھے ارشاد فرمایا کہ تم بھی کچھ سناؤ۔ میں نے مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی کہی ہوئی نعت شریف پیش کی جس کا ایک شعر یہ ہے، ؎

marfat.com

دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو
سینے پہ تسلی کو تیرا ہاتھ دھرا ہو

آپ بار بار مجھ سے یہ شعر تکرار کرواتے رہے اور آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہوگئی۔ اُس کے بعد آپ نے مجھے حکم دیا کہ تمہیں ہر روز قیام مدینہ میں یہاں آنا ہوگا۔ میں ہر روز پابندی سے جاتا اور مجھ سے فقط المحضرت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ کا کلام سنتے۔ میری خوش نصیبی کہ مجھے دیارِ حبیب میں یہ سعادت نصیب ہوئی۔

مجھے ایک ماہ مدینہ منورہ میں ہو چکا تھا۔ صبح وہاں سے روانگی کا پروگرام تھا، مگر میرا ابھی مدینہ طیبہ سے جانے کو جی نہ چاہتا تھا شکستہ دلی سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ جانے کے لیے اس وجہ سے تیار ہو گیا کہ ساتھیوں کے چلے جانے کے بعد مکان خالی کرنا ہے۔ اگر میں نہ جاؤں تو پھر رہائش کا کیا بندوبست ہوگا۔ اسی کشمکش میں تھا، عصر کی نماز، مغرب وعشاء ادا کی۔ حسبِ معمول محفلِ میلاد میں حاضر ہوا۔ اپنی آخری حاضری کے پیش نظر حضرت مولانا حسن رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی نعت پیش کی۔ ؎

عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ
کہ سب جنتیں ہیں نثارِ مدینہ

اس نعت شریف کے ایک ایک شعر پر آپ جھوم رہے تھے۔ محفل کے اختتام پر جب میں نے مصافحہ کرنا چاہا، تو آپ نے مجھے فرمایا، قادری صاحب کب جانا ہے! میں نے عرض کیا حضور صبح تیاری ہے۔ آپ نے انتہائی کریمانہ انداز میں فرمایا کہ میں چاہتا ہوں ابھی آپ نہ جائیں۔ میری زبان سے بے اختیار نکلا اچھا حضور، جب آپ کے کمرہ سے باہر گلی میں آیا۔ تو میرے پیچھے سے ایک شخص نے میرے دونوں کندھوں پر ہاتھ مارا، میں نے مڑ کر دیکھا تو اُس شخص نے مجھ سے پوچھا حاجی صاحب آپ نے کب جانا ہے! میں نے کہا اِنْ شاء اللہ صبح تیاری ہے۔ وہ مجھے کہنے لگا

marfat.com

کہ اگر آپ نے ٹھہرنا ہو تو میرے پاس ایک کمرہ ہے ، اسمیں آپ جتنے دن چاہیں قیام کر سکتے ہیں ۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور عرض کیا کہ صبح کو بتاؤں گا ۔ میں اپنے گھر چلا گیا ۔ مجھے انتہائی خوشی ہوئی کہ سرکار نے میری رہائش کا بندوبست کر دیا ہے ۔ میرے دل کی آواز تھی کہ حضرت قبلہ علامہ ضیاء الدین احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ کرم سے بندوبست ہوا ۔ اور ان کے ذریعے کملی والے آقا کا کرم ہوا ۔ میں نے اپنے دوستوں کو بھیج دیا اور میں مزید پندرہ دن ٹھہر گیا ۔ حقیقتاً یہ پندرہ دن کا قیام حضور کا خصوصی انعام تھا ۔

محفل میلاد میں درود و سلام کے بعد لنگر شریف حاضرین کو پیش کیا جاتا ، اگر کوئی آدمی کھانا کھانے سے معذرت کرتا تو حضرت فرماتے کہ یہ لنگر غوثیہ ہے ۔ ضرور کچھ نہ کچھ کھاؤ ۔ میں نے ۱½ ماہ کے قیام میں لنگر کی یہ برکت اور وسعت دیکھی کہ حضرت قبلہ ہر روز مقرر شدہ لنگر کا انتظام فرماتے تھے مگر کھانے والے زیادہ بھی ہوتے تو لنگر پورا ہوتا تھا ۔ کبھی کمی نہ آئی ۔ یہ آپ کے لنگر شریف کی خاص برکت تھی ۔

۱۹۸۰ء میں دوسری بار حاضری نصیب ہوئی ۔ آپ کی صحت بہت کمزور ہو چکی تھی ۔ نظر بھی کمزور ہو چکی تھی ۔ میں نے نیاز مندانہ سلام عرض کیا ۔ حکیم اہل سنت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری کا سلام عرض کیا اُن کی طرف سے کچھ دوائیاں پیش کیں ۔ آپ نے ہاتھ اٹھا کر حکیم صاحب کے لیے دعا فرمائی ۔ میں نے محسوس کیا کہ حضرت صاحب نے مجھے پہچانا نہیں ۔ کیونکہ سات سال بعد گیا تھا ۔ بہر حال محفل کا آغاز ہوا ، میں نے پھر وہی نعت پڑھی " دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو "

آپ محظوظ ہوئے اور فرمایا کہ تم محمد صادق قادری ہو ۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں حضور ۔ آپ اندازہ لگائیں کہ سات سال بعد حضرت نے صرف آواز سے پہچان لیا ۔ آپ نے بہت شفقت فرمائی ، نعت خوان کی آواز کیسی ہی ہوتی آپ ادب نبوی کا خاص خیال فرماتے ہوئے انتہائی ذوق و شوق سے نعت سماعت فرماتے ۔ جتنی بار نعت میں حضور کا اسم گرامی آتا ، بے اختیار صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصی کرم تھا کہ حضرت کے

marfat.com

آخر دم تک یہ محفل انعقاد پذیر ہوتی رہی۔

سنہ ۱۹۸۱ء میں فقیر کو پھر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ آپ شدید بیمار تھے۔ جس دن حاضر خدمت ہوا۔ اُسی دن آپکو ہسپتال سے لایا گیا تھا۔ مرض بڑھتا ہی جا رہا تھا مگر بیماری کی شدت کے باوجود محفل میں شریک ہوتے۔ ایک دن آپ کو لیٹے لیٹے آئی۔ محفل جاری تھی، چند منٹ آپکی حالت کے پیش نظر نعت خوانی رُک گئی۔ آپ نے فوراً اُسی حالت میں اپنے لختِ جگر حضرت علامہ فضل الرحمٰن صاحب مدنی سے بآواز بلند فرمایا کہ نعت خوانی کیوں رُک گئی؟ صاحبزادہ صاحب نے عرض کیا حضور ہو رہی ہے۔ اس واقعے آپ کے حضور علیہ السلام کی محبت میں شرشار ہونے کا اندازہ کیجئے۔ میرا دل کہتا ہے کہ ظاہر والوں کے لیے بیماری کے اثرات تھے مگر حقیقتاً بارگاہِ رسالت میں رسائی تھی۔

آپ کی حیات میں یہ میرا آخری سلام تھا۔ اجازت لے کر مکہ مکرمہ آگیا۔ حج کے دوسرے دن مجھے منیٰ میں آپ کے وصال پُر ملال کی خبر ملی۔ کہ ۲۰ ذوالحجہ ۲ اکتوبر سنہ ۱۹۸۱ء بوقت خطبہ جمعۃ المبارک آپ کا انتقال ہوا۔ آپکو جنت البقیع میں سپردِ خاک کیا گیا۔

آپ جید عالمِ دین، صوفی باصفا، عاشق رسول اور رفیع الشیخ تھے۔ اللہ تعالیٰ آپکے فیضان کو تا قیامت جاری و ساری رکھے۔ آمین، ثم آمین

یہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاص کرم تھا، آپ کی محفل میلاد شریف کی وجہ سے مدینہ منورہ میں گھروں میں محافل ہونے لگیں، جن میں مدنی لوگ بڑے ذوق و شوق سے اہتمام فرماتے۔ قصیدہ بُردہ شریف عربی نعت خوان والہانہ انداز میں پیش کرتے تھے۔ یہ سب کچھ آپکا فیضان تھا۔ (رحم اللہ تعالیٰ)

marfat.com

شگفتہ مزاج

۱۹۷۵ء میں مجھے ۳۷ روز آپ کے ہاں قیام کی سعادت حاصل ہوئی۔ میں نے نہایت قریب رہ کر آپ کے شب و روز دیکھے آپ کی عمر ایک سو برس سے تجاوز کر چکی تھی۔ اٹھتے بیٹھتے میں بہت تکلیف ہوتی تھی مگر کسی کا سہارا نہیں لیتے تھے۔ اپنا اگالدان تک خود دھوتے۔ کبھی میں کہتا حضرت آپ اتنی تکلیف سے اٹھتے ہیں۔ مجھے فرمایا کریں۔ فرماتے! بیٹا تم چند دن کے لیے آئے۔ اگر تم سے کام لیتا رہا۔ تمہارے بعد پھر مجھے ہی کرنا ہے۔ اس لئے اچھا ہے اپنی عادت بنالوں۔ میں نے دیکھا ستیدی دان کے گھر کے احباب اور قریبی رشتہ دار اسی لقب سے انہیں پکارتے، بہت کم سوتے زیادہ وقت اوراد وظائف میں گزرتا جوڑوں کے درد اور دیگر تکالیف کے سبب زیادہ دیر بیٹھ بھی نہیں پاتے مگر زبان پر ہر دم کلمہ شکر جاری رہتا۔ دعائے نیم شب اور دعائے سحر گاہی میں ان کی کیفیت میں نے دیکھی ہے۔ دعا کے بعد روضۂ رسولؐ کی طرف رُخ کرتے اور یہ شعر پڑھتے۔ ؎

ہم کو شرف دعا سے ہے باقی رہا قبول
یہ جانیں ان کے ہاتھ میں کچھ اثر کی ہے

ان کے ہر ملنے والے کو نوید ہو کہ کوئی ایسا نہیں جسے وہ اپنی دعا میں یاد نہ فرماتے ہوں۔ مگر اب یہ بہاریں کہاں، حد درجہ سادگی اور تواضع آپ کا خاصہ تھی۔ میں تہجد کے بعد جب گھر آتا تو سحری سے پہلے آپ کا جسم دباتا آپ بہت خوش ہوتے اور پھر اتنی دعائیں دیتے کہ میرے آنسو جاری ہو جاتے۔ یہی نہیں آپ کی شفقت کے ہزاروں واقعات لوحِ دل پر نقش ہیں۔ آپ کے اخلاق نہایت پاکیزہ تھے اور عادات نہایت ستھری تھیں۔ آپ کے پاس بیٹھنے سے خدا یاد آتا تھا اور ایمانی و روحانی لذت ملتی تھی۔ کبھی علمی گفتگو چھڑ جاتی تو میں ستیدی کے تبحر علمی پر حیرت کرتا۔ اتنے ہنس مکھ اور شگفتہ مزاج تھے کہ آپ کے پاس بیٹھ کر کبھی اکتاہٹ نہیں ہوئی۔ یہی دل چاہتا تھا کہ ستیدی فرماتے رہیں اور میں سنتا رہوں۔ عرب

marfat.com

عجم سے خطوط آتے، بینائی کمزور ہوگئی تھی لوگ پڑھ کر سناتے، ہر کسی کے لئے دعائے خیر فرماتے۔ بزرگوں کا ذکر خیر چل نکلتا تو نہایت تعظیم اور عقیدت سے ان کی مدح کرتے اور اپنی ہر کسر نفسی فرماتے۔ دستر خوان پر جو آجاتا اس کا خیال فرماتے۔ روزانہ بعد نماز عشاء مختصر میلاد شریف ہوتا ہے۔ نعت خوانی اور صلوٰۃ وسلام کے بعد لنگر عام ہوتا اور دعا ہوتی کبھی خود کرتے کبھی محفل میں کسی کو دعا کرنے کے لیے فرماتے۔

علامہ سید احمد سعید کاظمی اور سیدی کی پہلی ملاقات کا میں چشم دید گواہ ہوں۔ میں نے دیکھا کہ سیدی دین مصطفوی کے اس عظیم فرزند سے کتنی تواضع سے پیش آرہے تھے جبکہ خود علامہ کاظمی سیدی کے قدموں میں بچھے جاتے تھے۔ سیدی اکثر فرمایا کرتے تھے پاکستان میں دو عالم بہت بڑے ہیں۔ اور انہوں نے بڑی خدمت کی ہے۔ ایک علامہ سید احمد ابوالبرکات لاہوری اور دوسرے علامہ کاظمی صاحب، فنِ خطابت میں مولانا محمد شفیع اوکاڑوی اور مولانا عبدالغفور ہزاروی کی مدح فرماتے اور ان سب کو بہت دعائیں دیتے تمام علماء اہلسنت اور مشائخ بالخصوص سادات کا بہت احترام فرماتے۔ سید مسکین شاہ صاحب مدنی آتے تو سیدی ان کے پاؤں چھوتے۔ میرے شیخ زادے ملاقات کو جاتے تو انہیں نہایت احترام سے بٹھاتے اور تواضع فرماتے اور وہ کتنے ہی خستہ حال جو آپ کے در فیض سے شاد کام جاتے۔ ان کو یاد کرتا ہوں تو ہوک سی اٹھتی ہے۔ ایسی شفقت و عنایت انہیں اب کہاں سے ملے گی۔ ان پر کیا گزرتی ہوگی۔

الحمد للہ! کہ آپ کے فرزند حضرت مولانا فضل الرحمٰن ایک عالم اور صوفی درویش ہیں۔ نہایت سادہ اور مخلص بزرگ ہیں۔ اور اپنے والد گرامی کے طریق پر قائم ہیں۔ انہیں اپنے عظیم باپ اور حضرت سیدی کو اپنے لائق فرزند سے بہت محبت تھی۔ حضرت سیدی کے پاس آنے والے ہر مہمان سے مولانا فضل الرحمٰن نہایت محبت سے پیش آتے ہیں۔ علماء و مشائخ کی قدر کرتے ہیں۔ طبیعت مخلص بے باک اور سادہ ہے۔

حضرت سیدی کے خلفاء ترکی، شام، مصر اور پاک و ہند میں ہیں۔ اور مریدین

marfat.com

ہزاروں کی تعداد میں ہر سمت بکھرے ہیں۔ افریقہ میں بھی آپ کے مریدین موجود ہیں۔ اور ظاہری و باطنی فیوض کا سلسلہ جاری ہے۔

۲ اکتوبر ۱۹۸۱ء کو مجھے سخت بخار تھا۔ نماز جمعہ کو بھی نہ جاسکا، دوپہر کو فون آیا کہ حضرت مولانا ضیاء الدین کا وصال ہوگیا ہے خبر سُن کر سکتہ میں آگیا، مولانا کی طویل علالت اور کل من علیہا فان" کے تحت یہ خیال تو تھا کہ یہ وقت بھی آنا ہے۔ مگر اس کا انتظار تو نہیں تھا، کیسے مان جاؤں کہ یہ حادثہ ہُوا ہے۔ مدینہ منورہ فون کیا، ان کے فرزند سے بات کی، وہ بھی رو رہے تھے کہ سیّدی بے آسرا چھوڑ گئے۔ بھائی کوکب سیّدی چلے گئے جمعہ میں چلے گئے۔ وہ فرماتے رہے مگر دل نہیں مان رہا تھا میرے ذمہ یہ کام لگا کہ لوگوں کو مطلع کروں، کس دِل سے کہوں، زبان سے کیسے ادا کروں۔ سیّدی کی پوتی کراچی میں ہیں انہیں فون کیا انہیں فون کیا وہاں بھی آہ و بقا تھی اے خدایا! تو واقعی بے نیاز ہے۔ حکومت کے ذمہ داروں کو باخبر کیا تاکہ ذرائع ابلاغ سے خبر عام ہو سکے اور ہر کوئی جان لے کہ ایک اور چراغ گُل ہوگیا۔ اور اس کے لیے ان کا شکریہ کہ شب ۱۰ بجے کی خبروں میں مولانا کے انتقال کی خبر نشر ہوگئی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آج کون ہے جس کی آنکھ ان کے لیے نم نہیں، کون ہے جو ان کی شان اور ان کے مرتبے کا قائل نہیں، جس کا یہ کہنا نہیں کہ حضرت کی شفقت مثالی تھی، اپنے پرائے سب اس عظیم بزرگ اور اسلام کے بطلِ جلیل کے حضور ہدیۂ عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ ان کی زندگی بامقصد اور کامیاب زندگی تھی وہ دین حق اور مسلک حق پر پہاڑ کی طرح ثابت قدم تھے۔

کوکب نورانی

marfat.com

بوئے یار می آید؟

یہ اس زمانہ کی بات ہے جبکہ فقیر ۱۹۶۵ء میں زیارت حرمین شریف سے مشرف ہوا اس سال اکبری حج تھا۔ فقیر حج بیت اللہ سے فارغ ہوکر مدینہ باسکینہ میں حاضر ہوا، سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزارِ مقدس پر پہلی حاضری نصیب ہوئی وہ وقت درمیان عصر و مغرب ـــــ تھا۔ رات گزار کر حسب وصیت اپنے والد ماجد فیض العارفین شاہ منور حسین قبلہ قادری مجددی داتا گنجپوری علیہ الرحمۃ (المتوفی ۱۳۹۰ھ) قطب مدینہ شریف حضرت علامہ شاہ ضیاء الدین، علیہ الرحمۃ (خلیفہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ) کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت قبلہ نے سلام کا جواب عنایت فرمانے ہوئے دریافت فرمایا، ما اسمک یا شیخ؟ (آپکا نام کیا ہے؟) میں نے عرض کیا "اسمی مظفر احمد" حضرت قبلہ نے نام سنتے ہی فرمایا، جعلک اللہ کاسمک (خدائے تعالیٰ تم کو اسم بامسمیٰ کرے) یعنی تم کو ہر جگہ منصور و مظفر فرمائے۔ پھر احقر سے بہت سی باتیں دریافت فرمانے کے بعد پوچھا آپ کس سے مرید ہیں۔ اور کہاں کہاں سے کیا کیا نسبت ہے احقر نے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے عرض کیا کہ فقیر تاج العلماء۔ علامہ سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب علیہ الرحمۃ مارہروی سے شرف بیعت رکھتا ہے۔ سرکار مفتی اعظم ہند علامہ مصطفےٰ رضا خاں رح بریلی شریف سے صاحب اجازت ہے یہ سنتے ہی اُٹھے اور فقیر کو سینے سے لگالیا پیشانی کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا،

"بوئے یار می آید"

marfat.com

بڑے لوگ ○ بڑی باتیں

بڑے لوگوں کی بڑی باتیں ہیں، بڑے لوگ اپنے آغاز زندگی ہی سے بڑی صفات کے حامل ہوتے ہیں۔ اور پھر حق سُبحانہٗ تعالیٰ جنہیں اپنے کام کے لیے چُن لیتا ہے اور سرکار دوجہاں، نُورِ کون ومکاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمرۂ عشاق میں شمار کر دیتا ہے، تو ان کی بڑائی کے تو کہنے ہی کیا ہیں، وہ قائدین زمانہ کے قائد اور سرآمد روزگار حضرات کے پیشوا اور رہبر بنتے ہیں۔ زمانہ بھر ان کے کمال علمی اور روحانی سے فیض یاب ہوتا ہے۔ اُن کے آفتابِ علم کی روشنی چار دانگ عالم میں ہر طرف پھیل جاتی ہے اور ان کے کمالِ عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے سبب مبداء فیاض سے اُنہیں جو علم لُدنی ملتا ہے وہ روحانیت کے میدان میں راہ سلوک طے کرنے والوں کے لیے ہر گام پر قطب تارے کی طرح رہنمائی کا موجب ہوتا ہے، دُنیا بھر اُن کے کمال علم و روحانیت سے اور فیض ولایت سے بہرہ ور ہوتی ہے اور یہ بُلند مقام ہے صرف اولیاء کاملین اور واصلین حق کا جو بارگاہِ کبریٰ سے ان کیلئے مقرر ہے۔

استاذ المحدثین قُطب المشائخ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اسی بُلند مقامِ ولایت کے اولیائے کاملین میں سے تھے، وہ ہمارے اس دَور یعنی بیسویں صدی عیسوی کے ایک عظیم صاحبِ کرامت ولی اللہ تھے اور اس لحاظ سے اُنہیں اعزاز حاصل ہے کہ ان کی دینی خدمات کی طویل زندگی کا سارا کا سارا دَور جو کم وبیش اسّی سال کے طویل امتداد پر محیط ہے، مدینہ منورہ ہی میں گزرا اور اس طویل دَور کا کوئی لمحہ بھی ذکر وفکر، خدمتِ

marfat.com

دین اور خدمتِ اہلِ دین سے قطعاً خالی نہ رہا۔ وہ دینِ حق کے بے مثلِ زمانہ عالم اور اہلِ زمانہ کے روحانی پیشوا اور رہبر تھے۔

تحریک پاکستان کے آخری کٹھن مراحل کے وقت آپ کی دعائے مستجاب نے بڑا کام کیا۔ پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے تقریباً نو دس ماہ قبل جو حج ہوا اور اس حج پر جانے والے برصغیر کے اُن لوگوں نے جن کے دِل میں پاکستان کا دَرد تھا اور آپ سے عقیدت رکھتے تھے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ میں آکر جب آپ کے ہاں قیام کیا تو آپ سے عرض کیا کہ پاکستان کی تحریک آخری مراحل میں ہے مگر ہندو اور انگریز کا گٹھ جوڑ پاکستان بننے کی راہ میں حائل ہے۔ دُعا فرمائیں کہ مشکل حل ہو جائے اور پاکستان بن جائے، اس لیے کہ برصغیر کے مسلمانوں کی آبرومندانہ زندگی اسی میں ہے تو آپ نے حرم شریف میں جا کر دُعا فرمائی اور پھر ان تمام پاکستان کے متمنی لوگوں سے آپ نے فرمایا فکر نہ کرو، انشاء اللہ پاکستان ضرور بنے گا اور دُنیا کی کوئی بھی پاکستان دشمن طاقت پاکستان کو بننے سے نہیں روک سکتی۔

چنانچہ پھر ایسا ہی ہوا، حضرت قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں تحریکِ پاکستان کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ اور پاکستان بن کر رہا، پاکستان کے دشمن خائب و خاسر ہوئے۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ۶۵ حج کئے اور مسجد نبوی مدینہ منورہ میں ترکوں اور شریف حسین کے عہد تک درس حدیث دیا، اس کے بعد صوفیہ کے طریق پر اللہ کے پیارے محبوب کی محبت و اطاعت کا درس آخری دم تک دیتے رہے۔

آپ نے ۱۰۴ برس کی عمر پاکر مدینہ منورہ ہی میں ۳ ذوالحجہ ۱۴۰۱ھ / ۲ اکتوبر ۱۹۸۱ء کو جمعہ کے روز عین جب کہ حرم شریف کے صدائے اذان "اللہ اکبر" کے کلمات کے ساتھ بلند ہوئی تو آپ مالک حقیقی سے جا ملے۔ مدینہ منورہ کی بے شمار خلقت، علماء فضلاء اور مشائخ نے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی، پورا شہر آپ کے داغِ مفارقت سے نڈھال تھا، اہل دِل اشکبار تھے کہ ایک صاحبِ خدمت ولی اللہ، ایک جیّد

marfat.com

عالم، استاذ الاساتذہ، فاضلِ زمانہ، گلستانِ معرفت کا پھول، عاشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم سے جُدا ہوگیا۔ وہ جیّد عالم جس نے رضائے الٰہی کی خاطر اپنی ساری زندگی خدمت دین میں صرف کر دی، کسی اہلِ دُنیا سے کبھی کچھ نہ لیا، اپنے کمال خدمت کا صِلہ صرف بارگاہ کبریٰ سے لیا اور جو لیا وہ بھی سب کو دے دیا اور اپنے مقام پر ایک مثال قائم کر دی کہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار اولیاء اللہ کا طریقِ خدمت یہ ہے۔ بارگاہ خداوندی کے مقبول عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی اولیاء اللہ کی شان ایسی ہی ہوا کرتی ہے۔

؎

"خُدا رحمت کند ایں عاشقاں پاک طینت را"

marfat.com

ابھی شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہدِ ملت مولانا حبیب الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا زخم مندمل نہ ہونے پایا تھا کہ حضرت کی وفات حسرتِ آیات سے یہ زخم اور گہرا ہوگیا، آپ کی وفات سے سنیوں کی آنکھیں پُرنم اور دل افسردہ ہیں۔ سنیوں کا یہ عظیم نقصان ہے، جس کی تلافی ناممکن ہے۔

حضرت شیخ العالم مولانا ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی امامِ اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ یوسف نبہانی کے مشن کی علمبردار اور صحیح جانشین تھی۔

فقیر محمد مظفر اقبال مضطوی

لاہور

marfat.com

مدینہ منورہ میں حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی محافل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں ہم نشینی رہی اور بعدہٗ ہم لوگوں نے دورانِ حج مولانا کے ہمراہ منیٰ و عرفات میں بھی ایک ہی معلم کی خیمہ گاہ میں قیام کیا۔ مولانائے مرحوم مدینہ میں سکونت پذیر ہونے سے قبل کئی برس حضرت غوث الاعظمؒ کے روضۂ اطہر پہ بھی مقیم رہے تھے۔ لہٰذا اس دوران انہوں نے حضرت شیخ طریقت السید عبدالقادر الگیلانیؒ اور سیدنا یوسف کے عہدِ طفولیت کی بہت سی باتیں بھی سنائی تھیں۔

حضرت مدظلہ العالی، اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی کے خلیفۂ مجاز تھے اور حبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سرشار، روانہ ان کے دولت کدہ پر نعت خوانی ہوتی، اور سلسلۂ درود و سلام رات گئے تک جاری رہتا تھا۔ حضرت کی طبیعت میں انتہائی انکساری تھی۔ ہر شخص پر اپنی پُر خلوص شفقت کے پھول نچھاور کیا کرتے تھے۔

عرفان قادر، سیرت سیدنا عبدالقادر جیلانی
مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء صـ ۳۱۲

marfat.com

۱۹۶۶ء کا ذکر ہے میں زبدۃ العارفین حضرت مولانا شیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی قدس سرہٗ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا۔ راقم سے قبل کچھ پاکستانی حضرات وہاں موجود تھے۔ انہوں نے اجازت حاصل کی اور دعا کے لئے بھی استدعا کی۔ حضرت مدنی قدس سرہٗ نے دعا فرمائی اور منجملہ اور باتوں کے یہ بھی فرمایا کہ خداوند کریم آپ کو تبلیغی جماعت کے سایہ سے محفوظ فرمائے۔

پاکستان سے رخصت ہوتے وقت میرے بزرگوار سید غلام حیدر شاہ صاحب مرحوم و مغفور نے مجھے کہا کہ وہاں جاکر دیکھنا کہ کیا اس ملک میں بھی مجذوب بزرگ ہیں یا نہیں۔ مدینہ شریف میں ظاہراً تو مجھے اس قسم کے کوئی بزرگ ——— دکھائی نہ دیئے۔ ایک دن حضرت مدنی قبلہ کی مجلس میں بیٹھا تھا آپ نے اپنے کشف سے میری اس جستجو کا حال جانا اور فرمایا۔

"ایک دفعہ مجھے خارش ہوگئی جو ٹھیک نہیں ہوتی تھی، آخر ایک روز ایک مجذوب گلی میں آیا اور گندھک، گندھک کے آوازے دیتا گزر گیا۔ چنانچہ میں نے اس کا استعمال کیا، اور میں بالکل ٹھیک ہوگیا۔"

گویا باتوں ہی باتوں میں اس حقیر پُرتقصیر کو آگاہ فرما دیا کہ مجذوب یہاں بھی ہوتے ہیں۔

غضنفر علی شاہ
ایڈووکیٹ، کھاریاں
(گجرات)

marfat.com

اُن کی باتیں یاد رہیں گی

۳۰ اگست ۱۹۸۱ء اتوار کے دن شام مینا ر ایکسپرس سے بمبئی روانہ ہوا ۔ ۳۱ کو صبح صبح وہاں پہنچ گیا ۔ اپنے عنایت فرما غلام غوث صاحب کے ہاں قیام کیا ۔ یکم ستمبر کو حج کے ویزے کے لیے درخواست دی، معلوم ہوا کہ ایک نیا قاعدہ بنایا گیا ہے ۔ سعودی عرب سے جو ڈرافٹ آئے، اس پر منگوانے والے کے پاسپورٹ کا نمبر بھی درج ہوا کرے اس سقم کی وجہ سے ڈرافٹ واپس کئے جا رہے تھے ۔ میرے ڈرافٹ پر نام کے ساتھ میری ولدیت بھی درج تھی مگر پاسپورٹ کا نمبر نہ تھا ۔ شاید میری عمر کا لحاظ کر کے اس نقص کو نظر انداز کر دیا گیا ۔ متعلقہ صاحب کو حکم دیا گیا کہ پاسپورٹ کا نمبر خود ڈال لیں اور ویزا جاری کریں ۔ الحمد للہ ! یوں کرم کی بارش شروع ہوئی ۔

۴ ستمبر ۸۱ء چہار شنبہ کے روز مجھے موسم حج کا ویزا مل گیا ۔ سعودی ایئر لائنس میں ۵ ستمبر ۸۱ء کے ہوائی جہاز میں جگہ محفوظ ہو گئی ۔ ہفتہ کا دن تھا ۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد میں جناب غلام غوث صاحب کی موٹر میں ایئر پورٹ روانہ ہوا ۔ شام کے چھ بجے کے بعد ہوائی جہاز اڑا ۔ وہاں پر عازمان حج سے معلم وغیرہ کی فیس کے بابت ریال وصول کر کے پاسپورٹ پر مکتب الواجدہ کی مہر لگا دی گئی ۔ وہاں سے پھر جدہ کے لیے روانہ ہوئے ابھی رات باقی تھی کہ جہاز جدہ پہنچ گیا ۔ اب میرے لیے یہ مسئلہ تھا کہ اپنے مرحوم دوست کے داماد میاں محمد نسیم صاحب کے گھر کیسے پہنچوں ۔

marfat.com

کیلو مٹر پر جو بدر بیکری ہے یہیں سے دو تین فرلانگ پر ان کا مکان تھا ابھی اِدھر اُدھر نظریں دوڑا رہا تھا کہ کوئی جانی پہچانی صورت نظر آئے کہ پھر کرم نے دستگیری فرمائی۔ جناب انور نامی ایک نوجوان میرے قریب آئے اور سلام کیا۔ میں نے حقیقتِ حال سے آگاہ کیا۔ اُنہوں نے کہا میں آپکو ہی لینے آیا ہوں۔ ابھی ابھی مجھے معلوم ہوا کہ آپ اس جہاز سے اترے ہیں۔ میری موٹر یہاں سے دُور کھڑی ہے۔ کیا آپ وہاں تک چل سکیں گے۔ میں نے کہا "ان شاء اللہ"۔ اُنہوں نے میرا سوٹ کیس اُٹھا لیا۔ اور میں ان کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ سوٹ کیس کے وزن سے ان کا ایک ہاتھ دُکھ جاتا وہ اسے دوسرے ہاتھ میں لے لیتے۔ اور مڑ مڑ کر مجھے دیکھتے بھی جاتے کہ میں آرہا ہوں کہ نہیں۔ اسطرح چلے جارہے تھے۔ اور موٹر تک پہنچ نہ پائے تھے۔ اتفاق سے انہیں راستے میں ایک ٹرالی ملی جو ہوائی اڈہ پر مسافروں کے سامان رکھنے کے لیے رکھی جاتی ہے۔ کسی صاحب نے شاید اپنا سامان موٹر میں رکھ کر اسے وہیں چھوڑ دیا ہو گا۔ وہ ہمارے کام آگئی میرے نوجوان ہمدرد نے سوٹ کیس اس پر رکھ لیا۔ ان کے ہاتھوں کو آرام ملا اور اسے دھکیلتے لے چلے۔ اس طرح ہم موٹر کے قریب پہنچے اور سفر شروع ہوا۔ میں نے کہا آپ مجھے کیلو مٹر پر جو بدر بیکری ہے وہاں لے چلیں وہاں سے مجھے راستہ معلوم ہے۔ کافی دیر بعد ہم بدر بیکری پہنچے۔ وہاں سے میری رہبری شروع ہوئی۔ مکان کی تلاش میں ایک وقت ایسا بھی آیا کہ ہم مکان سے تیس چالیس قدم کے فاصلہ پر پہنچ گئے، مگر اس مکان سے پہلے ایک نیا مکان تعمیر ہو رہا تھا۔ اس کا ملبہ راستہ پر پڑا تھا اور راستہ بند تھا اس منظر نے بھٹکا دیا۔ اور کچھ غلط گھمائی کے بعد طے پایا کہ رات کا بقیہ حصہ صاحب موٹر کے مکان میں گذرا جاوے اور صبح پھر تلاش شروع ہو۔ چنانچہ اسی پر عمل ہوا۔ انور میاں کا مکان آرام دہ تھا۔ اُنہوں نے پھلوں اور شربت سے ضیافت فرمائی۔ کچھ دیر کے لیے وہاں سو گیا۔ صبح کو انور صاحب کو ڈیوٹی پر جانا تھا اور اُنہوں نے یہ عنایت کی۔ کہ اپنے کسی دوست کے ساتھ ڈیوٹی پر چلے گئے اور اپنی موٹر میرے

marfat.com

بے چھوڑ دی اور ایک حیدر آباد کے صاحب سے کہہ دیا کہ وہ مجھے اس موٹر میں محمد نسیم صاحب کے مکان تک پہنچا دیں۔ اللہ تعالیٰ اس جوان صالح کی عمر دراز کرے اور رزق میں کشادگی ہو۔ ان کی وجہ سے بہت آرام ملا۔ صبح ناشتے کے بعد انور صاحب کے دوست نے مجھے نسیم صاحب کے گھر پہنچا دیا۔ اس وقت معلوم ہوا کہ رات کو اس گھر کے کتے قریب آکر ہم دور ہو گئے۔

نسیم میاں، ان کی بیوی بچوں سے ملاقات ہوئی۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ مجھے دیکھ کر ان سب کو خوشی زیادہ ہوتی ہے یا میں ان سب سے مل کر زیادہ خوش ہوتا ہوں۔ بہرحال پھر وہی میں تھا اور ان کا گھر تھا، وہی خلوص و محبت کی فضا تھی۔ بچوں کے ساتھ ہنسنا بولنا اور کھیل کود شروع ہو گیا۔

حسن میاں (نسیم میاں) کے برادرِ نسبتی ان کی بیوی شاہین سلمہا اپنی پیاری بچی صبا کے ساتھ ملنے آئے، ان کے ساتھ ان کے بھائی کاظم میاں بھی تھے جو ہندوستان سے ملازمت کے لیے یہاں آئے ہوئے تھے سب سے مل کر جی خوش ہوا۔ میری آمد کی خبر سن کر ایک اور پُرخلوص جوان عامر میاں بھی آگئے جو اسی بلڈنگ کے فلاٹ میں اوپر کی منزل میں رہتے ہیں۔ ان سے معلوم ہوا کہ اس سال ان کے محترم والدین اور ان کی بہن تینوں حج پر آنے والے ہیں۔ جناب نسیم صاحب سے ملاقات کی مسرت اس دفعہ بھی نصیب نہ ہو سکی۔ البتہ اُنہوں نے مدینہ منورہ کا ہوائی جہاز کا ٹکٹ بھجوا دیا۔

۸ ستمبر ۸۱ء کو دو موٹریں ہوائی اڈا کو چلیں۔ ایک میں نسیم میاں ہیں اور نسیم میاں کے بیوی بچے، دوسری میں عامر میاں۔ راستہ میں اپنے آفس کے قریب عامر میاں نے موٹر چھوڑ دی اور نسیم میاں کی موٹر میں چلے آئے اور وہی چلاتے ہوئے ہوائی اڈہ پر پہنچے، وہاں سب سے مل ملا کر میں۔ مدینہ منورہ کے لیے جہاز میں سوار ہو گیا۔ الحمدللہ! مدینہ منورہ میں حاضری کی عزت نصیب ہوئی۔ خوشی کی انتہا نہ تھی دل

marfat.com

کی عجیب کیفیت تھی۔ اور زبان پر یہ شعر جاری تھا۔

مجھ جیسے گنہگار کو طیبہ میں بلایا
یہ سب مرے آقا مرے مولا کا کرم ہے

آرام دہ بس ہوائی اڈا سے مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوسری سڑک پر پہنچا دیتی ہے۔ میں نے سامان ایک کنارے رکھا، اور اپنے دوست محمد دین صاحب قریشی کی دکان پر اطلاع کرائی کہ میں حاضر ہو گیا ہوں۔ وہاں سے ایک صاحب آئے میرا سوٹ کیس اٹھایا اور ہم دکان پر پہنچے جو وہاں سے بالکل قریب ہے۔ قریشی صاحب نے اپنے ہاں ٹھہرنے کو کہا۔ میں نے کہا شکریہ۔ فی الحال مجھے جناب احمد دین صاحب اویسی کے مکان پر پہنچا دیجئے جو طریق سلطانہ پر واقع ہے۔ چنانچہ ان کی موٹر میں ہم احمد میاں کے مکان پر پہنچے وہاں میں اسی کمرہ میں آرام سے ٹھہر گیا۔ جہاں دو سال ٹھہر چکا تھا۔ احمد میاں کو معلوم ہوا تو اپنے آفس سے فوراً آ گئے اور مل کر خوش ہوئے۔ ان کی بیوی بچوں کو بھی خوشی ہوئی۔ ان کے صاحبزادے مدنی باشا اور حجازی میاں پہلے ذرا رکے رہے، پھر مدنی باشا ان کا دیکھا دیکھی حجازی میاں بھی قریب آئے۔ جب میں گذشتہ سال یہاں سے گیا تھا حجازی میاں نے رینگنا شروع کیا تھا۔ اب تو ماشاء اللہ "چلنے لگے تھے۔ بہرحال ان بچوں سے بڑی وابستگی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صاحبِ اقبال کرے اور ان کے بڑوں کا سایہ ان پر سلامت رہے۔ احمد میاں سے معلوم ہوا کہ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کا مزاج ابھی سنبھلا نہیں ہے مگر معمول کی مجلس اور لنگر جاری ہے۔

میں حضرت ممدوح سے ملنے کو بے چین تھا، دھوپ میں شدت تھی۔ شکر ہے کہ مدینہ منورہ کا مبارک موسم گرما پھر نصیب ہوا۔ شام کو بارگاہِ بیکس پناہ میں ایک بھاگا ہوا غلام حاضر ہوا، اور یوں حاضر ہوا ؎

آب دیدہ میں کھڑا ہوں ان کے در کے سامنے
میری نافرمانیاں سب ہیں نظر کے سامنے

marfat.com

میرے آقا ، رحمتِ کُل جلوہ فرما ہیں یہاں
میں نہیں آیا ہوں کچھ دیوار و در کے سامنے

اور پھر حال یہ تھا کہ :

جب کبھی سجدہ میں جاتا ہوں تو اس کو کیا کروں
ان کی چوکھٹ ہی رہا کرتی ہے سر کے سامنے

وہ تو ایسے کریم ہیں کہ ،

لگاتے ہیں اس کو بھی سینے سے آقا
جو ہوتا نہیں منّہ لگانے کے قابل

بہر حال میں اپنی خوش بختی اور سرفرازی پر جھومنے لگا۔

وہ پیکرِ رحمت ہیں یہ سب ان کا کرم ہے
ورنہ میں کہاں اور کہاں کوئے محمد

جب ذرا حالت سنبھلی تو حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کی یاد ستانے لگی ان کی خدمت میں حاضری دی۔ حضرت کو پلنگ پر پڑا دیکھ کر دل کو ایک دھچکا لگا۔ قریب پہنچ کر دست بوسی کی اور اپنا نام کہا، نام سنتے ہی فرمانے لگے مرزا صاحب ، مرزا صاحب ، مُبارک مُبارک اچھا ہوُا ۔ آپ آئے ، اچھا ہوُا آپ آگئے ، اچھا ہوئے آپ آگئے۔ پھر میرے ہاتھ کو از راہ ذرّہ نوازی چوما اور میری گدّی پر ہاتھ رکھ کر بہت دیر تک دُعائیں دیتے رہے اور میں سر جُھکائے ویسا ہی رہا ۔ پھر فرمایا مُبارک بہت اچھا ہوُا ، آپ آگئے ۔ حاضر تو میں ہر سال ہی ہوتا رہا ہوں اور کئی سال سے مسلسل حاضری کی عزت نصیب ہوتی رہتی ہے مگر اس دفعہ ہی بار بار یہی ارشاد فرمایا کہ اچھا ہوُا آپ آگئے ۔ آخر یہ کیا ہونے والا ہے جس سے میری موجودگی سے حضرت کو اتنی خوشی ہوئی ، دل سے دُعا نکلی کہ الٰہی خیر! یہ مُبارک سایہ تا دیر سلامت رہے ۔ اس کے بعد حضرت کے نامور

marfat.com

فرزند مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور دیگر حاضرین مجلس البوالفت سمیع حنیف قادری ، صوفی اقبال ، حاجی اسمٰعیل اور اقبال سلیمان ، حاجی آدم ، حافظ سردار صاحب بھائی نور محمد ، غرض ان سب صاحبان سے ملاقات ہوئی اور سب حضرت قبلہ کی صحت کی وجہ سے متفکر نظر آئے مجھے خیال تھا کہ یہ علالت کا سلسلہ گذشتہ سال سے چل رہا تھا دُور ہو جائے گی ۔ مگر میں جس حال میں حضرت قبلہ کو گذشتہ سال چھوڑ گیا تھا اس سے موجودہ حالت مجھے بہت گری ہوئی معلوم ہوئی ، پیشاب کے لیے دہی نلی لگی ہوئی تھی جس سے پیشاب ایک شیشہ میں ٹپکتا تھا ، پاؤں پر ورم آگیا تھا ، کمزوری ، بہت بڑھ گئی تھی ۔

بہر حال دن گزرتے گئے ۔ بہت سے پُرانے احباب مِل کر خوش ہوتے گئے ۔ جناب اسمٰعیل صاحب جالندھری ، بھائی عبدالقادر سلیم صاحب اصطفیٰ منزل کے مولانا مظہر علی خاں صاحب اور میرے مرحوم دوست عبداللہ قریشی صاحب کے فرزندوں سے ملاقات ہوئی مسرت نصیب ہوئی ۔ ان کے علاوہ محمد حنیف صاحب قادری ، صوفی اسلم صاحب اور صوفی ولدار صاحب بھی ملے ۔ غرض کہاں تک نام گناؤں جو بھی ملا دیکھ کر خوش ہوگیا اور میری حاضری کی مُبارک باد دینے لگا ۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو ادب و احترام کے ساتھ مدینہ منورہ میں رکھے ۔ آمین

حاجیوں کے ہجوم کی وجہ سے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے رات بھر کھلے رکھنے کا حکم ہوا تھا ۔ اصطفیٰ منزل میں دہلی کے حافظ محمد ادریس صاحب ملے جو اس دفعہ اپنے بیوی بچوں کے بغیر اپنے دوستوں شبیر بھائی اور اشفاق بھائی کے ساتھ حج پر آئے تھے ، ان اصحاب کے بیوی بچے ساتھ تھے بہر حال سب سے ملاقات ہوئی ۔ راولپنڈی کے ملک غلام حیدر صاحب کے دو بھائیوں سے بھی مولانا کے دولتکدہ پر ملاقات ہوئی ۔ سب کے سب مولانا ضیاء الدین صاحب قبلہ کی صحت کے لیے دست بہ دُعا تھے ۔

marfat.com

۸ ستمبر کو میں پہنچا تھا اور اسی مہینے کے آخر میں احمد میاں صاحب اپنی بیوی بچوں کے ساتھ حیدرآباد سدھارنے والے تھے۔ اُنہوں نے افسوس کا اظہار یوں کیا کہ آپ دیر سے آئے۔ آپ کی زیادہ خدمت کرنے کا ہمیں موقع نہ مل سکے گا۔ یہ الفاظ جس خلوص کے آئینہ دار ہیں ان کے بیان کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ انہیں اور ان کے اپنے بیوی بچوں کو صحت و عافیت کے ساتھ مدینہ منورہ میں رکھے اور حضور کریم کا کرم شامل حال رہے۔ حضرت احمد کھنڈوانی صاحب کی ایک خاص ہستی ہے۔ امراض نے اُنہیں بھی نڈھال کر رکھا ہے۔ حرم شریف کی حاضری بہت کم ہوگئی ہے مگر دوسرے معمولات جاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے۔ آپ کی ایک صاحبزادی ساتھ ہیں، جو ان کی خدمت میں مصروف رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے جناب انصر علی صاحب انصاری نے دمام میں دوسری ملازمت کر لی ہے۔ بیوی بچوں کو پاکستان بھیج دیا۔ اسلئے کسی سے ملاقات نہ ہوسکی۔ البتہ انہوں نے کہیں سے ایک دفعہ فون پر مجھ سے بات کی تھی۔ دیکھتے دیکھتے دن تیزی سے گزر گئے۔ میاں احمد میاں کے گھر میں حسبِ معمول بہت آرام تھا۔ اس دفعہ بچوں کے تماشے دیکھنے کا موقع کم ملا اور ۳۰ ستمبر کی تاریخ آگئی۔ اس تاریخ کو مغرب کے بعد احمد میاں اپنی بیوی بچوں کے ساتھ ہوائی اڈہ کے لیے روانہ ہوئے۔ چہارشنبہ کا دن تھا دوسرے دن ان کی فلائٹ ہندوستان کے لیے تھی۔ حسبِ سابق جاتے ہوئے وہ اپنے فلاٹ کی کنجی مجھے دے گئے۔ میں ان کی عدم موجودگی میں بھی وہاں مقیم رہا۔ چہارشنبہ کو احمد میاں اپنی فیملی کے ساتھ سدھارے اور جمعہ کے دن یعنی ۲ اکتوبر ۱۹۸۱ء / ۴ ذی الحج ۱۴۰۱ھ چار بجے کے قریب حیدرآباد کے عبدالنفع صاحب میرے ٹھکانے پر آئے اور یہ خبر وحشت اثر سُنائی کہ مولانا ضیاء الدین صاحب قادری کا وصال ہوگیا۔ عین اس وقت جب کہ جمعہ کی اذان ہو رہی تھی۔ کیا بتاؤں کہ دل پر کیا گزری۔ گو حالات بتا رہے تھے کہ وہ دن قریب آنے والا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ عظیم نعمت ہم سے چھین جائے گی۔ پھر بھی یہ صدمہ برداشت سے باہر

marfat.com

معلوم ہو رہا تھا۔ میں نے آنسو بھری آنکھوں سے وضو کیا اور تیار ہو کر عبدالغفار صاحب کے ساتھ ان کے دوست کی موٹر میں وہاں پہنچا۔ وہ گلی جس میں حضرت کا دولتکدہ تھا۔ سوگواروں سے اٹی ہوئی تھی۔ ہر چہرہ غم آلود تھا۔ بعض تو ایسے ساکت و صامت تھے جیسے انہیں خبر نہیں کہ کیسی مصیبت کا پہاڑ ٹوٹا ہے۔ میں جب پہنچا غسل دیا جا رہا تھا۔ میت کو تیار کر کے جب اسی کمرہ میں لایا گیا جہاں حضرت کی خواب گاہ تھی تو مجھے حاضری اور دیدار کا موقع ملا۔ میں نے حضرت کی پیشانی مبارک کو بوسہ دیا، چہرہ پر تازگی تھی ایسا لگتا تھا کہ جاگ رہے ہیں مگر آنکھیں بند کر لی ہیں۔ پیشانی کے بوسہ کے بعد سیدھا ہونے سے پہلے گر پڑتا، مگر کسی نے مجھے سنبھال لیا۔ وہاں کسی کو کسی کی خبر نہ تھی۔ سب دل شکستہ تھے اور سب کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ ہر طرف یہی نقشہ دکھائی دے رہا تھا۔ مسجد نبوی میں نماز عصر ہو چکی تھی۔ جب جنازہ گھر سے باہر نکلا تو ہر ایک نے کوشش شروع کی کہ کندھا دینے کی سعادت نصیب ہو جائے، کافی مجمع تھا۔ حج میں ابھی چار دن باقی تھے بہت سے عازمانِ حج مدینہ منورہ میں موجود تھے غرض باب رحمت سے جنازہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوا، اور ریاض الجنہ میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی امامت پر ملک شام کے ایک علاقہ کے مفتی اور عالم دین حضرت مفتی محمد علی مراد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی جن کو حضرت قبلہ سے خلافت کا شرف حاصل تھا۔ نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہ عالی میں جنازہ کو روکا گیا اس کے بعد حضور کریم کے قدوم مبارک کی طرف جنازہ رکا اور پھر باب جبریل سے نکلا اور عام راستہ سے جنت البقیع کو چلا۔ شرکاء کی کثرت قابل دید تھی جو ضعیف لوگ تھے وہ پہلے ہی جنت البقیع پہنچ گئے تھے، وہاں کے منتظمین نے بھی ان کو پہلے سے جنت البقیع میں داخل ہونے کی اجازت دے دی تھی تاکہ عین وقت کی کشمکش سے محفوظ ہو جائیں۔

اس جنازے و جلوس کے متعلق جو کچھ کہا گیا اس میں حیرت کی کیا بات تھی، ایسا تو ہونا ہی چاہیئے تھا۔ ایسا نہ ہوتا تو حیرت کی بات ہوتی،

marfat.com

عاشق کا جنازہ تھا، بڑی دھوم سے نکلا، بڑی دھوم سے نکلا

جنہوں نے دیکھا اس منظر کو بھول نہ سکیں گے۔ جس منزل کے اشتیاق و انتظار میں مولانا ضیاء الدین صاحب قادری نے عمر کے اسی (۸۰) سال مدینہ منورہ میں گزارے وہ منزل آگئی۔ جنت البقیع میں دفن کی عزت ملی اور جگہ بھی کہاں پائی اہلِ بیت کرام کے پاک قدموں کی طرف، نیا وہ صحیح تو یہ ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مبارک قدموں کے بہت قریب۔ ہائے وہ وقت بھی آگیا _____

جب اپنے وقت کے آفتابِ طریقت کو سپردِ خاک کر دیا گیا۔ ان کے فرزند مولانا فضل الرحمن بھی قبر میں اُترے، اور اپنے ہاتھوں سے اشکبار آنکھوں اس نعمت و امانت کو جنت البقیع کی مُبارک زمین میں دبا دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں یہ دلخراش کام ختم ہو گیا۔ دعائے مغفرت کے بعد سب سوگوار آہستہ آہستہ واپس ہوئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ط

اللہ تعالیٰ ہمیں اس صدمے کو سہارنے کی طاقت عطا فرمائے اور حضرت ممدوح کے درجات قرب کو بُلند سے بلند فرمائے، زمرۂ صدیقین میں محشور فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

مولانا ضیاء الدین احمد صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی نے میری زندگی کا کیف ختم کر دیا۔ حضرت مجھے اتنا چاہتے تھے اتنا چاہتے تھے کہ دوسروں کو رشک آتا تھا اور میری عدم موجودگی میں بھی میرے لیے ایسی دُعائیں فرماتے تھے کہ جو لوگ مجھ سے واقف نہ تھے وہ مجھے دیکھنے کے متمنی ہوتے تھے سال ہا سال سے میں حضرت کی اس شفقت و عنایت کا حامل تھا اور اس عنایت و کرم میں میری کوئی اہلیت، قابلیت کو شمہ بھر بھی دخل نہ تھا یہ سب حضرت کا کرم ہی کرم تھا۔

marfat.com

ضیاءُ المشائخ

پیر و مرشد قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسی روشن شمع تھے جو عشقِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اُجالے بکھیر رہی ہو۔ قدم قدم پر جہاں محبت و عقیدت پر پہرے بٹھلائے جا رہے ہوں، وفورِ محبت و عشق میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی سے وابستہ کسی شے کا چومنا یا آنکھوں سے لگانا جہاں شرک کہلاتا ہو۔ عاشقانِ رسول اُس مقدس اور برگزیدہ حرم نبوی میں جہاں چرند پرند بھی بے خوف ہو جاتے ہیں، بلی اور مرغیاں جہاں ایک ہی ڈربے میں بند کی جاتی ہیں، ایک تشنگی کا احساس لیے سراسیمگی کے عالم میں سہمی سہمی نظروں سے ایک ایک مقامات کو دیکھیں اور بے اختیار انہیں چوم لینے چاہے تو دل مسوس کر رہ جائے کہ ابھی کوئی گرجتی ہوئی آواز اٹھے گی "الحاج شرک" اور خشونت آمیز نظریں اُن پر مرکوز ہو جائیں گی۔ جیسے اُن سے بڑا جُرم سرزد ہو گیا ہو۔ ایسے ماحول میں عشقِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا یہ متوالا سرفروش مجاہد انتہائی عزم و استقلال کے ساتھ مسجد نبوی شریف کے زیرِ سایہ باب مجیدی کے قریب اپنے دیار میں فروکش تھا اور زبانِ حال سے کہہ رہا تھا کہ دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے۔ ہر شام محفلِ میلاد کا اہتمام انتہائی ذوق و شوق سے کیا جاتا ہے۔ عقیدتمند حضرات کا جم غفیر سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں صلوٰۃ و سلام کے نذرانے انتہائی والہانہ محبت و عقیدت سے کھڑے ہو کر پیش کرتے، ان گلہائے عقیدت کی جانفزا خوشبو سے فضا معطر ہو جاتی۔ ساکنانِ مدینہ جوق در جوق ان محفلوں میں شریک ہوتے۔ حضرت کا نیاز حاصل کرنے کی تمنا لیے ہوئے

marfat.com

بڑے بڑے علماء کرام آپ کی محفل میں گھنٹوں سرنگوں بیٹھے رہتے اور ادھر حضرت انکسار فرماتے "میں تو اس درِ پاک کا کتا ہوں۔"

یہ بات کم لوگوں کو معلوم ہوگی کہ علامہ کی جو خصوصیات دُنیا پر ظاہر ہوسکیں وہ اُن سے بہت کم تھیں جو چھپی رہ گئیں۔ حالانکہ بہت زیادہ وزنی و گراں قدر تھیں۔ ہم نے علامہ کو اتنا ہی جانا جتنا وہ چاہتے تھے کہ ہم انہیں جانیں اور ان کی ہستی کے بہت سے امکانات دُنیا پر ظاہر نہ ہوسکے، وہ امکانات کیا تھے ان کی تعیّنی وصراحت آسان نہیں تاہم جسقدر میرے ذاتی ربط و مطالعہ کا تعلق ہے، میں کہہ سکتا ہوں کہ اگر ان کی زندگی ایک خاص سانچہ میں ڈھل کر رہ نہ جاتی جو ہمارے سامنے آئی تو وہ خدا جانے کیا کیا ہوسکتے تھے۔ علامہ کی بے انتہا دماغی اہلیتیں جن کو زمانے نے یا خود اُن کی خلوت پسند طبیعت نے اُبھرنے کا موقع نہ دیا اُن کی فطری اہلیت وصلاحیت قدرت کا ایک سربند راز تھی جس کے بعض گوشے تو ہمارے سامنے آگئے اور اکثر بے نقاب نہ ہوسکے۔ حالانکہ آپکو ایک لمبی عمر عطا کی گئی تھی۔ وہ نام و نمود اور شہرت سے گریز فرماتے تھے اور بربنائے متانت وخودداری بے تکلفی میں بھی اپنی شان گرانمائگی ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔

اس دیارِ پاک میں پہلوئے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نصیب ہونا ہی کیا کم کرامت ہے۔ شاید سرورِ کائنات کی نظرِ انتخاب ہی نے چن لیا تھا اپنے سچے عاشق کو تبھی تو اُن سے یہ قرب حاصل رہا۔ تھوڑا نہ بہت تقریباً ۷۵ برس ....."

قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین احمد مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات کا قرب پہلی بار مجھے اُس وقت نصیب ہوسکا تھا جب میں نے ۱۹۷۱ء میں حج بیت اللہ کا شرف حاصل کیا۔ میری حج بیت اللہ کے لیے روانگی میرے لیے ایک سعادتِ عظمیٰ بن جائے گی، یہ شاید میرے صحیفہ تقدیر میں کہیں رقم تھا۔ ورنہ عام عازمین حج کی طرح میں بھی بہ صدق وخلوص بارگاہِ خداوندی میں حاضری کا شرف حاصل کرنے کی خاطر اور تمنائے سرورِ کونین و رحمتِ عالم شہ یزداں صفات کی بارگاہِ عطر بیز و عنبر خیز کا شرف دیدار لینے میں بھی اس راہ کا

marfat.com

مسافر تھا میرے ہمسفر میرے عزیز دوست جناب مجاہد حسنین صاحب ساکن چھپرہ (بہار)
تھے جو علامہ سید شاہ عبدالحق مفتی کاٹھیاواڑ کے دست مبارک پر بیعت تھے، ہم دونوں ہی شاہ صاحب
کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ سفر میں روانگی سے قبل ان کی دعاؤں کو توشۂ آخرت بنائیں۔ رسمی
گفتگو کے بعد شاہ صاحب نے اپنے پیر و مرشد علامہ ضیاء الدین مہاجر مدنی قطب مدینہ
کے خدمت اقدس میں قدمبوسی کے بعد نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اور
علامہ کی ذات بابرکات پر مختصراً روشنی ڈالی اور یہ اُس گراں مایہ سعادت کا پیش خیمہ ثابت ہوا
جو اس ناچیز کو حاصل ہونی تھی، جس کا مجھے وہم و گمان بھی نہ تھا۔ ہاں ایک موہوم سی آرزو
بے ساختہ دل میں اُبھری تھی کہ اے کاش وہ دستِ مبارک اس حقیر کو نواز دے۔
لہٰذا مکۂ معظمہ میں حج سے بحسن و خوبی فارغ ہونے کے بعد ہم دونوں عازمین حج مدینہ
طیبہ پہنچے۔ اس مبارک و برگزیدہ سرزمین پر قدم رکھتے ہی دل و دماغ ایمان و عرفان
کی تجلیات سے روشن ہو گئے۔ ایک کیف آگیں سرور سارگ و پے میں سرایت کر گیا
انہی احساسات کے ساتھ علامہ ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دولت کدے پہ حاضر ہوئے
مسجد نبوی کی بارحمت ہمسائگی میں باب مجیدی کے قریب آپکا دولت کدہ واقع ہے۔
آپ کے مکان کے سامنے صحابی رسول ابو ایوب انصاری رضی کا تاریخی حیثیت کا حامل وہ
مکان ہے جس سے متعلق حقائق حضور سرورِ کائنات کی مدینے میں آمد سے متعلق شہرۂ آفاق ہیں۔
یہ ایمان افروز منظر اُس روز سے ہمیشہ کے لیے میرے دل و دماغ میں نقش ہو چکا ہے۔ صرف
یہی ایک حقیقت قطب مدینہ کے تعارف کے لیے کافی ہے کہ وہ کیا تھے؟ گنبدِ خضریٰ
کے زیرِ قدم علامہ کا مکان، تجلیات محمدی سے ہمہ وقت منور و مزین نظر آتا ہے خواہ دن کی روشنی
ہو یا رات کی چاندنی گنبدِ خضرا کا مقدس سایہ حضور کے مکان مبارک کو منور کیے ہوئے
ہے۔ مکان کے قریب دہلیز پر پہنچے تو سامنے بے شمار، جوتے، چپلوں کا ہجوم نظر آیا جن
سے ظاہر تھا کہ مکان کے اندر کسی تقریب کا اہتمام ہے کہ اتنی کثیر تعداد شائقین کی شریکِ
محفل ہے۔ لیکن مقام حیرت کہ ایسی پرسکون خاموشی فضا میں مسلط تھی کہ کسی آواز کا شائبہ

marfat.com

تک نہ ہوتا تھا جہاں اسقدر بڑی تعداد میں لوگ شریک محفل ہوں وہاں کوئی آواز نہ ہو۔ یہی سوچتے اور متحیر ہوتے ہم دوسری منزل پہ پہنچے تو سامنے ایک وسیع ہال نظر آیا، وہ ایک ایمان افروز منظر تھا کہ بہت سے عربی اور دیگر ممالک کے اصحاب انتہائی ادب و احترام سے سر جھکائے بیٹھے ہوئے تھے۔ سکوت ایسا تھا کہ سوئی گرے تو آواز سنی جاسکے۔ لوگوں کی طرف سے نظر گھومتی ہوئی علامہ ضیاء الدین احمد کی ذات گرامی تک پہنچی تو نیک بخت دل و دماغ پر اُن کی بارعب شخصیت کا سحر سا ہوگیا۔ آپ ایک سفید و شفاف گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے استغراق کے عالم میں جلوہ گر تھے۔ چہرۂ مبارک سے شاہانہ جلال ہویدا تھا۔ سفید عمامہ، سرمئی رنگ کا لمبا کُرتہ اُس کے اوپر کتھئی رنگ کا کوٹ زیب جسم تھا۔ ایمان و عرفان کی تجلیات گویا آنکھوں کو خیرہ کئے دے رہی تھیں۔ ہم دونوں حضرات باہر دہلیز پہ ہی مسحور و مبہوت کھڑے رہ گئے۔ کیونکہ اندر بالکل جگہ نہ تھی۔ لوگوں کا اتنا بڑا ہجوم دیکھ کر ہی مولانا کی مقبولیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ آج ماہ فروری کی تین تاریخ تھی۔ جب یکے بعد دیگرے قدمبوسی کرتے ہوئے حاضرین نکلتے گئے اور کافی دیر بعد حضرت علامہ کو خلوت میسر آئی تو ہم دونوں بڑی آہستگی سے قریب پہنچے سلام عرض کیا تو علامہ نے توجہ فرمائی، سلام و دعا کے بعد آپ نے بڑے پُرخلوص انداز میں دریافت فرمایا:

کہاں سے آئے ہو؟

حضرت! ہندوستان سے آئے ہیں۔

ہندوستان میں کس جگہ سے؟

صوبہ بہار میں ایک شہر جمشید پور سے۔

یہ کس جگہ ہے؟ (علامہ جمشید پور کے آباد ہونے سے قبل ہی ہندوستان، پاکستان کے خطے سے ہجرت فرما چکے تھے۔)

حضور یہ کلکتہ کے نزدیک ہی ہے۔

اچھا! مولانا ارشد القادری کو جانتے ہو؟

marfat.com

"مولانا ارشد القادری تو ہمارے ہی شہر میں مقیم ہیں اور ایک دینی ادارہ اُن کی سرپرستی و نگرانی میں چل رہا ہے۔

انہوں نے ردِ وہابیت میں کوئی کتاب لکھی ہے ؟

جی حضور ! انہوں نے ایک کتاب "زلزلہ" تحریر فرمائی ہے۔ جو ردِ وہابیت کے موضوع پر ایک نادر معرکۃ الآراء کاوش ہے۔

تو بابو ! جب ہندوستان پہنچنا تو میرے لیے وہ کتاب ضرور بھیج دینا۔

جی، بہت بہتر۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ حضرت کی ایک خدمت میرے سپرد کی گئی۔

مولانا رفاقت حسین کانپوری کو جانتے ہو ؟

جی حضور ! کان پور کے قریب ہی میرا وطن ہے۔

اس کے بعد اُنہوں نے اپنے خلیفہ حضرت علامہ سید عبدالحق صاحب کو گدائے خواجہ کہہ کر یوں استفسار فرمایا :

میرا گدائے خواجہ کیسا ہے، اچھی طرح تو ہے ؟

جی حضور ! انہیں کی زبانِ مبارک سے آپ کے غائبانہ تعارف کا شرف حاصل ہوا تھا۔

حضرت نے ادباً فرمایا " وہ بڑی بزرگ و برگزیدہ ہستی ہے۔ آل رسول میں سے ہیں۔ ان کا احترام ہم سب کو لازم ہے۔

میں نے ملتجیانہ بیعت کی خواہش کی۔ تو حضرت " ماشاء اللہ " کہہ کر خاموش ہو گئے۔

کچھ توقف کے بعد جب میں نے دوبارہ التجا کی تو آپ نے تبسم فرمایا اور ارشاد ہوا ! کیوں ہمیں یہاں سے نکلوانا چاہتے ہو کیا ؟ ارے بھئی ! یہاں کی وہابی حکومت پیری مریدی کی سخت مخالف ہے۔

marfat.com

میں نے عرض کیا حضور! کس کی ہمت ہے کہ وہ آپ کی ذاتِ پاک کے متعلق ایسی بات سوچ بھی سکے، نکلوانا تو بہت دُور کی بات ہے۔ اور حضرت یہ تو ہمارے مابین ایک روحانی رشتہ ہوگا جس کے انشراح کی ضرورت بھی کیا ہے۔ اور ممکن بھی نہیں، پس آپ کا نیاز چاہتا ہوں۔

آپ خاموش رہے اور کچھ وقفے کے بعد دفعتًا انہوں نے میرا ہاتھ اپنے مبارک ہاتھوں میں تھاما اور اپنے روبرو بٹھا دیا اور فرمایا "بسم اللہ" اور یہ تھی وہ بیعت جو اس حقیر پر تقصیر پر نعمت و اکرام کی بارانِ رحمت برسا گئی۔ اپنی بلندیٔ قسمت پر اپنے اللہ اور اُس کے پیارے محبوب کا کرم سمجھ کر آنکھیں نم ہوگئیں۔

جہاں ہم سب بیٹھے ہوئے تھے سامنے ایک دریچے سے گنبدِ خضرا جلوہ افروز تھا، سرورِ کونین، مالکِ کون و مکاں، رحمت للعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کے زیرِ سایہ، کہ آنکھوں کی پتلیوں میں گنبدِ خضرا کا عکس اور اس مقدس روحانی سفر کا یہ حسین، عظیم المرتبت آغاز، میری خاطر دونوں جہاں کی دولتوں سے زیادہ بیش قیمت و گرانمایہ تھا۔ پیر و مرشد کی نظرِ عنایت نے اُس وقت جو نوازا، تو نوازتی ہی چلی گئی، اُن کے گلشنِ گفتار کے گل ہائے ارشادات میری تمام زندگی کو معطر کر گئے۔ آج بھی ان کی خوشبو میرے رگ و پے میں سرایت ہے۔

۵ رفروری کو پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوا تو سلام و دعا کے بعد ہی حضرت نے یہ عنایت فرمائی کہ بڑی محبت اور اپنے پن سے شریکِ طعام ہونے کا حکم صادر فرمایا اور میرے جھجکنے پر مزید اصرار فرمایا "کہ آج کھانا ہمارے ساتھ کھانا" میں نے اسے ان کا عارفانہ التفات سمجھا۔

دسترخوان پر تین افراد ہی شریکِ طعام تھے۔ حضرت اور ان کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور ایک عربی بزرگ۔ حضرت نے مجھے اپنے قریب ہی جگہ عطا فرمائی۔ دائیں جانب پیر و مرشد اور بائیں طرف مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور سامنے وُہ

marfat.com

عربی بزرگ ، دورانِ طعام حضرت نے میری طشتری میں ساتھ ہی کھانا تناول فرمایا اور بڑی محبت و اپنائیت سے خود اپنے دست مبارک سے چاول میری طرف دیتے جاتے اور مشفقانہ اسرار فرماتے جاتے "تکلف نہ کرنا" خوب اچھی طرح سے کھاؤ اور لو، ... یہ بھی .. وہ بھی۔"

اُن کی اس محبت و چاہت کی یاد آج بھی دل پر نقش ہے۔

(مرسلہ مفتی محمد عبداللہ بن نعمانی قادری رضوی برہانی دارالعلوم قادریہ)
چریاکوٹ، ضلع اعظم گڑھ۔ یوپی، بھارت

marfat.com

دیدۂ ور

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اصلِ ایمان ہے۔ ہر مسلمان کے نہاں خانۂ دل میں یہ آرزو چٹکیاں لیتی رہتی ہے کہ جیسے بھی ممکن ہو وہ روضۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہو کر اپنے دل و نگاہ کو پُر نور و شاد کام کرے۔ علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا تھا ؎

تو فرمودی رہِ بطحا گرفتم
دگر نہ جز تو مارا منزلے نیست

اور یہ بات ہے بھی سچ۔ اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے۔

برّصغیر پاک و ہند کے بہت سے بزرگوں نے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گھر بار کو تج کر ہجرت کی سعادت حاصل کی اور درِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنا ابدی ٹھکانہ بنالیا۔ انہی اہل اللہ میں حضرت مولانا ضیاالدین احمد مدنی رح کا نامِ نامی بھی ہے۔ مولانائے محترم کے اسم گرامی سے میں پہلی بار اس وقت روشناس ہوا۔ جب ۱۹۲۵ء میں میرے والد بزرگوار حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وطن واپس ہوئے۔ انہوں نے مولانا کا ذکر اتنی محبت اور عقیدت سے کیا کہ میں کم عمری میں حضرت کی زیارت کا نادیدہ مشتاق ہو گیا۔ اس کے تھوڑے عرصہ ہی کے بعد جب میں انگلستان میں زیرِ تعلیم تھا مجھے اطلاع ملی کہ مولانا ضیاالدین رح اپنے صاحبزادے فضل الرحمٰن صاحب کے ساتھ حیدرآباد تشریف لے گئے ہیں اور ہمارے غریب خانے پر ہی فروکش ہیں وطن سے غیر حاضری کی وجہ سے میں ان کی زیارت کے شرف سے محروم رہ گیا۔ واپسی پر مولانا کے بارے میں والدِ محترم سے بہت سے کوائف معلوم ہوئے۔

marfat.com

انہوں نے ۲۰ برس کی عمر میں ہندوستان سے ہجرت کی۔ جسے ۸۵ برس کا عرصہ ہوگیا ہے۔ ان کا بیشتر وقت حضور سردار دو جہان صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قدموں میں گزرا۔ کیا کہنے اس خوش نصیبی کے کہ عمر عزیز کے طویل عرصہ تک یہ سعادت حاصل ہو۔

بقول حضرت سکندر لکھنوی ؎

زندگی تو مدینے کی ہے زندگی

اور مدینے میں رہنے کی کیا بات ہے

۱۹۶۳ء میں مجھے اپنی اہلیہ اور خاندان کی چند خواتین کے ساتھ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ مدینہ منورہ پہنچتے ہی میں نے مولانا محترم کی خدمت میں حاضری دی۔ ان کی شخصیت اور ذات گرامی اتنی معروف تھی کہ حضرت کی رہائش گاہ تک پہنچنے میں کوئی دقت نہیں ہوئی۔ ان کی قیام گاہ بابِ مجیدی کے بالکل سامنے ڈاکخانہ کی ملحقہ گلی میں تھی۔ داخلے کے دروازے پر ایک رسّی بندھی ہوتی ہے۔ جسے ذرا سا کھینچنے سے دروازہ خود بخود کھل جاتا تھا۔ میں نے جیسے ہی دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا۔ کون صاحب ہیں؟ کی آواز کان میں پڑی۔ ذرا آگے بڑھا تو ایک بزرگ شخصیت میری آنکھوں کے سامنے تھی۔ قالینی فرش دو تین گاؤ تکیوں کی ٹیک لگائے ہوئے ایک بزرگ تشریف فرما تھے۔ جسم پر ایک واسکٹ۔ سر پر لٹھے کی ٹوپی اور پاؤں پر ایک پتلی سی شال پڑی ہوئی تھی۔ میں نے اس سے پہلے مولانا کو کبھی نہیں دیکھا تھا مگر ان کا ذکر اپنے والد محترم سے اتنی بار سُن چکا تھا کہ میں بہت حد تک ان سے غائبانہ واقف ہو چکا تھا۔ اس لیے مجھے یقین تھا کہ میں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد سے مخاطب ہوں۔

میں نے آگے بڑھ کر ہاتھ کو بوسہ دیا۔ اور اپنا تعارف یہ کہہ کر کرایا کہ میں فخر یار جنگ کا بیٹا ہوں۔ مولانا نے یہ سنتے ہی اہلاً وسہلاً کہا اور بڑی دلآویز مسکراہٹ سے پوچھا: "آپ مشتاق میاں ہیں یا اشفاق میاں"۔ مجھے حیرت ہوئی کہ ۴ برس کی طویل مدت کے بعد مولانا کو ہم دونوں بھائیوں کے نام کیسے یاد رہ گئے۔ بالخصوص میرا نام جب کہ میں ان کی حیدرآباد تشریف کے موقع پر وہاں موجود نہ تھا۔ مولانا بڑی محبت اور شفقت سے پیش آئے۔ سب خاندان

marfat.com

کے حالات دریافت کیے اور بار بار دُعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ دورانِ گفتگو جب انہیں معلوم ہوُا کہ میرے ساتھ میری بیوی، خالہ، چچی اور دوسری خواتین بھی ہیں تو فرمایا۔ وہ سب میری بیٹیوں کی طرح ہیں۔ آپ لوگ ایک دن سب آئیے اور میرے ساتھ کھانا کھائیے۔ چنانچہ دوسرے دن ہم سب نے حاضری دی۔ اور مولانا کی پُرتکلف دعوت سے مستفید ہوئے۔

مدینہ منورہ کے دو ماہ کے قیام کے دوران ہفتہ میں کم از کم دو بار مولانا کی خدمت میں میری حاضری ہوئی تھی اور میں ہر مرتبہ ان کے نورانی چہرے اور شیریں گفتگو کا اپنے قلب پر گہرا اثر لیے ہوئے واپس ہوتا تھا اور ازراہ شفقتِ بزرگانہ میرا خاص خیال فرماتے تھے۔ انہوں نے کئی بار اپنے ہاں کی محفل کے شرکاء سے فرمایا "مجھے مشتاق میاں کے والد سے بڑا لگاؤ تھا۔ میں جب سے مدینہ منوّرہ آیا ہوں کسی خاص ضرورت کے بغیر اسکی حد سے باہر نہیں جاتا۔ مگر ان کے والد کی محبت نے مجھے دو ماہ کے لیے حیدرآباد کھینچ بلایا تھا۔

مولانا محترم کو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سے بے پناہ محبت تھی۔ ان کی محفل میں ہر وقت ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نعت خوانی ہوتی رہتی تھی۔ پاکستان اور ہندوستان کے نعت گو اور نعت خوان حضرات میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہو جس نے مدینہ منوّرہ میں حاضری کے موقع پر مولانا کی محفل میں نعت نہ پڑھی ہو۔ مدینہ منوّرہ میں محافلِ میلاد کھلے طور پر منعقد نہیں ہوتیں۔ لیکن ان پابندیوں کے باوجود اکثر گھرانوں سے نعتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رُوح پرور آوازیں سنائی دیتی رہتی ہیں۔ اس قسم کی نجی محفلوں میں محبت وعقیدت کا جس شوق اور اہتمام سے مولانا ضیاء الدین صاحبؒ کے ہاں مظاہرہ ہوتا تھا۔ وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس موقعہ پر مدینہ منورہ میں حاضر شمع رسالت کے پروانے گلہائے عقیدت پیش کرتے تھے۔ اگر محفل میں کوئی خطیب حضرات موجود ہوں تو وہ اپنے ارشاداتِ گرامی سے اہلِ محفل کو نوازتے تھے۔ مولانا محمد شریف نوری مرحوم کی تقریر میں نے پہلی بار وہیں سُنی تھی۔ نعت خوانی کے دوران عقیدت وجذبات کی فراوانی سے مولانا محترم

marfat.com

کے چہرہ پر آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی تھی۔ محفل کے اختتام پر دسترخوان بچھایا جاتا اور سب شرکار کو مولانا کے صاحبزادے فضل الرحمٰن صاحب اور دیگر ارکان خاندان کھانا کھلاتے تھے۔

دوسری بار ۱۹۶۵ء میں مدینہ منورہ میں میری پھر حاضری ہوئی۔ اس مرتبہ ۱½ مہینہ قیام رہا۔ میری اہلیہ وہاں جاکر بیمار پڑ گئیں۔ جس کے وجہ میری حاضری مولانا کی خدمت میں اتنی نہیں ہوئی جتنی کہ ۶۳ء میں ہوتی تھی۔ وہ خود فرماتے تھے بیٹا! تمہاری بیوی بیمار ہے تم اسکی دیکھ بھال کرو۔ میری اہلیہ نقاہت اور بیماری کی وجہ سے نمازوں کے لیے مسجد نبوی تک نہیں جاسکتی تھی۔ جس کا اسے بہت رنج تھا۔ میں نے مولانا محترم کی خدمت میں عرض کیا تو انہوں نے فرمایا، آپ لوگ تو عین مسجد نبوی کے سامنے مقیم ہیں۔ بیٹی سے کہو کہ وہ وہیں نماز کی نیت باندھ لیا کریں۔ میں بھی تو یہیں نماز پڑھتا ہوں۔ اس مشورہ سے میری بیوی کو بہت سکونِ قلب حاصل ہوا اور جو احساس محرومی تھا وہ کم ہو گیا۔

۱۹۷۴ء میں یعنی ۹ برس کے بعد میں نے مولانا محترم کو بہت کمزور پایا۔ مگر عقیدتمندوں کا ہجوم کچھ زیادہ ہی تھا۔ ۶۳-۱۹۶۵ء میں ایک عاشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مرزا شکور بیگ حیدرآبادی کی ایک نعت مواجہ شریف میں پابندی سے پڑھا کرتا تھا ۱۹۷۴ء میں یہ نعت لے جانا بھول گیا۔ اپنا معمول پورا نہ کرسکنے پر میرے دل پر ——— ایک بوجھ کا بوجھ تھا۔ ایک دن میں نے مولانا محترم سے عرض کیا، حضرت آپ کی خدمت میں پاکستان اور ہندوستان کے سب نعت گو حاضری دیتے ہیں۔ مرزا شکور بیگ بھی ضرور آئے ہوں گے۔ معلوم نہیں وہ اس سال آئے یا نہیں، مولانا نے فرمایا "وہ یہیں ہیں اور ابھی میرے پاس سے اٹھ کر گئے ہیں اس وقت محفل میں خطیب محترم مسجد وزیر خان موجود تھے۔ انہیں ہدایت فرمائی کہ مجھے وہ ان کی قیام گاہ تک پہنچادیں۔ وہاں سے مجھے وہ نعت بھی ملی اور ان کی دوسری نعتوں کا تحفہ بھی ملا۔ میں اس واقعہ کو مولانا محترم کی ایک کرامت سمجھتا ہوں۔ وہیں مجھے معلوم ہوا کہ وہ بزرگ مولانا کی قیام گاہ پر باقاعدہ حاضری دیتے ہیں اور حضرت بھی انہیں ہمارے گھر کی برکت کے الفاظ سے یاد فرماتے ہیں۔ مرزا صاحب کو بھی مولانا سے بڑی عقیدت

marfat.com

تھی جس کا اظہار انہوں نے مدینہ منورہ سے رخصتی کے وقت جن اشعار میں کیا تھا ان میں سے چار اشعار یہ ہیں ؎

مدینے پاک میں بے شک جو ہے دولت کدہ اُن کا
خدا قائم رکھے آماجگاہِ اہل سنّت ہے

غریبوں دردمندوں کو پریشانی نہ ہو لاحق
کہ بیچاروں پہ حضرت کا ابھی سایہ سلامت ہے،

ان ہی کے دم سے اب وہ باطنی فیضان جاری ہے
انہی کے پاس وہ شاہِ بریلی کی امانت ہے

خُدا رکھے سلامت شاہ ضیاء الدین احمد کو
رسولِ دوجہاں کی آپ پر چشمِ عنایت ہے

اس کے بعد میں دو تین بار عمرے کے لیے گیا اور ۱۹۷۹ء میں پھر حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی ہر حاضری کے موقعہ پر جس درمندی سے مولانا امتِ مسلمہ اور پاکستان کے بارے میں ذکر فرماتے تھے۔ اس کا طبیعت پر بڑا اثر ہوتا تھا اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ انہی بزرگوں کی دعاؤں سے ہماری ساکھ قائم ہے۔ ان کی خدمت میں حاضری کے موقعہ پر مجھے کبھی اتنی ہمت نہیں پڑی کہ ان سے ان کی اپنی زندگی کے بارے میں کچھ دریافت کروں۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے سرشار ہو کر بیس برس کی عمر میں ہجرت کرنا خود ایک ایسا واقعہ ہے جو مولانا کی عظمت کی نشاندہی کرتا ہے ان کے بارے میں بہت سے واقعات تو ہم نے اپنے والدِ محترم سے سُنے تھے اور کچھ مدینہ منورہ کے چند بزرگ حضرات سے معلوم ہوئے۔

ان کی پیدائش سیالکوٹ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم لاہور میں حاصل کی۔ حدیثِ پاک کا درس پیلی بھیت میں لیا۔ وہیں کے قیام کے دوران حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب سے ملاقات ہوئی اور ان کے خلیفہ مجاز بن گئے۔ گھر کے ماحول سے جس میں کچھ بدعقیدگی سرایت

marfat.com

کرگئی تھی، بیزار ہوکر ہندوستان کو خیرباد کہا۔ پہلے بغداد تشریف لے گئے پھر مدینہ منورہ آئے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں آخر وقت تک مقیم رہے۔ مولانا کا مدینہ منورہ میں ورود ترکوں کے دور میں ہوا۔ اس کے بعد انہوں نے شریف مکہ کا دور دیکھا۔ شریف مکہ اور سعودی خاندان کی آویزشوں کے نظارے دیکھے سعودی حکومت نے شروع شروع میں ان کے عقائد کے بارے میں کچھ سختی کی۔ میرے والد محترم ان دنوں حیدرآباد میں نائب وزیر مالیات تھے ایک بار جب وہ حکومت حیدر کے نمائندے کی حیثیت سے شاہی مہمان تھے۔ وزیر مملکت عبداللہ سلمان کے واسطے سے ملک ابن سعود کی خدمت میں صورتِ حال کی وضاحت کی۔ اس کے بعد ان سے حکومت نے کوئی تعرض نہیں کیا۔ مشہور مبلغِ اسلام مولانا عبدالعلیم صدیقی سے جن سے خوش قسمتی سے مجھے بھی شرفِ نیاز ہے مولانا محترم کے خصوصی تعلقات تھے جو بالآخر رشتہ داری پر منتج ہوئے۔ مولانا محترم ان کے صاحبزادے شاہ احمد نورانی، صاحب کے والد اسمر تھے۔

مولانا بڑے صاحب کرامت بزرگ تھے۔ میں اس بارے میں بہت کچھ سُن چکا تھا۔ لیکن حال میں حضرت سکندر لکھنوی نے مجھ سے ایک واقع بیان کیا جو حیرت انگیز بھی ہے اور مولانا کے صاحبِ کرامات ہونے کا ثبوت بھی مولانا محترم کی نعتیہ محفل میں سکندر صاحب بھی حاضری دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں دوران قیام وہ سخت بیمار ہوگئے اور کئی دنوں تک حاضری نہیں دے سکے۔ طویل غیر حاضری کے بعد جب وہ محفل میں شریک ہوئے تو مولانا محترم کے استفسار پر انہوں نے بخار اور گلے کی گلٹیوں کی شکایتوں کا ذکر کیا۔ مولانا نے فرمایا: "انعام بھی دو ملیں گے"۔ سکندر صاحب کے پوچھنے پر کہ حضرت وہ انعامات کیا ہیں تو فرمایا۔ پہلا انعام تو یہ ہے کہ اگلے سال آپ پھر مدینہ منورہ آئیں گے دوسرا انعام آپکو روانگی کے وقت ملیگا۔ سکندر صاحب کو یہ دوسرا انعام ایک بزرگ خاتون سے موئے مبارک کے تحفہ کی شکل میں ملا اور مدینہ منورہ میں اگلے سال حاضری بھی ہوگئی۔ اس طرح مولانا محترم کی دونوں پیشگوئیاں حرف بحرف حقیقت بن گئیں۔ کیوں نہ ہو۔ اللہ والوں

marfat.com

کی ایسی باتیں ہوتی ہیں۔

مولانا محترم کی ذاتِ گرامی مدینہ منورہ میں اہلِ محبت کی آماجگاہ تھی جس سے ہر وقت روحانی فیض جاری رہتا تھا۔ ان کی رحلت سے جویانِ حق بڑی کمی محسوس کریں گے مگر مجھے یقین ہے کہ ان کا روحانی فیض تا قیامت جاری رہے گا۔

مولانا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ نے حرم پاک میں کم و بیش اسی برس اس آرزو میں گزارے کہ مرنے کے بعد شہر خُلد میں دفن ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ آرزو بھی پوری کی۔ جب ان کا جنازہ اٹھا تو اژدہام کی یہ کیفیت تھی کہ بابِ عمر رضؓ سے گزرتے ہوئے بیسیوں آدمی زخمی ہو کر گر پڑے۔ آپ کو اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات کے قریب سپردِ خاک کیا گیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

marfat.com

فضلِ ربِّ قدیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جید عالم دین، محدث اور فقیہ ہونے کے ساتھ روحانی دنیا میں بلند ترین منصب پر فائز تھے۔ اور ان کو دیارِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں زندگی گزارنے کا شرف و مجد نصیب ہوا۔ اور بعد وصال اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قرب میں محوِ خواب ابدی ہونے کا جو فخر حاصل ہوا وہ خصوصی فضلِ رب قدیر ہے۔

محمد خوشحال عفی عنہ،
چلہ گاہ شریف۔ بہار گڑھ
مظفر نگر (یوپی)
انڈیا

marfat.com

دو پیشگوئیاں

جنوری ۱۹۷۵ء میں حج کی زیارت نصیب ہوئی، تو میرا قیام مدینہ منورہ کی اصطفا منزل میں تقریباً اٹھائیس یوم رہا۔ اسی دوران خداوند کریم کا یہ فضل عظیم ہوا کہ رحمۃ للعالمین، صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس سے وہ انعام ہوا، جس کو میں اپنی زندگی کی سب سے بڑی کامیابی اور اپنی قسمت کی معراج کہوں تو بے جا نہ ہوگا۔ اصطفا منزل کی ہفتہ وار محفل میں بھی شریک ہوتا مگر حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے دولت خانے پر جو محفل روزانہ بعد نماز عشاء ہوتی ہے، اس میں پابندی کے ساتھ شرکت کرتا۔

دورانِ قیام مدینہ منورہ، میرے گلے میں ایک گلٹی نکل آئی، یہ گلٹی بالکل حلق کے نیچے تھی۔ رفتہ رفتہ یہ بڑھنے لگی۔ اِس کے درد کی شدت کی وجہ سے مجھے بُخار ہوگیا اور بخار بھی گلٹی کے ساتھ ساتھ بڑھتا گیا۔

تقریباً ایک ہفتہ اس بخار میں اس قدر شدت رہی کہ چوبیس ۲۴ گھنٹے میں ایک یا دو گھنٹے کے لیے کم ہو جاتا اور تقریباً بائیس گھنٹے اپنی شدت اور توانائی کے ساتھ طاری رہتا جس کی میرے جسم کی توانائی جواب دے گئی اور مجھ میں اس قدر کمزوری آگئی کہ کئی وقت کی نمازیں بستر پر ہی پڑھتا بلکہ کسی کسی وقت نماز قضا بھی ہو جاتی۔ بخار کی شدت میں ہوش ہی نہ ہوتا کہ کب اذان ہوئی اور کب نماز کا وقت گزر گیا۔

جس کمرے میں میرا قیام تھا اُسی کمرے میں حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی، حضرت مولانا ارشد القادری مہتمم جامعہ مدینۃ العلوم، ہالینڈ، پروفیسر شاہ فرید الحق

marfat.com

صاحب اور مولانا شاہ احمد نورانی میاں دامت برکاتہم العالیہ بھی تشریف فرماتے، یہ حضرات روزانہ ازراہ کرم میری تیمارداری، مزاج پرسی کرتے۔

گلے کی تکلیف اس قدر بڑھ گئی تھی کہ حلق سے غذا اور دوا نیچے اترنا دشوار ہوگئی اور اکثر سانس رک جاتی۔ پہلے تو میں بہت گھبرایا لیکن یکایک مجھے احساس ہوا کہ شاید اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں وہ دلی آرزو پوری کردی جس کو ہر مومن اپنی ہی آرزو سمجھتا ہے۔ یعنی مدینہ منورہ کی موت اور جنت البقیع میں مدفن۔ اب میرا دل مطمئن ہوگیا تھا، میں نے اپنے اس خیال کا کسی سے تذکرہ بھی نہ کیا۔

حضرت قبلہ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں بھی بخار کی حالت میں حاضری دیتا رہا اور نعت شریف بھی پڑھتا تھا۔ ایک مرتبہ آقا کا کرم ہوا تھا کہ اس قدر بخار اور گلے کی تکلیف کے باوجود نعت شریف میں کوئی تکلیف اور پریشانی حائل نہ ہوتی تھی لیکن اس ہفتے حضرت مولانا قبلہ سید احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں تین دن متواتر غیر حاضری ہوگئی، چوتھے دن جب حاضر ہوا، سب کو سلام کرکے ایک طرف بیٹھ گیا۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے استفسار فرمایا جب معلوم ہوا کہ سکندر ہے تو میری طرف متوجہ ہوئے اور عجیب انداز میں فرمایا۔ سکندر، تو کہاں تھا؟ ہم تجھ کو بہت یاد کرتے ہیں اور ساری محفل کے لوگ تجھے یاد کرتے ہیں۔

ان الفاظوں کو سن کر میں سناٹے میں آگیا۔ میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر حضرت قبلہ کے قریب گیا، دست بوسی کی اور نہایت ادب سے عرض کیا! حضور بخار کی شدت کی وجہ سے حاضری نہ ہوسکی۔ میں معذرت خواہ ہوں۔ حضرت صاحب قبلہ نے ازراہ شفقت چائے کی پیالی عطا فرمائی چائے پینے کے بعد حضرت صاحب علیہ الرحمۃ نے نعت شریف کی فرمائش کی۔ میں نے ایک نئی نعت شریف جو اس بیماری کے عالم میں گنبد خضراء کو دیکھ کر لکھی تھی سنائی۔ ایک شعر یہ تھا

موت آنی ہے جس وقت آجائے گی جان جانی ہے جس دم چلی جائے گی
زندگی تو مدینے کی ہے زندگی اور مدینے میں جینے کی کیا بات ہے

marfat.com

اس شعر کو سُن کر حضرت مدنی علیہ الرحمتہ بے قرار ہو گئے ، آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور جملہ اہل محفل پر کیف طاری ہو گیا ، حضرت نے دُعا فرمائی ۔ میں نے عرض کیا حضور اس مرتبہ دُو دُو امتحان سے گزر رہا ہوں ۔ فرمایا کیسے ؟ میں نے عرض کیا ایک بخار دوسرے گلے کی تکلیف ۔ برجستہ فرمایا ! اس مرتبہ انعام بھی تو دو ملیں گے ۔ میں خوش ہو گیا ، ایسا محسوس ہوا کہ میں بالکل تندرست ہوں ، مجھے کوئی بیماری نہیں ہے ۔ لیکن دِل میں بے چینی پیدا ہو گئی کہ وہ کون سے انعامات مجھے ملیں گے ۔ جب برداشت نہ کر سکا تو عرض کیا حضور وہ دو انعام کیا ہیں ؟ حضرت مدنی علیہ الرحمتہ نے ارشاد فرمایا ! ایک انعام تو یہ ہے کہ تم آئندہ سال پھر مدینہ منورہ آؤ گے ، خوش خبری سُن کر میں اپنے دِل پر قابو نہ رکھ سکا ، بیقرار آنکھوں سے اشکوں کا سیلاب اُمڈ آیا ۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر درخواست کی کہ حضور ! دوسرا انعام کیا ہے ؟ ارشاد ہوا دوسرا انعام چلتے وقت ملیگا ۔ محفل ختم ہو گئی لوگ ایک دوسرے سے مصافحہ کر کے اپنے اپنے مقام پر روانہ ہو گئے ، میں بھی مصطفا منزل میں واپس آ گیا ۔

نیند آنکھوں سے کوسوں دُور تھی ۔ تہجد کی اذان ہوئی ۔ فجر کی اذان ہوئی ۔ دونوں نمازیں بستر پر ہی پڑھیں اور درود شریف پڑھتے پڑھتے نیند غالب ہو گئی ۔ تھوڑی دیر کے بعد جب آنکھ کھُلی تو دیکھا کہ گلے کی گلٹی پھوٹ گئی ہے ۔ جس سے کپڑے اور بستر گندہ ہو گیا ۔ اتنے میں میرے محسن دوست بھائی جمیل صاحب لاہور والے تشریف لائے میں نے انہیں گلٹی کے پھوٹنے اور دُو انعامات کی خوش خبری سنائی ۔ اسی دن سے گلے کی تکلیف ختم ہونا شروع ہو گئی اور بخار تو بالکل ہی ختم ہو گیا ۔

مدینہ منورہ میں اس دن محرم الحرام کی دس تاریخ تھی ۔ بعد نماز ظہر مدینہ منورہ کے ایک تاجر کے یہاں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی فاتحہ کے سلسلے میں ایک محفلِ نعت خوانی میں میری ملاقات جدہ کے ایک متمول تاجر شیخ علی عبدالقادر صاحب سے ہو گئی ۔ یہ صاحب ۱۹۴۷ء میں ہندوستان کے شہر گجرات کاٹھیاواڑ سے ہجرت کر کے

marfat.com

جدہ آگئے تھے۔ عاشق رسول تھے اور نعت خوانی کا ذوق بھی رکھتے تھے۔ میرے کلام اور انداز بیان کو بہت سراہا۔ اسی رات بعد نماز عشاء ایک دوسری محفل میں پھر ان سے ملاقات ہوگئی۔ اب وہ میرے دوست بن گئے۔

دوسرے دن پھر دوپہر کی ایک محفل سے شرکت کے بعد اصطفا منزل واپس جا رہا تھا کہ شیخ صاحب ایک دکان پر نظر آگئے۔ ملاقات ہوئی۔ شیخ صاحب نے میرا نام و پتہ وغیرہ پوچھا، مجھے جدہ آنے کی دعوت دی اور اپنا پتہ بھی لکھوا دیا۔ بعد نماز عشاء ایک محفل میں شیخ صاحب کے ساتھ ہی جدہ جانے کا پروگرام بن گیا۔ بھائی جمیل صاحب بھی ہمراہ تھے۔ چنانچہ ہم لوگ بروز جمعہ بعد نماز مغرب شیخ صاحب کے ہمراہ مدینہ منورہ سے جدہ روانہ ہوگئے۔ رات ان کے گھر قیام کیا۔ شیخ صاحب نے بہت خاطر مدارت کی۔ دوسرے دن شیخ صاحب کی خواہش پر بعد نماز عشاء ایک گھنٹہ پینتالیس منٹ کی محفل ہوئی، محفل برخواست ہوئی، مہمان چلے گئے۔ اب ہم تینوں آدمی سونے کی غرض سے اپنے اپنے بستر پر لیٹ گئے۔ تو شیخ صاحب نے ٹیپ ریکارڈ جس میں پونے دو گھنٹے کی محفل کی نعتیں ٹیپ تھیں اپنے سینے پر رکھ کر آہستہ آواز میں سننا شروع کر دیں۔ مجھے ان کا یہ ذوق دیکھ کر ان پر رشک آنے لگا۔ مجھے اور بھائی جمیل کو بھی نیند نہیں آ رہی تھی مگر ہم لوگ خاموش لیٹے رہے۔ شیخ صاحب نے پورا ٹیپ دو مرتبہ سنا اس کے بعد بھی وہ سوئے کہ نہیں مگر ہم سو گئے۔

صبح فجر کی نماز کے بعد دیگر وظائف سے فارغ ہو کر شیخ صاحب اور بھائی جمیل سو گئے تو میں نے ٹیپ ریکارڈ میں نئی کیسٹ لگا کر دو نئی نعتیں ٹیپ کرنا شروع کر دیں۔ یہ ارادہ میں نے رات ہی کو کر لیا تھا۔ ایک نعت شریف دل پر ضبط کر کے ٹیپ کر سکا۔ مگر دوسری نعت شریف جو میں نے مدینہ رخصتی کے وقت دربار میں رو کر پیش کی تھی۔ پوری نعت برجستہ تھی اور ابھی تک نظر ثانی بھی نہیں کی تھی۔ اس کو ٹیپ کرتے وقت دل بھر آیا۔ جدہ کی دنیا سے نکل کر مدینہ کی دنیا میں پہنچ چکا

marfat.com

تھا۔ مجھے احساس نہ رہا کہ میرے رونے کی آواز بھی ٹیپ ہو رہی ہے۔ بھائی جمیل اور شیخ صاحب دونوں ہی جاگ گئے تھے مگر خاموش لیٹے رہے جب مجھے خود ہی اپنی بے خودی سے فراغت ملی تو ٹیپ بند کیا اور احساسِ شرمندگی کی وجہ سے منہ پر رومال لپیٹ کر اسی صوفے پر سو گیا۔

صبح ناشتہ کے بعد شیخ صاحب نے کہا سکندر بھائی تم بہت خوش نصیب ہو۔ میں ان کا مطلب نہ سمجھ سکا۔ شیخ صاحب نے میرے چہرے پر نظریں گاڑتے ہوئے کہا سکندر بھائی میری والدہ تم کو انعام دینا چاہتی ہیں۔ میں نے کہا کیسا انعام؟ کہنے لگے ایسا انعام جو تمہاری دُنیا و آخرت دونوں کو سنوار دے گا۔ میں نے شیخ صاحب کیطرف معنی خیز نظروں سے دیکھا مگر شیخ صاحب کا چہرہ اُداس تھا۔ مجھے بہت تعجب ہوا۔ اس سے پہلے کہ میں شیخ صاحب سے کچھ کہتا شیخ صاحب کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ میں ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں آپ لوگ اس عرصہ میں اپنا سامان وغیرہ درست کر لیں، بازار قریب تھا میں اور بھائی جمیل بازار چلے گئے، واپس شیخ صاحب کے گھر پہنچے تو شیخ صاحب موجود تھے۔ ہم نے جلدی جلدی سامان باندھا ایئر پورٹ پر ایک بجے دن کو پاکستان فلائٹ کے مطابق پہنچنا تھا۔ اس وقت ساڑھے گیارہ بجے تھے۔ میں نے کہا شیخ صاحب وہ انعام دکھائیے۔ شیخ صاحب نے افسردگی سے کہا ابھی نہیں وہ انعام چلتے وقت ملے گا۔ دفعتاً میرے دماغ میں حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ الفاظ گونج گئے جو اُنہوں نے چھ یوم پہلے مدینہ منورہ میں ارشاد فرمائے تھے کہ ہمارا انعام چلتے وقت ملے گا۔ شیخ صاحب نے اپنے لڑکوں کو ٹیکسی منگانے کے لیے بھیج دیا۔ میں اپنے دلی جذبات کو ضبط نہ کر سکا میں نے بے چینی سے پوچھا شیخ صاحب وہ انعام کہاں ہے؟ اب تو ہم لوگ جا رہے ہیں۔ شیخ صاحب نے کہا مل جائے گا۔ چند لمحوں کے شیخ صاحب کھڑے ہو گئے۔ اور ہم لوگوں سے کہنے لگے کہ چلئے وضو کر لیں۔ میں نے کہا شیخ صاحب ابھی نماز ظہر میں بہت وقت ہے، ہم لوگ ایئر پورٹ پہنچ کر

marfat.com

نماز ادا کریں گے مگر شیخ صاحب نے کوئی جواب نہ دیا اور غسل خانہ کی طرف چل دیئے ان کے ساتھ ہم لوگوں نے بھی وضو کر لیا۔

شیخ صاحب مکان کے اندر گئے اور ایک کالے کپڑے میں لپٹی ہوئی کوئی چیز اپنے ہمراہ لائے اور مجھ سے کہا کہ یہ تمہارا انعام ہے۔ میں نے حیرت سے پوچھا یہ کیا چیز ہے؟ شیخ صاحب مسکرا کر کہا یہ حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک کے بال ہیں۔

اتنا سن کر جو دل کا حال ہوا وہ قابل بیان نہیں۔ پورے جسم میں سنسناہٹ سی پھیل گئی۔ ہاتھوں میں کپکپی طاری ہو گئی۔ کئی منٹ تک ہم لوگ گم سم حالت میں موئے مبارک کو تکتے رہے پھر میں نے ہمت کر کے ہاتھ آگے بڑھائے درود شریف پڑھتے ہوئے موئے مبارک کا رومال ہاتھ میں لیا، بوسہ دیا، آنکھوں سے لگایا اور پھر سر پر رکھ کر کئی منٹ تک خاموش کھڑا ہو کر سوچتا رہا۔ آج میری برسوں کی ایک دلی تمنا پوری ہو گئی تھی۔ بھائی جمیل نے موئے مبارک کا رومال اپنے ہاتھ میں لے کر مجھے آہستہ سے صوفہ پر بٹھا دیا۔ انہوں نے بھی بوسہ دیا آنکھوں سے لگایا۔ میں بے خود ہو گیا مجھے اس وقت ہوش آیا جب شیخ صاحب کے لڑکوں نے آ کر بتایا کہ ٹیکسی آ گئی ہے۔ شیخ صاحب کے بچے سامان لے کر نیچے اتر گئے۔ شیخ صاحب نے کہا سکندر بھائی یہ نعمت ہمارے خاندان میں صدیوں سے محفوظ تھی۔ والدہ صاحبہ جب ہندوستان سے ہجرت کر کے جدہ آئیں تو ہمارے خاندان میں کئی افراد اس نعمت کو حاصل کرنا چاہتے تھے مگر والدہ صاحبہ نے ان کو ٹال دیا۔ لیکن تم نے آج صبح نعت شریف پڑھ کر مجھے اور گھر کے ہر فرد کو بے قرار کر دیا۔ والدہ کی ہدایت ہے کہ اس کا ادب کرنا، بے ادبی کرنے سے ذلیل و رسوا ہو جاؤ گے۔ الحمد للہ! اب تک ہزاروں مرد، عورتیں بچے بچیاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک کی زیارت کر چکے ہیں۔ مجھے دوبارہ مدینہ منورہ کی حاضری بھی نصیب ہوئی۔ اس طرح حضرت ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی دونو پیش گوئیاں حرف بحرف حقیقت بن گئیں۔ [1]

---

[1] سکندر لکھنوی، ممدوح کائنات، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء

marfat.com

"جمال حقیقت"

تاریخی قصبہ (۱۴۱۸ھ) کلاسوالہ شہر دلشاد "پر سرور" جو نیرنگی زمانہ سے آج کل "پسرور" کہلاتا ہے کے جنوب میں تقریباً" نو کلو میٹر کے فاصلے پر شمع توحید کے زندہ دل اور جان نثار پروانوں کا مسکن ہے۔ اس سرسبز و شاداب بستی کی بنیاد و آغاز کے بارے میں صاحبزادہ سید محمود الحسن نقوی اپنی تاریخی و تحقیقی تصنیف "کلاسوالہ تاریخ کے آئینے میں" کے صفحہ نمبر ۱۱ پر یوں رقم طراز ہیں کہ:۔

"پہلے پہل یہ گاؤں ڈوگراں نے آباد کیا۔ یہ لوگ بے اولاد ہو کر بے نام و نشان ہوئے اور گاؤں ملبے کا ڈھیر ہو گیا۔ یہ کھنڈر مدتوں ویران رہا پھر مغل شہنشاہ اکبر کے عہد میں ہندو جٹ باجوہ قوم کے "کلاس" نامی شخص نے اپنے باپ "مانگا" کے مرنے کے بعد پسرور چھوڑ کر اس ویرانہ کو آباد کیا اور قریہ کا نام "کلاس والہ" رکھا"۔ (بحوالہ کلاسوالہ تاریخ کے آئینے میں)

تاریخی شاہد ہے کہ ۱۸۷۵ء میں یہاں اپنے زمانے کے بہترین خوشنویس عظیم الدین کے ہاں مقتدر، مایہ ناز علمی شخصیت اور ایک عظیم فرزند نے جنم لیا تھا جسے حکمت و دانش، علم و فضل اور تصوف و روحانیت کی دنیا میں شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام، قطب مدینہ حضرت مولانا شاہ ضیاء الدین احمد قادری رضوی مہاجر مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ خلیفہ مجاز امام اہل سنت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ کے اسم گرامی سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جن کا بچپن اسی خوش نصیب قصبہ کی سعادتمند گلیوں میں چلتے پھرتے گزرا اور آج بھی اس کی فضاؤں میں گلشن اخلاق و اخلاص کے اس گل رعنا کی شمیم جاں فزا رچی بسی محسوس ہو رہی ہے۔ آخر کیوں نہ

marfat.com

ہو گلشن میں جب فصل بہار آتی ہے تو سبزہ و گل پر نکھار آجاتا ہے اور روش روش پر گلہائے رنگا رنگ اپنی تمام دلفریب رعنائیوں کے ساتھ مسکراتے نظر آتے ہیں۔ جب نسیم سحری ان نیم باز غنچوں کو چھو کر اور زیر لب مسکراتی کلیوں سے اٹکھیلیاں کرتی گزرتی ہے تو عالم انسانیت کو بھی معطر کر جاتی ہے اور اس خطہ ارضی پر بسنے والے ہر حساس جاندار اس بوئے جان پرور سے لطف اندوز ہونے لگتا ہے۔ پھر جب منشائے الٰہی اور توفیق ایزدی سے باران رحمت کا نزول ہوتا ہے تو بنجر اور چٹیل میدانوں میں بھی خوشبوؤں کے گلاب کھلتے ہیں۔

ادیب شہیر مولانا الحاج محمد منشا تابش قصوری کے ارشاد پر کلاس والا کے متعلق چند سطور درج کر دی ہیں کیونکہ موصوف کے مکتوب گرامی سے معلوم ہوا کہ "رضا اکیڈمی" (رجسٹرڈ) لاہور کے ناظم اعلیٰ محترم المقام جناب حاجی محمد مقبول احمد صاحب قادری ضیائی کے فرزند ارجمند جناب حافظ قاری محمد طاہر قادری نے دنیائے حکمت و تصوف کے اسی بطل جلیل حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کی حیات مبارکہ کے واقعات و سوانح پر خامہ فرسائی کی ہے اور "ضیائے مدینہ" کے زیر عنوان ممدوح و موصوف کے حالات زندگی کو بڑے اچھوتے انداز میں مرتب فرمایا ہے۔ مطالعہ فرمایئے اور اپنے قلوب و اذہان اور ایمان و ایقان کو جلا بخشئے۔

والسلام مع الاحترام
خادم علمائے ربانی
قمر یزدانی
پنوانہ ضلع سیالکوٹ

(۱) دلشلو پسروری زمانہ قدیم کا فارسی شاعر

(۲) پسرور کے شمال میں نارووال چوک کے پاس ایک ٹیلہ (اسے اب ہموار کر دیا گیا ہے) جس پر ہندو جٹ باجوہ مانگا کی پختہ سلامی تعمیر تھی جو قیام پاکستان کے بعد منہدم ہو چکی ہے اس ٹیلے کو "مانگے دا ٹبہ" کہتے ہیں۔

marfat.com

پیکرِ سُنّت

حضرت قُطب مدینہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ کے علم و فضل، تقویٰ و پرہیزگاری، راست بازی، حق گوئی اور استقامت کو دیکھتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ متقدمین کے قافلے سے تعلق رکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں آخری دَور میں پیدا فرما دیا تھا۔

ستّر سال سے زیادہ عرصہ تک امام مالک رضی اللہ عنہٗ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے محض اس لیے مدینہ طیبہ میں قیام پذیر رہے کہ انہیں جنت البقیع میں جگہ نصیب ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں سُرخرو فرمایا اور وہ ہمیشہ کے لیے اہل بیت کرام کے قدموں میں محوِ استراحت ہو گئے اسی دَور میں حرمین طیبین پر نجدیوں کا تسلّط ہو گیا وہ اپنے تمام تر تشدد کے باوجود حضرت قبلہ ضیاء الدین احمد مدنی کو قبۂ خضراء کے سایے میں باب مجیدی کے عین سامنے محفلِ میلاد کے منعقد کرنے سے نہ روک سکے، اللہ تعالیٰ کی مشیت کہ اہلِ محبت پر پر ابتلاء کا وہ دَور آیا کہ دیارِ رسول میں ذکرِ رسول پر پابندی عائد کر دی گئی بارگاہِ رسالت میں ہدیۂ عقیدت و نیاز پیش کرنے کو توحید کے لیے خطرہ قرار دیا گیا، لیکن کیا مجال کہ کسی دن حضرت کے گھر محفلِ میلاد منعقد نہ ہوئی ہو، آج کچھ لوگ سعودی عرب سے تین ہزار میل دُور بیٹھ کر نجدیوں کی دولت اور شدّت سے خوف زدہ دکھائی دیتے ہیں۔ اس مردِ حق آگاہ کی عظمت و ہمت کا اندازہ کیجیے کہ تقریباً پون صدی سے زیادہ عرصہ مدینہ طیبہ میں رہے جہاں نجدیوں کی حکومت تھی مگر اپنے مسلک سے سرِ مو انحراف نہ کیا۔ بلاشبہ وہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہٗ کے قدم بقدم چلتے رہے تھے۔

اس محفل میں پاکستان، ہندوستان، مصر، شام اور دیگر ممالک کے اہلِ محبت حاضر ہوتے اور بارگاہِ رسالت میں نعتوں اور قصیدوں کا ارمغان عقیدت پیش کرتے۔ آخر

marfat.com

میں حاضرین کی حاضری سے تواضع کی جاتی، نماز عشاء کے بعد ایک گھنٹہ تک یہ محفل جاری رہتی، یہاں تک کہ جن دنوں حضرت ہسپتال میں زیر علاج ہوتے وہاں بھی باقاعدگی سے یہ محفل منعقد ہوتی۔ نجدی کہا کرتے تھے کہ محفل میلاد کی محبت ان کے رگ وپے میں سرایت کئے ہوئے ہے۔

حضرت کے وصال کے بعد حکومت نے سختی سے ایسی محافل کے انعقاد کو بند کر دیا، اس سے بڑھ کر اور ناروا پابندی کیا ہو سکتی ہے کہ مسلمان اپنے گھروں کی چار دیواری بھی بارگاہِ رسالت میں ہدیۂ نیاز پیش نہیں کر سکتے، اسی جرم کی پاداش میں سینکڑوں پاکستانیوں کو سعودیہ سے نکال دیا گیا ہے جو سالہا سال سے مدینہ طیبہ میں قیام پذیر تھے۔

یہ حضرت قطبِ مدینہ کے ایک بچپن کی کرامت کا ذکر مقصود ہے۔ حضرت کی نوعمری کا زمانہ ہے آپ کے والد عبدالعظیم مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھ پر بیعت کر لیتے ہیں آپ نے اس بیعت پر شدید احتجاج کیا اور گھر بار کو خیرباد کہہ کر طلب علم کی راہ پر گامزن ہو گئے۔ یہ وہ دور تھا کہ جب کے مرزا نے ابھی پَر پُرزے نکالنا شروع نہیں کئے تھے، نبوت کا دعوے بہت بعد کیا۔ اس وقت مرزا کے آریہ اور عیسائیوں کے ساتھ مناظروں اور ان کے رد کا چرچا تھا بہت سے علماء اس کے بارے میں حسن ظن رکھتے تھے۔ مگر حضرت کی سعید فطرت نے اُس زمانے میں بھی مرزا کے ساتھ تعلق کو گوارا نہ کیا اور ہمیشہ کے لئے والد سے قطع تعلق کر لیا، حکیم اہلِ سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے والد کا نام پوچھا تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں اُن کا نام نہیں لیا کرتا۔

حضرت مدنی، اگست ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء میں کلاس والا (سیالکوٹ) میں پیدا ہوئے آپ کا سلسلۂ نسب علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی سے ملتا ہے، گھرانہ علمی ہونے کی وجہ سے آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد مولانا محمد حسین بسروری (برادر مولانا نور احمد امرتسری) کے پاس سیالکوٹ میں پڑھتے رہے، پھر لاہور پہنچ کر حضرت علامہ مولانا غلام قادر بھیروی سے تعلیم حاصل کی، بعد ازاں شیخ المحدثین مولانا وصی احمد محدث سورتی کی خدمت میں حاضر ہو کر دو سال مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت

marfat.com

میں اکتساب علم کیا اور ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۸ء میں حدیث شریف کا درس لیا۔ ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۷ء میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے[1] اور اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔

امام احمد رضا بریلوی کے علاوہ حضرت شیخ احمد الشمس، حضرت علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی اور کثیر التعداد اجلہ مشائخ سے خلافت و اجازت تھی، حضرت مدنی فرمایا کرتے تھے:

"میرے چچا تو بہت ہیں مگر روحانی باپ ایک ہی ہے۔ یعنی اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ۔[2]

حضرت مدنی ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء میں ترک وطن کر کے بغداد شریف حاضر ہوئے اس دوران سات سال تک آپ پر جذب کی کیفیت طاری رہی ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے[3]۔ اور ایسے حاضر ہوئے کہ تادم آخر واپسی کا نام تک نہ لیا۔

۱۸۹۷ء میں آپ نے درس حدیث سے فراغت حاصل کر لی، درس نظامی میں اگر کم از کم آٹھ سال بھی صرف ہوئے ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ۱۲۹۸ء میں بارہ سال کی عمر میں گھر سے رخصت ہو گئے تھے

آپ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا حافظ فضل الرحمٰن مدنی مدظلہٗ مدینہ طیبہ میں آپ کے صحیح جانشین ہیں۔ مولائے کریم انہیں اپنی حفاظت میں رکھے اور دنیا سنیت کو ان کے فیوض سے بہرہ ور فرمائے۔

---

[1] محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علمائے اہل سنت (مطبوعہ مظفر پور، بہار) ص ۱۰۷

[2] محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علمائے اہل سنت ص: ۱۰۷

marfat.com

ضیائے یادیں

عرصہ ہوا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہٗ کے خلیفہ شیخ العرب والعجم حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مختلف احباب سے ان کے فیوض و برکات اور مناقب جلیلہ پر مشتمل باتیں سننے میں آتی رہیں۔ دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زائرین سے بھی جب موصوف کے اخلاق فاضلہ اور روحانی کمالات کا تذکرہ رونقِ سماعت ہوا۔ ان کے عشقِ مصطفےٰ کی روح پرور باتیں اور تقوےٰ و پرہیز گاری کی اعلیٰ زندگی کے واقعات نے دل کے دریچہ پر دستک دی۔ بلا ناغہ میلادِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محافل و مجالس اور ہر لمحہ ان کی دوزانو بیٹھک نے خیالات کو روانگی بخشی۔

ان کے دیدار پُر انوار سے مستفیض ہونے والی آنکھوں کو دیکھ کر میری آنکھوں نے حسرت کے آنسو بہائے۔ اُن کی حسنِ گفتار و کردار کی گواہی دینے والوں کی گفتگو نے حرمی زیارت کو حرمانِ نصیب گردانا۔ دل تھا کہ ہر وقت ان کی قدم بوسی کے لیے پھڑکتا تھا، آنکھیں تھیں کہ ہر لمحہ ان کی زیارت کی پیاسی تھیں، گمان ہے کہ ہر وقت ان کی عشقِ مصطفےٰ میں ڈوبی ہوئی گفتار سے زندگی کے متلاشی تھے۔ بالآخر رب کریم نے اپنے محبوب رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گنبد خضرا کی زیارت کے لیے بُلا ہی لیا۔ سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نظرِ کرم فرمائی، ۱۹۵۷ء میں زیارت حرمین طیبین سے پژمردہ رُوح کو حیات نو ملی۔ مجھے زندگی کا یہ حیات بخش سفر براستہ خشکی طے کرنے کا موقعہ ملا۔ اس سفر میں کہیں آنا جانا اور ٹھہرنا سب ان لوگوں کی مرضی پر منحصر تھا جن کے ٹرکوں کے ذریعہ ہمیں یہ سعادت نصیب ہوئی۔ حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ مقدسہ

marfat.com

کے آنکھوں سے بوسے لئے، جبینِ عقیدت نے جھک کر سلام عرض کیا اور گنہگار آنکھوں نے عقیدت کے موتی اس خطۂ زمین پر نچھاور کئے جس کا احترام عرش معلیٰ بھی کرتا ہے۔ چند لمحوں کی حاضری یوں تھی، گویا دنیا و مافیہا سے بے خبر کوئی جنت الفردوس کی کیاری میں اللہ کے محبوب کی اداؤں سے ایمان کو جلا دے رہا ہو۔

اسی سفر کے دوران حضرت ممدوح کی حاضری کا موقعہ بھی میسر آیا، لیکن وہ بھی صرف ایک مرتبہ۔ بہت سے ارمان لے کر گیا تھا لیکن ٹرک والوں نے اس سے زیادہ ملاقات کا وقت نہ دیا۔ زیارت تو ہوئی لیکن حسرتوں کے پہاڑ نہ ٹوٹ سکے۔ جذباتِ محبت میں کمی نہ آئی۔ عشق و محبت کی آگ سرد نہ پڑی، بلکہ ایک ہی ملاقات نے آگ پر تیل کا کام کیا اور جس پیاس کو بجھانے گیا، وہ اور بھڑکی۔ جس دل کو تسکین کی دولت ملنی تھی۔ اُسے اضطراب اور تڑپ کے زیورات پہنا دیئے گئے۔ جو سُنا تھا اُس سے کہیں زیادہ دیکھا جو سوچا تھا اس سے بڑھ کر پایا۔ بس یوں سمجھئے کہ آپ عشق مصطفےٰ کا مرقع تھے۔ محبت رسول کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ دین کی عظیم ضیاء تھے اور اسوۂ حسنہ کی ظاہری مثال تھے۔ ایسی شخصیت کی ایک مرتبہ زیارت سے کب جی بھرتا ہے۔ پہلے تو صبر تھا، اب بے صبری۔ پہلے تو وصال کی تڑپ تھی۔ اَب ہجر نے دوبارہ وصال کے خیال سے پژمُردہ کر دیا۔ ہاتھ دُعا کے لیے ہر وقت بلند اور دل ملاقات کے لیے ہر وقت مشتاق۔ خدا خدا کر کے گیارہ سال بعد پھر وہ ساعت آئی۔ ۱۹۶۸ء میں دوبارہ حاضری نصیب ہوئی۔ اس دفعہ آٹھ دن مدینہ منوّرہ میں رہنے کے لئے ملے۔

روزانہ ایک دفعہ مولانا ممدوح کی حاضری کا موقعہ ملتا۔ تقریباً ایک گھنٹہ ان کی پُرکیف مجلس میں بیٹھنا نصیب ہوتا۔ یہ ایک گھنٹہ کی حاضری اتنی پُرتاثیر تھی کہ دوسرے دن کی حاضری تک اس کے اثرات باقی رہتے، لیکن آٹھ دن کے بعد پھر داغِ مفارقت قسمت میں لکھا تھا اور بادلِ نخواستہ وطن لوٹ آیا۔

طویل جدائی نے نڈھال کر دیا۔ آتشِ ہجر میں پہلے سے زیادہ الاؤ تھا۔ بالآخر نو سال

marfat.com

بعد پھر قسمت نے یاراکیا۔ نیلی چھت والے نے سبز گنبد والے کی طفیل حرمین طیبین کی حاضری بخشی۔ درِ خیر الوریٰ پر بیس دن گزارنے کی سعادت میسر آئی۔ ان ایام میں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات سے استفادہ کا بکثرت موقعہ ملا۔ اب کے تو کچھ ایسا کرم ہوا کہ وقت کی پابندی بھی رکاوٹ نہ بنی۔ جب درِ فیض کھلا دیکھتا، حاضری کا شرف پالیتا۔ معتقدین و متوسلینِ حضرت سے جس قدر اور جو سنا اس سے سوا پایا۔ عشق و مستی کے بحرِ بیکراں تھے۔ اطاعت و عبادت کا روشن مینار تھے۔

پھر چوتھی مرتبہ ۱۹۸۱ء میں امام الانبیاء حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درِ اقدس پر حاضری نصیب ہوئی۔ اس دفعہ تقریباً پچاس دن رہنے کا اتفاق ہوا۔ اس دفعہ حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ نے نظرِ کرم فرمائی اور فرمایا کہ آپ نماز مغرب کے بعد سے نمازِ عشاء تک حاضرینِ کورس کے مسائل و احکام بیان کیا کریں۔ یہ حضرت کا آخری سال تھا، استغراق کی کیفیت طاری تھی۔ ہر آنے والے کو آپ کی دفعہ صرف سلام کا جواب دیا کرتے، اور خدا کے حضور دعائیہ کلمات ادا کر دیا کرتے تھے۔ لیکن اس کیفیت میں بھی حضرت فیض درجت کی نظرِ کرم مجھ پر بہت زیادہ تھی۔ شرف یابی کے وقت جب اپنا نام عرض کرتا۔ دستِ اقدس کے بوسے لیتا تو مجھ بے مایہ اور ناقص کے ہاتھ پکڑ کر اپنی آنکھوں سے لگاتے اور مرحبا مرحبا کے الفاظ زبان پر جاری رہتے۔ حضرت کی اس ادا نے مجھے وہ راحت و مسرت بخشی۔ جس کا الفاظ احاطہ نہیں کر سکتے۔ بس یوں سمجھئے دونوں جہاں کی نعمتیں مل گئیں۔

اکتسابِ فیض و حصولِ برکات کا یہ سلسلہ پونے دو ماہ جاری رہا۔ جب ذوالحجہ کی تین تاریخ ہوئی تو بندۂ ناچیز الوداعی ملاقات کے لیے حاضر ہوا۔ ادائیگی حج کے لیے مکہ مکرمہ روانہ ہونا تھا۔ دل کی بے چینی اپنے عروج پر تھی، عقیدت و محبت کے دریا میں طغیانی کا سماں تھا، حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ کی فرقت دل کو ڈسنے لگی۔ مدینہ منورہ کے در و دیوار کی جدائی پیمانۂ صبر کو لبریز کر رہی تھی اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت و عنایات کی بظاہر محرومی جان لے رہی تھی۔ انہی خیالات و تصورات

marfat.com

کو لیے ہوئے جب خدمت عالیہ میں پہنچا۔ اس وقت صرف آپ کے صاحبزادے ولیٔ کامل حضرت علامہ مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ العالی بھی موجود تھے۔ حضرتؒ کی خدمت میں سلام عرض کیا، اپنا نام بتایا پہلے کی طرح بوسہ لینے پر میرے ہاتھوں کو اپنی آنکھوں پر لگایا۔ قبلہ صاحبزادہ صاحب نے میری روانگی کے بارے میں عرض کیا اور میرے لئے اجازت چاہی اور خصوصی نظرِ کرم کی درخواست کی۔ چند لمحے سکوت فرما کر صاحبزادہ صاحب کو فرمایا کہ مولانا محمد علی کو سند دی جائے۔ سند پُر کی گئی اور حضرتؒ نے اپنے دست اقدس سے سند کے ساتھ اپنی دستار مبارک بھی مجھ ناچیز کو مرحمت فرمائی۔ یہ دونوں تبرکات اور اجازت ہوئی اور میں پھر ملاقات کی تمنا لیے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ چل دیا۔ مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران حضرت کے وصال کی جان لیوا خبر سُنی۔ اس جانکاہ خبر کے بعد میں نے آپ کی رُوح کے توسّل سے عرفات و منیٰ میں اللہ کے حضور دعائیں مانگیں۔ مختصر یہ کہ حج کے افعال سے فراغت پاکر واپس پاکستان آگیا۔

لاہور میں رہتے ہوئے آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس شیدائی (جو بظاہر آنکھوں سے اوجھل ہو گئے تھے) سے عالم خواب میں مجھے وہ کچھ عطا ہوا، جس کا ذکر کرنا باعث طوالت اور خودنمائی کے ضمن میں آتا ہے لیکن اتنا ضرور کہوں گے کہ اگرچہ میں بذاتہٖ اس قابل نہ تھا لیکن حضرت مدنی سے حضرت میاں شیر محمد علیہ الرحمۃ اور سیدی مرشدی قدوۃ السالکین حضرت خواجہ نور الحسن علیہ الرحمۃ کے عقیدتمندوں میں ہونے کی وجہ سے مجھے یہ اعزاز ملا۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیکر اور اُسوۂ حسنہ کی عملی تصویر تھے۔ اگرچہ اس میدان میں کرامات کا ہونا کسی کے مقرب ہونے کے لیے لازم نہیں جیسا کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے ؎

ما برائے استقامت آمدیم
نے برائے کشف و کرامت آمدیم

لیکن اس کے باوجود میں یقین سے کہتا ہوں کہ میں نے حضرت مدنی رحہ کے متعلق خود اہل مدینہ سے لاتعداد کرامات سنیں۔ یہاں صرف تبرک کے طور پر ایک کرامت بیان کر رہا ہوں اور یہ بھی

marfat.com

اُس شخص کی زبانی ہے رب ذوالجلال نے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبز گنبد کو ہر سال رنگ کرنے کی سعادت عطاء فرمائی ہے۔

شیخ محمد طاہر ساکن مدینہ منورہ (متوطن ضلع گوجرانوالہ۔ پاکستان) عرض گزار ہیں کہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ کا جس دن وصال ہوا۔ میں مدینہ منورہ میں ہی تھا۔ لیکن مجھے کسی نے بھی آپ کے وصال کی خبر نہ دی جب لوگ کفن دفن سے فارغ ہو گئے۔ مجھے پتہ چلا۔ میں نے اپنے ان دوستوں سے جو حضرت کی آخری رسومات میں شریک تھے ناراض ہو گیا حتیٰ کہ کئی دن تک اُن میں سے کسی سے میں نے بات نہ کی۔ بعد وصال جنت البقیع میں فاتحہ خوانی کے لیے حاضر ہوا۔ دن کے دس بجے تھے۔ دیوار کے سوراخوں میں سے حضرت کی قبر پر نظر پڑی، میں نے حضرت کو اپنی قبر پر اُسی شکل و صورت میں دیکھا جس کے ساتھ وہ اپنے حجرہ شریفہ میں جلوہ گر ہوتے تھے۔ میرے ساتھ ایک نوجوان محمد تنویر بھی تھا میں نے اُس کو بھی دکھایا۔ اس نے بھی یہ سب کچھ دیکھا۔ زیارت ہونے کے بعد ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ اور ہم واپس آ گئے۔

اس کرامت سے اہل سنت وجماعت کے مہذب مذہب کی تصدیق ہوتی ہے کہ اللہ کے نیک حیات ظاہری اور حیات برزخی میں اپنے متوسلین سے تعلق رکھتے ہیں اور فیوض و برکات سے اسی طرح نوازتے ہیں جس طرح ظاہری زندگی میں نوازتے ہیں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے حشر و نشر میں ان جیسے پاک سیرت اور مقربانِ بارگاہ کی رفاقت عطا فرمائے اور ان کی شفاعت سے بہرہ ور فرمائے۔
اللّٰھم اٰمین۔

marfat.com

پیرِ کامل

ءار طفولیت ہی سے امام اہل سنت عظیم البرکت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے متعارف ہو چکا تھا، پھر جوں جوں شعور آتا گیا امامِ اہلسنت کی محبت دل میں گھر کرتی گئی۔ میں بلاخوفِ تردید کہتا ہوں کہ خدا عزوجل کی پہچان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ہوئی تو مجھے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہچان امام اہلسنت کے فیض سے نصیب ہوئی۔

آخر کار آپ کے سلسلے میں داخل ہونے کا شوق پیدا ہوا تو ایک ہی ہستی مرکزِ توجہ بنی گو مشائخ اہلسنت کی کمی تھی نہ ہے مگر ؎

پسند اپنی اپنی خیال اپنا اپنا

اس مقدس ہستی کا دامن تھام کر ایک ہی واسطے سے اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ سے نسبت ہو جاتی ہے۔ اور اس ہستی میں ایک کشش یہ بھی تھی کہ براہِ راست سبز گنبد کا سایہ بھی ان پر پڑ رہا تھا۔ میں نے عزمِ مصمم کر لیا کہ اب کسی نہ کسی طرح ان کا دامن تھاما جائے۔ چنانچہ میں نے آپکا مدینہ طیبہ کا پتہ حاصل کیا یہ تقریباً ۱۵ سال پہلے کی بات ہے۔ پتہ حاصل کر کے اسی دن شناسا کے سامنے میں نے مافی الضمیر ظاہر کیا کہ میں بذریعہ ڈاک ان سے بیعت کروں گا اس نے کہا، تم نے اپنے پیر صاحب کو دیکھا تک نہیں ہے تصور شیخ کس طرح کرو گے؟ میں نے کہا اس میں کون سی بڑی بات ہے اگر پیر کامل ہے تو خواب میں بھی مسئلہ حل کر سکتا ہے بُعدِ ظاہری اس میں مانع نہیں ہو سکتا۔

اسی رات جب میں سویا تو سوئی ہوئی قسمت نے انگڑائی لی اور میرے خواب میں میرے ہونے والے سونہڑے مرشد تشریف لے آئے، نقشہ ذہن میں محفوظ ہو گیا۔ حضرت

marfat.com

مولانا قاری محمد مصلح الدین صاحب صدیقی القادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اپنے خواب میں دیا ہوا حلیہ بیان کیا آپ نے تصدیق کر دی کیونکہ آپ بارہا مدینہ طیبہ میں حضرت کی خدمت میں حاضری دے چکے تھے۔ پھر انہی سے سلسلۂ بیعت عریضہ لکھوا کر کراچی سے مدینہ طیبہ روانہ کیا جواب نہ ملا چند بار ایسا کیا گیا لیکن ہر بار جواب ندارد۔ آخر کار ایک سال اور پانچ روز گزرنے کے بعد پھر قسمت چمکی، رات خواب میں زیارت ہوئی، میں حیران تھا، کہ مُرید بھی نہیں بناتے اور توجہ بھی نہیں ہٹاتے آخر معاملہ کیا ہے؟ مجھے کیا معلوم کہ انتظار کی گھڑیاں ختم ہو چکی ہیں، رات گزر گئی، دن آیا شام کو بعد مغرب پتہ چلا کہ مدینہ پاک کی معطر فضاؤں سے گزرتا ہوا "قبولیت نامہ" آپہنچا ہے۔ الحمد للہ علیٰ احسانہٖ

پھر جب مقدر نے یاوری کی، سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کرم فرمایا، سنہ ۱۴۰۲ھ میں مدینہ بلالیا۔ تڑپتا ہوا مُرشد کے آستانہ عالیہ پر پہنچا۔ بے تاب نگاہیں جب مُرشد کے چہرہ زیبا پر پڑیں۔ دِل کو گواہی دینی پڑی کہ یہ تو وہی وجہِ کریم ہے جسے پہلے ہی خواب میں دیکھ چکے تھے۔

marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الاخ العزيز حفظك الله
السلام عليكم ورحمة الله وبركاته،

وصلني الآن الخبر بان العم والدكم توفي الى جوار رحمة الله،
انا لله وانا اليه راجعون ط
اعلى الله مقامه في الجنة و وفقكم اجمعين لحسن الصبر وجميله، كنت تشرفت بزيارة في سنة ١٩٣٢ء مخضت خمسون سنة تقريباً على هذا ولقيت منه دائماً اجمل الاخلاق واكرمها۔
مع تعزيتي ودعائي له ولكم اجمعين ط

الفقير الى الله
محمد حميد الله
(پيرس)
٢٢ ذي الحجه ١٤٠١ھ

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت صاحبزادہ صاحب قبلہ دامت برکاتہم

سلام و رحمت!

آج بذریعہ اخبارات مخدومی و سیدی شیخ العالم حضرت صاحب قبلہ رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً کے انتقال پُر ملال کی خبر ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت شیخ العالم کی موت یقیناً ایک عالم کی موت ہے، اور اہلِ سنّت ایک عظیم روحانی پیشوا اور دُعا گو بزرگ سے محروم ہو گئے، حقیقۃً یتیم ہو گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ بطفیل اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت والا کے مدارج بلند فرمائے اور آپ کو جملہ اہل خانہ نیز سب متوسلین اور عقیدتمندوں کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا کرے آمین۔ اور حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی روحانی توجہات آپ کی طرف ہمہ وقت مبذول رہیں۔ مزار شریف پر حاضری کے وقت اس عاجز و خاطی غلام کا سلام عرض کریں۔

جملہ اراکین مرکزی مجلس رضا کی طرف سے مضمون واحد۔

غمزدہ

محمد موسیٰ عفی عنہٗ

marfat.com

انجمن فریدیہ فخریہ لاہور کا ہنگامی اجلاس جامعہ مسجد طہٰ گلبرگ میں زیرِ صدارت مولانا حاجی عنایت احمد منعقد ہوا۔ جس میں قطب مدینہ شیخ العالم مولانا ضیاء الدین مدنی قادری کی وفات پر ایک قرارداد تعزیت پاس کی گئی۔ اور مولانا فقیر اللہ صدیقی، سائیں نذیر فریدی قادری، نذر محمد، سید گلزار الحسن شاہ نے آپ کی ملی مذہبی خدمات کو سراہا۔ اور آپ کی وفات سے عالم اسلام ایک عظیم روحانی راہنما سے محروم ہوگیا ہے۔ "ان کی محفل میں ہر وقت" عشق رسول کا درس ہوتا رہتا تھا۔ مرکزی مجلس رضا لاہور پاکستان ان ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ آخر میں فاتحہ خوانی ہوئی۔

marfat.com

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا محمد ضیاء الدین احمد قادری مہاجرِ مدنی قدس سرہٗ کی ملاقات کا موقع بندہ کو تین بار سن انیس سو چھپن، باسٹھ اور چونسٹھ میں نصیب ہوا۔ جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے مدینہ طیبہ حاضر ہوا۔

مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ کا رُخِ انور نہایت پُرکشش اور جاذبِ نظر تھا۔ آپ کے دیکھنے سے خدا یاد آتا تھا۔ آپ بہت کم گو، ملنسار اور مہمان نواز تھے۔ آپ کے دربار گوہر بار میں علماء مشائخ کا تانتا بندھا رہتا۔ جہاں علم و عرفان کی محفلیں گرم رہتیں۔ آپ کا کلام مختصر اور پُرمغز ہوتا جب بیان فرماتے تو منہ سے پھول جھڑتے۔

بندہ کی ملاقات جب آپ سے آخری بار ہوئی تو آپ اپنے دولت کدہ کی بالائی منزل پر بیٹھے روضہ اطہر کی زیارت فرما رہے تھے۔ اُس وقت آپ کی زبان درفشان سے جو کلمات نکلے ان کا مفہوم کچھ اس طرح تھا کہ "روضۂ اقدس کی زیارت عبادت ہے"۔ آپ عاشقِ رسول تھے تبھی تو ہندوستان سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ کو پسند فرمایا۔ اور جنت البقیع میں آخری آرامگاہ پائی۔ اس قحط الرجال کے دور میں آپ جیسے اوصاف کے حامل علماء و مشائخ بہت کم ملتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر لاکھوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین بجاہِ النبی الامی الامین

فقیر نواب الدین عفی عنہ گولڑوی

۱۹/۱ شمس سٹریٹ، سعدی پارک، مزنگ لاہور

۴ ذیقعدہ ۱۴۰۵ھ بروز منگل

marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بلاشبہ حضور کی ذات سنّیت کا عظیم مرکز تھی، جن قدموں میں حاضری اہلِ دِل اپنے لیئے باعثِ سعادت تصور کرتے تھے۔ برطانیہ کے جملہ اہلِ سنّت ان کے وصال کو شدّت سے محسوس کر رہے ہیں۔ جملہ مساجد اہلِ سنّت میں محافلِ ایصالِ ثواب منعقد ہوئیں۔ ورلڈ اسلامک مشن کی طرف سے مانچسٹر میں مجلس ایصال ثواب منعقد ہوئی جس میں برطانیہ بھر کے علماء اور مشائخ نے شرکت کی اور حضور سیدی رحمۃ اللہ علیہ کی رُوح کو ایصالِ ثواب اور خراجِ تحسین و عقیدت پیش کیا گیا۔

قمر الزماں اعظمی
دی ورلڈ اسلامک مشن
۲۲ر اکتوبر ۱۹۸۱ء

marfat.com

شیخ العرب والعجم الشیخ حضرت مولانا
ضیاء الدین احمد مہاجر مدنی خلیفہ اعلیٰ حضرت
فاضل بریلوی شاہ احمد رضا خاں قادری رح کا
وصال مدینہ منورہ میں ۲ر اکتوبر ۱۹۸۱ء کو
دن کے ایک بجے بعمر ۱۰۱ سال ہوگیا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون ط

آپ تقریباً ۵۰ سال سے مدینہ منورہ میں
اقامت گزیں تھے۔ ۶۰ حج کئے۔ حکیم موسیٰ
امرتسری جب حج کے لیے گئے تو میں نے بزرگان
لاہور پر اپنی تالیف کا سیٹ بھیجا۔ جس پر آپ
نے اظہار پسندیدگی فرمایا اور لکھا:۔

"جناب میاں محمد دین کلیم قادری کی
تالیفات کا ایک سیٹ محب مخلص، حکیم
محمد موسیٰ امرتسری کے ذریعے مجھ تک پہنچا۔
جستہ جستہ حوالے سے معلوم ہوا کہ کلیم صاحب
کی محنت لائق تحسین ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے
محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور مقبولانِ بارگاہ
کے صدقہ قبول و منظور فرمائے۔ اور دین حقہ
کی خدمت کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔

ازاں بعد جب میں نے "امام اہلسنت،
شاہ احمد رضا بریلوی کا لاہور پر فیضان" کے
نام سے مقالہ لکھا تو اسمیں آپ کے خلفاء میں
حضرت شیخ العرب والعجم کے بھی تفصیلی
حالات لکھے گئے جب حضرت مدنی رح کے
صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن اور پیر حمید حسین
علی پوری حکیم موسیٰ امرتسری کے مطب پر آئے
تو ناچیز نے ان کو اس مقالے کے متعلق بتایا۔
یہ ۱۹۷۵ء کا واقعہ ہے۔ مولانا الشاہ احمد نورانی
مولانا فضل الرحمٰن کے داماد ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم
کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ان کے مغفرت
فرمائے۔ نیز ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا
فرمائے۔ آمین

مورخ لاہور محمد دین کلیم قادری

marfat.com

قُطبِ مَدِینَہ

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دُنیا میں مبعوث فرمایا اور اس نبیٔ برحق نے اپنے صحابہ کے سامنے اللہ کے احکام بغیر کسی کمی بیشی کے پیش فرمائے اور اس کے بعد صحابہ سے یہ سلسلہ تابعین تک پھر تبع تابعین تک اور اس کے بعد سے اب تک ہمارے علماء اور مشائخ کے ذریعے سے احکام الٰہیہ ہم تک برابر پہنچتے چلے آرہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اس صدی کے مجدّد برحق اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ کا دامن مبارک ہمیں عطا فرمایا۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے اپنی حیاتِ مقدسہ میں عظمت مصطفےٰ کی اور دین مصطفےٰ کی وہ شاندار خدمات انجام دی ہیں کہ جس سے عرب و عجم کے تمام علماء متاثر ہوئے اور اعلیٰحضرت کو بڑے بڑے القاب سے یاد کرتے ہیں اعلیٰ حضرت نے جہاں اپنی تصانیف کثیرہ چھوڑی ہیں وہیں اپنے شاگردوں کا ایک وسیع حلقہ اور ساتھ ہی اپنے خلفاء کی کثیر تعداد بھی چھوڑی

marfat.com

ہے۔ اعلیٰ حضرت کے خلفاء نہ صرف ہندوستان میں ہیں بلکہ دُنیا کے مختلف علاقوں میں اعلیٰ حضرت کے خلفاء دین مصطفوی کی خدمت اور سلسلۂ قادریہ رضویہ کی آبیاشی میں مشغول ہیں۔ ان خلفاء کے اسمائے گرامی کا اس وقت موقع نہیں ہے۔ خصوصی طور پر حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی اور آپ کی شخصیت کے بارے میں اہل محبت کو روشناس کرانا ہے۔ اس لیے آپ کے بارے میں مختصر سے کلمات عرض کرنے کی کوشش کروں گا۔

حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی سے ۱۹۵۴ء میں ملاقات ہوئی۔ جب یہ فقیر پہلی مرتبہ حرمین شریف کی حاضری کے لیے گیا تو مکۃ مکرمہ کی حاضری کے بعد مدینہ منورہ پہنچے تو پہلے ہی سے یہ معلوم تھا کہ اعلیٰ حضرت کے نہایت ہی معمر خلیفہ مدینہ منورہ میں موجود ہیں۔ لہٰذا ان کی خدمت میں حاضری دی۔ پہلی حاضری میں حضرت کی شخصیت اور حضرت کی بزرگی کا دل پر اس قدر گہرا اثر پڑا کہ صبح و شام آپ کی بارگاہ میں حاضری ہوتی رہتی۔ اور جو بھی آپ سے ملنے کے لیے آتا حضرت ان سے بڑی محبت اور شفقت سے پیش آتے اور جب کبھی بھی ۱۹۵۴ء میں اس فقیر کو حاضری کا موقع ملا تو حضرت فرماتے "الرحمہ قاری صاحب ہم کو راحت پہنچائیے اور قرآن کی تلاوت کیجئے۔ یا حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پڑھیے" آپ کو خصوصیت کے ساتھ اعلیٰ حضرت کی نعت سننے کا بڑا اشتیاق تھا۔ چنانچہ جب بھی آپ کی خدمت میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا تو آپ ہمیشہ فرمائش کرتے تھے اور مدینہ پاک کی سرزمین جہاں سرکارِ مدینہ جلوہ گر ہیں اور آپ سے نسبت رکھنے والے ایک معمر بزرگ کی موجودگی میں نعت شریف پڑھنے کا اور سننے کا جو لطف اور مزا ہے وہ صرف وہیں حاصل ہوتا ہے۔ ۲۷ دن قیام کا اتفاق ہوا اور ان ۲۷ دنوں میں شاید ہی کوئی دن ایسا ہو جو حضرت کی خدمت میں حاضری نہ ہوئی ہو۔ ہمارے ساتھ حاجی عبدالشکور مرحوم تھے ان کی خواہش پر ایک محفل میلاد شریف ترتیب دی گئی اس میں مدینہ کے بہترین نعت خواں شریک ہوئے۔ دمشق کی جماعتیں بھی مدعو تھیں اور شام اور مصر کے علماء بھی موجود تھے۔ حضرت مولانا اس کی صدارت

marfat.com

زمارہے تھے اس میں جو میلاد شریف کا لُطف آیا اسکی کیفیت کیا بیان کی جاسکتی ہے۔ اس محفل میں اتفاق سے حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب مرحوم بھی مدعو تھے اور شیر پنجاب مولانا محمد بشیر صاحب (سیالکوٹی) بھی موجود تھے اور اتفاق سے اس محفل پاک میں سیّد عبدالسلام شاہ حسنی شاذلی جو مصری قاری تھے اُنہوں نے قرأت سے اس کا آغاز کیا۔ بڑی پُرسوز آواز تھی اور آواز کے ساتھ ان کے اندر روحانیت بھی تھی اور مسلک بھی ان کا عمدہ تھا۔ تلاوت کے بعد انہوں نے ایک نعت بھی سُنائی۔ پھر حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی تشریف لائے اور اس محفل میں پہلی بار حضرت کی زیارت سے مشرف ہُوا۔

جہاں تک حضرت کی پیدائش کا تعلق ہے تو آپ سیالکوٹ کے ایک قصبہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کو سلسلۂ قادریہ میں اعلیٰحضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی سے بیعت و خلافت حاصل تھی۔ آپ نے کچھ تعلیم حضرت ابوالمساکین (حضرت مولانا وصی احمد) جو پیلی بھیت کے رہنے والے تھے ان سے حاصل فرمائی۔ پھر بریلی سے ہوتے ہوئے بغداد شریف روانہ ہوگئے۔ بغداد شریف میں ایک عرصہ دراز تک رہے۔ اور ہمیں یہ بھی معلوم ہُوا ہے کہ حضرت پر جذب کی کیفیت طاری تھی۔ بغداد سے حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر حضرت مولانا مکّہ مکرمہ روانہ ہوئے اور حج سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ تشریف لے گئے[1] اور پھر دیارِ حبیب میں مستقل قیام فرمایا اور تقریباً ستّر یا پچھتر سال گزر رہے ہیں حضرت مولانا مدینہ منورہ میں قیام فرما ہیں۔

اوّل تو مولانا نے اس مقصد سے مدینہ منورہ میں رہنے کا ارادہ فرمایا کہ ایک تو حضور کا قرب حاصل ہو، دوسرے یہ کہ زندگی کے آخری لمحات وہیں ختم ہوں تاکہ جنت البقیع میں دفن ہونے کا شرف حاصل ہو یہ آپ کی دلی تمنا ہے اسی وجہ سے وُہ حج کے لیے بھی تشریف نہیں لے جاتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں حج کے لیے جاؤں اور وہاں مجھے موت آجائے اور میں جنت البقیع میں دفن ہونے سے محروم ہوجاؤں۔ بعد ازاں قرب اور بڑھتا گیا۔ شاید کہ حضرت مولانا کو یہ پتہ چل گیا تھا کہ مدینہ منورہ کی

---

[1] حضرت مدنی بغداد سے سیدھے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔

marfat.com

سرزمین میں ہی دفن ہونا نصیب ہوگا۔ تو اس کے بعد حضرت مولانا حج کے لیے تشریف لیجایا کرتے تھے۔ چنانچہ ۱۹۷۰ء میں یہ فقیر حاضر ہوا تھا تو بھائی حاجی انور توکل کے ساتھ ہم مولانا کو اپنی گاڑی میں لے کر مکہ مکرمہ بھی گئے وہاں سے منا اور عرفات بھی گئے تمام مقامات مقدسہ کی زیارت کی اس موقع پر مولانا کو شب و روز دیکھنے کا موقع ملا۔ مولانا کی خوبیاں کیا بیان کی جائیں کہ ہمیشہ کچھ نہ کچھ وظائف میں مصروف رہتے یا ذکرِ قلبی میں مصروف ہوتے تھے۔ اور اگر چپ بھی بیٹھتے تو یوں لگتا کہ آپ کا قلب ذکرِ الٰہی میں مشغول ہے اور وہ اللہ اللہ کر رہا ہے۔ مُزدلفہ کی رات بھی عجیب رات تھی کہ رات میں مولانا باوجود کمزوری کے بڑھاپے میں کمبل کندھے تک اوڑھ کر ذکرِ الٰہی میں مصروف رہے اور زار و قطار آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تھے۔ منیٰ میں محفل پاک منعقد ہوئی تھی اور وہاں بہت سے لوگ نعت پڑھنے کیلئے آتے۔ مولانا کی تشریف آوری کا سُن کر دُور دُور سے لوگ آتے اور مولانا کی خدمت میں حاضر ہو کر جاتے تھے۔

بہرحال وہ بڑا پُرلطف وقت تھا۔ وہاں سے واپسی مولانا کے ساتھ ہوئی اور مدینہ شریف میں حاضری دی تو ہم نے دیکھا کہ بڑے بڑے علماء اور مشائخ حضرت کی خدمت میں حاضری دیتے تھے۔ بلکہ ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ مدینہ شریف میں جو بڑے بڑے بزرگ ہیں وہ سب کے سب روزانہ مولانا کی خدمت میں سلام کے لئے حاضر ہوتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مولانا کی ذات والا صفات کو اہل مدینہ بھی بہت بزرگ سمجھتے ہیں۔ میری موجودگی میں ترکستان کے ایک بزرگ جن کا نام صامی رمضان گل تھا جن کے اٹھارہ لاکھ مرید ترکی میں ہیں وہ بھی مولانا کی زیارت کے لیے تشریف لائے اور مولانا نے ان کو چائے پر مدعو کیا فروٹ وغیرہ کا بھی اہتمام کیا گیا تھا اور مجھے بڑی حیرانی ہوئی کہ مولانا صامی رمضان گل اپنے ہاتھ سے کیلے کے ٹکڑے کر کے ہمارے سامنے رکھتے جاتے تھے۔ میں نے مولانا سے پوچھا کہ حضرت یہ کیا طریقہ ہے۔ فرمایا کہ یہ ترکستان کا طریقہ ہے کہ جب پھل وغیرہ کاٹے جاتے ہیں تو ان کے ہاں جو بزرگ ہوتا ہے وہ اپنے

marfat.com

ہاتھ سے ٹکڑے کر کے سب لوگوں میں اپنے ہاتھوں سے تقسیم کرتے ہیں تو یہ اپنے علاقہ کی عادت کے مطابق کر رہے ہیں ، اور مجھے فخر ہے کہ حضرت نے مجھے دو ٹکڑے عطا فرمائے ۔ اسی طرح مولانا سیّد بدرالدین حسینی جو شام کے قطب کے بیٹے ہیں وہ مولانا کی خدمت میں دوزانو ہو کر بیٹھتے ہیں ۔ اور بار بار حضرت سے درخواست کرتے ہیں کہ حُضور ہمارے لیے دُعا فرمائیں ۔ دمشق کے لوگوں کو بھی دیکھا کہ وہ بھی مولانا کی خدمت میں بڑے ادب سے بیٹھتے تھے مولانا کے پاس وہ کتاب بھی موجود ہے جو اعلیٰحضرت نے " الدولۃ المکیہ " کے نام سے لکھی تھی ، اور کتاب کے دس ایڈیشن اعلیٰحضرت کی موجودگی میں شائع ہوئے تھے اور اعلیٰحضرت نے اس پر دستخط فرمائے تھے ۔ ہماری خواہش پر آپ نے کتاب کی زیارت کروائی اور یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ ہم نے اعلیٰحضرت رحمہ سے عرض کی کہ حُضور چند گھنٹوں میں آپ نے یہ کتاب لکھی ہے تو ہم کسی مخالف کے سامنے کہیں تو وُہ یہ کیسے یقین کرے گا تو اعلیٰحضرتؒ نے فرمایا " کہ مخالف تو بہت سی باتوں پر یقین نہیں رکھتے ، لیکن اہل محبت کے لیے یہ بات کافی ہوگی کہ جب اس فقیر نے کتاب کو لکھنا چاہا اور عظمتِ مصطفےٰ کے ڈنکے بجانے کے سلسلہ میں مسئلہ شرعی لکھنا چاہا تو اسوقت بخار کی حالت میں زم زم شریف پر وضو کر کے طوافِ کعبہ کر کے اور مقامِ ابراہیمؑ پر دو رکعت نماز پڑھ کر کتاب لکھنا شروع کی تو مجھے یہ محسوس ہوتا تھا کہ میرے دائیں جانب حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہیں ، اور بائیں جانب حُضور غوثِ اعظم تشریف فرما ہیں ۔ اور فرماتے کہ بیٹا یوں لکھو گویا میرے قلب پر القا ہوتا تھا وہ کتاب مولانا کے پاس موجود ہے ۔ مولانا کے ارشاد کے مطابق یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کے پاس ایک سلسلہ معمریہ بھی ہے سلسلہ معمریہ میں حضرت شاہ دولہ جو گجرات کے ایک بزرگ تھے ان کی عمر بہت طویل تھی اور یہ سلسلہ حضور غوث پاک سے چار واسطوں سے جا ملتا ہے ۔ ایک دفعہ اس فقیر نے عرض کی کہ حضرت مدینہ منورہ میں آپ رہتے ہیں ساری دنیا کے علماء اور

marfat.com

اور بزرگ آتے ہیں۔ آپ ان لوگوں کا حال بتائیے جو الجزائر، شام اور مصر وغیرہ سے آتے ہیں ان سے کو آپ نے کیسا پایا۔ فرمایا کہ بڑے بڑے بزرگ یہاں آتے ہیں۔ ایک بزرگ الجزائر سے آئے تھے جن کا بڑا نورانی چہرہ تھا۔ ۱۲۰ سال کی عمر تھی ان کے ساتھ بہت باادب قسم کے مرید موجود تھے میں نے ان کی بھی زیارت کی اور دیگر مشائخ کرام کی بھی زیارت کی اور کرتا رہتا ہوں لیکن میری نظر میں میرا شیخ ہے میرا شیخ ہے یہ مولانا کے الفاظ تھے گویا اعلیٰحضرت کی محبت اور عقیدت اتنی پختہ ہے کہ بس اپنے شیخ کے گن گاتے ہیں دن میں کتنی مرتبہ اعلیٰ حضرت کا نام مولانا کی زبان پر آتا ہے اور بسا اوقات اعلیٰحضرت کے اشعار مولانا پڑھتے تھے اور بڑا لطف لیتے تھے۔ اللہ تعالےٰ مولانا کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ یہ چند کلمات حضرت سے جو سلسلے میں داخل ہوئے ان کے اشتیاق پر اس فقیر نے جو کچھ اس کی معلومات تھی عرض کر دی، تاکہ یہ نئے ہمارے رضوی جو کہ اس وقت ہمارے ہیں ان کو مولانا کی شخصیت سے تھوڑا سا تعارف حاصل ہو جائے تو میں نے اپنی معلومات کے مطابق یہ چند کلمات کہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور ہم سب کو اعلیٰحضرت کے مسلک پر ثابت قدم رکھے اور اعلیٰحضرت کے خلیفہ اور ان کے صاحبزادے جو کہ موجود ہیں اللہ تعالیٰ ان کا سایہ کرم ہمارے سروں پر دراز کرے۔

آمین بجاہِ سید المرسلین

marfat.com

ضیائے مدینہ

اللہ کریم کے کرم سے میں اپنے والد محترم کے ہمراہ ۱۹۵۷ء کو پہلی بار مدینۃ المنورہ حاضر ہوا۔ جانے سے قبل اکابرین سے سُنا تھا کہ مدینۃ المنورہ میں ضیائے مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب تشریف فرما ہیں، جو زیارت کے قابل ہیں۔ چنانچہ میں تلاش کر کے باب السلام کے جنوبی بازار میں مغرب کی طرف ایک گلی میں حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بڑی شفقت سے پیش آئے۔ گوجرانوالہ کا نام سُن کر فرمایا، آپ ہمارے پڑوسی ہیں۔ کیونکہ میں سیالکوٹ ضلع کا ہوں۔ دو دن کے بعد کی محفل میلاد میں آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ میں دو دن بعد حاضر ہوا محفلِ میلاد جمی اور خوب جمی، مزہ آگیا۔ بہزاد لکھنوی نے اپنا پُر تاثیر کلام سنایا دیگر نعت خوان حضرات بھی سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حضور اظہار عقیدت کرتے رہے ایک شعر ہنوز یاد ہے ؎

شفاعت کے موتی انہی پر لٹیں گے
اُڑیں گے جو بن کر غبار مدینہ

صلوٰۃ وسلام ہوا، محفل ختم ہوگئی، میں اور میرے والد مکرم حضرت صاحب کے پاس بیٹھے رہے ایک بے ریش عرب خاصا وقت حضرت صاحب کے ساتھ عربی میں گفتگو کرتا رہا۔ جب وہ چلا گیا۔ تو آپ نے بتایا کہ یہ مغرب (طرابلس) کا جید عالم ہے خوش اعتقاد اور خطیب ہے۔ لیکن ڈاڑھی نہیں۔ پاکستان خوش قسمت مُلک ہے کہ وہاں کے علماء دیندار متقی ہیں۔ یہ پہلے سفر

marfat.com

کی ملاقاتیں تھیں۔

اس کے بعد جب مدینۃ المنورہ حاضر ہُوا۔ حضرت سے اکثر ملتا۔ لگ بھگ سو دفعہ حضرت صاحب کے ہاں حاضری ہوئی ہوگی۔ ایک بار میں نے کلاسوال کے گھر سے نکلنے کی زندگی ۴۹ سالہ نشیب و فراز کی منقل روئداد سُنی۔ واقعات سُن کر حضرت کی استقامت دینی پر بے ساختہ تحسین کرنی پڑی، والد کے مرزا قادیانی کیطرف راغب[1] ہونے سے ناراض ہوکر حُبِ رسول علیہ السلام میں سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چل کر گھر کے آرام کو خیرباد کہا۔ فرمایا، میری عمر ۲۰ سال سے بھی کم تھی کہ طلب علم کے لیے مولانا وصی احمد سورتی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھنے پیلی بھیت چلا گیا۔ اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ سے گاہے گاہے ملاقات ہوتی۔ اور پھر اعلیٰ حضرت سے ہی شرف بیعت حاصل کیا۔ ۱۳۱۸ھ میں بغداد چلا گیا۔ آٹھ سال بغداد رہا نویں سال مدینۃ المنورہ آگیا۔ پھر مستقل مدینہ شریف کا ہی ہوگیا۔ عربوں اور ترکوں کی جنگ میں ترکوں نے احترام حرمین شرفین کی وجہ سے حرمین میں جنگ نہ کرنے کا یکطرفہ فیصلہ کیا اور دیندار لوگوں کو اپنی حفاظت میں ساتھ لے گئے۔ اس غیر محفوظ وقت میں کچھ عرصہ کے لیے مدینۃ المنورہ سے غیر حاضری رہی، امن ہونے پر پھر مدینہ شریف آگیا۔ تیسری بار عزیزم فضل الرحمٰن (مولانا کے صاحبزادے اور نورانی صاحب کے خسر) کی بیماری کے علاج میں ان کو لے کر حیدر آباد گیا۔ دوسری بار اعلیٰحضرتؒ کی زندگی کے آخری دنوں میں بریلی شریف گیا۔ اور اعلیٰحضرت کی وفات کے چند دن قبل پھر مدینہ شریف آگیا۔ سعودی حکام نے مدینہ شریف سے نکالنے کی متعدد کوششیں کیں لیکن میں دربار رسالت میں حاضر ہوکر عرض معروض کرتا، تو کوئی نہ کوئی سبب مدینہ شریف رہنے کا بن ہی جاتا۔

فرمایا: ایک بار تو پولیس نے میرا سامان اٹھا کر گھر سے باہر پھینک دیا میں پریشان ہوکر گلی میں سامان کے پاس کھڑا تھا۔ سپاہیوں کی نظریں جونہی ذرا غافل ہوئیں، میں روضۂ اقدس کی طرف بھاگ گیا اور رو رو کر حضور علیہ السلام سے نجدیوں کی شکایت کی۔ جب دل

---

[1] یہ وہ زمانہ تھا جبکہ مرزا نے دعوے نبوت نہیں کیا تھا۔ یہ قطب مدینہ کی کرامت تھی کہ مرزا کے آئندہ حالات ان پر منکشف ہوگئے۔ (مرتب)

marfat.com

کا بوجھ ہلکا ہوا میں واپس اپنی گلی میں پہنچا، تو پولیس نے خود ہی سامان اندر رکھ دیا تھا اور مجھے بتایا گیا کہ گورنر مدینہ کے تازہ حکم میں شہر بدری کا آرڈر منسوخ کر دیا گیا ہے۔ کئی بار حاسدین نے الزامات لگائے اور حکام کو میرے خلاف مشتعل کیا، لیکن الحمدللہ! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حفاظت فرمائی۔ دشمن خائب و خاسر ہوئے۔ ۱۹۶۳ء میں راقم پھر مدینۃ المنورہ حاضر ہوا۔ تو اس وقت نورانی میاں صاحب بھی وہاں موجود تھے۔ بڑی بے تکلفی سے محمد انور الخیاط کے ہمراہ حضرت صاحب سے طویل نشست نصیب ہوئی۔

ایک بار راقم نے عرض کی، حضور ایک دورہ پاکستان کا فرمائیں ہماری سعادت ہوگی نئی اسلامی مملکت دیکھ آئیں فرمایا آپ پاکستان کا کہہ رہے ہیں میں نے تو ساری زندگی اس تمنا میں بسر کی ہے کہ مدینہ مدفن بنے اب تو میں حج کو بھی نہیں جاتا کہ کہیں مدینہ سے باہر موت نہ آجائے۔ بس مدینہ کی موت کا انتظار ہے۔

باب مجیدی والے مکان میں ایک بار حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کی یادگار محفل منعقد ہوئی جو ناقابلِ فراموش ہے محفل میں شریک ہر فرد پر محویت طاری تھی عرب و عجم کے رفقاء شریک تھے۔ ایسے ہی ایک باغ شمیسہ میں محفلِ میلاد ہوئی کچھ بزرگوں نے کھڑے ہو کر ذکرِ جہر کیا ان کا استغراق دیدنی تھا سب پر کیف طاری ہو گیا۔ افسوس کہ کیف کو الفاظ کے قالب میں ڈھالا نہیں جا سکتا۔ عام طور پر روزانہ گھر میں محفلِ میلاد منعقد ہوتی۔ شیخ محمد حسین رمزی میمنی، حاجی آدم۔ انور الخیاط، مستری نور محمد، حنیف قادری، صوفی اقبال، مرزا شکور بیگ۔ قاری مصلح الدین۔ میاں جمیل احمد شرقپوری، حافظ تجلی اکثر حاضر ہوتے ہر روز لنگر چلتا، حاضرین کو خوشبو لگائی جاتی، صلوٰۃ و سلام ہوتا حاضرین روحانی و جسمانی طور پر شاد کام ہوتے۔

۱۹۷۹ء میں برادرم حاجی عبدالمجید کٹاریہ فیصل آبادی میرے ہمراہ تھے۔ انہوں نے عرض کی حضور میں نے ایک تعویذ آپ سے بہت عرصہ قبل حاصل کیا تھا، سر درد کے لیے بہت مفید ثابت ہوا۔ براہ کرم ایک تعویذ اور عطا فرما دیں، فرمایا میں چشتی صاحب کو اجازت دیتا ہوں وہ آپ کو لکھ دیا کریں گے اس کرم نوازی پر مجھے بہت مسرت حاصل ہوئی دوسرے دن

marfat.com

اپنے ہاتھ سے تعویذ لکھ کر مجھے عطا فرمایا اور اوراد و وظائف قادریہ کی تلقین کی۔ واپسی سے ایک روز قبل میں حاضر ہوا، اجازت چاہی تو انتہائی ذرہ نوازی سے سلسلہ قادریہ کی خلافت عطا کی۔ الحمدللہ علیٰ ذلک۔

۱۹۸۰ء میں پھر حاضر ہوا تو اوراد و وظائف کے متعلق استفسار فرمایا میں نے عرض کی تعمیل ہو رہی ہے بہت خوش ہوئے اور بیٹے بیٹے پکڑ کر گلے سے لگا لیا۔ حضرت! اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ کے مسلک کی ڈٹ کر حمایت فرماتے، مجھ سے میرے گھر کا رہا کے علاوہ پیر بہاؤالدین صاحب مرید کے اور مولانا محمد صادق صاحب گوجرانوالہ کی بھی خیریت پوچھتے دیوبندیوں کی ابن الوقتی پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا: کہ جب تک حرمین الشریفین پر سعودیوں کا قبضہ نہیں تھا دیوبندی محمد بن عبدالوہاب کو بُرا کہتے تھے لیکن جب سعودیوں کو اقتدار حاصل ہوا تو یہ اس کی حمایت کرنے لگے مالی منفعت کے پیشِ نظر پالیسی تبدیل ہو گئی۔ اُسی سفر میں اپنے عزیز محمد انور محمد اکبر صاحب کے گھر میں موجود تھا کہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب گھبرائے گھبرائے تشریف لائے۔ استفسار پر بتایا کہ حضرت (مولانا ضیاء الدین) بیمار ہیں۔ پیشاب کی رکاوٹ ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے حضرت کو ہسپتال لے جانے کے لیے محمد اکبر المنیاط کو بمعہ ان کی موٹر ساتھ لیا اور چلے گئے، شام کو اکبر صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ ہسپتال داخل ہو گئے ہیں اگلے دن ہسپتال حاضر ہوا نالی لگی ہوئی تھی اور لیٹے ہوئے تھے، میں نے سلام عرض کیا! مجھے پکڑ کر گلے سے لگا لیا اور محبت کا اظہار فرمایا۔ چند دن کے بعد میری واپسی تھی پھر ہسپتال حاضر ہوا اجازت چاہی پھر ہمکنار ہوئے دیر تک دعائیں دیتے رہے، میں بچشم پُرنم رخصت ہوا۔ یہ حضرت کی زندگی کی آخری ملاقات تھی۔ ۱۹۸۱ء میں میرے بھائی حاجی بشیر احمد صاحب حج کو گئے ہوئے تھے ان کی مدینۃ المنورہ کی حاضری کے ایام میں حضرت کا انتقال ہوا، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اللہ تعالیٰ ایسے عاشقانِ رسول کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہر آنکہ از شرابِ وفا مستند
سلام ما برسانید ہر جا کہ ہستند

marfat.com

عقیدت کا رشتہ

اہلِ علم و عرفان کے جو قافلے مدینہ طیبہ میں بارگاہِ محبوبِ رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کا شرف حاصل کر کے وطن واپس لوٹتے، جن سے بھی اس فقیر کو ملاقات کا شرف حاصل ہوتا وہ سب مدینہ طیبہ کی ایک ہستی کی تعریف میں رطب اللسان ہوتے اسکے محامد و کمالات بیان کرتے کرتے ان کو کبھی سیری نصیب نہ ہوتی، بار بار اور ہر سال ارباب درد و محبت کی زبان سے اس شخصیت کے کمالات سُن کر اس فقیر کے دِل میں ایک غائبانہ اُلفت و عقیدت کا رشتہ قائم ہوگیا۔ دِل میں یہ آرزو انگڑائیاں لینے لگی کہ جب بھی بخت خوابیدہ بیدار ہوُا اور قسمت نے یاوری کی اور مدینہ طیبہ کے معطر اور معطر شہر کی گلیوں میں اڑنے والی خاک کے ذرّوں کو آنکھوں کا سرمہ بنانے کی سعادت نصیب ہوئی تو اس مردِ حق کی زیارت کروں گا۔ جس کی اس قحط الرجال کے زمانہ میں بلا استثناء ہر شخص تعریف و توصیف کرتا ہے۔

جب حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ کرم ہوئی اور ۱۹۸۰ء میں عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد مدینہ طیبہ میں حاضری کا شرف نصیب ہوُا تو بارگاہِ رسالتِ پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کی سعادت حاصل کرنے کے بعد میں اس محبوب ہستی کی تلاش میں نکلا جسے حضرت مولانا ضیاء الدین احمد کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

حرم نبوی شریف کے بالکل قریب ایک گلی میں داخل ہوُا اس گلی میں ایک مکان کا پتہ دیا گیا کہ اسمیں ایک عاشق رسول قیام فرما ہے، جو نہ صرف خود عشق نبوت،

marfat.com

کے بادۂ گلفام سے مخمور رہتا ہے بلکہ جس کو بھی اس مردِ حق کی صحبت نصیب ہوتی ہے، اس کے دِل میں بھی عشقِ مصطفوی کا چراغ روشن کر دیتا ہے۔ جب میں ایک سادہ سے حجرہ میں داخل ہوا تو مجھے ایک سجادہ پر بیٹھا ہوا مردِ خدا نظر آیا جس کے چہرہ پر انوارِ الٰہی کی تجلیاں بکھر رہی تھیں، جس کی سادگی اور پُرکاری دلوں کو اپنا متوالا بنا رہی تھی۔ میری یہ پہلی ملاقات تھی۔ لیکن اس کریم النفس ہستی نے مجھے وہ پذیرائی بخشی کہ ساری اجنبیتیں کافور ہوگئیں مجھے یوں محسوس ہونے لگا کہ میں اس محفل کے دیرینہ حاضر باش لوگوں میں سے ہوں۔

حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کی محفل میں ہر رات عشاق حبیب کبریا علیہ الطیب التحیۃ والثنا ایک جمگھٹا لگا رہتا۔ جو بڑی پُرکیف لے میں نعتیں پڑھ کر بارگاہِ محبوب رب العالمین میں اپنے نیاز مندوں کا ہدیہ نیاز و عقیدت پیش کرتے، وقت کے گزرنے کا احساس تک نہ ہوتا۔ اختتام پر حضرت مولانا دعا خیر فرماتے اور حاضرین کو بڑے محبت بھرے انداز میں الوداع کہتے۔ جتنے روز مدینہ طیبہ میں حاضری کی سعادت نصیب رہی شاید ہی کوئی شام ایسی گزری ہو کہ اس پاک محفل میں شرکت میسر نہ آئی ہو۔

جن لوگوں نے آنجناب کی نیابت کی ہے یا جنہیں ہمنشینی کا شرف نصیب ہوا ہے وہ کبھی ان نورانی لمحوں کو فراموش نہیں کر سکیں گے۔ ریاض الجنۃ میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور مواجہہ شریف کے سامنے سے گزرتے ہوئے اور اپنے آقا کی بارگاہ میں ہدیہ صلوٰۃ و سلام پیش کرتے ہوئے جنت البقیع شریف میں اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی طرف اپنی آخری آرامگاہ میں جلوہ فرما ہوگئے۔

حجاز مقدس کے اکابر اہلسنت آپ کے حلقہ عقیدت میں داخل تھے۔ اللہ تعالیٰ جنت البقیع کے اس پاک گوشہ پر اپنی انگنت رحمتیں نازل فرمائے جس کے ایک کونہ میں اپنے محبوبِ کریم کا دُلارا اپنے عشاق کی آنکھوں کا تارا آرام فرما ہے۔

marfat.com

اہل سنّت والجماعت کے اکابر جو حُسنِ اتفاق سے وہاں موجود تھے انہوں نے ان کے فرزند ارجمند حضرت مولانا فضل الرحمٰن کی دستار بندی کی۔ غریبوں سے محبت، فقراء کی دلنوازی، مسافروں سے پیار اور شان دلبری جو آپ کے پدر بزرگوار قدس سرہٗ کی خصوصیات تھیں آپ کی ذات میں یہ سب صفات بڑے بانکپن سے جلوہ فرما ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس خانوادۂ قدسی صفات کے فیوض و برکات کو تاقیامت جاری و ساری رکھے طالبانِ حقیقت حاضر ہوتے رہیں اور گوہر مقصود سے اپنے دامنِ طلب کو معمور کرتے رہیں، آمین ثم آمین

حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قدس سرہٗ کے شاگردوں اور مستفیدین کا شمار ممکن نہیں۔ اسی طرح آپ کے مریدین کی تعداد بھی بے حدود بیحساب ہے، صرف حجاز مقدس میں نہیں بلکہ عرب و عجم کے ہر خطّہ میں آپ کے عقیدتمند اور خلفاء موجود ہیں جو اپنے اپنے مقام پر اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اپنے شیخ طریقت مرشد معظم اور مربّی کامل کے مقاصد عالیہ کو پورا کرنے میں اپنی محنتیں صرف کر رہے ہیں۔ ان میں ایک ایسا آفتاب عالمتاب بھی ہے جس کے علم و فضل کے انوار سے وادی بطحا کے در و دیوار اور کوچہ و بازار جگمگا رہے ہیں جس کو عالم اسلام کے تمام علمی اور روحانی حلقوں میں بڑی عزت و قدر کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے، جن کی علمی تصنیفات اور آپ کے مجالسِ وعظ میں آپ کے پند و نصائح اور آپ کے حلقہ درس میں حاضر ہونے والے طالبانِ علم حق فیض یاب ہو رہے ہیں میری مُراد السّید محمد بن علوی المالکی الحسنی الہاشمی کی ذات والا صفات ہے۔

اللّٰھم ایاک نعبد وایاک نستعین اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین وصلی اللہ علی اخیر خلقہ ونورِ عرشہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین ط

۱۰ر شوال المکرم ۱۴۰۶ھ پیر محمد کرم شاہ

marfat.com

تذکارِ جمیلہ

مجھے اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کی ذات جامع الصفات سے بے پناہ عقیدت ہے اور اس ناطے سے مجھے ان کے خلفاء سے بھی ارادت ہے۔

؎ غالبؔ ندیم دوست سے آتی ہے بوئے دوست

اس سلسلہ میں میرے دِل میں اعلیٰ حضرت کے نامور خلیفہ حضرت شیخ العرب والعجم علامہ شاہ ضیاء الدین احمد قادری مدنی سے عقیدت و احترام کا جذبہ ایک عرصے سے موجزن تھا۔ میرے حبیب لبیب مفکرِ اہل سنت حضرت مولانا الحاج حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری کی محفلوں میں بھی اکثر حضرت علامہ مدنی کا ذکر موضوع گفتگو رہتا تھا۔ ان تذکارِ جمیلہ سے حضرت مدنی سے میری محبت میں اور اضافہ ہوتا گیا۔ اور میں نے اپنی عقیدت کے اقتضاء سے اپنی تالیف محاسن کنز الایمان کا انتساب حضرت علامہ مدنی کے اسم گرامی سے کیا۔

مبداء فیاض کی کرم گستری سے مجھے ۱۹۷۷ء میں حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس سفرِ سعادت پر روانہ ہونے سے قبل میں جب حضرت حکیم صاحب قبلہ سے ملا تو ان سے حضرت علامہ مدنی کا پتہ نوٹ کرلیا۔ جب مکہ معظمہ کے قیام کے بعد مدینہ منورہ حاضری دی تو ایک روز حضرت علامہ مدنی کے دولت کدہ کا پتہ دریافت کرتے ہوئے ان کی خدمت میں جا پہنچا۔ اس وقت حضرت علامہ مدنی کے اردگرد ان کے بہت سے معتقدین بیٹھے ہوئے تھے جن میں کچھ پاکستان کے تھے اور کچھ دوسرے ممالک کے تھے۔ میں السلام علیکم کہہ کر حضرت علامہ مدنی سے مصافحہ کرکے بیٹھ گیا۔ حضرت علامہ مدنی کی نورانی صورت دیکھتے ہی میرا دِل گواہی دینے لگا کہ آپ واقعی خاصانِ خُدا میں سے ہیں۔ حضرت علامہ مدنی نے میری

marfat.com

طرف غائر نظر سے دیکھا اور اشارہ کرتے ہوئے فرمایا میرے پاس آجائیں۔ چنانچہ میں ان کے پاس بیٹھ گیا۔ حضرت علامہ مدنی نے مجھ سے وطن کے متعلق دریافت کیا، تو میں نے عرض کیا، میں پاکستانی ہوں اور مجھے آپ سے غائبانہ عقیدت رہی ہے اور آج خوش قسمتی سے آپ سے نیاز حاصل کرنے کا شرف نصیب ہوا ہے۔ مجھے اپنی ایک تالیف "محاسن کنزالایمان" کو آپ کے اسم گرامی سے معنون کرنے کا فخر حاصل ہے۔

محاسن کنزالایمان کا نام سُنتے ہی حضرت علامہ مدنی بے حد خوش ہوئے اور فرمایا تم نے قرآن کریم کی خدمت کرکے اپنا گھر جنت میں بنالیا ہے۔ میں تمہاری اس کتاب کو پڑھوا کر سُن چکا ہوں۔ مقامِ مسرت ہے کہ تم نے اسلامیانِ برصغیر کو قرآنِ مجید کے صحیح اُردو ترجمہ سے روشناس کرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ تم کو اس کا اجر جزیل عطا فرمائے۔ حضرت علامہ مدنی کی زبان سے ان کلماتِ تحسین کو سُن کر فورِ مسرت سے میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور دل میں اللہ کا شکر ادا کیا کہ اللہ کے فضل سے میری ناچیز علمی کاوش کی گونج برصغیر سے نکلکر دیارِ حبیب تک سُنائی دے رہی ہے ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس کے بعد حضرت علامہ مدنی نے چائے اور پھلوں سے تواضع فرمائی اور کمالِ شفقت سے کام لیتے ہوئے مجھے اپنے ہاں ٹھہرنے کی خواہش ظاہر فرمائی، میں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے عرض کیا کہ یہاں اپنے ایک ہموطن دوست کے ہاں میری رہائش کا خاطر خواہ انتظام ہے میں نے حضرت علامہ مدنی کی مصروفیات کے پیش نظر ان سے اجازت لی اُنہوں نے دُعائیں دیتے ہوئے رخصت فرمایا۔ ان کی بابرکت اور سعادت بخش صحبت کا اثر آج بھی دل و دماغ میں اسی طرح پاتا ہوں ؎

اُن کی محفل سے اُٹھ کر جو بھی آئے کامگار آئے
گلستان در نظر آئے گلستان درِ بہار آئے
حقیقت میں وہی سرمایہ عمر گرامی ہے
جو لمحات حسین ہم ان کی محفل میں گزار آئے

marfat.com

حضرت علامہ مدنی عالم اسلام کے جلیل القدر علمی اور روحانی رہنماؤں میں سے تھے۔
ان کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ صدیوں تک پُر نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ اس قسم
کی شخصیتیں صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں ؎

عمرہا در کعبہ و بُت خانہ می نالا حیلت
تا ز بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں

marfat.com

حضرت قبلہ کا وصال عالم اسلام کے لیے المیئے سے جو نا قابلِ تلافی ہے۔
میرے مربی اس دُنیا سے رُخصت ہو گئے بستیدی ہمیں بے آسرا
چھوڑ گئے خدائے برتر حضرت قبلہ کو اعلیٰ علیین میں خاص مقام عطا
فرمائے اور ان کے پس ماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے، یہاں
بھی فاتحہ خوانی ہوئی۔ اَب سوائے ایصالِ ثواب کے اور کیا
چارہ ہے۔ مولیٰ تعالیٰ کو منظور یہی تھا، خداوند کریم کو منظور یہی تھا۔
خداوند قدوس آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

قرآن کریم سے میں نے تاریخ وصال تخراج کی ہے
جس کے اعداد ۱۴۰۱ ہوتے ہیں۔

اِنَّ المتقین فی جنّٰت ونعیم

۱۴۰۱ھ

تقدس علی قادری رضوی
درگاہ شریف، پیر گوٹ،
خیر پور، سندھ
۶ ذوالحجہ ۱۴۰۱ھ

marfat.com

عیدی مِل گئی

خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ فرمایا، کہ ایک سال میں نے ماہ رمضان المبارک مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گزارا اور انوار و برکات کی برسات سے لطف اندوز ہوا۔ عید کے نماز ادا کر کے صاحب الجود والکرم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیۂ صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے لیے گیا۔ یہ پہلی عید تھی جو اپنے گھر والوں اور والدین سے دُور آئی تھی۔ مگر مدینہ منورہ میں عید کرنے کی خوشی بہت زیادہ تھی، ابھی سلام پیش ہی کیا تھا کہ دِل بھر آیا اور ہچکیاں بندھ گئیں۔ عرض کی حضور! ماں باپ آج کے دن نالائق اولاد کو بھی معاف کر دیتے ہیں ——— عیدی دے دیتے ہیں، محروم نہیں رکھتے۔ آپ تو مومنوں پر رؤف و رحیم ہیں، کرم ہی آپ کی شان ہے، مجھے بھی آج عیدی عطا کیجئے۔ یہی التجا جنت البقیع میں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور جبل اُحد سے متصل سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزاروں پر کی اور ان سے سفارش کے لئے کہا۔ والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدنا عبداللہ کی بارگاہ میں سفارش کی گزارش کی۔

میرا قیام شیخ العصر والعجم مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی قدس سرہٗ کے ہاں تھا جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ کے خلیفۂ مجاز تھے جو سلسلہ معمریہ، شاذلیہ، اشرفیہ اور دیگر سلاسلِ طریقت میں اجازت و خلافت رکھتے تھے۔ اس رات جب سویا تو خواب دیکھا کہ ایک مستطیل نما نہایت سنہری لوح (تختی) ہے اچانک ایک خوبصورت ہاتھ نمودار ہوا۔ اور اس نے ایک ایک حرف کی نمایاں الگ الگ خطاطی کرتے ہوئے لکھا

marfat.com

نام اس طرح کندہ کیا "محمد شفیع" میں دیکھ کر مسرور ہوا۔ میری آنکھ کھلی تو قریب ہی حضرت حضرت مدنی علیہ الرحمۃ مصلّٰی بچھائے وظائف میں مشغول تھے۔ میں نے حضرت کو خواب سنایا۔ حضرت نے قریب بلایا اور سینے سے لگا لیا۔ پوچھا کہ آج بارگاہِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ مانگا تھا؟ عرض کی جی ہاں عیدی مانگی تھی۔ فرمایا مولانا مبارک ہو، آپکو عیدی مل گئی ہے۔

بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک سنہری لوح دی ہے جس پر مقرب اور محبوب غلاموں کا نام لکھ لیتا ہوں۔ مولانا آج آپ کا نام محبوبوں میں شامل ہوگیا ہے۔ صبح ہوئی تو حضرت نے تمام سلاسل عالیہ میں مجھے خلافت و اجازت عطا فرمائی۔ میں نے عرض کیا میں گنہگار و نالائق ہوں اس نعمت کا خود کو اہل نہیں سمجھتا۔ حضرت نے فرمایا مولانا یہ ہماری طرف سے نہیں، اس کا بھی ہمیں حکم ہوا ہے۔ ہم تو تعمیلِ ارشاد کر رہے ہیں۔ [1]

---

[1] مولانا حیدر، ڈربن جنوبی افریقہ، مضمون مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، ہفت روزہ اخبار جہاں کراچی ۲۲ تا ۲۸ اپریل ۱۹۸۵ء ص ۱۷

marfat.com

غائبانہ عقیدت

حضرت امام اہلِ سنت مبنع رشد و ہدایت قبلہ مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی قطبِ مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکرِ خیر حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ (مولانا ابوالحسنات قادریؒ) نے اپنے سفرنامہ حج (رفیق السفر الی بلد خیر البشر) میں کیا ہے۔ لہٰذا اُن سے غائبانہ عقیدت تھی ۱۹۶۳ء میں پہلی بار غلافِ کعبہ کے وفد کے ساتھ مدینہ منورہ حاضری کی سعادت حاصل ہوئی تو حضرت قطبِ مدینہ کی زیارت سے بھی مشرف ہوا۔ اس کے بعد جب بھی حاضری ہوئی حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کے ہاں ہی قیام رہا۔ اور مختلف مسائل پر گفتگو رہی انتہائی شفیق، فاضلِ اجل، اہلِ نظر اور فنافی الرسول تھے۔ اُن کی ایک خاص قابلِ ذکر کرامت متعدد بار ظہور پذیر ہوئی، یہ کہ جب بھی سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور و اقدس پر حاضر ہو کر معروضات پیش کیں۔ ان کا جواب حضرت قطب مدینہ کی بارگاہ سے مِل گیا۔ اس سے ظاہر و باہر ہے کہ سرکارِ ابد قرار، ہادیٔ سُبل امام الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا آپ پر کس قدر احسان تھا۔ اور سرکارِ دو جہان نے آخر میں یہ کرم بھی فرمایا کہ اُن کی آخری آرام گاہ جنت البقیع شریف میں حضرت اہلِ بیت کرام کے قرب میں بنی۔

رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً

فقیر سید خلیل احمد قادری

۱۵ ذی قعدہ ۱۴۰۵ھ

ـــ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

marfat.com

○ عظیم مقدر

حج سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ حاضری کے دوران حضرت مولانا ضیاء الدین رحمۃ اللہ کی زیارت سے قیام کے دوران کئی مرتبہ مشرف ہوا گو آپ ان ایام میں محویت کے عالم میں تھے لیکن پھر بھی چند ایک خصوصیات نمایاں تھیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت و خلافت کے علاوہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے غلام کو اپنی بارگاہ کا خادم بنا کر رکھنا اور ہر وقت گنبد خضریٰ کے سامنے رہنا یہ عظیم مقدر کی بات ہے جو مدینہ طیبہ کی چند ساعت بہار ہی دیکھ لے وہ نہیں بھولتا اور جس شخصیت کو زندگی کا ایک حصہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گنبدِ خضریٰ کے سائے میں بسر کرنے کا موقع ملے۔ اور پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی "من شاء ان یموت بالمدینہ فلیمت بالمدینۃ" اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تمنا اور دعا اللّٰھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلک وفی بلد نبیک" حضرت قبلہ کا مدینہ شریف میں وصال اہل نظر سے اسکی عظمت پوشیدہ نہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلکِ حقہ پر استقامت نصیب فرمائے۔ آمین

فقیر سید محمد زبیر شاہ
چکوال

marfat.com

مخلصی فی الدین حکیم صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ،

اخبارات اور عزیز عبداللہ کی زبانی یہ معلوم ہو کر کہ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے ہیں، دلی صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ڈ

حکیم صاحب دیارِ رسول وہ دیار ہے جس کی ایک جھلک مسلمان کے لیے سرمایۂ ایمان و دین ہوتی ہے۔ اور جو شخص اس سعادت سے بہرہ ور ہوتا ہے اور چند لمحے قربِ رسول میں بسر کرتا ہے وہ اپنے آپکو دُنیا کا خوش قسمت ترین اور کامیاب ترین فرد سمجھتا ہے۔

یہ حالت تو ہوتی ہے اُس شخص کی جسے قربِ رسول میں چند لمحات گزارنے کا موقع ملتا ہے۔ اب اُس شخص کی خوش قسمتی اور علوئے بخت کا کیا کہنا، جس نے اپنی عمرِ عزیز کے پورے ساٹھ سال قربِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گزارے۔ جو نہ صرف خود عشقِ رسول و خدا میں سرشار تھا بلکہ جس شخص نے بھی اُس مردِ پاک باز کی صحبت میں چند لمحے بسر کیے وہ بھی عمر بھر کے لیے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت سے سرشار ہو گیا۔

مولانا کی جرأتِ ایمانی کا یہ عالم تھا کہ سعودی حکومت جیسی متعصب اور متشدد حکومت کے دَور میں لوائے کلمۃ الحق کو نصف صدی سے زیادہ تک بلند کیے رکھا۔ اُن کا گھر عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حریمِ جاں اور پناہ گاہ تھا۔

میری دُعا ہے کہ مولائے کریم اپنے فضل و کرم سے مولانا کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ اور اُن کے پسماندگان اور معتقدین کو صبر و ہمت کی دولت سے نوازے۔

حکیم صاحب مجھے اپنے غم میں برابر کا شریک سمجھیں۔ آپکو ناقابلِ تلافی غم پہنچا ہے۔

۱۱ر اکتوبر ۱۹۸۱ء سید نور محمد قادری والسلام مخلص

marfat.com

۷۸۶
۹۲

محترم ومکرم جناب حکیم اہلِ سنت حکیم محمد موسیٰ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ !

آپ کا نوازش نامہ موصول ہوا ۔ جناب مولانا ضیاء الدین رح کا دُنیا سے سفر کر جانا، اہل سنّت کے لیے بہت بڑا صدمہ ہے ۔ حق تعالےٰ اُن کو جنّت الفردوس میں مقام عطا فرمائے ۔ اور ہم لوگوں کو آپ کے برکات سے ہمیشہ فائز المرام رکھے ۔ آمین

والسلام

سیّد شرافت نوشاہی

marfat.com

وَلیٔ کامل

قدوۃ السالکین حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ متقی، صالح، اور کامل ولی اللہ تھے۔ مدینہ منورہ کی حاضری کے دوران آپ کی مجلسوں میں کئی بار حاضری ہوئی۔ بوجہ ضعیفی آخری ایام میں آپ کی بصارت کمزور ہوگئی تھی۔ کئی بار ایسا بھی ہوا کہ برکت کے لیے آپ کی محفل میں صرف بیٹھ کر ہی اُٹھ آیا، اگر آپ کو پتہ چل جاتا تھا تو قریب کر کے ازراہِ شفقت میرے ہاتھوں کو چوم لیتے تھے۔ یہ سعادت مجھے میرے والد بزرگوار حضرت محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وجہ سے حاصل ہوئی۔ میں نے حضرت قبلہ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں بیٹھ کر جو کچھ دیکھا وہ حاطۂ تحریر میں لانا ممکن نہیں۔ آپ بہت بڑے مقام و مرتبہ کے بزرگ تھے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے مقاماتِ شریفہ میں مزید ترقی فرماوے اور آپ کے صدقے ہم سب کے دین و دنیا میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے مطابق ہوں۔

سید محمد علی شاہ
سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف (اوکاڑہ)
پوسٹ بکس نمبر ۵۱
اوکاڑہ

marfat.com

منبعِ فیوض و برکات

حضرت مولانا شیخ العلم مخدوم العلماء سراج الملت والدین ضیاء الدین احمد القادری رضوی نزیل مدینۃ المنورہ گذشتہ ایام میں رحلت فرما گئے ہیں۔ آپ کی وفات اہلِ اسلام کے لیے ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ آپ کی ذات منبع فیوض و برکات تھی۔ موسمِ حج میں ہندوپاک کے جید علماء آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرفِ زیارت سے بہرہ ور ہوتے۔ آپ میں جو خوبیاں تھیں وہ آپ کے معنوی کمالات کی دلیل تھیں۔ جید اور ممتاز علماء میں آپ کا مقام اعلیٰ و اسنیٰ تھا۔ خلوص۔ تواضع، ایثار ایسی صفات سے آپ آراستہ تھے۔ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندہ تصویر تھے۔ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خُلفاء سے تھے۔ ایک طویل عرصہ سے مدینۃ المنورہ میں مقیم تھے۔ روضۂ مطہرہ کے سامنے آپ کا گھر تھا۔ ایام حج کے ماسوا، دیگر ایام میں آپ کے کاشانۂ فیض میں ہر روز رات کو محفلِ میلاد ہوتی۔ مدینۃ المنورہ کے مداحین عربی زبان میں مدحتِ رسولؐ میں نغمہ سرائی کرتے۔ جس سے حاضرین بہت متاثر اور محظوظ ہوتے علماء وعظ کرتے۔ خُدا کے فضل و کرم سے ایک محفل میں حضرت مولانا نے خُود میرا نام لے کر فرمایا: غلام رسول! اٹھ اور بیان کر۔ میں نے حسب ارشاد فضائلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر وعظ کیا۔ میرے بعد حضرت مولانا عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے وعظ فرمایا۔ یہ ۱۹۶۹ء کا واقعہ ہے۔

سن مذکور میں جب مجھے مدینۃ المنورہ اور روضۂ مطہرہ کی حاضری نصیب ہوئی تو آٹھ دنوں کی قلیل حاضری کے ایام میں روزانہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ اس سے

marfat.com

قبل غائبانہ رسم وراہ تھی ۔آپ اکثر قصور کے حجاج کے واسطے اپنا سلام مجھ کو بھیجا کرتے تھے ۔ یہ آپ کی نوازش تھی ۔حضرت امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہٗ کے صدقہ سے جب میں پہلی بار حاضر ہوا تو آپ نے میرا تعارف چاہا ۔میں نے عرض کیا ! حضور پاکستان کے ایک شہر قصور سے حاضر ہوا ہوں ۔ فرمایا: وہاں مولوی غلام رسول صاحب رہتے ہیں ۔ان کا کیا حال ہے ۔ میں نے شوق سے سرشار ہو کر عرض کیا ۔ حضور وہ غلام خدمت میں حاضر ہے ۔آپ بہت خوش ہوئے اور بڑے تپاک سے ملے ۔چائے کا پیالہ عطا فرمایا ۔ پھر کھانا کھلایا ۔ دستر خوان پر گجریلا بھی تھا ۔ مجھے خصوصیت سے فرمایا گجریلا کھاؤ ۔حضرت امیرِ ملت بڑے شوق سے کھایا کرتے تھے ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکو جوار رحمت میں مزید مدارج علیا فرمائے ۔

گوہر

marfat.com

مَرکزِ عُشّاق

فقیر کو حضرت خواجہ شیخ ضیاء الدین احمد قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے جو قلبی روحی تعلق تھا اور ہے وہ وہی جانتے تھے یا فقیر کا دِل۔ بندہ تو حضرت قیوم عالم بحرِ معرفت مولانا شاہ انعام الرحمٰن قدوسی چشتی صابری سہارنپوری قدس سرہٗ سے بیعت اور ان کا خلیفہ مجاز ہے لیکن حضرت قبلہ مدنی علیہ الرحمۃ سے جو گہرا تعلق ہے اس کا آئینہ دار ایک دستاویز محبت تحریری جو حضرت نے ۱۹۷۶ء کے رمضان المبارک میں عاجز کو عطا فرمائی تھی اسکی نقل ملفوظ ہے۔ فقیر کے متعلق وہ کراچی کے ہر حاجی سے دریافت فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترمی گرامی قدر حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

امید ہے کہ آپ کی صحت اچھی ہوگی۔

حضرت شیخ طریقت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی خبر اسلامیان پاکستان پر بجلی بن کر گری۔ حضرت صاحبؒ کا وجود نہ صرف یہ کہ ہم سب کے لیے ایک بڑا سہارا تھا بلکہ وہ ہمارے لیے مرکز کی حیثیت رکھتے تھے۔

مجھے یقین ہے کہ ان کے فیوض و برکات ہمیں وصال کے بعد بھی حاصل رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت صاحب کے درجات عالیہ کو بلند فرمائے اور حضرت کے وابستگان کے سروں پر آپ کا سایہ برقرار رکھے۔ آمین

حضرت صاحبؒ کا وصال صرف آپ ہی کے لیے نہیں، عالم اسلام بالخصوص اہل سنت کے لیے عظیم نقصان ہے۔ آپ حضرت کے علم، فضل اور تقوے کے صحیح جانشین ہیں۔ اور حضرت کے بعد آپ ہی ہماری امیدوں کا سہارا ہیں۔ امید ہے کہ آپ کی محبتیں، شفقتیں، سرپرستی اور فیض روحانی ہمیں حاصل رہیگا۔

میرے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی مدینہ طیبہ کی موت عطا فرمائے۔ آمین۔ دیگر دوستوں اور حاضرین کو سلام۔

آپکا مخلص

ظہور الحسن بھوپالی

marfat.com

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں ۱۹۵۶ء میں آقائے نعمت محدثِ اعظم پاکستان مولانا علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قادری قدس سرہٗ کی معیت میں جب مدینہ طیبہ کی حاضری اور دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا تھا تو اس وقت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے دامنِ کرم سے وابستہ رہ کر حضرت شیخ العرب والعجم قدس سرہٗ نے اس وقت جو پذیرائی بخشی تھی اور جن عنایاتِ کریمہ سے نوازا تھا ان کا نقشہ اب بھی نگاہوں کے سامنے ہے۔ آپ نے حضرت محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ المنان سے فرمایا کہ جب حضرت علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ کو میں نے اعلیٰحضرت مجدد دین وملت مولانا علامہ الشاہ الامام احمد رضا خاں قدس سرہٗ کی مبارک تصنیف "الدولۃ المکیہ" ان کی خدمت میں پیش کی تو وہ کتاب دیکھ کر فوراً سجدے میں گر گئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس وقت دنیا میں ایسے علماء حق موجود ہیں جو گستاخان رسول کا منہ بند کرنے کی صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ اور برملا اظہارِ حق کرتے ہیں، اور دلائل و براہین سے مخالفین کے اعتراضات کے جوابات دیتے ہیں۔ حضرت نے بتایا کہ علامہ یوسف نبہانی دیر تک کتاب کو چومتے رہے۔ اس واقعے سے جہاں یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ کا علماء حق کے نزدیک کیا مقام ہے وہاں یہ حقیقت بھی سامنے آجاتی ہے کہ وقت کے بڑے بڑے علماء حضرت شیخ العرب والعجم کی خدمت میں حاضر ہونے میں فخر محسوس کرتے تھے۔

آپ کے ہاں روزانہ شام محفلِ میلاد کا باقاعدگی سے اہتمام ہوتا تھا جس میں مختلف

marfat.com

بانوں میں بارگاہِ رسالت میں ہدیہ عقیدت پیش کیا جاتا تھا۔ آپ بڑے ذوق و شوق کے ساتھ نعتیں سنتے لیکن آپ فرماتے کہ محفل میلاد میں اگر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا کلام اگر نہ پڑھا جائے تو محفل نامکمل سی رہتی ہے۔ اس لیے آپ کہہ کر اعلیٰحضرت کا کلام سنتے تھے۔

حضرت شیخ العرب والعجم کی مہمان نوازی سے ہر وہ سُنی اچھی طرح واقف ہے۔ جسے مدینہ طیبہ کی حاضری کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ دن رات لنگر جاری رہتا۔ انواع واقسام کے عمدہ عمدہ کھانے تیار ہوتے، ایسا کبھی نہیں ہوا کہ محض معمولی سا کھانا کر لیا گیا ہو۔ بلکہ ہمیشہ عمدہ سے عمدہ کھانا پکتا اور ہر روز اقسامِ طعام میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔

حضرت شیخ العرب والعجم مولانا ضیاء الدین احمد علیہ الرحمۃ کی باتیں دل پر نقش ہیں، ان کی محفل مقدس کا منظر نگاہوں میں گھومتا رہتا ہے۔ ان کے ہاں کھائی ہوئی دعوت کی لذت اب بھی ہونٹوں پر محسوس ہوتی ہے اور ان کی ایمان افروز باتیں اب قلب و روح سرشاری کا باعث بنتی ہیں۔ فقط والسلام

marfat.com

انوار ہی انوار

۱۹۶۵ء میں پہلی بار مجھے دیارِ حبیب کی حاضری نصیب ہوئی، ایک روز عصر کے بعد حضرت مولانا ضیاء الدین کی خدمت میں حاضری ہوئی۔ پاکستانی سفارت خانہ کے ایک متدین کارکن ہمارے وفد کے ہمراہ تھے اب ٹھیک طرح نام یاد نہیں رہا شاید منہاس نام تھا بریلوی مسلک اور عشق رسول میں غرق، مجھے روضۂ رسولؐ پر روتے بلکتے دیکھا تو انہی نے حضرت مولانا ضیاء الدین کے گھر کا رستہ دکھایا۔ وہ حضرت سے بیعت بھی تھے اور آپ کے مقرب بھی، پہنچے تو یہاں محفل جمی ہوئی تھی۔ لوگ ایک نورانی شخصیت کے گرد ہالہ کئے بیٹھے تھے۔ منہاس صاحب پہلے ہی جاکر تعارف کرا چکے تھے۔ محبت سے ملے پاکستان سے آئی ہوئی مٹھائیاں منگوائیں چائے پیش فرمائی مگر ایسی چائے کہ اب تک ذائقہ دعائیں دیتا ہے فرمایا ہماری اپنی بکری کا دودھ ہے اسی لئے چائے میں خاص مزا ہے۔ محفل میں ایک نعت خوان بھی موجود تھے حضرت کے اشارے پر انہوں نے نعت سنائی جوار رسول میں۔ اس لیے بھی کہ مولانا کا گھر روضۂ رسولؐ اور مسجد نبوی سے چند سو گز ہی کے فاصلے پر تھا۔ اس درد بھری آواز نے محفل کو تڑپا دیا۔ حضرت کی حالت بھی دیدنی تھی۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی اور یہ ایک صاحب دل کی توجہ کا فیض تھا۔ کہ فضا میں ہر طرف انوار ہی انوار نظر آ رہے تھے۔

دوسری مرتبہ ۱۹۷۱ء کے بعد حاضر ہوا۔ اب ضعیف ہو چکے تھے۔ حسب معمول وہی لذیز چائے پلائی اور اس میں اپنی بیکراں شفقتوں کا رس گھول دیا۔ بطور خاص دعا کے لیے ہاتھ

marfat.com

اٹھائے اور چلتے ہوئے مدینہ منورہ کی کھجوریں بھی عطا کیں۔ میں نے خود تو آپ سے نہیں پوچھا البتہ ان کے قریبی حلقے سے تصدیق ہوئی کہ نماز وہ مسجد نبوی میں امام کے پیچھے نہیں پڑھتے ان کے خیال میں یہ لوگ بے ادب تھے میں نے بہت سے لوگوں کو ان کے اس مسلک پر تنقید کرتے بھی دیکھا مجھ عاجز کا اپنا حقیر عمل اس مسئلے میں ان کے عمل سے مطابقت نہیں رکھتا لیکن ایک بات واضح ہے۔ ان کا یہ انداز فکر بھی عشق رسولؐ ہی پر مبنی تھا۔ امام بدعقیدہ یا گستاخ ہے کہ نہیں اس پر تو بحث کی جاسکتی ہے لیکن جب ایک شخص یہ مانتا ہو کہ امام واقعی ایسا ہے تو پھر اس کے پیچھے اس کی نماز کیسے ہو سکتی ہے؟

میں نے مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع مرحوم سے ایک عجیب بات سُنی اور یہ بات شاید اُنہوں نے اپنے کسی رسالے میں بھی لکھی ہے اور جب حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کا انتقال ہوا اور کسی نے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کو اسکی اطلاع دی تو اُنہوں نے بے ساختہ ان کے لیے دعائے مغفرت کی، دیکھنے والے جانتے تھے کہ دونوں بزرگوں کے اختلافات کا زمانے بھر میں چرچا ہے کسی نے عرض کیا "حضرت! مولانا احمد رضا خاں صاحب تو آپ کو کافر کہتے تھے آپ ان کے دعائے مغفرت کر رہے ہیں فرمایا "حضرت مولانا مجھے کافر کہتے تھے کہ میں ان کے نزدیک گستاخِ رسول تھا۔ اگر وہ یہ سمجھنے کے بعد بھی مجھے کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے"

حفظِ مراتب اور سخن فہمی کا یہ انداز ان حضرات کے معتقدین بھی اپنالیں تو آج ہمارے کتنے مسئلے حل ہو جائیں گے۔

بشکریہ
روزنامہ جنگ کراچی
۱۷ نومبر ۱۹۸۱ء

marfat.com

ضیاءُ المشائخ

سرزمین پاکستان کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس کی کھوکھ سے بعض ایسی نامور اور نابغہ روزگار ہستیوں نے جنم لیا جو پوری ملّت کے لیے باعث صد افتخار ہیں جن کی علمی و ادبی، دینی و سیاسی اور روحانی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ اور جن کے روحانی فیض عام سے رہتی دُنیا قیامت تک مستفیض ہوتی رہے گی ان مقتدر اور ممتاز ہستیوں میں سے ایک حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے جو اس دارِفانی سے رحلت فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اس دُنیا فانی سے ہر ذی نفس کو کوچ کرنا ہے۔ لیکن اہل اللہ کی موت حیاتِ ابدی کا ذریعہ و وسیلہ ہے۔ بظاہر وہ ہماری نظروں سے پردہ فرما جاتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ حیات جاودانی سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ جو دُنیا کی زندگی کے مقابلے میں بدرجہا بہتر و افضل ہوتی ہے جس میں انہیں مخلوق خدا کو فیض رسانی کے زیادہ تصرفات حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے پیروکاروں اور ارادتمندوں کی بدستور رہنمائی و دستگیری فرماتے رہتے ہیں۔

مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں
اور حقیقت میں کبھی ہم سے جُدا ہوتے نہیں

وہ مرتے نہیں بلکہ دارِفانی سے دارالبقا کی طرف انتقال فرماتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے "ان اولیاء اللہ لا یموتون بل منتقلون من دار الی دار" کہ اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر چلے جاتے ہیں۔" ان کی موت محض وعدۂ الٰہی کی تکمیل ہوتی ہے۔ یعنی کُلُّ نفسٍ ذائقۃ الموت۔" اللہ والوں کی موت و حیات عام

marfat.com

انسانوں کی طرح نہیں ہوتی وہ جیتے بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہیں اور مرتے بھی اسکی رضا کے مطابق ہیں یعنی ان کی موت وصول الی اللہ کا ذریعہ ہوتی ہے۔

؎ کون کہتا ہے کہ مومن مر گئے
قید سے چھوٹے وہ اپنے گھر گئے

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ "الدنیا سجنۃ المؤمن وجنۃ الکافر۔" کہ دُنیا مؤمن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مؤمن جب اس قید خانے سے رہائی پاتا ہے تو اس کے چہرہ پر نور رحمت کی بارش برس رہی ہوتی ہے اور مسکراہٹ کھیل رہی ہوتی ہے ؎

نشانِ مردِ مؤمن با تو گویم!
چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

لیکن کافر کی موت حسرت و یاس کی تصویر ہوتی ہے۔ لعنت و پھٹکار اس کے چہرے پر برس رہی ہوتی، کوئی اس کا جنازہ تو کیا منہ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا، اسکا منہ دیکھنے کے قابل ہی نہیں ہوتا۔ لیکن اللہ والوں کی یہ شان ہے کہ ان کے نورانی چہرہ کی آخری جھلک دیکھنے کیلئے دُنیا بے تاب ہوتی ہے اور ان کی چارپائی کو کندھا دینے کو لوگ اپنے لیے باعث ثواب سمجھتے ہیں ان کی نماز جنازہ پڑھنے میں اپنی بخشش و نجات تصور کرتے ہیں۔ جن نفوس قدسیہ نے اپنی پاکیزہ زندگیاں اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور دین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اور رضائے الٰہی کے حصول کے لیے وقف کر رکھی تھیں انہیں دُنیا میں یہ عزت و مرتبہ ملا کہ دُنیا ان کی موت و حیات پر رشک کرتی ہے۔ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسی ہی برگزیدہ ہستی تھے جن کی ساری زندگی غلامیٔ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گزری۔ آپ کا تعلق اگرچہ پاکستان کے ضلع سیالکوٹ سے تھا لیکن مدینے والے کی محبت و عشق نے آپ کو مدنی بنا دیا۔ اب آپکو سیالکوٹی کوئی نہیں کہتا سب مدنی ہی کہتے ہیں۔ اس لئے کہ آپنے زندگی کا بیشتر حصہ سبز گنبد کے زیر سایہ بیٹھ کر دین کی تبلیغ و اشاعت میں گزارا۔ اور بمصداق "المرء

marfat.com

مع من احب" کے آج بھی اپنے آقا و مولیٰ حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں آرام فرما رہے ہیں ؎ یہ رتبۂ بلند ملا جسکو ملا

دیگر نسبتوں کے علاوہ یہ ایک نسبت ہی آپکو کافی ہے کہ دُنیا آپ کو مدنی کہہ کر یاد کرتے ہیں۔ اہل محبت سے پوچھ کر دیکھو کہ اس نسبت پاک میں کیا لطف ہیں، اور کیا مزے ہیں۔ ایک عاشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ؎

ہووے جے سگ مدینے دی گلی دا
ایہو رتبۂ ھر کامل ولی دا

عشق مصطفےٰ ایک ایسی دولت ہے کہ جن خوش نصیب انسانوں کو یہ دولت میسّر آتی ہے تو وہ پھر دُنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو جاتے ہیں بلکہ دُنیا ان کے قدم چُومتی ہے ؎

ہر کہ عشق مصطفےٰ سامان است
بحر و بر در گوشِ دامان اوست

مولانا مرحوم کو عشق مصطفےٰ کی یہ دولت اپنے شیخ طریقت مجدد دین وملت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بطور ورثہ ملی تھی۔ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ جو ایک سچے عاشق رسول تھے۔ جنہوں نے اپنے کردار و عمل اور اہل اسلام کے سینوں کو عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گہوارہ بنا دیا۔ آج بھی آپ کے نعتیہ کلام کو پڑھ کر اور سُن کر دلوں میں محبت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جذبہ موجزن ہو جاتا ہے۔ آپ کے ایک ایک شعر سے عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چاشنی و حلاوت حاصل ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں ؎

جان و دِل ہوش و خِرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

مدینہ طیبہ کی سرزمین جس کے ذکر سے اہل ایمان کے دل دھڑکتے ہیں مکہ کے احترام کے متعلق فرماتے ہیں ؎

marfat.com

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقعہ ہے اوجانے والے

مولانا ضیاء الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ جنہیں اعلیٰحضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت وخلافت کا شرف حاصل رہا، فنافی الشیخ تھے۔ جب بھی اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر یا آپ کا کلام سنتے تو آنکھوں میں آنسوؤں تیرنے لگتے آپ اپنے شیخ کامل کے مسلک پر نا صرف سختی سے کاربند تھے بلکہ زبردست مبلغ تھے۔ گستاخانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہاتھ ملنا تو کجا علیک سلیک کے روادار نہ تھے بلکہ بیانگ دہل ان کا رد فرماتے تھے۔ قیام مدینطیبہ کے تقریباً ساٹھ سالہ مبارک دور میں اپنے شیخ کی تعلیمات کو پھیلانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی، شبانہ روز وعظ وتبلیغ کی محافل ومجالس میں تشریف لے جاکر لوگوں کو محبت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکی کامل اتباع کی تعلیم دیتے۔ اور خود اپنے مکان پر روزانہ بلاناغہ بعد نماز عشاء محفلِ میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منعقد فرماتے جسمیں ہند و پاک کے آنے والے علماء کرام اور نعت خوانانِ شیریں بارگاہِ رسالت میں نذرانۂ محبت پیش کرتے۔ اختتام محفل پر تمام سامعین کو پیٹ بھر کر کھانا کھلاتے اس طرح حاضرین کو روحانی و جسمانی غذا میسر آتی آپ کا جاری کردہ یہ چشمہ فیض ہنوز پوری آب وتاب سے آپ کے فرزند ارجمند مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ العالیٰ کی سرپرستی میں جاری وساری ہے۔ مولیٰ کریم اس فیض عام کو تا قیامت جاری رکھے آمین۔ اگرچہ آپکا کوئی مستقل ذریعہ معاش نہ تھا محض اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر اس کے حبیب پاک کے طفیل یہ تمام نظام چلتا تھا۔ بعض سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے کچھ تنگدستی محسوس کی سوچ رہے تھے کہ آج کا پروگرام کہیں اور نہ رہ جائے، تو اچانک سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا ضیاء الدین فکر کیوں کرتے ہو یہ کہہ کر اشرفیوں کی ایک تھیلی آپکو عطا فرمائی۔ سبحان اللہ عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ آپکو یہ عزت ومرتبہ نصیب ہوا کہ حضرت امیر حمزہ رض خود تشریف لاکر دستگیری وشفقت فرماتے ہیں۔ بحمد اللہ! رضا کی ضیاء سے آج لاکھوں

marfat.com

فرزندان اسلام ضیاء پا رہے ہیں۔ شیخ کامل کی توجہ خصوصی کے صدقے آپ کا حلقہ ارادت وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ عرب وعجم کے ہزاروں علماء حفاظ اور لعت آپ کے سلسلہ سے منسلک ہیں ؎

احمد رضا کے فیض کا در ہے کھلا ہوا
ہے قادری فقیروں کا جھنڈا گڑھا ہوا

آپکی نگاہِ فیض سے لاکھوں انسان فیضیاب ہوئے۔ آپ کی ایک نگاہ سے دل کی دنیا بدل جاتی تھی، کیونکہ یہ وہی نگاہِ ولایت ہے جس کے متعلق علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے ؎

نگاہِ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

اور پھر کسی کہنے والے نے خوب کہا ہے ؎

نگاہِ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

بلاشبہ آپ اپنے وقت کے قطب زماں تھے۔ راقم کو اگرچہ آپ سے کوئی خصوصی نسبت یا قریبی تعلق نہ تھا تاہم ۱۹۷۸ء میں حرمین طیبین زادھما اللہ شرفاً وتعظیماً کی زیارت کا شرف ملا تو اس موقعہ پر آپکی زیارت میں متعدد بار حاضری کی دولت نصیب ہوئی، میں نے آپکو علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کا مصداق پایا ہے ؎

نہ چھیڑ ان خرقہ پوشوں کی عقیدت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

آپ صبر و قناعت فقر و درویشی، شفقت و اخلاص، توکل و رضا کی صفات عالیہ کے حامل تھے۔ سادگی کا یہ عالم تھا کہ دیکھنے والا حیران رہ جاتا تھا کہ یہ وہی مولانا ضیاء الدین ہیں جن کی شہرت کے ڈنکے بج رہے ہیں۔ حقیقت ہے کہ جن خوش نصیب انسانوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے قرب کی دولت سے نوازتا ہے انہیں دنیا و مافیہا سے بے نیاز فرما دیتا

marfat.com

ہے تو پھر فرقہ و گودڑی ان کا طرۂ امتیاز ہوتا ہے ؎

تخت سکندری پر وہ تھوکتے نہیں ہیں
بستر لگا مولیٰ جن کا تری گلی میں

دُنیا و اہلِ دُنیا ان کی نگاہوں میں ہیچ ہوتی ہے اللہ تعالیٰ انہیں دُنیا و اخروی غموم و تفکرات سے محفوظ فرما دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے ان پیاروں کی شان میں فرماتا ہے۔

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون ط

یہ نعمتِ عظمیٰ فقط ان مردانِ خدا کا حصہ ہے جنہوں نے دُنیا کو لات مار کر صرف رضائے الٰہی کو اپنی زندگی کا نصب العین ٹھہرایا، ان برگزیدہ ہستیوں کی شان میں رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ الا
تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون ط

وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر ثابت قدم رہے ان پر فرشتے اُترتے ہیں اور انہیں بشارت دیتے ہیں کہ ڈرو نہیں اور نہ غم کرو اور تم جنت کے ملنے پر خوش ہو جاؤ جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا تھا۔"

مولانا ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کریمہ کی عملی تصویر تھے۔ آپکو وفات کے ساتھ ہی جنت البقیع شریف جو کہ جنت کا ہی ایک حصہ ہے جگہ ملی۔ الغرض آپ گوناگوں صفات کے حامل تھے۔ آپ جیسی مقتدر ہستیاں بار بار پیدا نہیں ہوتی، جن کی دید اہل ایمان کی عید اور جن کی صحبت کفارۂ گناہ ہوتی ہے۔ علامہ اقبال رح نے ایسی ہی برگزیدہ ہستیوں کے متعلق لکھا ہے ؎

عمرہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

marfat.com

خلافتِ عُظمیٰ

خلیفۂ الحضرت حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ یوں تو خطۂ پاکستان کے مردم خیز علاقہ سیالکوٹ میں پیدا ہوئے مگر عشق مدینہ وصاحب مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بدولت "مدنی" کہلائے۔ اس عاشق مدینہ نے دل کی بستی میں مدینہ منورہ کو ایسا بسایا کہ زندگی کا بہت بڑا حصہ (ستر برس سے زائد) مدینہ سورہ یا بے اور اوائل عمری میں ہی مدینہ کے لیے ہو کر رہ گئے کہ بالآخر خاکِ مدینہ نے اُن کو اپنے جلو میں لے لیا اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سرزمین مدینہ میں محو استراحت ہو گئے ؎

خُدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

اگر ہم غور سے دیکھیں تو ہمیں پتہ چلے گا کہ مولانا ضیاء الدین مدنی مرحوم اپنے مُبارک نام و کام کے لحاظ سے واقعی اسم بامسمّیٰ تھے۔ جہاں اُن کے آباؤ اجداد میں علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی جیسی نادر روزگار شخصیت کا نام آتا ہے۔ وہاں اُن کے اساتذہ کرام میں مولانا محمد حسین پسروری مولانا غلام قادر بھیروی اور مولانا ہی احمد سُورتی جیسی علمی۔ روحانی و دینی عظیم شخصیات کا نام بھی آتا ہے۔ جہاں آپکو یہ خاندانی و تعلیمی اعلیٰ نسبتیں حاصل ہیں۔ وہاں آپکی روحانی نسبت بھی اعلیٰ و بالا ہے۔ کہ آپ مجدد برحق الحضرت مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ سے بیعت ہوئے اور انہوں نے آپکو اپنی خلافتِ عظمیٰ سے نوازا، اور سند حدیث بھی عطا فرمائی۔

آپ کی عالی نسبتی اس سے بھی اندازہ کیجئے کہ آپنے ۹ سال تک آستانہ عالیہ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ شیوخ بغداد سے علمی استفادہ کیا۔

marfat.com

اور شیخ مصطفےٰ و شیخ شرف الدین علیہما الرحمۃ سے اکتساب فیض کیا۔

بغداد شریف سے مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور پھر آقائے مدینہ کے عاشق صادق نے یہیں ڈیرا ڈال دیا۔ مدینہ منورہ میں آپ نے حضرت شیخ احمد الشمس مغربی، شیخ محمود المغربی، مولانا عبدالباقی زرقانی محلی، اور شام کے مشہور عالم مولانا یوسف نبہانی سے علمی و روحانی استفادہ کیا۔ اور ان حضرات نے بھی آپکو سندِ حدیث و خلافت سے نوازا۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

آپنے سلطان عبدالحمید، شریف حجاز اور خاندانِ سعود کی حکومتوں کے لیل و نہار دیکھے مگر کبھی حکمرانوں سے مراسم قائم کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ آپ کے مسلکی مخالفین اکثر آپ کے خلاف رپورٹ بازی کرتے رہے مگر نہ آپکو کبھی کوئی گزند پہنچا اور نہ ہی پائے استقامت میں کوئی لغزش آئی۔

آپنے عرصہ دراز تک مسجد نبوی شریف میں درسِ حدیث نبوی دیا اور ذکرِ رسول کی محفلیں قائم کیں۔ مدینہ طیبہ میں محافل میلاد کا انعقاد آپ کا عظیم دینی ورثہ ہے جو آپکی حیات مبارکہ میں ہر نوع دم واپسیں تک جاری رہا۔ اور بحمداللہ! اب تک جاری و ساری ہے، اور ان شاء اللہ العزیز ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے گا۔

ایک مرتبہ آپ کو شدید علالت کی بنا پر ہسپتال داخل کرانا پڑا، تو آپنے ہسپتال میں بھی محفلِ میلاد منعقد کر کے اپنی روحانی غذا کا اہتمام کیا۔ اگرچہ مخالفین آپ کے خلاف سراسیمہ ہوئے اور مخالفت کی انتہا کر دی مگر آپنے کوئی پرواہ نہ کی اور عشقِ رسول کی شمع کو فروزاں رکھا۔ آپکی محفل میں مصر۔ شام۔ ترکی۔ عراق۔ برطانیہ۔ افریقہ۔ عرب امارات۔ پاک و ہند غرضیکہ دنیا کے گوشے گوشے سے عقیدتمند شریک ہوتے رہتے تھے اور اس طرح سے آپکے عقیدتمندوں سے دنیا کا ہر گوشہ آباد ہے۔

عشقِ رسول کی جو دولت آپکو رب تعالیٰ نے ودیعت فرمائی۔ آپ اسے عمر بھر لٹاتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپکی ضیاء دینی رہتی دنیا تک دنیا کو منور کرتی رہے گی اور آپ کے مرید۔ شاگرد اور عقیدتمند آپ کے مشن کو ہمیشہ جاری رکھیں گے۔ (ان شاء اللہ)

marfat.com

ہمارا یہ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ آپ کے فرزند ارجمند اور سجادہ نشین حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدنی مدظلہ العالی کو آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے، تا دیر دینی رہنمائی و فیوض و برکات عام کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

marfat.com

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ
کا حضرت مفتی اعظم سے عقیدت و احترام

مرزا شکور بیگ لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی قبلہ اپنے شیخ زادے کا بہت احترام فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں رحمۃ اللہ حج کے لیے تشریف لائے تو حضرت مدنی قبلہ استقبال کے لیے کئی میل آگے تشریف لے گئے اور گرم موسم کے باوجود کئی گھنٹے انتظار فرمایا، ملاقات کا منظر بیان سے باہر ہے، دونوں بزرگ ایک دوسرے کی تعظیم فرما رہے تھے، حضرت مدنی گو عمر میں بڑے تھے مگر نہایت باادب۔ [1]

قاری محمد امانت رسول مدظلہ بیان کرتے ہیں ایک دن حضرت نے فرمایا کہ میرے لڑکے فضل الرحمٰن میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا ابا جان آپ مجھے مرید فرمالیں، میں نے کہا بیٹا میں اعلیٰحضرت قبلہ کے مسلک کی پابندی کرتا ہوں، کیونکہ اعلیٰ حضرت قبلہ نے اپنے دونوں شہزادگان یعنی فرزند اکبر حجۃ الاسلام ابو محمد حامد رضا اور شہزادہ اصغر مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا نوری کو اپنا مرید نہیں کیا بلکہ اپنے شیخ کے یہاں مارہرہ شریف (ضلع ایٹہ، بھارت) میں عارف باللہ مولانا سید شاہ ابوالحسین نوری نور اللہ مرقدہٗ سے بیعت کرایا، اس کے بعد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے دونوں شہزادوں کو اپنی خلافت اور جملہ اجازتوں سے نوازا، لہٰذا ابھی تو شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ بریلی شریف میں موجود ہیں، تم فوراً ہندوستان جاؤ اور بریلی شریف حاضر ہو کر مفتی اعظم ہند قبلہ سے بیعت ہو جاؤ۔ چنانچہ مولانا فضل الرحمٰن بریلی شریف حاضر ہوئے

---

[1] شکور بیگ مرزا، ضیائے مدینہ، مطبوعہ حیدرآباد، دکن۔ ۱۹۸۲ء ص ۵۰

marfat.com

اور مفتیٔ اعظم قبلہ کے دستِ مبارک پر بیعت ہو کر داخلِ سلسلہ ہوئے بعد میں حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے بھی اجازت و خلافت سے نوازا ۔ [1]

ایک مرتبہ ایک شخص حضرت مدنی علیہ الرحمۃ سے مُرید ہونے آیا جبکہ وہاں حضرت مفتیٔ اعظم ہند بھی موجود تھے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے اُسے فرمایا تم شہنشاہ کے ہوتے ہوئے مجھ سے طالب ہوتے ہو [2]

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے ایک حج کا ارادہ صرف اس لئے فرمایا کہ مرشد زادے حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ کے زیرِ سایہ عرفات میں قیام اور دعاؤں میں شمولیت میسر آجائے [3]

ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں میلاد شریف کی ایک محفل میں حضرت سیدنا شیخ عبدالمعبود (بغداد)، حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں اور حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ تشریف فرما تھے۔ محفل کے اختتام پر تینوں بزرگ ایک دوسرے سے دُعا کے لئے اصرار کرنے لگے مگر حضرت مدنی اور شیخ بغدادی نے حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ سے دُعا کرائی۔ [4]

قاری محمد امانت رسول رضوی اپنے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۳۹۵ھ میں والدین ماجدین کے ہمراہ نیز ۱۹۷۴ء میں برادرم الحاج حافظ محمد عنایت رسول رضوی مصطفوی کے ہمراہ حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوا۔ پہلی بار کی حاضری میں میرے مرشد برحق شہزادہ اعلیٰحضرت مولانا مصطفےٰ رضا خاں نوری مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ (م ۱۴۰۲ھ) نے میرے متعلق خلیفہ اعلیٰ

---

[1] مکتوب قاری محمد امانت رسول (پیلی بھیت، بھارت) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری (لاہور) محررہ ۳۰ اپریل ۱۹۸۳ء

[2] ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ شمارہ دسمبر ۱۹۸۱ء

[3] مکتوب مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری محررہ مئی ۱۹۸۳ء

[4] ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ ش دسمبر ۱۹۸۱ء

marfat.com

حضرت علامہ ضیاء الدین علیہ الرحمۃ کے نام کرمنامہ تحریر فرمایا۔ حاضریٔ بارگاہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ کرامت نامہ لیکر حضرت کے دولت کدۂ اقدس پر حاضر ہوا، اندر جانے کی اجازت چاہی، فرمایا آجائیے، حاضر ہوا، دست بوسی و قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا اس کے بعد دریافت فرمایا کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے عرض کیا پیلی بھیت سے، پیلی بھیت کا نام سنتے ہی فرمایا مرحبا مرحبا میرے اساتذہ کے وطن سے آئے ہیں، آپ ادھر تشریف رکھیں، اس کے بعد معاً دریافت فرمایا! حضرت مفتی اعظم ہند کی طبیعت کیسی ہے؟ میں نے عرض کیا حضور کی طبیعت ماشاء اللہ پہلے سے بہت بہتر ہے اور حضور مفتی اعظم قبلہ نے یہ خط حضرت کے نام بھیجا ہے۔ بس اس تحریر کو بہت محبت کے ساتھ میرے ہاتھ سے لے کر چوما آنکھوں سے لگایا، سر پر رکھا اور فرمانے لگے یہ مفتی اعظم قبلہ کے دستِ پاک کا لکھا ہوا ہے۔ سبحان اللہ! مرحبا مرحبا، حضرت کے دستخط کو چوما اور کھڑے ہو گئے پھر سر پر رکھا۔ اتنے میں حضرت کے صاحبزادے شیخ الفضیلت مولانا فضل الرحمٰن مدنی مدظلہ العالی تشریف لے آئے، حضرت نے خط ان کو دیا اور فرمایا فضل الرحمٰن یہ مفتی اعظم قبلہ کے دست پاک کا لکھا ہوا ہے انہوں نے بھی چوما سر پر رکھا، آنکھوں سے لگایا اور حضرت کی خیریت دریافت فرمائی، پھر حضرت مدنی نے پچاس ریال مجھے عنایت فرمائے، میں نے لینے سے انکار کیا تو فرمایا میرے معاملات میں آپ کچھ نہ بولیں۔ آپ میرے مرشد پاک کے یہاں سے آئے ہیں اس کو ضرور قبول کریں، میں نے حضرت کا تبرک سمجھ کر لے لیا۔ جس دن مدینہ طیبہ سے واپسی تھی اس دن حضرت نے مجھ فقیر کو اجازت دی، اور خلافت نامہ عنایت فرمایا، جس پر تاریخ اور دستخط اپنے دست مبارک سے تحریر فرمائے۔[1]

---

[1] مکتوب قاری امانت رسول (بھاگلپور)، بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری (لاہور)
محررہ ۳۰ر اپریل ۱۹۸۳ء

marfat.com

سچّے عاشقِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم

الحضرت الفاضل العلامہ، مولانا فضل الرحمٰن صاحب قادری مدنی مدظلکم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

پاکستانی اخبارات میں شائع ہونیوالی اس رُوح فرساخبر نے دُنیائے اہلسنّت میں صف ماتم بچھادی کہ " قُطب وقت الشیخ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ ۲ر اکتوبر ۱۹۸۱ء کو مدینۃ الرسول میں انتقال فرما گئے۔

اِنّا لِلّٰہِ و انّا الیہ راجعون ط

ابھی شیخ الاسلام خواجہ قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد ملّت مولانا حبیب الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا زخم مندمل نہ ہونے پایا تھا کہ حضرت کی وفات حسرت آیات سے یہ زخم اور گہرا ہوگیا۔ آپ کی وفات سے سُنّیوں کی آنکھیں پُرنم اور دِل افسردہ ہیں، سُنّیوں کا یہ عظیم نقصان ہے جس کی تلافی ناممکن ہے۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا ضیاء الدّین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی، امام اہل سنّت مجدّد دین و ملّت امام احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کی علمبردار اور صحیح جانشین تھی۔

وہ اہلسنّت کے لیے سایہ رحمت متلاشیان حق کے لیے شمع ہدایت اور ایک ایسا چشمۂ فیض تھے جن سے ہزاروں نہیں لاکھوں نے روحانی سکون کی لازوال دولت کو اپنے سینوں میں سمیٹا۔

حضور پُرنور خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق و محبت کا ہی یہ صلہ انہیں دربارِ رسالت سے عطا ہوا تھا کہ آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس طالب صادق کو اپنے گنبدِ خضرا کے سایے میں زندگی کے لمحات معطر کرنے کا اعزاز بخشا اور

marfat.com

پھر کرم بالائے کرم یہ کہ تا قیامت اپنے زیر سایہ اُس خطہ پاک میں آخری آرام گاہ مرحمت فرمائی جہاں شمع نبوت کے سینکڑوں پروانے محوِ استراحت ہیں۔

اس فقیر کو گذشتہ برس حاضری حرمین شریفین کی سعادت حاصل کرنے کے بعد ۱۰ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ کو حضرت قطب وقت کی قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا تھا۔ حضرت نے بڑی شفقت فرمائی اور دعاؤں سے نوازا تھا اسی محفل میں مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کا شہادت پر بیان بھی ہوا تھا اُس مجلس کی روحانی لذت اب تک محسوس کرتا ہوں۔

دُعا ہے کہ مولا تعالےٰ اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل انہیں اپنے خاص جوارِ رحمت میں جگہ مرحمت فرمائے۔ آمین اور اُن کے فیوض و برکات کا سلسلہ آپ کے ذریعہ تا قیامت جاری و ساری رہے اور اُسی طرح خلق خُدا مستفید ہوتی رہے

فقط والسلام مع الاکرام صاحبزادگان کیخدمت میں سلام

محتاج دعاء

فقیر محمد مظفر اقبال مصطفوی

بازار مٹھی ملاحان۔ اندرون ٹیکسالی گیٹ۔ لاہور

پاکستان

marfat.com

پُرکیف سماں

پروفیسر شاہ فرید الحق (کراچی) لکھتے ہیں سنہ ۱۹۷۴ء میں حج کی سعادت حاصل ہوئی۔ دورانِ قیام مدینہ منورہ یہ اشتیاق پیدا ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک عاشق بزرگ جو مسجد نبوی کے سایہ میں مدتوں سے قیام پذیر ہیں، اُن سے ملاقات کی جائے۔ اتفاق کی بات ہے کہ احقر کا قیام اصلفے منزل میں تھا جو باب مجیدی کے بالکل سامنے واقع ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ بزرگ اصلفے منزل کے مرکزی دروازہ کے سامنے جو گلی ہے اسی میں رہتے ہیں، باب مجیدی کے سامنے سڑک پار گلی کے کونہ پر ڈاک خانہ ہے۔ ڈاکخانہ کے سامنے متصل گلی میں جانے کے بعد داہنی گلی میں مڑکر داہنی طرف دو تین مکانات کے بعد اس بزرگ اور عظیم شخصیت کی رہائش گاہ ہے۔ میں وہاں عشاء کی نماز کے بعد پہنچا، ایک پرانا دروازہ نظر آیا جس میں باہر ایک رسّی لٹکی ہوئی تھی اسے کھینچنے پر دروازہ کھُل گیا، اندر داخل ہوا تو داہنی طرف سامنے ایک کمرہ نظر آیا۔ جس میں کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے، سیڑھیوں پر جوتے رکھے ہوئے تھے میں بھی ہمت کرکے جوتے اُتار کر کمرے میں داخل ہوا اور السلام علیکم عرض کیا، لوگوں نے وعلیکم السلام کہا، بالخصوص ایک بزرگ ترین شخصیت پر نظر پڑی جو کونے میں تشریف فرما تھے ان کے گرد تکیے رکھے تھے، پیروں پر اونی شال پڑی ہوئی تھی، سر پہ عمامہ، گرم کُرتہ اور جیکٹ زیب تن کئے ہوئے تھے۔ دُبلے پتلے ضعیف چہرہ پر سفید چمکتی ہوئی داڑھی، ماتھے پر خفیف سا سجدہ کا نشان، گندمی رنگ، نظر پڑتے ہی ایسا معلوم ہوا چہرہ پر نُور برس رہا ہے، دل نے کہا یہی وہ بزرگ معلوم ہوتے ہیں جن کی شہرت ہند و پاک ہی میں نہیں، بلکہ بلاد

marfat.com

اسلامیہ میں ہے۔ ایک صاحب سے پوچھا یہ بزرگ کون ہیں؟ معلوم ہوا یہی مولانا ضیاء الدین احمد مدنی ہیں۔ میں نے لپک کر مصافحہ کیا، ہاتھوں کو بوسہ دیا اور ایک کنارے بیٹھ گیا، لوگوں کا ہجوم بڑھتا گیا یہاں تک کہ پورا کمرہ بھر گیا۔ نعت خوانی شروع ہوئی، ایک گھنٹہ تک نعت خوانی ہوتی رہی۔ اس کے بعد اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور سلام پڑھا۔ حضرت ضعف پیری کی وجہ سے کھڑے نہیں ہو سکتے تھے، یہاں سے یہ معلوم ہوا کہ بیٹھ کر صلوٰۃ و سلام پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ کھڑے ہو کر باادب پڑھنے کو ناجائز و حرام اور شرک قرار نہ دیا جائے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ بعض محافل میں دیوار کے سہارے کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھتے۔

دوسری بار ۱۹۷۵ء میں حج کے دنوں مدینہ منورہ میں حضرت مدنی (علیہ الرحمۃ) کی محفل میں حاضر تھا۔ حضرت کے پاس شام ایک بزرگ عبداللہ بن ابراہیم قادری اور ایک نعت خوان محمد خیر بن علی فہل دمشقی تشریف لائے۔ اور حضرت کی قدمبوسی کے بعد ادب سے بیٹھ گئے، حضرت نے خیریت دریافت فرمائی اور دمشق کے لوگوں کے متعلق پوچھا یہ حضرات عربی میں گفتگو فرما رہے تھے۔ محمد خیر بن علی فہل دمشقی نے عربی میں ذوق و شوق سے نعت سنائی، حاضرین پر ایک وجد کا عالم طاری ہو گیا، حضرت شیخ رونے لگے، ایک عجیب پُر کیف سماں تھا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ذوق و شوق عطا فرمائے۔ [1]

---

[1] ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی شمارہ جولائی ۱۹۷۵ء

marfat.com

سیرتِ قطبِ مدینہ

قطب مدینہ ضیاء المشائخ حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی قدس سرہٗ ، کلاس والا ضلع سیالکوٹ (پاکستان) میں شیخ عبدالعظیم کے ہاں ۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء میں تولد ہوئے۔ "یا غفور" سے سن پیدائش نکلتا ہے۔ سلسلہ نسب حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ گھرانے کے جدِ اعلیٰ شیخ قطب الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ کے اجداد میں حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ (محشی خیالی، قطبی) بہت مشہور عالم ہوئے ہیں۔

ابتدائی تعلیم حضرت مولانا محمد حسین نقشبندی پسروری رحمۃ اللہ علیہ بمقام سیالکوٹ حاصل کی، پھر بوجوہ گھر سے نکلنا پڑا اور لاہور آ گئے، یہاں حضرت مولانا غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ (خطیب بیگم شاہی مسجد) سے ڈیڑھ سال تک اخذ علوم کیا اور لاہور سے دہلی تشریف لے گئے۔ دہلی میں تقریباً ۴ سال قیام کے بعد آپ پیلی بھیت (یوپی، بھارت) میں حضرت مولانا قبلہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ سے حصولِ علم حدیث کے لیے حاضر ہوئے اور تقریباً ۴ سال حضرت محدث سورتی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہ کر تمام علومِ دینیہ کی تکمیل کی اور دورۂ حدیث کے بعد سندِ فراغت حاصل کی، محسنِ ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ نے اپنے دستِ مبارک سے دستار بندی کی۔

پیلی بھیت میں دورانِ تعلیم آپ کے ہم سبق طلباء میں امیرِ ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے مولانا سید خادم حسین

marfat.com

محدث علی پوری[1] اور پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری[2] صدر شعبہ علوم اسلامیہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ بھی شامل تھے۔

---

[1] مولانا سید خادم حسین ولد — پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری تقریباً ۱۲۹۴ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم علی پور (سیالکوٹ) میں حاصل کی، حافظ قاری شہاب الدین سے قرآن مجید حفظ کیا اور لاہور، آگرہ اور دیوبند کالج سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا، بعد میں تحصیل و تکمیل علم کے لئے کانپور پہنچے یہاں کچھ دن قیام کے بعد حضرت محدث سورتی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دورۂ حدیث کی سند حاصل کی۔ آپ نہایت ذہین اور لائق طالب علم تھے۔ منیۃ المصلی کی تدریس کے دوران آپ کی گزارش پر محدث سورتی نے منیۃ المصلی کی شرح التعلیق المجلی کے نام سے لکھی اور اسکی غرض تصنیف بیان کرتے ہوئے مولانا سید خادم حسین کی تعریف کی، آپ کے ہم درس طلباء میں مولانا ضیاء الدین مہاجر مدنی اور مولانا فضل حق رحمانی شامل تھے۔ فراغت دورۂ حدیث کے بعد ایک عرصہ تک علی پور سیداں میں مسند تدریس پر فائز رہے۔ ۲۲ اکتوبر ۱۹۵۱ء کو ریل گاڑی کے ایک حادثہ میں زخمی ہوکر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کے صاحبزادے مولانا سید تذر حسین آپ کے علمی جانشین ہیں۔

(رضی حیدر، خواجہ، تذکرہ محدث سورتی مطبوعہ کراچی، ۱۹۸۱ء)

[2] مولانا سید سلیمان اشرف بہاری محلہ میر داد قصبہ بہار شریف ضلع پٹنہ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کی، بعد میں جون پور کے مدرسہ حنفیہ میں حضرت استاذ العلماء مولانا ہدایت اللہ فاضل رامپوری سے براہ راست اکتساب علم کیا اور درسیات تمام کرکے سند فراغت حاصل کی۔ قادر العلام مقرر تھے۔ ۱۹۰۲ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں صدر شعبہ علوم اسلامیہ مقرر ہوئے، عربی زبان کی فضیلت و برتری پر "المبین" نامی کتاب تالیف کی۔ مشہور مستشرق پروفیسر براؤن نے المبین دیکھ کر کہا مولانا نے اس عظیم موضوع پر اردو میں یہ کتاب لکھ کر ستم کیا، عربی یا انگریزی میں ہوتی تو کتاب کا وزن اور وقار بڑھ جاتا۔ ڈاکٹر علامہ اقبال نے بھی اس کی تعریف کی۔ فارسی شعر و ادب کی تاریخ میں "الانہار" لکھی۔ حج کے موضوع پر ایک کتاب الحج

marfat.com

پیلی بھیت میں قیام کے دوران آپ ہر جمعرات کو مولانا وصی احمد محدثِ سورتی علیہ الرحمۃ اور مولانا عبدالرحمٰن اعظم گڑھی کے ہمراہ بریلی شریف میں امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوتے، رات اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ کے ہاں قیام ہوتا۔ دوسرے دن جمعۃ المبارک کی نماز ادا کر کے واپس پیلی بھیت آجاتے۔ ساڑھے تین برس یہی معمول رہا اور اس طرح آپ اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ کی صحبت سے فیض یاب ہوتے رہے۔ اسی دوران سلسلہ ارادت میں داخل ہوئے۔

۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کو سلسلہ عالیہ قادریہ کی اجازت و خلافت عطا کی، اس وقت آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ [1]

حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بھی حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ سے اجازت و خلافت حاصل تھی، حضرت محدث سورتی کو حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ [2] سے خلافت حاصل تھی، حضرت محدث سورتی علیہ الرحمۃ کے ایک شاگرد مولانا قاری غلام محی الدین مدظلہ

(بقیہ حاشیہ) لکھی۔ اسکے علاوہ دو قومی نظریہ کی وضاحت اور حمایت میں النور اور الرشاد بھی آپ کی مایۂ ناز تصانیف ہیں۔ رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ میں علی گڑھ میں وصال ہوا۔ یونیورسٹی کے قبرستان میں شروانیوں کے احاطہ میں دفن ہوئے۔

(محمود احمد قادری، مولانا۔ تذکرہ علمائے اہلسنت مطبوعہ کانپور، بھارت ۱۳۹۱ھ)

[1] ماہنامہ عرفات، لاہور، ش ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۵ء

[2] حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی ۱۲۰۸ھ میں پیدا ہوئے۔ آپکے والد شاہ اہل اللہ مشہور بزرگ حضرت سید عبدالرحمٰن لکھنوی کے مرید تھے۔ حضرت کا تاریخی نام

marfat.com

جوکر ہلدوانی ضلع نینی تال (بھارت) میں درس و تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ حضرت محدث سورتی نے آخری اور پہلی مرتبہ اپنے تلامذہ میں سے صرف مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ کو بیعت کیا۔ محدث سورتی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ بعض اوقات ایک مرید صادق بھی پیر کی شفاعت کا وسیلہ بن جاتا ہے۔ [1]

۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء میں تقریباً چوبیس سال کی عمر میں آپ اپنے شیخ طریقت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ سے رخصت ہو کر کراچی آئے اور کراچی میں مختصر قیام کے بعد بغداد زیارات کی غرض سے بصرہ (عراق) کے لیے روانہ ہو گئے، وہاں چار سال تک شدت استغراق کے سبب آپ پر مجذوبی کیفیت طاری رہی، ایک کردستانی بزرگ جن کا اسم گرامی حضرت شیخ سید حسین الحسنی الکردی تھا، حضرت مدنی پر بہت مہربانی فرماتے تھے۔ جب انہوں نے حضرت مدنی کے جذب کی یہ کیفیت دیکھی تو آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو بستی چرچہ قلعہ کردستان لے گئے۔ حمام میں لے جا کر حجامت کروائی، غسل کرایا اور خصوصی توجہ سے نوازا۔ [2]

(بقیہ حاشیہ صد) بھی مولانا لکھنوی نے رکھا تھا۔ آپ نے مولانا نور الحق بن مولانا انوار الحق فرنگی محلی سے پڑھنے کے بعد مولانا حسن علی لکھنوی کی معیت میں دہلی کا سفر کیا اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے درس میں شریک ہو کر بخاری شریف کی سماعت کی۔ اس کے بعد وطن لوٹے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے انتقال (۱۲۳۹ھ) کے بعد دہلی گئے اور شاہ محمد آفاق کی فیض صحبت میں رہ کر طریقت کی تعلیم حاصل کی اور بیعت و ارادت کا تعلق قائم کیا۔ اجازت و خلافت سے سرفراز ہو کر وطن واپس آئے۔ ۱۳۲۹ھ میں امام احمد رضا فاضل بریلوی، مولانا وصی احمد محدث سورتی کی رفاقت میں گنج مراد آباد آپ کی ملاقات کے لئے گئے۔ حضرت نے قصبہ سے باہر نکل کر استقبال کیا اور بڑی محبت سے پیش آئے۔ ۲۳ ربیع الاول کو ۱۳۱۲ھ میں وصال ہوا۔

(محمود احمد قادری، مولانا۔ تذکرہ علماء اہلسنت مطبوعہ کانپور ص ۷۰، ۱۳۹۱ھ)

[1] روزنامہ حریت، کراچی مجریہ ۵ اکتوبر ۱۹۸۱ء [2] روزنامہ جنگ کراچی ۵ اکتوبر ۱۹۸۱ء

marfat.com

حضرت مدنی فرماتے ہیں کہ بس ایک گرہ تھی جو کھل گئی اور پھر اللہ کریم نے حال اچھا کر دیا۔ یہاں آپ نے حضرت سید حسین قدس سرہٗ کی خدمت میں تقریباً ڈیڑھ سال تک قیام کیا۔ [1]

بغداد شریف میں آپ کی بہت سے بزرگوں سے ملاقاتیں ہوئی۔ حضرت شیخ مصطفےٰ القادری قدس سرہٗ اور ان کے صاحبزادے حضرت شیخ شرف الدین علیہ الرحمۃ (کلید بردار خانقاہ حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بھی ملاقات ہوئی اور ان بزرگوں نے سلسلہ طریقت قادریہ میں اجازت بھی ہوئی۔ بغداد شریف میں نو برس کچھ ماہ قیام رہا۔ [2] سنہ ۱۳۲۳ھ / سنہ ۱۹۰۶ء میں جب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ دوسرے حج پر تشریف لے گئے تو ان دنوں حضرت مدنی علیہ الرحمۃ بغداد شریف میں قیام پذیر تھے۔ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے اپنی کتاب "حسام الحرمین" علماء کی تقاریظ کے لئے حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کو بغداد شریف بھیجی تھی۔ [3]

یہ قلمی نسخہ مولانا احمد علی رامپوری کا کتابت کیا ہوا تھا۔ اور اس پر اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ کی مہر تھی، مولانا احمد علی رامپوری حضور سیدنا غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تھے۔ [4]

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کو وہیں یہ اشتیاق ہوا کہ دیارِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جاؤں۔ آپ نے اس شوق کا اظہار حضرت سید حسین الحسنی قدس سرہٗ کے سامنے کیا تو انہوں نے رختِ سفر تیار کر دیا، آپ نے اُن سے اجازت حاصل کی اور حجاز مقدس روانہ ہوئے۔ [5]

حضرت مدنی نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جب میں بغداد شریف سے مدینہ منورہ آنے لگا تو بغداد شریف کے ایک نیم مجذوب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت! میرا

---

[1] انٹرویو حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ (ٹیپ شدہ سنہ ۱۹۷۳ء) مخزونہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ العالی، لاہور

[2] ماہنامہ عرفات، لاہور، شش ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۵ء [3] ماہنامہ ترجمان السنۃ، کراچی شش جولائی ۱۹۷۵ء [4] [5] روزنامہ جنگ کراچی، ۵ اکتوبر سنہ ۱۹۸۱ء

marfat.com

ارادہ مدینہ منورہ جانے کا ہے، آپ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ وہ بزرگ فرمانے لگے کہ لوگ نصیحت کے لیے کہتے ہیں مگر نصیحت پر عمل نہیں کرتے، اس لیے نصیحت ــــ کرنے کا کیا فائدہ؟ میں نے عرض کیا کہ "ان شاء اللہ" میں عمل کروں گا، انہوں نے فرمایا کہ جب تم وہاں پہنچو تو مسجد نبوی شریف میں پہلی صف میں نماز نہ پڑھنا، دوسری بات یہ کہ اس مسجد میں خیرات نہ دینا اور تیسری بات یہ کہ اہل مدینہ سے زیادہ میل جول نہ رکھنا،

پہلی صف کی فضیلت مجھے معلوم تھی اور وہ بزرگ پہلی صف میں نماز پڑھنے سے منع فرما رہے تھے، اسلیے عرض کیا کہ حضرت اگر اجازت ہو تو پوچھوں کہ پہلی صف میں نماز نہ پڑھنے کے حکم میں کیا مصلحت ہے؟

فرمانے لگے کہ پہلے تو لوگ نصیحت کو کہتے ہیں کہ نصیحت کر دو پھر اسکی وضاحت طلب کرتے ہیں، پھر خود ہی فرمانے لگے کہ پہلی صف کی فضیلت تو اپنی جگہ برقرار ہے، مگر آج کل پہلی صف پر جاہلوں کا قبضہ ہے اس لیے تم ان میں نہ گھسو، دوسری صف میں پڑھ لیا کرو اس میں بھی فضیلت ہے پھر مسجد میں خیرات کے لیے فرمایا کہ مسجد میں مانگنا اور دینا دونوں منع ہیں۔ اُس دربارِ اقدس میں تو سب فقیر ہیں تم وہاں خیرات کر کے اپنی غنا کیا بناؤ گے۔

تیسری بات کے متعلق ارشاد فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کی تکریم کا حکم دیا ہے اگر تم ان سے گھل مل جاؤ گے تو ممکن ہے کہ بعض ایسی باتیں سامنے آجائیں جس سے اس تعظیم کو دھچکا لگے۔ اس لئے تم ان سے زیادہ ملو جلو نہیں۔ بس دور سے تعظیم و تکریم کا معاملہ رکھو۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے ایک محفل میں فرمایا کہ الحمد للہ میں نے ان تینوں نصیحتوں پر عمل کیا۔ [1]

۱۳۲۷ھ / ۱۹۱۰ء میں آپ بغداد شریف سے براستہ دمشق (شام) بذریعہ ریل گاڑی مدینہ منورہ پہنچے۔ اُس وقت وہاں ترک حکومت تھی، ترکوں کے عہد

---

[1] شکور بیگ مرزا، منیلۂ مدینہ، مطبوعہ حیدرآباد دکن (بھارت) ۱۹۸۲ء ص ۲۰، ۲۱

marfat.com

میں اسلامی تہوار بڑے تزک و احتشام اور شان و شوکت سے منائے جاتے تھے، حکومت خود بڑی عقیدت مندی سے انتظام کرتی تھی۔ اذان کے بعد صلوٰۃ و سلام پڑھا جاتا تھا۔ بڑی امن و سکون کی زندگی تھی۔ ترک حکومت بزرگوں کے آثار کو باقی رکھنے کی جدوجہد کرتی تھی۔ لیکن انگریزوں کی فریب کاری نے شریف مکہ کو اُبھارا اور اس نے ترک حکومت کے خلاف بغاوت کر دی، انگریزوں کی مدد سے جنگ ہوئی۔ ترک حرمین شریفین میں خون ریزی سے بچنا چاہتے تھے اس لیے انہوں نے مزاحمت نہ کی پھر بھی بہت سے مسلمانوں کا خون بہا۔ [1]

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اُس وقت تُرک یہاں کے دیندار لوگوں کو ان کی جانوں کی حفاظت کے لیے اپنے ساتھ لے گئے، اس طرح مجھے بھی یہاں سے جانا پڑا، پھر جب ۱۳۳۴ھ میں شریف مکہ محافظِ حرمین شریفین ہوا تو میں پھر مدینہ منورہ حاضر ہو گیا۔ [2]

گیارہ بارہ سال تک شریف مکہ کی حکومت رہی، اس کے زمانہ میں بھی امن و چین رہا، وہ حرمین و شریفین کی خدمت کو اپنا فرض تسلیم کرتا تھا، عقائد کے جھگڑے بھی اتنے کھڑے نہیں ہوئے تھے۔ یہ دَور ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۴ء تک رہا۔ ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۵ء میں سعودی خاندان اور شریف مکہ کی جنگ ہوئی، ہزاروں مسلمان شہید ہوئے۔ بلکہ گنبد خضراء پر گولی چلی۔ [3] بہت سے لوگ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے ہجرت کر گئے، شریفِ مکہ کو شکست ہوئی، سعودی حکومت برسرِ اقتدار آئی، یہ لوگ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقیدے پر گامزن ہیں۔

---

[1] ماہنامہ ترجمان اہلِ سنت، کراچی، ش جولائی ۱۹۷۵ء

[2] انٹرویو علامہ شیخ ضیاء الدین احمد مدنی (ٹیپ) مخزونہ حکیم محمد موسیٰ مدظلہ لاہور

[3] گنبدِ خضراء پر گولی چلنے کے واقعہ کو سید محمد سردار حسنی بی۔ اے نے حیات سلطان ابن سعود کے صہ ۱۵۷ پر ایرانی تحقیقاتی وفد کی رپورٹ کے تحت تفصیل سے لکھا ہے۔
(خلیل احمد)

marfat.com

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ جن دنوں مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اُس وقت ایک بہت بڑے بزرگ عارف باللہ حضرت سیدی شیخ احمد الشمس المالکی التھاوری المراکشی قدس سرہٗ العزیز مدینہ منورہ میں موجود تھے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے ان کی صحبت میں کافی وقت گزارا۔[1] ان کے علاوہ شبیہ غوث الاعظم حضرت سید علی حسین اشرفی میاں قدس سرہٗ سجادہ نشین کچھوچھہ شریف (ضلع فیض آباد۔ یو۔پی)، حضرت شیخ محمود المغربی قدس سرہٗ العزیز (مدینہ منورہ) حضرت مولانا شیخ عبدالباقی فرنگی محلی قدس سرہٗ (مدینہ منورہ) حضرت شیخ سیدی عبدالرحمٰن سراج مکی مفتی حنفیہ قدس سرہٗ (مکہ مکرمہ) حضرت شیخ احمد الشریف السنوسی طرابلسی قدس سرہٗ، (لیبیا) سے طریقہ سنوسیہ[2] میں اجازت و خلافت، حضرت علامہ شیخ محمد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علامہ شیخ محدث بدرالدین حسنی شامی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ سید احمد الحریری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الدلائل حضرت علامہ عبدالحق، الہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، عاشق رسول علامہ شیخ امین قطبی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ نور سیف رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ علوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ العباغی رحمۃ اللہ علیہ اور لبنان و فلسطین کے مشہور

---

[1] ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی، شمارہ جولائی ۱۹۷۵ء

[2] طریقہ سنوسیہ کے بانی محمد بن علی سنوسی ۱۲۷۶ھ / ۱۷۸۷ء میں مستغانم (الجزائر۔ افریقہ) کے علاقہ میں پیدا ہوئے۔ فاس میں تعلیم پائی ۱۸۱۰ء میں حج کیا، پھر مغربی افریقہ واپس ہوئے، اخوات میں مزید تعلیم حاصل کی، ۱۸۳۹ء جامعہ ازہر مصر آگئے۔ شیخ سید احمد ادریس الفاسی قادری سے انکو بڑی عقیدت تھی۔ شیخ سید احمد ادریس کے انتقال کے بعد انہوں نے اپنا ایک جداگانہ مستقل طریقہ سنوسیہ جاری کیا۔ برقا (لیبیا) میں ایک زاویہ (خانقاہ) بنایا۔ پھر ۱۸۵۵ء میں جغبوب کے مقام پر اپنے طریقہ کا مرکز بنایا۔ آپ کا طریقہ لیبیا، سوڈان، چاڈ، نائیجیریا، مشرق میں، ملائشیا، انڈونیشیا تک پہنچا۔ سنوسی طریقہ قادریہ سے مشابہ ہے۔

(احمد عبداللہ المسدوسی۔ افریقہ میں اسلام، مطبوعہ، اسلامی مرکز، کراچی)

marfat.com

شیخ علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علمی اور روحانی استفادہ کیا۔[1]

حضرت سیدی مدنی قبلہ قدس سرہٗ نے ایک مرتبہ شیخ طریقت مولانا غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ علیہ[2] (لالہ موسیٰ، گجرات پنجاب) سے فرمایا کہ جب میں شروع میں مدینہ منورہ آیا تو اُن دنوں ایک ایسا وقت بھی آیا کہ مجھے سات دن تک فاقہ رہا، یہاں تک کہ میرے پاس پانی خریدنے کے لئے بھی کوئی پیسہ نہ تھا، آخر فاقہ کی شدت سے نڈھال ہوگیا، ساتویں روز ایک بزرگ آئے اُن کے پاس تین مشکیزے تھے۔ ایک مشکیزے میں گھی، دوسرے میں شہد اور تیسرے میں آٹا تھا انہوں نے سامان رکھا اور یہ کہہ کر بازار چلے گئے کہ میں کچھ مزید سامان لے آؤں، کچھ دیر بعد وہ چائے کا ڈبہ اور چینی وغیرہ لے کر واپس آئے اور کہا کہ یہ سب تمہارے لیے ہے، پکاؤ اور کھاؤ، یہ کہہ کر واپس باہر چلے گئے، میں نے دل میں خیال کیا ان بزرگ کو باہر دیکھوں اور کچھ تفصیل معلوم کروں۔ میں نے فوراً دروازے سے باہر آکر دیکھا تو وہ غائب تھے۔ مولانا غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مدنی قدس سرہٗ سے دریافت کیا کہ حضرت آپ کے خیال میں وہ کون تھے؟ آپ نے فرمایا میرے خیال میں وہ شاہِ

---

[1] انٹرویو حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ (ٹیپ) مخزونہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری، لاہور

[2] روزنامہ نوائے وقت لاہور، مجریہ ۶ر اکتوبر ۱۹۸۱ء

[2] مولانا غلام قادر اشرفی بن میاں باغ علی چشتی ۱۴ر محرم ۱۳۲۳ھ/۱۰ر مارچ ۱۹۰۶ء میں ریاست فرید کوٹ (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۱ء میں سکول داخل ہوئے۔ ۱۹۲۲ء میں امتیازی حیثیت سے میٹرک کرنے کے بعد کالج میں داخلہ لیا، مگر طبیعت مائل نہ ہوئی، پھر مذہبی تعلیم شروع کی، مختلف اساتذہ سے پڑھنے کے بعد جامعہ نعیمیہ مرادآباد سے سند فراغت حاصل کی۔ ۱۹۲۶ء تا ۱۹۲۸ء تک مکتسر (ضلع فیروزپور) میں تدریس و خطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ نواب شاہ ممدوٹ کی ہدایت پر سیاسی تحریکوں میں حصہ لیا۔ شدھی تحریک کے خلاف اپنے استاذ مولانا قطب الدین برہم چاری کے ساتھ بھرپور حصہ لیا۔ ۱۹۲۹ء میں سیاست میں عملی طور پر حصہ لیا۔ ۱۹۳۸ء میں لالہ موسیٰ (گجرات) کے ہائی سکول میں مدرس مقرر ہوئے، مسلم لیگ کی تمام تحریکوں میں حصہ لیا، ۱۹۵۳ء میں ۱۹۷۴ء کی ختم نبوت کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ ۲ر شوال ۱۳۹۹ھ/۲۶ر اگست ۱۹۷۹ء کو رات

marfat.com

دو جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے چچا سید الشہدا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے کیونکہ مدینہ منورہ کی ولایت اُنہی کے سپرد ہے۔ [1]

حضرت شیخ علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی فلسطینی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی شہرۂ آفاق کتاب "جامع الکرامات الاولیاء" میں سید الشہداء حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی غریب نوازی کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ حضرت سید جعفر بن حسن برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "نتائج الارتحال والسفر فی اخبار اہل القرآن الحادی عشر" میں حضرت شیخ احمد بن محمد دمیاطی المعروف ابن الغنی النبلاء متوفی مدینہ منورہ محرم الحرام ۱۱۱۶ھ سے روایت کی کہ شیخ احمد نے فرمایا، میں نے ایک قحط زدہ سال میں مصر سے دو اونٹ خریدے اور اپنی والدہ کے ساتھ سفر حج اختیار کیا۔ حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ میں حاضری دی، دونوں اونٹ مدینہ منورہ پہنچ کر مر گئے، ہمارے پاس رقم ختم ہو گئی، نہ ہم اونٹ خرید سکتے تھے اور نہ ہی کرایہ پر سواری لینے کے قابل رہے تھے۔ میں تنگ دستی میں حضرت شیخ صفی الدین قشاشی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں ساری کیفیت عرض کر دی، وہ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمانے لگے کہ آپ ابھی سیدنا حمزہ عم مصطفےٰ رضی اللہ عنہ کی قبر انور پر حاضری دیں، وہاں جتنا ہو سکے قرآن پڑھیں اور پھر اوّل تا آخر اپنا حال سُنائیں۔ میں نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کی اور چاشت کے وقت آپ کے مزار اطہر پر حاضری دی، شیخ کے حکم کے مطابق قرآن پڑھا اور اپنا حال عرض کیا۔ ظہر سے پہلے واپس ہوا، بابِ رحمت میں

(بقیہ حاشیہ ص) ۱۱½ بجے لالہ موسیٰ گجرات، پاکستان میں وفات پائی۔ اور وہیں دفن ہوئے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے "تعارف علمائے اہل سنت" مرتبہ مولانا محمد صدیق ہزاروی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء

ہفت روزہ افق، کراچی

شمارہ

۲۷ اگست تا ۹ ستمبر ۱۹۷۹ء

marfat.com

طہارت خانہ میں وضو کر کے مسجد نبوی شریف میں داخل ہوا تو والدہ محترمہ کو بیٹھے ہوئے پایا۔ مجھے دیکھ کر فرمانے لگیں ابھی تمہیں ایک آدمی پوچھ رہا تھا، میں نے عرض کیا وہ کہاں ہے؟ فرمایا کہ حرم نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پچھلی طرف گئے ہیں، میں ادھر چلا گیا۔ یک لخت ایک پر ہیبت شخصیت اور سفید داڑھی والے بزرگ سامنے آئے اور مجھے فرمانے لگے، شیخ احمد مرحبا! میں نے ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا، مجھے فرمانے لگے آپ مصر چلے جائیں۔ میں نے عرض کیا آقا کس طرح جاؤں، فرمانے لگے میں کسی آدمی سے آپ کے کرایہ کی بات کرتا ہوں، پھر آپ مجھے ساتھ لے کر مدینہ طیبہ میں مصری حاجیوں کے خیموں میں گئے۔ آپ نے ایک خیمہ میں داخل ہو کر اُس کے مالک کو سلام کیا، تو وہ اٹھ کر کھڑا ہوا، آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور بہت تعظیم کی، آپ نے اُسے فرمایا کہ شیخ احمد اور ان کی والدہ کو مصر لے جاؤ، آپ نے اسے کرایہ ادا کر دیا اور مجھے فرمانے لگے کہ شیخ احمد تم اپنی والدہ اور سامان کو یہاں لے آؤ، میں تھوڑی دیر میں اپنی والدہ کے ساتھ سامان لے کر واپس خیمہ میں آگیا۔ آپ نے اونٹ والے کو راستہ میں میرے ساتھ اچھائی سے پیش آنے کی وصیت کی اور اُٹھ کھڑے ہوئے، میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا۔ جب ہم مسجد نبوی شریف کے قریب پہنچے تو فرمانے لگے کہ تم اندر چلے جاؤ۔ میں مسجد شریف میں داخل ہو کر آپکا انتظار کرنے لگا۔ انتظار کرتے کرتے نماز کا وقت ہو گیا لیکن آپ نظر نہ آئے۔ میں نے بہت تلاش کیا مگر آپ نہ ملے۔ میں واپس اُس مصری اونٹ والے کے پاس آیا اور اس سے آپ کے متعلق اور آپکی جگہ کے بارے میں دریافت کیا۔ وہ کہنے لگا کہ میں نے آج سے پہلے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا۔ آخر میں حضرت شیخ صفی الدین قشاشی کی خدمت میں حاضر ہوا اور ساری بات بتائی۔ آپ فرمانے لگے کہ وہ حضرت سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی رُوح پاک تھی جو جسمانی شکل میں سامنے آئی تھی۔ [1]

مرزا شکور بیگ حیدر آبادی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مدنی

---

[1] علامہ شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی، جامع کرامات اولیاء (اردو) ج ۲ ص ۳۹۲ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء

marfat.com

علیہ رحمۃ نے فرمایا کہ اہل مدینہ منورہ سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اپنی مشکل پیش کرتے ہیں اور ان سے عرض کرتے ہیں کہ اپنے چہیتے بھتیجے حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سفارش فرمائیں کہ وہ اپنی دعا سے یہ مشکل حل فرمائیں، چنانچہ حضرت مدنی علیہ الرحمہ نے اپنا ایک خانگی واقعہ بیان فرمایا کہ میری ایک عزیزہ کی اراضی اور باؤلی (کنواں) تھی، جس پر غیر حجاز نے اشخاص نے قبضہ کرلیا تھا۔ قاضی مدینہ کے پاس دعوے پیش کیا گیا۔ ان کی جواب دہی ہوئی کہ جس خاتون کے ذریعے مدعیہ اپنے آپکو مالک بتاتی ہے، وہ مطلقہ زن تھی اور ان کی طرف سے ایک جھوٹا تحریری طلاق نامہ بھی پیش کر دیا گیا جس پر دو گواہوں کے دستخط ثبت تھے۔ اس جھوٹے طلاق نامہ کی تردید ہمیں پیش کرنی تھی، سب کو فکر تھی کہ اس کی تردید کیسے کی جائے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میں حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری کے لئے مدینہ منورہ سے پیدل چل دیا۔ مزار مبارک سے ذرا قریب مجھے ایک شخص ملا، اس نے مجھے سلام کیا اور کہا کہ اے شیخ میرے ہاں چل کر چائے پی لیجئے، میں نے اس سے کہا کہ اب تو میں حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری کے لیے جا رہا ہوں اس لئے آپ کے ساتھ نہیں جا سکتا۔ اس نے کہا خیر واپسی تشریف لے آئیے! میں نے کہا کہ مجھے آپکے گھر کا پتہ معلوم نہیں، اس شخص نے کہا کہ آپکی واپسی تک میں یہیں ٹھہرا رہوں گا۔ چنانچہ جب میں مزار مبارک کی حاضری سے فارغ ہو کر واپس آیا تو وہ شخص میرے انتظار میں کھڑا تھا، میں اس کے ساتھ چل دیا، جب اس کے گھر پہنچا تو وہ مجھے ایک جگہ بٹھا کر ایک کمرہ میں داخل ہوا اور ایک چھوٹی سی ٹوکری وہاں سے اٹھا کر لے آیا جس میں بہت سے کاغذات بھرے ہوئے تھے۔ اس شخص نے وہ کاغذات میرے سامنے انڈیل دیئے اور کہا کہ حضرت جب تک میں چائے تیار کروں آپ ان کاغذات پر ایک نظر ڈال لیجئے، یہ میرے والد کے زمانے کے کاغذات ہیں، مجھے پڑھنا نہیں آتا اگر کوئی کام کا کاغذ ہوا تو رکھ لوں گا ورنہ سب کو جلا دوں گا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے میں اتنی دیر انہیں دیکھتا ہوں، میں نے سب سے پہلے جس کاغذ کو دیکھنے کے لئے

marfat.com

اُٹھایا وہ دو گواہوں کے بیانات کی باضابطہ نقل تھی جو انہوں نے قاضی کی عدالت میں دیئے تھے اور یہی وہ گواہ تھے جن کے دستخط اس طلاق نامہ پر تھے اور یہ بیانات اس طلاق نامہ کے بعد کی تاریخ پر دیئے گئے تھے۔ اور ان بیانات میں اس خاتون کو زوجہ تسلیم کیا گیا تھا، بہرحال ان بیانات کی وجہ سے وہ طلاق نامہ جھوٹا ثابت ہوا اور ہمیں کامیابی نصیب ہوئی۔[1]

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ ہر سال ماہِ رمضان المبارک میں حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس پر حاضری دیتے اور ایک روزہ وہاں افطار کرتے۔[2]

جناب شکور بیگ مرزا لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت مدنی علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ حضرت! جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہاں کے لوگوں کی کیا حالت تھی؟ فرمایا مرزا صاحب میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں آپ خود اس سے اندازہ کرلیں گے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ فرمانے لگے کہ میرے ایک دوست یہاں آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ میں نے نذر مانی تھی کہ مدینہ منورہ کی حاضری نصیب ہوئی تو وہاں کے غربا میں کپڑا تقسیم کروں گا۔ اَب آپ مجھے کسی دکان سے لٹھے کے چالیس تھان دلا دیجئے تاکہ تقسیم کرسکوں۔ میں انہیں ساتھ لے کر اپنے ایک دوست عبدالرحمٰن مدنی کی دکان پر گیا اور ان سے کہا کہ بھائی انہیں لٹھے کے چالیس تھان درکار ہیں، یہ سُن کر وہ دکاندار دوست مجھے ذرا علیٰحدہ لے گیا اور کہنے لگا کہ آپ جتنا کپڑا چاہئے ہیں میرے ہاں موجود ہے مگر صبح سے میں نے بفضل خُدا ہزار بارہ سو کما لیے ہیں، لیکن

---

[1] شکور بیگ مرزا: ضیائے مدینہ، مطبوعہ حیدرآباد (دکن بھارت) ۱۹۸۲ء ص ۱۷/۱۸

نوٹ: حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسل سے اپنی کسی مشکل کے لیے دُعا کرنے کا واقعہ مولوی حسین احمد دیوبندی کی روایت سے روزنامہ الجمعیۃ دہلی، شیخ الاسلام نمبر خصوصی شمارہ ۲۵ رجب ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۸ء کے صفحہ ۱۵۹ پر بھی درج ہے۔ (خلیل احمد)

[2] مکتوب محمد حنیف قادری (مدینہ منورہ) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہٗ، لاہور، محررہ ۱۲ دسمبر ۱۹۸۲ء

marfat.com

میرے مقابل کی دکان والے صاحب کے ہاں آج بکری نہیں ہوئی اسلئے یہ کپڑا آپ ان کے ہاں سے دلا دیجے تاکہ اُن کی کچھ بکری ہو جائے۔ کیونکہ وہ بھی بال بچوں والے ہیں۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ یہ بات سُنا کر فرمانے لگے کہ اُس وقت ایسے قناعت پسند، ہمدرد اور اچھے لوگ تھے۔ مگر آج یہ عالم ہے کہ باپ کے گاہک کو بیٹا چھینتا ہے اور بیٹے کے گاہک پر باپ لپکتا ہے۔

ایک مرتبہ میں نے پوچھا حضرت جو لوگ آپ کے ابتدائی زمانہ میں حج کے لیے آتے تھے ان کا کیا حال تھا۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا اُس وقت جو بھی حج کے لیے حاضر ہوتا تھا، اسکی یہی کوشش ہوتی تھی کہ مجھے تکلیف پہنچ جائے مگر میرے ساتھ والے کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ اسلئے ہر جگہ آسانی رہتی تھی مگر آج کل تو آپ دیکھ رہے ہیں۔ کہ ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ میرے آرام میں خلل نہ ہو۔ [1]

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے مدینہ منورہ میں قیام کے بعد حجاج کرام کو دورانِ حج سہولتیں فراہم کرنے کی جانب خصوصی توجہ فرمائی، قیام و طعام سے لے کر آمد و رفت کی دشواریوں کے سدِباب کے لیے فنڈز جمع کئے اور تجارت سے حاصل ہونے والی آمدنی اس مقصد کے لئے وقف کر دی، خصوصاً حجاز ریلوے لائن کی تعمیر کے سلسلے میں آپ کی خدمات کو عالم اسلام میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ [2]

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ شروع شروع میں بڑی سختی ہوئی۔ میرے خلاف پہرے لگ گئے، مجھے بدعتی اور مشرک مشہور کیا گیا، مجھ سے مناظرہ کے لیے لوگوں کو بھیجا۔ ایک مرتبہ کچھ لوگ وسیلہ پر مناظرہ کرنے آئے اور مجھ سے پوچھا کہ کیا آپ اللہ تک رسائی کے لیے غیر اللہ کو وسیلہ کے قائل ہیں؟ میں نے کہا وسیلہ تلاش کرنے کا حکم قرآن میں ہے،

---

[1] شکور مرزا، منیائے مدینہ، مطبوعہ حیدرآباد دکن (بھارت) ۱۴۰۲ھ ص ۱۲، ۱۷

[2] روزنامہ حریت، کراچی مجریہ ۵ اکتوبر ۱۹۸۱ء

marfat.com

انہوں نے کہا اس وسیلہ سے مراد نماز اور نیک کام ہیں۔ میں نے سوال کیا کہ صلوٰۃ (نماز) اللہ ہے یا غیر اللہ؟ اس پر سب ساکت ہو گئے، جواب نہ بن پڑا اور واپس چلے گئے۔ اسی طرح متعدد مسائل پر گفتگو کرنے کے لئے آتے رہے، مجھ سے لوگوں کا ملنا جلنا بند کرتے رہے۔ [1]

ایک مرتبہ مدینہ طیبہ کے امیر، بن ابراہیم نے آپکو طلب کیا، وہ بہت سخت مزاج مشہور تھا۔ اُس نے بڑے غیض و غضب کے ساتھ گفتگو شروع کی۔ اس کے ہاتھ میں برہنہ تلوار تھی جسے وہ لہرا لہرا کر بات کرتا تھا۔ حضرت خاموشی سے اس گفتگو سنتے رہے۔ اُس نے پوچھا آپ انبیاء و اولیاء کو وسیلہ بنانا جائز سمجھتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا، ہاں، اس نے کہا اس پر دلیل پیش کریں۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ پڑھی، "یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلہ"

امیر نے کہا یہ تو ہماری دلیل ہے کیونکہ وسیلہ سے مراد اعمالِ صالحہ ہیں نہ کہ انبیاء و اولیاء ہیں۔ حضرت نے پوچھا کہ یہ بتایئے ہمارے یہ نیک اعمال بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہیں یا مردود؟ امیر نے کہا مجھے کیا معلوم کہ مقبول یا مردود، اس پر حضرت نے فرمایا کہ جب اعمال وسیلہ بن سکتے ہیں جن کے بارے میں ہمیں معلوم نہیں کہ وہ مقبول ہیں یا مردود، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں وسیلہ نہیں بن سکتے جو کہ بارگاہِ خداوندی میں یقیناً مقبول ہیں۔ یہ جواب سُن کر امیر کا سارا غصہ جاتا رہا اور بڑی نرمی سے گفتگو کرنے لگا۔ حضرت کو چائے پیش کی اور بڑی عزت کے ساتھ رخصت کیا۔ [2]

؎ حصارِ منکروں میں بھی نبی کے نامِ نامی کی
بلند رکھتے تھے عظمت حضرت قبلہ ضیاء الدین

---

[1] ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی، ش جولائی ۱۹۷۵ء

[2] مکتوب مولانا عبدالحکیم شرف (لاہور) بنام راقم، محررہ ۲۸ دسمبر ۱۹۸۱ء

marfat.com

ایک دن شام کے وقت حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اپنی بکریوں کو درختوں کے پتے کھلا رہے تھے کہ دو وہابی پاس سے گزرے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ تمہیں معلوم ہے ابوحنیفہ کی موت پر سفیان نے کیا کہا تھا؟ اُس نے کہا میں نے کچھ نہیں سُنا۔ پہلے شخص نے کہا سفیان نے کہا تھا، اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کو ابوحنیفہ کے شر سے نجات دی۔ یہ سُننا تھا کہ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے جلال کے عالم میں فرمایا، "لعنۃ اللہ علی الکاذبین" اُس شخص نے امیر کے پاس شکایت کی کہ حضرت نے مجھے کاذب کہا اور مجھ پر لعنت کی، امیر کے طلب کرنے پر حضرت مدنی علیہ الرحمۃ تشریف لے گئے اور اس کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ اگر کوئی شخص امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے وصال پر کہے کہ خدا نے اہلِ زمین کو ان کے شر سے نجات عطا فرمائی ہے تو تمہارے خیال میں وہ کیسا شخص ہے؟ امیر نے کہا وہ بیدین اور مردود ہے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اس شخص نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ایسے کلمات کہے ہیں۔ امیر نے کہا یہ بات ہے! اور اس کے منہ پر تھوک دیا اور کہا کہ تم لوگ ان کو گھروں میں بھی آرام سے نہیں رہنے دیتے۔ لے

نجدیوں نے جب اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزارات مسمار کرنے اور قبہ جات گرانے کا منصوبہ بنایا اور بعض مفتیوں سے اس حرکت کے جواز کا فتوے بھی حاصل کر لیا گیا تو بعض لوگ دستخط کروانے کے لیے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے مگر آپ نے تصدیق کرنے سے انکار کر دیا۔ جب ایک لاکھ ریال کا نذرانہ پیش کیا گیا تو فرمایا میں فتوے فروش نہیں ہوں، پھر دھمکی دی گئی کہ دستخط نہ کیے تو مکان جلا دیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا مشیت ایزدی کے بغیر آگ نہیں لگ سکتی اور اگر اللہ جل جلالہٗ کی مشیت ہوئی تو اس سے مفر ناممکن ہے۔ پھر دھمکی دی گئی کہ اگر دستخط نہ کیے تو یہاں سے نکال دیئے جاؤ گے۔ حضرت سیدی مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا اصل مقصود رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی ہے، آپ کے شہر میں رہنا مقصود بالتبع ہے۔ اگر یہاں رہنے

لے مکتوب مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری (لاہور) بنام راقم الحروف محررہ ۲۸ دسمبر ۱۹۸۱ء (خلیل احمد)

marfat.com

والا آپ کے حکم کے خلاف فتوے دے تو رہنے کے باوجود نکلا ہوا ہتلا ہے۔ اور اگر دور والا آپ کی شریعت کا اتباع کرے تو دُور رہنے کے باوجود یہاں حاضر سمجھا جاتا ہے۔

حرم ہے اسے ساحتِ ہر دو عالم
جو دل ہو چکا ہے شکار مدینہ

اس گفتگو کے بعد آپ توکل بر خُدا، تکیہ بر مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حصن حصین میں بفراغِ دل مصروف دُعا ہو گئے اور دوسری جانب ارباب اقتدار آپکی بابت مشورے کرنے لگ گئے۔ بالآخر طے پایا کہ یہ کوئی دیوانہ ہے اِسے اسکے حال پر رہنے دو۔[1]

ایک مرتبہ پیر طریقت حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سجادہ نشین خانقاہ سلیمانیہ (تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازیخاں) نے جامع الملفوظ علامہ فقیر محمود سدیدی سُلیمانی خطیب جامع مسجد سلیمانی تونسہ شریف سے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں کتنے دن ٹھہرے تھے عرض کی انیس دن۔ آپ نے فرمایا مولانا ضیاء الدین قبلہ کے پاس بھی گئے تھے؟ عرض کی ہاں جایا کرتا تھا، فرمایا کتنی مرتبہ حاضری دی تھی۔ عرض کی چھ سات بار۔ آپ نے ذوق میں فرمایا کہ مولانا کا وجود غنیمت ہے میں بھی عموماً ظہر کے بعد مولانا صاحب کے پاس جایا کرتا تھا۔ عصر تک مولانا صاحب کے پاس بیٹھا رہتا تھا۔ عصر کی نماز کے بعد حرم شریف آجایا کرتا تھا۔ ایک ساتھی کو اپنے ساتھ ملا کر عصر کی نماز باجماعت ادا کر لیا کرتا تھا۔ پھر عشاء تک حرم شریف میں رہتا تھا۔ مولانا ضیاء الدین قبلہ اس بات پر زور دیا کرتے تھے کہ نجدیوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، ایک دفعہ میں حضرت میاں نُورجہانیاں صاحب (چشتیاں) کے ساتھ مولانا قبلہ کے پاس گیا، اسی مسئلہ پر گفتگو ہوئی۔ مولانا ضیاء الدین قبلہ نے فرمایا جو ان کے عقیدے سے واقف ہو اسکی نماز ان کے پیچھے نہیں ہوتی البتہ ناواقف کی ہو جائے گی۔[2]

---

[1] ماہنامہ رضائے مصطفےٰ، گوجرانوالہ شمارہ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

[2] ملفوظات حضرت خواجہ خان محمد تونسوی علیہ الرحمۃ (م ۱۹۷۹ء) مطبوعہ ملتان ص ۱۴

marfat.com

اسی سلسلے میں فرمایا کہ امامت اور نماز کا مسئلہ حجاز مکرمہ میں پہلی مرتبہ پیش نہیں آیا بلکہ اس سے پہلے بھی ایسے دور گزر چکے ہیں کہ بہت سے مسلمانوں نے اُس وقت کے امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے گریز کیا۔ حتیٰ کہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی عمل رہا، حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے زمانے میں بہت سے صحابہ کرام اُس وقت کے مقررہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے گریز کرتے تھے کہ کہیں شہادت عثمان میں یہ بھی شامل نہ ہو۔[1]

اسی طرح یزید اور حجاج بن یوسف کے مقرر کردہ امام کے پیچھے لوگوں نے نماز ادا نہیں کی۔ اب چوتھا دور ہے۔ بعض مفسد لوگوں کو یہ اعتراض ہوتا ہے کہ کچھ مخصوص عقائد کے لوگ سعودی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے جبکہ لاکھوں مسلمان پڑھتے ہیں۔ اگر لاکھوں مسلمان عقائد کی واقفیت کے بعد پڑھتے ہیں تو نماز کا ہونا محلِ نظر ہے۔ لیکن ہمیں معلوم ہے کہ عام مسلمان ان کے عقائد سے واقف نہیں ہیں بلکہ عقیدتمندی کی بنا پر نماز ادا کرتے ہیں کہ یہ خانہ کعبہ اور مسجد نبوی کے امام ہیں۔ اسی مسئلہ کے بارے میں ایک مرتبہ علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ العالی سے سوال کیا گیا کہ وہابی نجدی امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ علامہ کاظمی مدظلہ نے جواب میں فرمایا کہ تمام اہلِ اسلام کے نزدیک یہ حقیقت مسلّمہ ہے کہ کسی امام کے پیچھے صحتِ اقتداء کے بغیر نماز درست نہیں ہو سکتی۔ جس کے لیے مقتدی و امام کے مابین ایک مخصوص رابطہ قائم ہو جانا ضروری ہے۔ اس مخصوص رابطہ کے بغیر صحتِ اقتداء متصور نہیں کہ یہ رابطہ ظاہری، مادی اور جسمانی نہیں بلکہ یہ رابطہ صرف باطنی روحانی اور اعتقادی ہے جس کا وجود امام اور مقتدی کے درمیان اُصولی اعتقاد میں موافقت کے بغیر ناممکن ہے۔ شرک، توحید کے منافی ہے اور کفر و جاہلیت اسلام و ایمان سے قطعاً متضاد ہیں۔ اگر مقتدی جانتا ہے کہ

---

[1] بخاری شریف جلد ۱ ص ۹۶: عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری از علامہ بدرالدین عینی حنفی رح مطبوعہ مصر، جلد ۵ ص ۲۳۱

marfat.com

میرا کوئی عقیدہ امام کے نزدیک شرک جلی کفر و جاہلیت ہے تو دونوں کے درمیان اعتقادی موافقت نہ رہی اس عدم موافقت کے باعث صحتِ اقتدار کی بنیاد منہدم ہوگئی۔ ایسی صورت میں امام کے پیچھے اسکی نماز کا صحیح ہونا کیونکر متصور ہو سکتا ہے؟ اس دعویٰ کی دلیل یہ ہے کہ مثلاً کسی منکر ختم نبوت کے پیچھے کسی مسلمان کی نماز نہیں ہوتی، کیونکہ مقتدی ختم نبوت کا اعتقاد رکھتا ہے اور امام ختم نبوت کا منکر ہے، دونوں کے درمیان اعتقادی موافقت نہ ہونے کی وجہ سے صحتِ اقتدار کی بنیاد باقی نہ رہی، لہٰذا نماز نہ ہوئی۔ توضیح مُدعا کے لیے ہدایہ سے ایک جزیہ کا خلاصہ پیش کرتا ہوں۔ کہ اگر امام کی جہت تحری، مقتدی کی جہت تحری سے مختلف ہوئی اور تاریکی یا کسی اور وجہ سے مقتدی کو اس اختلاف کا علم نہ ہو سکے تو اسکی نماز درست ہے ——— اور اگر مقتدی امام کی جہت تحری کا علم رکھتے ہوئے اس کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے تو اس کی نماز فاسد ہوگی۔ صاحبِ ہدایہ نے اس فساد کی دلیل دیتے ہوئے فرمایا لانہ اعتقد امامہٗ علی الخطاء یعنی فسادِ صلوٰۃ کی دلیل یہ ہے کہ مقتدی نے اپنے امام کے خطاء پر ہونے کا اعتقاد کیا۔ اس سے واضح ہوا کہ نماز درست ہونے کے لیے ضروری ہے کہ مقتدی امام کے خطا پر ہونے کا معتقد نہ ہو۔ یعنی مطابقت اعتقاد ضروری ہے بشرطیکہ مقتدی امام کی خطا سے باخبر ہو اور اگر وہ امام کی خطا سے لاعلم ہے تو ایسی صورت میں نماز ہو جاتی ہے۔ اس مختصر تمہید پر غور کرنے سے یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ مقتدی جب یہ جانتا ہے کہ امام کا اعتقاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے اللہ کا عطا کردہ علم ماننا کفر و شرک ہے اور امام کے عقیدے میں انبیاء کرام و صالحین سے استمداد بلکہ توسل تک شرک ہے اور امام مزارات انبیاء علیہم السلام و مزارات اولیاء عظام کے لئے سفر کرنے بلکہ مزارات کی تعظیم و تکریم کو بھی شرک قرار دیتا ہے اور مقتدی ان تمام امور کو توحید اور اسلام کے عین مطابق سمجھتا ہے تو ایسی صورت میں عدم موافقتِ اعتقاد کی وجہ سے صحتِ اقتدار کی بنیاد مفقود ہے پھر نماز کیوں کر درست ہو سکتی ہے۔ رہا یہ امر کہ ایامِ حج وغیرہ میں ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کی نماز کا کیا حکم ہوگا؟ تو میں عرض کروں گا کہ ہزاروں لاکھوں مسلمان جن کے

marfat.com

اصولی عقائد امام سے مختلف ہیں انکی تین قسمیں ہیں۔ اوّل وہ جو اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان اصولی عقائد میں امام کا عقیدہ ہم سے مختلف ہے، ان کا حکم تمہید کے ضمن میں واضح ہو گیا۔ ایسے لوگ اپنے علم کے مقتضا کے مطابق یقیناً مجتنب رہیں گے۔ دوم وہ مسلمان جو یہ جانتے ہیں کہ امام کے بعض عقائد ہمارے عقائد سے مختلف ہیں مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ یہ اختلاف اصولی عقائد میں ہے اور ہمارے عقائد امام کے نزدیک کفر و شرک، معصیت و جاہلیت کا حکم رکھتے ہیں۔ یہ مسلمان محض حرم مکہ و حرم مدینہ اور مسجد حرام و مسجد نبوی کی عظمتوں اور عشق و محبت در رسالت پناہی کے جذبات سے متاثر ہو کر اپنی غلط فہمی کی بنا پر اس امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ ان کی اس خطاء کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت و رافت کے پیش نظر یہ اُمید کی جا سکتی ہے کہ رب کریم ان کی نمازوں کو رائیگاں نہیں فرمائے گا۔ سوم وہ مسلمان جنہیں سرے سے امام کے عقائد کا اختلاف ہی معلوم نہیں وہ محض سادہ لوح ہیں۔ عشق و محبت سے سرشار ہو کر حرم مکہ اور حرم مدینہ میں حاضر ہوئے اور انہوں نے بحالت لاعلمی اس امام کے پیچھے نمازیں پڑھیں، ان کے متعلق بھی کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عفو و کرم سے ان کی نمازوں کو ضائع نہ ہونے دے گا۔ دوم اور سوم قسم کے مسلمانوں کی خطاء قابلِ عفو ہے۔ طبرانی میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث مروی ہے رُفِعَ عَنْ اُمَّتِیَ الخطاء والنسیان وما استکرہوا علیہ یعنی اٹھا لیا گیا میری امت سے خطاء اور نسیان اور ہر اس چیز کو جس پر وہ مجبور کئے گئے ہیں۔ یعنی ان تینوں حالتوں میں ان کا مواخذہ نہ ہوگا۔ [1]

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے حج کے علاوہ تین مرتبہ مدینہ منورہ سے باہر جانا پڑا۔ پہلے ترکوں کے زمانہ میں اور دوسری مرتبہ ایسا ہوا کہ میرا لڑکا محمد فضل الرحمٰن بیمار ہو گیا۔ انہی دنوں حیدر آباد دکن کے ایک مشہور ڈاکٹر حج پر آئے، نظام حیدر آباد نے انہیں ارسطو یار جنگ کا خطاب بھی دیا تھا۔ میں نے ڈاکٹر صاحب سے مشورہ کیا تو ڈاکٹر

---

[1] ماہنامہ ترجمان اہل سنت، کراچی، ش فروری ۱۹۷۹ء صفحہ ۲۶، ۲۷

marfat.com

صاحب نے مجھ سے کہا کہ اگر آپ اپنے صاحبزادے کو حیدرآباد دے آئیں تو وہاں علاج کیا جا سکے گا۔ چنانچہ میں اپنے لڑکے محمد فضل الرحمٰن کو لے کر حیدرآباد چلا گیا۔ وہاں نواب فخر یار جنگ کے بنگلہ پر قیام کیا جو اُس وقت وہاں وزیر مالیات تھے۔ اسی زمانہ میں وہاں علماء و مشائخ سے ملاقاتیں ہوئیں۔ ان میں حضرت سید عبداللہ شاہ صاحبؒ تھے، مولانا عبدالقدیر اور مفتی عبدالرحیم تھے۔ ایک اور افغانی عالم مولانا ابوالوفا تھے یہ جامعہ نظامیہ حیدرآباد میں شیخ الفقہ تھے [1]

پھر فرمایا کہ تیسری مرتبہ ایسا ہوا کہ ۱۳۳۹ھ میں مسجد نبوی شریف باب جبرئیل کے پاس ایک خواب دیکھا، جس میں اشارہ تھا کہ محسنِ ملت اعلیٰحضرت امام احمد رضا خانؒ کا آخری سال ہے، دل میں خیال آیا کہ چلو ایک بار اپنے مرشد کامل کی زیارت تو کر لو۔ فقیر مدینہ سے بمبئی آیا وہاں سے اجمیر شریف حاضری دیتا ہوا بریلی شریف حاضر ہوا اور اعلیٰ حضرت قبلہ کی زیارت و قدمبوسی کا شرف حاصل کیا۔ [2] اعلیٰحضرت قدس سرہٗ اُس وقت چلنے پھرنے سے معذور تھے، دو آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد میں لاتے اور اعلیٰحضرتؒ کو صف میں بٹھا دیتے۔ آپ باجماعت نماز ادا فرماتے اور عشاء تک مسجد میں تشریف رکھتے باوجود نقاہت اور ضعف کے تبلیغ دین کا سلسلہ جاری رہتا۔ فجر اور ظہر کی نماز گھر میں باجماعت ادا فرماتے۔ [3] آپ ایسی حالت میں بھی تصنیف و تالیف میں مشغول رہتے اور اپنی مشہور کتاب "المحجۃ المؤتمنہ"، ترک موالات دکان کو اپریشن کے بارے میں انہی دنوں تحریر فرمائی۔ مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی وہیں بریلی شریف میں پہلی ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد مدینہ منورہ میں دو مرتبہ ملاقات

---

[1] شکور بیگ مرزا، ضیائے مدینہ، مطبوعہ حیدرآباد دکن (بھارت)، ۱۹۸۲ء

[2] مکتوب قاری محمد امانت رسول، پیلی بھیت (بھارت) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور محررہ ۳۰ر اپریل ۱۹۸۳ء

[3] روزنامہ جنگ کراچی مجریہ ۵ر اکتوبر ۱۹۸۱ء

marfat.com

ہوئی ، ان کے ساتھ حضرت علامہ سید ابوالبرکات لاہوری علیہ الرحمۃ اور محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ بھی تھے۔[1] بریلی شریف میں قیام کے دنوں میں عصر اور مغرب کے درمیان اعلیٰحضرت قبلہ ہوتے اور یہ فقیر ہوتا تھا کوئی تیسرا نہیں۔ شعبان میں حکیموں نے یہ رائے دی کہ گرمی بہت ہے اور اعلیٰ حضرت قبلہ کی طبیعت ناساز ہے، کمزوری بھی بہت ہے اس لئے امسال روزہ نہ رکھیں۔ اعلیٰحضرت قبلہ سے جب کہا گیا تو فرمایا جب سے مجھ پر روزے رکھنا فرض ہوئے اَب تک بحمد اللہ "کوئی روزہ قضا نہیں ہوا، کچھ بھی ہو روزہ نہیں چھوٹ سکتا۔ پھر اعلیٰحضرت قبلہ نے فرمایا اگر موسم گرما کی وجہ سے یہ بات ہے تو رمضان المبارک کوہ بھوالی ضلع نینی تال میں گزار لیا جائے گا، وہاں موسم بہت مناسب رہے گا۔ اعلیٰ حضرت قبلہ کا پروگرام بھوالی جانے کا تھا اسلئے مجھ سے فرمایا، ضیاء الدین احمد آپ حج کرتے ہوئے مدینہ طیبہ حاضر ہوں تو فقیر کے لیے بارگاہِ شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دعا کریں۔ چنانچہ دو مہینے دو دن کے بعد اعلیٰحضرت قبلہ نے حجاز مقدس واپس جانے کی اجازت دی، اور دعاؤں کے ساتھ رخصت فرمایا۔ فقیر بمبئی سے بحری جہاز پر جدہ پہنچا پھر مکہ مکرمہ میں حج کرکے محرم الحرام کے آخری دنوں میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا، ماہِ صفر کے آخر میں بریلی شریف سے ٹیلی گرام آیا کہ ۲۵ر صفر ۱۳۴۰ھ / ۲۸ر اکتوبر ۱۹۲۱ء کو جمعۃ المبارک کے دن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی رُوح نے داعیِ الی اللہ کو لبیک کہا۔[2]

حضرت شیخ ضیاء الدین احمد علیہ الرحمۃ جب بھی اپنے شیخ طریقت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ کا ذکر فرماتے تو آپ کا چہرہ دمک اٹھتا اور لب و لہجہ بتاتا کہ آپ اپنے شیخ سے کیسی والہانہ عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔[3] جب کبھی احباب عرض کرتے کہ حضرت

---

[1] انٹرویو حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی، ٹیپ کیسٹ مملوکہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور

[2] مکتوب قاری محمد امانت رسول، پیلی بھیت (بھارت) بنام حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری لاہور۔ [3] روزنامہ جنگ کراچی مجریہ ۵ر اکتوبر ۱۹۸۱ء

marfat.com

ایمان کی سلامتی کی دُعا فرمائیں تو حضرت فوراً اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا شعر پڑھتے ؎

تو نے سلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اَب کوئی پھرتا ہے علیہ تیرا

اگر کوئی عرض کرتا کہ حضرت ٹھنڈا پانی پئیں گے ؟ تو فوراً ہی گنبدِ خضرا کی طرف اشارہ کرکے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا یہ شعر پڑھتے ؎

ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا
پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں

کبھی فرماتے کہ مرزا (شکور بیگ) صاحب تو یوں کہتے ہیں ؎

نہ منہ ہے تمہارے دکھانے کے قابل
لیکن اعلیٰحضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

تجھ سے چھپاؤں منہ تو کروں کس کے سامنے

گیارہویں شریف کی محفل ہوتی تو اعلیٰحضرت قبلہ کے اُن اشعار کا ذکر فرماتے، جن میں حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی شان بیان کی گئی ہے۔ رجب المرجب میں حضور خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ (اجمیر شریف) کا عُرس مبارک ختم ہوتے ہی اعلیٰحضرت قبلہ کے عرس مبارک کا تذکرہ فرماتے رہتے۔ [1]

قاری محمد امانت رسول قادری رضوی بیان کرتے ہیں، ایک مرتبہ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میں نے مصر کے فاضل ترین علمائے کرام کے اجتماع میں اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ کا قصیدہ عربیہ پڑھا تو انہوں نے بیک زبان کہا یہ قصیدہ تو کسی فصیح اللسان عربی النسل عالم کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ فقیر نے انہیں بتایا کہ اس قصیدے کے لکھنے والے اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی ہیں جو عربی نہیں عجمی ہیں، تو علمائے مصر حیرت میں ڈوب گئے کہ وہ عجمی ہو کر عربی میں اتنے ماہر ہیں۔ قصیدہ عربی

---

[1] مکتوب محمد حنیف قادری (مدینہ منورہ) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری (لاہور) محررہ ۱۲ دسمبر ۱۹۸۲ء

marfat.com

کے چند اشعار درج ذیل ہیں ؎

اَلْحَمْدُ لِلْمُتَوَحِّدِ بِجَلَالِهِ الْمُتَفَرِّدِ
وَصَلٰوتُهُ دَوْمًا عَلٰى خَيْرِ الْاَنَامِ مُحَمَّدٍ
وَالْاٰلِ وَالْاَصْحَابِهِ مَا رَاٰى مِنْذُ شَدَائِدِ
فَاِلَى الْعَظِيْمِ تَوَسُّلِيْ بِكِتَابِهِ وَبِاَحْمَدِ
وَبِمَنْ اَتٰى بِكَلَامِهِ وَبِمَنْ هُدٰى وَبِمَنْ هُدِيْ
وَبِكَعْبَةٍ وَبِمَنْ حَوَتْ وَبِمِنْبَرٍ وَبِمَسْجِدِ
وَبِكُلِّ مَنْ وَحَّدَ الْاِلٰـ مِنْ عِنْدِ رَبٍّ وَاحِدٍ [1]

۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء میں حضرت مدنی قدس سرہٗ نے مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ کو اللطفرت قدس سرہٗ کے مندرجہ ذیل اشعار سنائے جو انہوں نے اپنے پاس موجود بہارِ شریعت حصہ ششم پر لکھ لیے۔

اَاَذْكُرُ حَاجَتِيْ اَمْ قَدْ كَفَانِيْ حَيَاؤُكَ اِنَّ شِيْمَتَكَ الْحَيَاءُ
كَرِيْمًا لَا تُغَيِّرُهُ ذُنُوْبٌ مِنَ الْخُلُقِ الْكَرِيْمِ وَلَا جَفَاءُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ فَضْلُكَ لَيْسَ يُحْصٰى وَلَيْسَ لِجُوْدِكَ السَّامِيْ انْتِهَاءُ
فَاِنْ اَكُ مُتَنَاوِلًا دُنُوًّا وَاُخْرٰى فَلَيْسَ الْبَحْرُ يَنْقُصُهُ التِّلَاءُ

ترجمہ

[1] کیا میں اپنی حاجت بیان کروں یا آپ کا حیا کافی ہے۔ بے شک حیا آپ کی عادت کریمہ ہے۔

[2] کیا اُس کریم سے عرضِ حال کروں جنہیں ہمارے گناہ اور جفا کاری اخلاق کریمہ سے منع نہیں کرتی۔

[3] یا رسول اللہ! نہ تو آپ کے فضل و کرم کا احاطہ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی آپکی

---

[1] مکتوب قاری محمد امانت رسول، پیلی بھیت (بھارت)، بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری (لاہور) محررہ ۱۶ رجب ۱۴۰۳ھ / ۳۰ اپریل ۱۹۸۳ء

marfat.com

بلند عطا کی کوئی انتہا ہے۔

؎ اگر آپ ہمیں دُنیا و آخرت میں عزت بخشیں دتو آپکا کوئی نقصان نہیں، کیونکہ ڈول سمندر کا پانی کم نہیں کر سکتے۔ [1]

مفتی محمد اشفاق رضوی خطیب مرکزی جامع مسجد خانیوال شہر بیان کرتے ہیں کہ میں ۱۹۷۹ء میں حج کے بعد مدینہ منورہ حاضر تھا۔ وہاں حضرت شیخ مدنی علیہ الرحمۃ کے ایک خادم بھائی عاشق حسین فیضوی قادری کی وساطت سے حضرت سے دریافت کیا کہ حضور ہم نے سُنا ہے کہ آپ نے مدینہ طیبہ میں اپنے شیخ اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ کے وصال کے بعد اُن کی زیارت کی ہے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا، ہاں ایک مرتبہ مواجہہ شریف میں حاضری دینے کے لیے مسجد نبوی شریف کے باب السلام سے اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ اعلیٰحضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ مواجہہ شریف کی طرف منہ کر کے کھڑے ہیں اور سلام پڑھ رہے ہیں۔ میں قریب گیا تو اعلیٰحضرت قدس سرہٗ میری نظروں سے غائب ہو گئے، میں مواجہہ شریف کی طرف چلا گیا اور صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کر کے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے میرے شیخ کی زیارت سے محروم نہ رکھا جائے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے مواجہہ شریف کی پائنتی کی طرف دیکھا تو اعلیٰحضرت قدس سرہٗ بیٹھے دکھائی دیئے، میں نے دوڑ کر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی قدم بوسی کی اور زیارت سے فیض یاب ہوا۔ [2]

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ پر فالج کا شدید حملہ ہوا، اس کی وجہ سے میرا آدھا جسم بالکل بیکار ہو گیا۔ سب لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ اب ان کا آخری وقت آن پہنچا ہے۔ ان دنوں میں اپنے پرانے مکان میں جو باب السلام کی طرف تھا اوپر والی منزل میں رہتا تھا۔ ایک شب میں نے رو رو کر بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے میرے پیر و مرشد

---

[1] امام احمد رضا: اعالی العطایا فی الاضلاع والزوایا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء ص ۴۷

[2] مکتوب مفتی محمد اشفاق احمد رضوی خانیوال، بنام راقم الحروف خلیل احمد محررہ دسمبر ۱۹۸۲ء

marfat.com

نے آپ کی بارگاہ میں خادم بنا کر بھیجا ہے۔ میرے آقا اگر مجھ سے غلطی ہوئی ہے، تو میرے پیر و مرشد کے صدقے میں مجھے معاف فرما دیں اور اپنے روضۂ اقدس کی خدمت کا شرف عطا فرمائیں۔ اسی طرح میں نے خواجہ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں عرض کیا۔ رات کو جب سویا تو خواب میں دیکھا کہ تین بزرگ نورانی چہروں والے تشریف لائے۔ ان میں ایک حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ، دوسرے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اور تیسرے اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، ضیاء الدین آج تم نے ایسی درخواست کی ہے کہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور دوسرے بزرگ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ حضرت سلطان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے میرے جسم پر دست مبارک پھیرا اور فرمایا کہ اُٹھو، میں خواب میں ہی کھڑا ہوا تو یہ تینوں بزرگ نماز پڑھنے لگے۔ میری آنکھ کھلی تو میں نے اپنے جسم میں کچھ حرکت محسوس کی، میں کوشش کر کے بیٹھ گیا۔ پھر آہستہ آہستہ کھڑا ہو گیا اور ایک لکڑی کا سہارا لے کر کمرے کا آہستہ آہستہ چکر لگایا۔ نیچے بچوں نے محسوس کیا کہ اوپر چلنے کی آواز آ رہی ہے۔ تمام فوراً اوپر آئے اور مجھے دیکھ کر انتہائی خوش ہوئے۔ میں نے فوراً کہا کہ پہلے یہاں سامنے کے فرش پر لوہے کی الماری لا کر رکھو، کیونکہ یہاں ابھی حضور غوث پاک، حضور غریب نواز اور اعلیٰحضرت قبلہ نے نماز پڑھی ہے۔ میں بفضل تعالیٰ بالکل ٹھیک ہوں۔

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ ایک شریف الفطرت اور کریم النفس بزرگ تھے۔ آپکی تربیت میں انس و محبت کے دریا بہتے تھے اور سلف الصالحین کی تمام خصوصیات آپ میں بدرجۂ اتم موجود تھیں آپ نہایت شفیق و خلیق تھے۔ اور آپ کے اخلاق نہایت پاکیزہ تھے۔

لہ شکور بیگ مرزا، ضیائے مدینہ، مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۹۸۲ء ص ۱۸، ۱۹
رآزاد آبادی، کرامات مفتی اعظم ہند، مطبوعہ سکھر (سندھ) ص ۴۴

marfat.com

آپ کے پاس بیٹھنے سے خُدا یاد آتا تھا اور ایمانی و روحانی لذت ملتی تھی۔ آپ خود بھی شریعت پر سختی سے پابند تھے اور مریدین کو بھی شریعت مطہرہ پر ہی عمل کرنے کی ہدایت فرماتے۔ آپ کا کہنا تھا کہ طریقت اور حقیقت کی ساری منزلوں کا راز پابندیٔ شریعت میں پنہاں ہے ــــ استغفار کی بہت تاکید فرماتے بالخصوص (استغفر اللہ العظیم واتوب الیہ) اور فرماتے کہ اس میں دونوں باتیں ہیں یعنی استغفار بھی اور توبہ بھی۔ کثرت سے دُرود شریف پڑھنے کی تلقین فرماتے اور خصوصاً فرماتے کہ یہ دُرود شریف پڑھا کریں۔

صَلَّی اللہُ علی النبی الامی وآلہٖ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃً وّسلاماً علیک یارسول اللہ

نماز کی پابندی کی بہت تاکید فرماتے۔ اکثر فرماتے کہ نماز کے بغیر کچھ نہیں۔ ایک مرتبہ ایک شخص حضرت سے ملنے کے لیے حاضر ہوا تو حضرت نے دیکھتے ہی فوراً فرمایا کہ اس کے چہرے پر نماز کا نور نہیں۔ پھر اس کو تلقین فرمائی کہ نماز پڑھا کرو۔ حضرت اکثر فرماتے کہ شریعت کے بغیر کوئی طریقت نہیں۔ اگر کوئی نصیحت کے لیے عرض کرتا تو فرماتے بیٹا نماز پڑھا کرو، نماز کو مضبوطی سے پکڑلو۔ مریدین، مخلصین کی اصلاح ہر وقت پیش نظر ہوتی، طہارتِ قلب و نظر کی تلقین فرماتے، عقائد و اعمال کی تصحیح پر تاکید فرماتے۔ مخلصین علماء اہلِ محبت کی قدر کرتے، افتراق و انتشار سے ہمیشہ الگ رہنے کی تاکید فرماتے، ہر شخص کو اس کے فرائض کی انجام دہی کی ہدایت فرماتے، صبر و شکر کے کلمات ہمیشہ آپ کی زبان پر ہوتے۔

آپ کی صحبت میں غرباء اور فقراء کو دیکھ کر سلف الصالحین کی یاد تازہ ہوتی، تواضع و انکسار آپ کا مزاج تھا۔ آپ کی خدمت میں جو بھی آتا حسب مراتب اسکی پذیرائی فرماتے۔ آپ کا دروازہ سب کے لیے کھلا اور دسترخوان عام ہوتا۔ آپ کے پاس جتنے پیسے بھی آتے، سب کے سب خرچ فرما دیتے، کچھ بچا کر نہ رکھتے اور اکثر مہمانوں پر خرچ فرماتے۔ مفتی شام حضرت علامہ شیخ محمد علی مُراد دامت برکاتہم العالیہ جب بھی حاضر ہوتے اور سلام عرض کرتے تو حضرت فوراً فرماتے کہ ان کے لیے ٹھنڈی بوتلیں لاؤ۔ [1]

---

[1] مکتوب محمد حنیف قادری (مدینہ منورہ) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور محررہ ۱۲ دسمبر ۱۹۸۲ء

marfat.com

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کے خادم محمد حنیف قادری ضیائی بیان کرتے ہیں کہ شوال ۱۴۰۰ھ میں امیر دعوتِ اسلامی مولانا محمد الیاس قادری ضیائی[1] کراچی سے زیارت کے لیے مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ حضرت نے مجھے فرمایا مہمان کو چائے پلائیے۔ میں نے عرض کی حضرت آپ بھی چائے پیجیے، حضرت نے انکار فرمایا۔ جب اذان ہوئی تو حضرت نے چائے طلب فرمائی، تب معلوم ہوا کہ حضرت روزے سے تھے۔ اُس وقت حضرت کی عمر سو سال سے زائد تھی۔

---

[1] حضرت مولانا محمد الیاس قادری ضیائی ۱۹۵۰ء میں کراچی کے ایک میمن گھرانے میں پیدا ہوئے، آپ کے والد عبدالرحمٰن باوا باڑی والا بہت ہی نیک و پرہیز گار شخص تھے۔ ان کا انتقال حج کے بعد جدہ میں ہوا اُس وقت مولانا محمد الیاس کی عمر صرف ۲ سال تھی۔ مولانا کو بچپن ہی سے جھوٹ، چغلی، گالی گلوچ وغیرہ رذائل سے نفرت اور نماز و نعت پڑھنے اور مذہبی کام کرنے کا بے حد شوق تھا۔ اسی جذبہ نے آپ کو انجمن خادمان اسلام سے منسلک کر دیا، جہاں سے آپ کی مذہبی سرگرمیوں کا آغاز ہوتا ہے۔ پھر کچھ عرصہ تک انجمن طلبا ء اسلام کے اہم رکن کی حیثیت سے نوجوانوں میں مسلک اہل سنت کی اشاعت میں مصروف رہے۔ اس کے بعد آپ نے چند احباب کے ساتھ مل کر حلقہ جماعت اہل سنت اولڈ ٹاؤن کی بنیاد رکھی، اور کچھ عرصہ تک اس کے ناظم رہے۔ کھارادر اور میٹھادر کے علاقے میں بدمذہبوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کو روکنے اور ان کا مؤثر جواب دینے کے لیے آخر کار چند احباب کے ساتھ مل کر مرکزی انجمن اشاعت اسلام کی بنیاد رکھی، آپ کی مسلسل اور انتھک کوششوں کی بنا پر قلیل عرصہ میں انجمن نے قابلِ قدر کام کیا۔ آپ کا دل محبت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی چھوٹی سنتوں پر بڑی سختی سے عمل کرتے ہیں اور احباب کو بھی ان پر عمل کرنے کی بار بار تلقین کرتے ہیں۔ ۱۹۸۰ء میں آپ نے پہلا حج کیا۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں تقریباً دو ماہ قیام کیا اور یہ سارا عرصہ آپ نے ننگے پاؤں رہ کر گزارا۔ آپ بڑے ہی سادہ منکسر المزاج ہیں، ہر چھوٹے بڑے سے بڑی محبت سے ملتے ہیں۔ فروری تا مئی ۱۹۸۰ء میں آپ نے سری لنکا

بقیہ حاشیہ ہے

marfat.com

محمد حنیف قادری مقیم مدینہ منورہ لکھتے ہیں، ۲۵ صفر ۱۴۰۲ھ کو حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کے مکان پر اعلیٰحضرت احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ کے عرس مبارک کے موقع پر قرآن کریم کا ختم شروع ہوا تو حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ ایک پارہ مجھے دیں اور دریافت فرمایا کہ کونا پارہ ہے؟ میں نے عرض کی فلاں پارہ ہے۔ حضرت نے اِسے اپنے ہاتھوں میں بند رکھے ہوئے اسے پڑھنا شروع کر دیا، اس دن علم ہوا کہ حضرت حافظ قرآن بھی ہیں۔ اس سے قبل آپ نے کبھی نہ فرمایا کہ میں حافظ ہوں۔ شام کے وقت میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے قرآنِ کریم کب حفظ کیا، تو فرمایا کہ بیٹا بڑی عمر میں۔

جب بھی کوئی عالم دین آتے تو حضرت ان کے ہاتھ چومنے میں پہل فرماتے، اور بالخصوص ساداتِ کرام علماء کی تو بہت ہی عزت فرماتے۔ اگر کوئی عرض کرتا کہ حضرت ہم فلاں عالم دین سے ملنے جا رہے ہیں تو فوراً فرماتے کہ ان سے میرا سلام عرض کرنا اور دُعا کے لیے کہنا۔ محفلِ میلاد کے آخر میں کسی عالمِ دین سے دُعا کراتے۔

محمد رفیق کشمیری مقیم مدینہ منورہ کے بچے ہر جمعہ کو حضرت مدنی سے ملنے آتے وہ سب قرآنِ مجید حفظ کر رہے تھے۔ حضرت ان کو بہت دعائیں دیتے اور اپنی جیب سے پیسے نکال کر دیتے کہ جو تمہارا دل چاہتا ہے کھانے کو لے آؤ۔

سادگی آپ کا شعار تھی، آپ کی صورت خدایاد اور سیرت، سیرتِ رسول کا

(بقیہ حاشیہ ص) کا تبلیغی دورہ کیا۔ اس تبلیغی دورہ میں آپ کی ملاقات پیر طریقت حضرت حافظ عبدالسلام قادری رضوی فتحپوری سے ہوئی۔ انہوں نے آپکو اپنی خلافت اور خلیفۂ اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ، حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وکالت سے مشرف فرمایا۔

نماز کا جائزہ
مطبوعہ انجمن اشاعت اسلام کراچی
۱۴۰۱ھ

marfat.com

مظہر تھی۔ سُنّت رسول کی اتباع میں آپ نے بکریاں بھی پالی، ان کے دودھ سے مہمانانِ رسول کی ضیافت فرماتے۔ آپ کا اصل مشغلہ حبِ رسول کی دولتِ جمیل اور نعتِ رسول تھا۔ آپ کی ہر مجلس، مجلسِ نعت ہوتی اور ہر محفل یادِ خدا ہوتی و ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے آباد ہوتی۔ عرب و عجم کے ہر علاقے سے لوگ آتے اور مجلسِ نعت میں شریک ہوتے۔ عربی، ہندی ترکی، شامی، مصری، ایرانی، سوڈانی، کردستانی، سب اپنی اپنی زبان میں نعت رسول پڑھتے۔ حضرت ہمیشہ دوزانو ہو کر نعت سنتے۔ اپنے شیخ کامل امام احمد رضا فاضلِ رحمۃ اللہ علیہ کے مجموعہ نعت "حدائقِ بخشش" سے خصوصاً بار بار نعت شریف سنتے،

"مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام"

کی گونج سے آپکا قادری دولت کدہ "حدائقِ بخشش" معلوم ہوتا۔ عربی، فارسی، ترکی، اُردو اور پنجابی نعتیہ شاعری کا بیشتر حصہ آپ کو ازبر تھا اور یہ زبانیں روانی سے بولتے تھے۔ مصر، ترکی، اور شام کے علماء و مشائخ آپ کے پاس حاضر ہوتے تو سلام کے بعد سب کی خیریت دریافت فرماتے پھر اُن کے شہروں کے رہنے والے علماء کرام کا حال پوچھتے۔ کشف کا یہ عالم تھا کہ ہر حاضر ہونے والے کی طبع کے مطابق گفتگو فرماتے تاکہ آنیوالے کی دلجوئی ہو۔ عام و خاص آپ کو سیدی کہہ کر مخاطب کرتے، علمائے مدینہ آپ کا بڑا احترام کرتے اور آپ کو شیخ العلماء کہہ کر یاد کرتے۔ مولانا علی حسین المکی المدنی علیہ الرحمۃ آپ کے محب مخلص اور قدر دان تھے۔ [1]

شب بیداری، مہمان نوازی، قلتِ کلام آپ کے مخصوص اوصاف تھے۔ بعد نماز عشاء روزانہ بلا ناغہ سبز گنبد شریف کے قریب اپنے دولت کدہ پر محفل میلاد منعقد فرماتے اور بعدہٗ حاضرین کی طعام سے ضیافت کی جاتی۔ محفلِ پاک کا اختتام اعلیٰ حضرت

---

[1] مکتوب محمد حنیف قادری (مدینہ منورہ) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری (لاہور) محررہ ۱۲ر دسمبر ۱۹۸۲ء

" مکتوب مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی (انگلینڈ) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری محررہ مئی ۱۹۸۴ء

marfat.com

قبلے کے مشہور زمانہ سلام پر ہوتا۔ نبیرہ شاہ جی میاں محترم الحاج شاہ قاری، غلام محی الدین خان خطیب شیری رضوی ہلدوانوی جب اس محفل میں حاضر ہوئے تو برجستہ یہ قطعہ قلم بند فرمایا ؎

ضیائے دیں کی محفل سجی سلام کے ساتھ
قریبِ گنبدِ خضرا اس اہتمام کے ساتھ
خطیب منشاء سرکارِ دوجہان ہے یہی
مرے رضا کا بھی ہو ذکر میرے نام کے ساتھ [1]

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والاصفات سے بے پناہ اُلفت وعقیدت تھی۔ ان کی محفل میں ہر وقت ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور نعت خوانی ہوتی تھی۔ پاکستان اور بھارت کے نعت گو نعت خوان حضرات میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جس نے مدینہ منورہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر نعت نہ پڑھی۔ ہو۔ مدینہ منورہ میں محافل میلاد کھلے طور پر منعقد نہیں ہوتیں، لیکن ان پابندیوں کے باوجود اکثر گھرانوں سے نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح پرور آوازیں سُنائی دیتی رہتی ہیں۔ ان تمام نجی محفلوں میں محبت وعقیدت کا جس شوق اور اہتمام سے حضرت ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ کے ہاں مظاہرہ ہوتا تھا وہ اپنی مثال آپ تھا۔ اس موقع پر مدینہ طیبہ میں حاضر ہونے والے شمع رسالت کے پروانے گلہائے عقیدت پیش کرتے۔ اگر کوئی خطیب صاحب محفل میں موجود ہوتے تو وہ بھی اپنے فرمودات سے اہل محفل کو نوازتے۔ نعت کے دوران ذرا عقیدت سے حضرت کے چہرہ پر محبت کے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی۔ [2]

نعت خوانی سے لگن کا یہ عالم تھا۔ کہ مغرب کی نماز کے بعد عربی وقت کے مطابق رات تین بجے کا انتظار فرماتے رہتے اور بار بار وقت پوچھتے اکثر تین بجنے سے دو چار

---

[1] ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی (بھارت)، ش جنوری ۱۹۸۲ء

[2] ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، ش اکتوبر ۱۹۸۲ء ص ۸۲

marfat.com

منٹ قبل ہی بلند آواز سے درود شریف پڑھنا شروع فرما دیتے۔ ادب کا یہ عالم تھا کہ محفل شروع ہونے کے بعد کسی کا آکر ہاتھوں کو بوسہ دینے کو اچھا محسوس نہیں فرماتے تھے۔ محفل کے علاوہ ہر آنے والے کے سلام کا جواب مرحمت فرماتے اور بہت دعائیں دیتے اور اس محبت و شفقت سے پیش آتے کہ آنے والا یہی محسوس کرتا کہ حضرت کا سب سے زیادہ پیار مجھ پر ہی ہے۔ محفل کے اختتام پر تازہ وضو فرماتے اور اپنے بستر پر بیٹھ کر ذکر و اذکار میں مشغول رہتے۔ کھانا بہت کم تناول فرماتے۔ اگر کوئی کھانے کی چیز لے آتا تو محفل کے بعد سب حاضرین کے ساتھ کھاتے۔[1]

مدینہ طیبہ میں جہاں بھی محفل میلاد شریف کی محفل منعقد ہوتی آپ کو ضرور مدعو کیا جاتا، آپ ہمیشہ عقیدت و محبت سے اپنے مریدین اور معتقدین کے ہمراہ تشریف لے جاتے۔

مرزا شکور بیگ لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو پہلی مرتبہ باغ شمسیہ (مدینہ منورہ) کی ایک محفل میں دیکھا جو اس عمارت کے وسیع صحن میں ہوئی تھی۔ پرانے لوگ اس عمارت کو تواتیہ کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کے قدیم مالک کا نام تواتی تھا۔ حیدر آباد دکن کے ایک امیر کبیر نے اس عمارت کو خرید لیا، ان کا خطاب شمس الامراء تھا، اسی مناسبت سے اس عمارت کو باغ شمسیہ کہنے لگے تھے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمہ کے دولت کدہ کی گلی میں مشرقی جانب وہ عمارت واقع تھی۔ اس محفل میں مدینہ منورہ کے بہت سے صاحبان دل شریک تھے۔ جن کے چہرے عجیب بہار دے رہے تھے۔ سوچتا ہوں تو کل کی بات معلوم ہوتی ہے، مگر اس واقعہ کو بیس ۲۰ سال بیت گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں محفل میں ہلچل محسوس ہوئی اور سب کی نظریں مغرب کی جانب اٹھ گئیں، دیکھا کہ ایک بزرگ تشریف لا رہے ہیں، سر پر پنجابی وضع کا سفید عمامہ، بند گلے کا کوٹ، کندھے پر شال، درمیانہ قد، رنگ سانولا، سفید داڑھی اور چھوٹی تیز خوبصورت آنکھیں، اہل محفل تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے، حضرت کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور درمیان میں بٹھا دیا۔ محفل میں نورانی چہرے جو پہلے تھے وہی اب بھی موجود تھے

---

[1] مکتوب محمد حنیف قادری بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری محررہ ۱۲ دسمبر ۱۹۸۲ء

مگر نظر حضرت کے سوا کسی چہرے پر نہیں ٹک رہی تھی۔ میں نے قریب بیٹھے ایک صاحب سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں؟ معلوم ہوا کہ یہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد ہیں، ساٹھ سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہیں۔ اسی عمارت کے باہر گلی میں بائیں ہاتھ کی طرف آخری مکان میں رہتے ہیں۔ اور کہا دیکھئے وہ صاحب جو انتظامات میں مشغول ہیں وہ حضرت کے اکلوتے صاحبزادے ہیں جن کا نام فضل الرحمٰن ہے۔ اس محفل میں مَیں نے بھی ایک نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سنائی۔

دوسرے دن عصر کے بعد حضرت صاحب کی خدمت میں اکیلا حاضر ہوا، باہر کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ میں نے اندر داخل ہوکر دائیں جانب کی سیڑھیوں کے دروازے کے پاس سے آواز دی کیا میں اندر حاضر ہو سکتا ہوں؟ جواب ملا چلے آیئے، میرے دل کی حرکت تیز ہو گئی تھی اور میں کچھ پریشان سا نظر آرہا تھا۔ مصافحہ کے بعد حضرت نے میری اس کیفیت کو محسوس فرمالیا اور مجھے اصلی حالت میں لے آئے۔ حضرت نے فرمایا آپ کا نام کیا ہے؟ میں نے نام بتایا۔ فرمایا کہاں سے آنا ہوا؟ میں نے کہا حیدر آباد دکن سے۔ فرمایا خوب، خوب، مبارک مبارک اور فرمایا میں بھی حیدر آباد ایکمرتبہ جاچکا ہوں، پھر بڑی شفقت سے فرمایا کہ یہاں رات کو نماز عشاء کے بعد محفل نعت شریف ہوتی ہے آیا کیجئے۔ میں اس اجازت پر بہت خوش ہوا اور جب تک مدینہ منورہ میں حاضر رہا برابر اس نورانی محفل میں حاضر ہوتا رہا۔ وہاں کے دیگر شرکاء محفل سے بھی تعارف ہوگیا اور سب اہل محفل بشمول حضرت مدنی علیہ الرحمۃ مجھے مرزا صاحب کہنے لگے۔

تین چار سال بعد پھر مدینہ منورہ میں حاضری کی عزت نصیب ہوئی، وہی حاضرین مجلس اور حضرت قبلہ کی شفقت شامل رہی بلکہ اسمیں بھی بہت اضافہ ہوگیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا کرم ہوا کہ سولہ سترہ سال سے مسلسل حاضری کی عزت نصیب ہو رہی ہے۔ اور ہر سال تقریباً تین ماہ تو ضرور ہی مدینہ منورہ میں گزارنے کی عزت نصیب ہوتی ہے۔ شروع میں پانی کے جہاز میں جایا کرتا تھا، پہلے جہاز سے جاتا اور آخری جہاز سے واپس ہوتا۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دنوں کی ہر رات حضرت علیہ الرحمۃ کی مجلس میں شریک

marfat.com

ہوتا تھا۔ کبھی سُنا تھا کہ اگر تو فقیر نہیں بن سکتا تو کسی فقیر کے دِل میں جگہ ہی پیدا کرلے، اللہ تعالیٰ کے انوار کی جو بارش اس فقیر کے قلب پر ہوگی اس کا تو بھی حصہ دار بن جائے گا۔ میں نے بھی یہی کیا بلکہ منجانب اللہ اس کی توفیق مجھے نصیب ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے اہل مدینہ کے دِل میں میری محبت ڈال دی، وہ بھی میرے لیے بہت دعائیں کرتے اور باوجود ملکی قانون کے کہ ایک مرتبہ حج کرنے والا پھر پانچ سال تک نہیں جاسکتا، مجھے ہر سال حاضری نصیب ہوتی رہی۔ قانون اپنی جگہ رہا، کرم اپنی جگہ، نہ میں نے قانون کی خلاف ورزی کی، نہ قانون نے مجھے روکا۔ کوئی نہ کوئی ایسی صورت نکلتی رہی کہ حاضری ہوتی رہی، اور حضرت مدنی کی شفقت بڑھتی رہی۔

حضرت کو یہ معلوم تھا کہ میں رات کو اپنے ٹھکانہ پر نہیں ہوتا بلکہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی دروازے یا دیوار کے پاس رات گزار دیتا ہوں۔ حضرت علیہ الرحمۃ کی مجلس میں ایک ہلکا سا کمبل لئے حاضر ہوتا تھا۔ محفل برخاست ہوجانے کے بعد اجازت چاہتا تو ارشاد فرماتے مرزا صاحب آپ جاکر کیا کریں گے بیٹھئے، میں عرض کرتا حضرت آپ کے آرام کا وقت ہے تو فرماتے آرام ہی آرام ہے بیٹھئے، میں نے بہت سی راتیں حضرت کے ساتھ ایسی گزاریں ہیں کہ میں بہت سی باتیں حضرت سے پوچھتا اور حضرت خود بھی ارشاد فرماتے رہتے، تہجد کی اذان ہوجایا کرتی تھی۔ ان مبارک راتوں کو میں کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔ ان ہی دنوں میں نے جو نعت لکھی اس کا مطلع یہ تھا ؎

راتیں بھی مدینے کی باتیں بھی مدینے کی
جینے میں یہ جینا ہے کیا بات ہے مدینے کی [1]

علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی[2] رحمۃ اللہ علیہ اپنے سفرنامہ حج میں لکھتے ہیں کہ یکم محرم ۱۳۷۲ھ / ۳۱ اگست ۱۹۵۲ء کو بعد نماز فجر حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قبلہ کے دولت کدہ پر

---

[1] شکور بیگ مرزا، ضیائے مدینہ، مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۹۸۲ء (بقیہ حاشیہ)

[2] شیخ التفسیر حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں ابن مولانا محمد یار خاں بدایونی قدس سرہٗ شوال

marfat.com

حاضری دی، حضرت نے بہت پُر تکلّف ناشتہ کرایا، ناشتہ کے بعد مجلسِ نعت خوانی گرم ہوئی۔ ایک شامی نعت خوان نے جو تُرک قوم سے تھے عربی اشعار پڑھے۔ میں نے ترجمہ سنایا، مجمع تڑپ گیا، نعت کا مضمون یہ تھا۔

"میں آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مہمان زمینِ مدینہ میں ہوں اور کریم اپنے مہمانوں کو نوازتے ہیں، شاہوں کا طریقہ یہ ہے کہ اگر مجرم اُن کی پناہ میں آجائے تو معافی دے دیتے ہیں۔ آپ تو رسولوں کے شاہ ہیں، میرا تجربہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے مجرموں سے درگزر فرماتے ہیں، خطاء پر عطا فرماتے ہیں۔"

۳ر محرم الحرام ۱۳۷۴ھ/۲ ستمبر ۱۹۵۴ء کی شب ہم بعض حجاج نے حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی کے دولت خانہ پر محفل میلاد منعقد کی، جس میں پاکستانی، ہندی، مصری، شامی، مدنی حجاج نے شرکت کی۔ حضرت سید عبدالسلام حسینی مصری نے تلاوتِ قرآن پاک اس طرز سے کی کہ ایمان تازہ ہو گئے۔ پھر اہل مدینہ نعت خوانوں نے برزنجی میلاد شریف عربی میں پڑھا۔ سلام و قیام کیا، بہت ہی لطف آیا۔ پھر ہم لوگوں کی طرف سے طعام پیش کیا گیا۔ بعد طعام پھر مجلس ہوئی، پہلے حافظ ولی محمد صاحب نے اُردو میں نعت پڑھی، پھر سید عبدالسلام حسینی مصری نے عربی میں نعت پڑھی۔ حاضرین ماہی بے آب کی طرح لوٹنے لگے، یہ مبارک محفل قریباً ۲ر بجے رات ختم ہوئی۔ [1]

(بقیہ صـ) ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء میں محلہ کھیڑہ اوجھیانی (ضلع بدایوں۔ یو۔پی) کے دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ پھر مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں داخل ہو کر تین سال تک (۱۹۱۶ء تا ۱۹۲۱ء) مولانا قدیر بخش بدایونی اور دیگر اساتذہ سے اکتساب فیض کیا۔ اسی زمانے میں بریلی شریف جا کر حضرت مولانا امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ مدرسہ شمس العلوم بدایوں کے بعد مدرسہ اسلامیہ، منڈھو (ضلع علی گڑھ) میں داخل ہو کر کچھ عرصہ پڑھا وہاں سے تعلیم ترک بقیہ صـ

---

[1] احمد یار خاں نعیمی، مفتی، سفرنامہ حجاز، مطبوعہ نوری بک ڈپو لاہور سنہ ۱۹۶۱ء ص ۱۲۴، ۱۲۷

marfat.com

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ جو محافل خصوصی طور پر منعقد فرماتے ان میں ۲۵ر صفر المظفر کو اعلیٰحضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کا عرس مبارک، ۱۲ر ربیع الاوّل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۱۱ر ربیع الثانی عرس پاک سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ، ۶ر رجب عرس حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ، ۲۷ر رجب شب معراج، ۱۵ر شعبان شب برأت، ان کے علاوہ خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایام اور رمضان المبارک میں خصوصاً سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا عرس منعقد فرماتے اور شہداء بدر کے دن کے قریب قریب کوئی دن مقرر فرماتے۔ سن وصال تک آپکا یہی معمول رہا۔ [1]

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کی محفلوں میں عرب وعجم کے بڑے بڑے علماء شریک ہوتے اور سب حضرت مدنی کے سامنے ایسے باادب بیٹھتے تھے جیسے استاد کے سامنے شاگرد، ایک مرتبہ ترکی کے ایک ایسے عالم بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ آئے جنہوں نے وہاں کی سیکولر حکومت

(بقیہ ص) کر کے جامعہ نعیمیہ مراد آباد چلے گئے۔ یہاں صدر الافاضل مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی رح اور مولانا مشتاق احمد کانپوری ابن مولانا احمد حسن کانپوری سے کتابیں پڑھیں، ایک سال بعد مولانا مشتاق احمد کانپوری میرٹھ تشریف لے گئے، ساتھ مفتی صاحب بھی چلے گئے اور ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۵ء میں درس نظامی سے فراغت حاصل کی۔ اس وقت آپکی عمر بیس سال تھی۔ تدریس کا آغاز جامعہ نعیمیہ مراد آباد سے کیا ازاں مدرسہ مسکینیہ دھوراجی کاٹھیاواڑ میں نو سال تک تدریس اور خطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ پھر ایک سال جامعہ نعیمیہ مراد آباد اور تقریباً تین سال کچھوچھہ شریف رہے۔ پھر مفتی اعظم پاکستان علامہ سید ابوالبرکات علیہ الرحمۃ کے بلانے پر بارہ تیرہ سال دارالعلوم خدام الصوفیہ گجرات اور دس برس انجمن خدام الرسول میں فرائض تدریس انجام دیتے رہے۔ وصال سے ۶ برس قبل جامعہ غوثیہ نعیمیہ میں تدریس کا کام جاری کیا۔ ۳ر رمضان المبارک ۲۴ر اکتوبر ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء کو وصال ہوا۔ نماز جنازہ مولانا ابوالبرکات سید احمد لاہوری علیہ الرحمۃ نے پڑھائی۔ آخری آرام گاہ گجرات میں ہے۔

(تفصیل کے لیے دیکھئے "تذکرہ اکابر اہل سنت" از مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری مطبوعہ ۱۹۷۶ء)

---

[1] مکتوب محمد منیف قادری (مدینہ منورہ) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور محررہ ۱۲ر دسمبر ۱۹۷۶ء

marfat.com

کی وجہ سے سکونت ترک کرنا چاہی تو وہاں کی حکومت اور عوام نے ان سے معروضہ کیا کہ آپ یہاں سے جاکر ہمیں یتیم نہ بنائیے، وہ بزرگ جب بھی حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کے پاس آتے تو باادب بیٹھے رہتے اور بالکل خاموش بیٹھے رہتے، کوئی بات یا استفسار کا جواب دیتے تو نہایت ادب سے اور آہستہ آواز میں جواب دیتے کہ اہل محفل بھی نہ سُن پاتے۔

مولانا جمال خاں رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں جونپور کے نواب کی ریاستوں کے نگران تھے، بڑے صاحب کشف بزرگ تھے اور عبدالغنی خاں لودھی تھے، حکیم سلطان بخش رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ یہ سب بزرگ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کی محفل میں بیٹھنے والے تھے۔ حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہٗ کا قیام مدینہ منورہ میں آپ ہی کے پاس ہوتا، حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں نے مدینہ منورہ میں آنے کے بعد حضرت امیر ملت نے تقریباً بائیس حج کئے ہیں۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے حضرت امیر ملت کا بستر اور چارپائی تبرکاً رکھا ہوا تھا[1]

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن علیہ الرحمۃ رئیس اعظم اڑیسہ (بھارت) حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں آتے تو حضرت کے روکنے کے باوجود کوشش فرما کر حضرت کے تلوے کا بوسہ لے لیتے، حضرت اگر کھانے میں شریک ہونے کے لیے فرماتے تو عرض کرتے کہ اپنا لب لگا ایک نوالہ مجھے عطا فرمائیے اور اس طرح معروضہ کرتے کہ حضرت قبلہ کو ان کی بات ماننی پڑتی۔

پاکستان سے حضرت علامہ کاظمی امروہوی دامت برکاتہم العالیہ جب حضرت مدنی علیہ الرحمۃ سے ملنے آتے تو ایسے ادب سے ملتے کہ بیان نہیں کیا جاسکتا، حضرت مدنی ان سے کچھ بیان کرنے کے لئے فرماتے، تو قبلہ کاظمی صاحب کچھ تأمل کے بعد یوں بیان شروع فرماتے کہ حضرت مدنی قبلہ کے سامنے زبان کھولنا بے ادبی سے کم نہیں، تعمیل حکم بھی ضروری ہے اس لئے کچھ عرض کرتا ہوں۔ حضرت مدنی اکثر فرماتے کہ پاکستان کے دو عالم بہت بڑے ہیں اور انہوں نے دین کی بڑی خدمت کی ہے۔ ایک علامہ سید ابوالبرکات لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے علامہ کاظمی صاحب قبلہ۔

---

[1] سیرت امیر ملت از پروفیسر طاہر فاروقی ۱۲

marfat.com

پاک و ہند کے علاوہ شام، ترکی، اور مصر کے اکثر علماء کرام آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ فن خطابت میں مولانا حافظ محمد شفیع اکاڑوی علیہ الرحمۃ اور مولانا عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمۃ کی مدح فرماتے اور ان کو بہت دعائیں دیتے۔ قاری مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمۃ کا جب بھی تذکرہ ہوتا تو حضرت فرماتے وہ نیک آدمی ہیں، بہت بزرگ ہیں۔ اور فرماتے کہ کراچی میں سب کچھ انہی کے قدموں کی برکت ہے۔ تمام اہل سنت علماء و مشائخ بالخصوص سادات کا بہت احترام فرماتے، حضرت سید مسکین شاہ صاحب مدنی ملاقات کے لیے آتے تو حضرت ان کے پاؤں چومتے۔

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کے تحمل و بردباری، تواضع و انکساری، ایثار و اخلاص، اعتدال و وسعتِ نظری، جذب و کیف، ضبط و وارفتگی اور علمی تبحر کا ہر سمت چرچا تھا، دوست و دشمن سب آپ کی ان صفات عالیہ کے معترف رہتے تھے، جو شخص بھی آپ کے قریب آتا، آشنائے درد و محبت ہو جاتا اور آپ کی محبت کیمیا اثر سے اس کی دنیا بدل جاتی۔ آپ کے مریدین حجازِ مقدس کے علاوہ ترکی، شام، مصر، عراق، یمن، لیبیا، الجزائر، سوڈان، جنوبی افریقہ، بنگلہ دیش، پاکستان، بھارت، افغانستان، اور انگلینڈ وغیرہ میں لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں۔[1]

اردو کے معروف صوفی شاعر امجد حیدر آبادی[2] کو بھی آپ سے شرف بیعت

---

[1] شکور بیگ مرزا، ضیائے مدینہ، مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۹۸۲ء
" مکتوب مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی (انگلینڈ) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری، (لاہور) محررہ مئی ۱۹۸۳ء
" روزنامہ جنگ کراچی، مجریہ ۵ر اکتوبر ۱۹۸۱ء

[2] سید احمد حسین امجد حیدر آبادی، نواب سالار جنگ کی وفات ۱۳ھ کے پانچ چھ سال بعد حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے۔ امجد صاحب کی زندگی شروع ہی سے آزمائش در آزمائش رہی، ابھی سوا ماہ کے بھی نہ تھے کہ والد نے داغِ

(بقیہ ص)

marfat.com

حاصل تھا ۔ وہ ہر سال حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں مدینہ منورہ میں حاضری دیتے اور تزکیہ نفس فرماتے لے

(بقیہ حاشیہ صد) یتیمی دیا اور پالنے پوسنے کی ساری ذمہ داری والدہ پر پڑگئی۔ سن شعور آیا تو روزگار کی تلاش میں مارے مارے پھرتے رہے، یہ آزمائش کچھ کم نہ تھی کہ ان کی زندگی میں ایک ایسا المیہ پیش آیا جس نے انہیں بدل کر رکھ دیا۔ حیدرآباد شہر کے عین کے وسط میں ایک چھوٹی سی ندی بہتی ہے۔ اسے رود موسیٰ یا موسیٰ ندی بھی کہتے ہیں، شعبان ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء میں اس ندی نے عذاب الٰہی بن کر قیامت کا سماں پیدا کردیا، ہزاروں جانیں ضائع ہوگئیں اور قریب کے سارے محلے چشم زدن میں طیا میٹ ہوگئے، امجد صاحب بھی اپنے خاندان کے ساتھ پانی کے زبردست ریلے میں بہہ گئے، ان کی والدہ، بیوی، اور چار سالہ بچی سبھی طغیانی کی نذر ہوگئے صرف امجد صاحب کسی طرح بچ گئے، وہ اپنی خودنوشت داستان میں فرماتے ہیں،

"..... ماں نے بیٹے کی آواز سن لی، اس بدحواسی میں ہاتھ بڑھا کر ایک پتلی سی ڈالی پکڑ لی اور ہماری طرف دیکھ کر کہا ہائے بیٹا میرے دونوں چاند (یعنی بہو اور پوتی) ڈوب گئے۔ ہم نے کہا خیر جو ہوا سو ہوا تم کسی طرح بچ جاؤ..... اور وہ پتلی سی ڈالی بھی چھوٹ گئی۔ اماں کے دو چاند کے ساتھ ہمارا ایک چاند (یعنی ماں) بھی ہمیشہ کے لیے پانی میں ڈوب گیا۔ ہم فنگ خاندان، خاندان کو ڈبو کر ڈوبتے ڈوبتے ندی کے زبردست دھارے میں بہتے چلے گئے، اس دھارے میں کچھ دور بہہ اور زنانہ ہسپتال کے محازی میں آنے کے بعد ہسپتال کی بیمار عورتوں نے ہمت کرکے ڈوبنے سے بچالیا۔"

پھر کئی برس بعد امجد صاحب کا نکاح مولانا نادرالدین کی صاحبزادی جمال النساء بیگم سے ہوا، یہ بڑی صاحب دل خاتون تھیں جنہوں نے امجد صاحب کے روحانی ارتقاء میں اہم کردار ادا کیا، بیوی کے ساتھ حج پر گئے واپسی پر ان کا انتقال ہوگیا، یہ صدمہ امجد صاحب کے لئے سیلاب کے حادثہ سے کم نہ تھا۔ اس کے بعد دو عقد اور کئے مگر زندگی کی مسرتیں نہ لوٹیں۔ ان پے در پے صدمات نے امجد صاحب کی زندگی کا رُخ بدل دیا اور

لے روزنامہ حریت کراچی مش ۵ اکتوبر ۱۹۸۱ء

marfat.com

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ امجد حیدر آبادی نے اپنی ایک مشہور نعت مدینہ منورہ میں میرے گھر میں لکھی۔ جس کے چند اشعار یہ ہیں :۔

کس چیز کی کمی ہے مولا تری گلی میں
دنیا تری گلی میں عقبیٰ تری گلی میں

جام سفال اُن کا تاجِ شہنشاہی ہو
آجائے جو بھکاری داتا تری گلی میں

سورج تجلیوں کا ہر دم چمک رہا ہے
دیکھا نہیں کسی دن سایہ تری گلی میں

کس طرح پاؤں رکھے یاں صاحب بصیرت
آنکھیں بچھی ہوئی ہیں ہر جا تری گلی میں

دیوانہ کر دیا ہے دیوانہ ہو گیا ہوں
دیکھا ہے میں نے ایسا جلوہ تری گلی میں

ہے فیض کی تجلی گہری اندھیریوں میں!
بکتا ہے رات ہی کو سودا تری گلی میں

دیوانگی پہ میری ہنستے ہیں عقل والے
رستہ تری گلی کا پوچھا تری گلی میں

(بقیہ حاشیہ ۲۹۵) دنیا کی بے ثباتی کے احساس اور حزن و ملال کی کیفیت نے ان کی طبیعت میں ایک جذب و وارفتگی کی صورت پیدا کر دی اور یہی سوز و گداز مختلف مراحل سے گزر کر ان کی شاعری کا طرۂ امتیاز بن گیا۔

ماہنامہ صنیائے حرم، لاہور، ش اپریل ۱۹۷۷ء
نقوش، لاہور، شخصیات نمبر ص ۳۲۹

marfat.com

موت و حیات میری دونوں تیرے لیے ہیں
مرنا تری گلی میں جینا تری گلی میں
امجد کو آج تک ادنیٰ سمجھ رہے تھے
لیکن مقام اُس کا دیکھا تری گلی میں اے

عالمِ اسلام کے عظیم مورخ و مفکر ڈاکٹر حمید اللہ، مقیم پیرس (فرانس) بھی ہر لمحہ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کے روحانی فیوض و برکات کے معترف رہتے ہیں[2]۔ حضرت نے ایک مرتبہ ڈاکٹر صاحب کے بارے میں فرمایا کہ حمید اللہ میسور (بھارت) کا رہنے والا ہے، قابل آدمی ہے حنبلی مسلک رکھتا ہے ڈاکٹر حمید اللہ نے ترکی ہسپانوی، انگریزی، جرمن اور دُنیا کی دوسری زبانوں میں اسلام کی نصرت کے لیے کتابیں لکھیں ہیں اور اس کی کتابوں سے سینکڑوں آدمی مسلمان ہوئے۔ مدینہ منورہ میں جب بھی حاضر ہوتا ہے روزہ سے داخل ہوتا ہے اگرچہ قیام دو ماہ بھی ہو پھر بھی روزہ سے رہے گا۔ [3]

مرکزی مجلس رضا (رجسٹرڈ) لاہور آپ ہی کی نظرِ کرم سے پروان چڑھی، مرکزی مجلس رضا کے اکثر عہدہ داران اور اراکین آپ ہی کے حلقہ ارادت سے وابستہ ہیں، مرکزی مجلس رضا کے زیر اہتمام شمالی لاہور کے علاقہ چاہ میراں، محبوب روڈ محمدی سٹریٹ میں ایک عالی شان سہ منزلہ مسجد رضا قلیل مدت میں پایا تکمیل تک پہنچی، ۸ دسمبر ۱۹۸۲ء کو اسی مسجد میں حضرت ضیاء المشائخ علامہ ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ کی یاد میں تعلیم القرآن کا ایک مدرسہ بنام ضیاء الاسلام کا اجراء کیا۔ اس کا افتتاح حضرت مولانا مفتی تقدس علی خاں قادری بریلوی مدظلہٗ العالی نے کیا۔

---

[1] انٹرویو حضرت مدنی علیہ الرحمۃ (ٹیپ کیسٹ)، مملوکہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہٗ لاہور
[2] روزنامہ حریت، کراچی مجریہ ۵ اکتوبر ۱۹۸۱ء
[3] انٹرویو حضرت مدنی علیہ الرحمۃ (ٹیپ کیسٹ) مملوکہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہٗ، لاہور

marfat.com

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے مدینہ منورہ میں ہی دو مرتبہ نکاح کیا، پہلی اہلیہ محترمہ بڑی رفاقت کے بعد انتقال کرگئیں، ان کے انتقال کے بعد آپ نے دوسرا نکاح کیا۔ پہلی بیوی سے ہی آپ کے ہاں اولاد ہوئی ،، بیٹیاں اور چار ،، نہ چھوٹی عمر میں ہی انتقال کر گئے ، ایک صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن اور ایک صاحبزادی ہے۔ ——— ۔ آپ کی صاحبزادی بیچاری ایک ٹانگ سے معذور ہیں۔ انہیں ٹانگ میں ناسور ہوگیا تھا، آٹھ نو برس بیمار رہیں۔ ایک لبنانی ڈاکٹر نے آپریشن کیا ——— کیونکہ ہڈی خراب ہوگئی تھی، الحمدللہ! اب چل جاتی ہیں۔ ایک بدوی لڑکی کو اپنی بیٹی بنایا اس کا نام حمدہ ہے، یہ بے چاری حضرت کی بیٹی سے بھی زیادہ معذور ہے۔ [2]

مولانا فضل الرحمٰن ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۵ء میں پیدا ہوئے، فضل الرحمان مدنی سے مادہ تاریخ نکلتا ہے۔ آپ ماشاءاللہ، حافظ، عالم، نہایت با اخلاص بامروت، خوش خلق اور نہایت سخی انسان ہیں، مدینہ منورہ میں احناف اہل سنت کے مفتی ہیں، اپنے والد ماجد حضرت مدنی قبلہ علیہ الرحمۃ کے خلیفہ مجاز ہیں، اور حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں قدس سرہٗ سے بھی اجازت وخلافت یافتہ ہیں۔ ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱ء میں حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں قدس سرہٗ حج کے لیے تشریف لے گئے تو انہوں نے بھی قبلہ مولانا فضل الرحمٰن مدنی مدظلہٗ کو تحری خلافت عطا فرمائی اور بیت اللہ شریف میں میزاب رحمت کے نیچے اپنے ساتھ کھڑا کر کے اجازت وخلافت کے الفاظ کا اعادہ فرمایا۔ [3] مولانا فضل الرحمٰن مدنی کی اولاد میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ [4] بڑے بیٹے کا نام حبیب الرحمٰن ہے۔ [5] دوسرے کا رضوان اور تیسرے کا خلیل الرحمٰن ہے۔ [6]

---

[1] روزنامہ جنگ، کراچی، مجریہ ۵ر اکتوبر ۱۹۸۱ء ص ۳

[2] انٹرویو حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ (ٹیپ کیسٹ) مملوکہ حکیم موسیٰ امرتسری مدظلہٗ (لاہور)

[3] ماہنامہ عرفات، لاہور، شمارہ ستمبر، اکتوبر ۱۹۶۵ء ص ۲۳

[4] انٹرویو (ٹیپ کیسٹ) [5] محمد شفیع اوکاڑوی، مولانا، ماہ عقیدت (سفرنامہ حج) مطبوعہ کراچی

[6] روایت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ العالی (لاہور)

marfat.com

اساتذہ کرام

حضرت مولانا محمد حسین نقشبندی پسروری رحمۃ اللہ

حضرت مولانا محمد حسین نقشبندی پسروری سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ پسرور ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ مشہور شاعر دلشاد پسروری کی اولاد سے تھے۔ تحصیل علم کے بعد، عارف باللہ حضرت فقیر محمد المعروف باباجی تیراہی قدس سرہٗ چورہ شریف ضلع اٹک سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت سے نوازے گئے۔ ان کے علاوہ آپ کو حضرت حافظ خواجہ فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ سے بھی خلافت حاصل تھی۔[1] آپ عرصہ تک پسرور میں لوگوں کو فیض عام سے بہرہ ور فرماتے رہے۔ آپ خوش خلق، شیریں زبان اور پُر تاثیر مرد خدا تھے۔ آپ کی طبیعت میں انکساری اور رحم دلی کمال درجے کی تھی۔[2]

مولانا نور احمد پسروری امرتسری (محشی مکتوبات شریف حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ) آپکے چھوٹے بھائی اور شاگرد تھے۔ بروایت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہٗ کو حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قدس نے ایک مرتبہ فرمایا کہ مولانا نور احمد پسروری سیالکوٹی پر علم کا غلبہ اور مولانا محمد حسین پسروری پر تصوف کا غلبہ تھا۔[3]

پروفیسر ڈاکٹر رانا احسان الٰہی ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی سابق صدر شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مولانا محمد حسین نقشبندی پسروری علیہ الرحمہ کی بینائی معدوم ہوگئی تو انہوں نے قصیدہ بردہ شریف پڑھ کر دم کرنے کی

marfat.com

فرمائش کی۔ چند روز یہ عمل کیا گیا تو آپ کی بینائی واپس آگئی۔ [1]

آپ کا وصال سیالکوٹ میں ہوا۔ جامع مسجد حنفیہ اعوانان محلہ اعوانان رنگ پورہ سیالکوٹ کے احاطہ میں شمال کی جانب اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ حافظ فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹ر شعبان المعظم ۱۳۱۲ھ) کے دامن میں دفن ہوئے۔ اسی مسجد میں آپ سے مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ نے تعلیم حاصل کی۔ آپ کے مزار مبارک پر کوئی کتبہ وغیرہ نہیں ہے۔ دیوار پر ایک کاغذ چسپاں ہے جس پر یہ عبارت درج ہے۔

برگزیدہ زماں کاشف ہر سر خفی و جلی قدوۃ وارثین عالم باعمل صوفی باصفا حضرت مولانا الحاج الشیخ محمد حسین صاحب پسروری رحمۃ اللہ علیہ، وصال ۱۰ر شوال المکرم ۱۳۷۰ھ [2]

حضرت مولانا غلام قادر بھیروی قدس سرہ

عارف باللہ، استاذ الاساتذہ حضرت مولانا عبدالقادر المعروف بہ غلام قادر ہاشمی بن مولانا غلام حیدر رحمہما اللہ تعالیٰ ۱۲۶۵ھ/ ۱۸۴۹ء میں بمقام بھیرہ ضلع سرگودھا پیدا ہوئے۔

---

[1] مکتوب محمد نور المصطفیٰ رضوی سیالکوٹ بنام راقم الحروف (خلیل احمد)

[2] انساب الخلافت مترجم و مؤلف ابراہیم شاہی باسی والا ضلع سیالکوٹ، ص ۳۳ مملوکہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور

[3] یادداشت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہٗ۔ لاہور

[4] فضل احمد عارف: برکاتِ بُردہ، مطبوعہ لاہور ص ۹۱

[5] مکتوب محمد نور المصطفیٰ رضوی سیالکوٹ، بنام راقم الحروف

marfat.com

ابتدائی تعلیم مولانا غلام محی الدین بگوی اور ان کے چھوٹے بھائی مولانا احمد دین بگوی سے حاصل کی ۔ مزید تعلیم حاصل کرنے کیلئے حضرت مولانا مفتی صدرالدین آزردہ صدرالصدور کی خدمت میں دہلی حاضر ہوئے ۔ تکمیل علوم کے بعد لاہور تشریف لائے اور اندرون بھاٹی دروازہ اونچی مسجد میں خطیب مقرر ہوئے ۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت سے بہرہ ور ہوئے ۔ آپ کے اوراد و اشغال میں حضور سیدنا غوث اعظم قدس سرہٗ سے اویسی نسبت کی بنا پر قادریت کا غلبہ تھا۔ مشہور تاریخ گو اور تذکرہ نویس بزرگ مولانا غلام دستگیر نامیؒ اپنی کتاب "بزرگانِ لاہور" میں لکھتے ہیں۔ کہ آپ کو لاہور کا قطب سمجھا جاتا تھا۔ ۱۲۹۷ھ / ۱۸۷۹ء میں اورینٹل کالج لاہور میں عربی کے نائب استاد مقرر ہوئے اور دو سال تک طلبار کو علم و فضل سے فیضاب کرتے رہے ۔ انہی دنوں انگریزوں نے ایک فتوے پر دستخط کروانا چاہے مگر آپ نے انکار کر دیا اور کالج کی ملازمت سے استعفےٰ دے دیا ۔ اس کے بعد آپ نے جامعہ نعمانیہ ٹکسالی دروازہ لاہور میں درس و تدریس کا کام شروع کر دیا ۔ پنجاب کے علمار میں سب سے پہلے مرزا قادیانی کے خلاف آپ ہی نے فتوے دیا اور اس وقت مرزا کی تردید کی جب کہ اس نے ابھی تک نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا تھا ۔ پنجاب کے علمار کی غالب اکثریت آپ کی شاگرد تھی ۔ چند تلامذہ کے نام یہ ہیں :۔

۱۔ امیر ملت حافظ پیر جماعت علی شاہ محدث علی پور علیہ الرحمۃ

۲۔ مولانا محمد عالم آسی امرتسریؒ (مصنف الکاویہ علی الغاویہ)

۳۔ مولانا نبی بخش حلوائیؒ لاہور (مصنف تفسیر نبوی)

۴۔ مولانا غلام احمد حافظ آبادیؒ (سابق مدرس جامعہ نعمانیہ لاہور)

۵۔ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ

آپ نے مختلف موضوعات پر بارہ کتابیں لکھیں ۔ ان میں مشہور تصنیف اسلام کی گیارہ کتابیں دینی تعلیم کا بہترین نصاب ہے ۔ آج بھی پنجاب کے چھوٹے دیہاتوں تک کی

marfat.com

مساجد و مدارس میں اسلام کی پہلی کتاب اور سلام کی دوسری کتاب وغیرہ پڑھائی جاتی ہے۔
آپ نے ۱۹ ربیع الاوّل ۱۳۲۷ھ / ۱۰ اپریل ۱۹۰۹ء کو وصال فرمایا۔ اور بیگم شاہی
مسجد لاہور میں استراحت ابدی ہوئے۔ [1]

علامہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ

مولانا وصی اللہ محدث سورتی ۱۸۳۶ء میں راندیر (ضلع سورت بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ۱۲۷۷ھ میں آپ دہلی آئے، یہاں مسجد فتحپوری میں قیام کیا پھر مدرسہ حسین بخش دہلی پہنچے وہاں کچھ عرصہ پڑھنے کے بعد ۱۲۷۹ھ میں مدرسہ فیض عام کانپور چلے گئے جہاں ان کو مولانا لطف اللہ علی گڑھی جیسا استاد ملا۔ یہاں مولانا محمد حسن کانپوری آپ کے ہم سبق رہے۔ ۱۲۸۶ھ میں مدرسہ فیض عام سے فارغ ہوئے اور گنج مرادآباد (ضلع اناؤ یوپی) پہنچے جہاں آپ نے مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی سے بیعت کی۔ ۱۲۹۳ھ میں آپ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور پہنچے۔ جہاں مولانا احمد علی سہارنپوری سے درسِ حدیث لیا اور تقریباً ۱۲۹۵ھ میں سند حدیث لی۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد محدث سورتی کانپور پہنچے جہاں مدرسہ فیض عام میں درس و تدریس اور فتوےٰ نویسی کی ذمہ داریاں تفویض کی گئیں۔ یہاں آپ آٹھ سال رہے۔ نسائی شریف کا حاشیہ یہیں لکھنا شروع کیا۔ شادی کے بعد کانپور سے پیلی بھیت تشریف لائے اور یہاں مدرسہ حافظ العلوم میں صدر مدرس ہو گئے۔ پندرہ سال تک درس و تدریس میں مشغول رہے۔ پھر آپ نے مدرسۃ الحدیث کے نام سے اپنا الگ مدرسہ پیلی بھیت میں قائم کیا اور درس حدیث

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھئے 'تذکرہ اکابر اہل سنت' از مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری مطبوعہ لاہور)

marfat.com

کا آغاز کیا، اس کے ساتھ ساتھ مسجد شیخ کبیر میں آخر عمر تک امامت کے فرائض انجام دیتے رہے، درمیان میں دو سال کے لیے قاضی عبدالحمید کی دعوت پر مدرسہ حنفیہ پٹنہ چلے گئے لیکن دو سال بعد پھر اپنے مدرسہ میں آ گئے۔ محدثِ سورتی نے تحریکِ ندوۃ العلماء میں بھی حصّہ لیا۔ ۱۳۱۰ھ میں مدرسہ فیض عام کانپور میں اس کا آغاز ہوا۔ امام احمد رضا بھی اس کے ایک اجلاس میں شریک ہوئے اور اصلاحِ نصاب کے بارے میں ایک مقالہ پڑھا۔ لیکن جب ندوۃ العلماء کا مزاج اور کردار بدلا تو پہلے امام احمد رضا علیٰحدہ ہوئے اس کے بعد محدثِ سورتی۔ یہی نہیں بلکہ ندوۃ العلماء کے خلاف مستقل ایک تحریک کا آغاز ہوا اس سے قبل محدث سورتی نے پاک و ہند اور حجاز میں مولوی نذیر حسین دہلوی کے زیر اثر چلنے والی مہم کا تعاقب کیا۔ اس سلسلے میں اُنہوں نے ایک کتاب جامع الشواہد لکھی۔

فقہ و حدیث میں آپ کو بڑا تبحر حاصل تھا جس پر ان کے مندرجہ ذیل تصانیف و حواشی گواہ ہیں۔

۱ : حاشیہ مدارک

۲ : حاشیہ بیضاوی

۳ : حاشیہ جلالین

۴ : تعلیقات سنن نسائی

۵ : تعلیقات شرح معانی الآثار

۶ : تعلیقات شروح اربعہ ترمذی

۷ : شرح سنن ابی داؤد

۸ : شرح مشکوٰۃ المصابیح

۹ : افادات حصن حصین

۱۰ : التعلیق المجلی لما فی منیۃ المصلی

۱۱ : الدلۃ فی عقد الایدی تحت السرۃ

marfat.com

۱۲ : کشف الغمامہ عن سنیۃ العمامہ

۱۳ : اظہار شریعت

۱۴ : انفع الشواہد

۱۵ : حاشیہ مقامات حریری

۱۶ : حاشیہ شافیہ

۱۷ : حاشیہ ملاحسن

۱۸ : حاشیہ میبذی وغیرہ

محدثِ سورتی کے تلامذہ میں یہ حضرات قابلِ ذکر ہیں :۔

۱ : مولانا محمد ظفر الدین بہاری

۲ : مولانا ضیاء الدین مدنی

۳ : مولانا مشتاق احمد کانپوری

۴ : مولانا نثار احمد کانپوری

۵ : مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی

۶ : مولانا خادم حسین علی پوری

۷ : سید سلیمان اشرف بہاری وغیرہ

محدثِ سورتی کے حلقہ احباب میں یہ حضرات شامل تھے۔

۱ : امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی

۲ : مولانا عبدالقدیر بدایونی

۳ : مولانا احمد حسن کانپوری

۴ : مولانا عبدالکریم گنج مرادآبادی

۵ : مولانا ارشاد حسین رامپوری

۵ : مولانا عبدالعلی آسی

۷ : پیر مہر علی شاہ گولڑوی

۸ : مولانا دیدار علی شاہ الوری وغیرہ

۸ رجمادی الاول ۱۳۳۴ھ / ۱۲ اپریل ۱۹۱۶ء کو وصال فرمایا۔ [1]

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھئے "تذکرہ محدث سورتی از خواجہ رضی حیدر مطبوعہ کراچی ۱۹۸۱ء)

marfat.com

شیوخِ طریقت

حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی بن مولانا نقی علی خاں بن مولانا رضا علی خاں قدس سرہم،
۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ / جون ۱۸۵۶ء کو پیدا ہوئے۔ میزان و منشعب حضرت مولانا غلام قادر بیگ بریلوی علیہ الرحمہ سے پڑھی، بعد میں مرزا صاحب نے آپ سے ہدایہ کا درس سبق لیا تھا۔ ۱۲۸۲ھ میں تیرہ ۱۳ برس کی عمر میں والد ماجد سے درسیات مکمل کرلیں۔ ۱۲۹۱ھ کے بعد رام پور میں مولانا عبدالعلی ریاضی داں سے شرح چغمینی کے چند اسباق پڑھے۔ ۵ جمادی الآخر ۱۲۹۴ھ میں مخدوم سید آل رسول مارہروی نور اللہ مرقدہٗ سے بیعت ہوئے، اسی وقت اجازت و خلافت مرحمت ہوئی۔ ۱۲۹۵ء میں والد ماجد کے ساتھ پہلی بار حج و زیارت کے لیے گئے۔ حضرت شیخ عبدالرحمٰن سراج مکی مفتی احناف مکہ نے فقہ کی اجازت و سند دی۔ شیخ الاسلام علامہ احمد زین دحلان مکی نے حدیث کی اجازت بخشی، حضرت شیخ حسین صالح جمل اللیل شافعی امام مسجد الحرام بغیر کسی تعارف کے مغرب کے بعد مقامِ ابراہیم سے آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور دیر تک فرماتے رہے انی لاجد فوح اللہ فی ھذا الجبین (یعنی میں اس پیشانی میں اللہ کا نور پاتا ہوں) اور ضیافت کے بعد صحاح ستہ اور سلسلہ عالیہ قادریہ کی سند و اجازت دی۔ ۱۳۲۳ھ میں دوسری بار حرمین طیبین حاضر ہوئے۔ اس حاضری میں دیار عرب کے علماء و مشائخ کبار نے آپ سے استفادہ کیا، اجازت و خلافت حاصل کی، اور آپ کے علمی تبحر کا اعتراف کیا، فقہ

marfat.com

حنفی کے عظیم المرتبت عالم علامہ صالح کمال کے پانچ سوال متعلقہ علم غیب کا بغیر کتب دیکھے ساڑھے آٹھ گھنٹے میں کتاب "الدولۃ المکیہ" کے نام سے جواب لکھے۔ شیخ الخطباء علامہ احمد ابوالخیر مکی نے مذکورہ کتاب کی سماعت کے بعد حسن انشاء، طرز استدلال اور جامعیت کی بے حد تحسین کی اور علوم خمسہ کے اضافے کا مشورہ دیا نیز کتاب پر تقریظ لکھی اور آپ کی شان میں امام و مجدد جیسے کلمات لکھے۔ شیخ الخطباء کے فرزند حضرت مولانا عبدالقدیر داد اور اُن کے استاد مولانا حامد بن محمد بن احمد جدادی نے نوٹ کے بارے میں استفتاء کیا۔ آپ نے اس کا مبسوط و مفصل جواب تحریر فرمایا۔ جو "کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم" کے نام سے طبع ہوا۔ مفتی احناف مکہ علامہ عبداللہ بن عباس بن صدیق نے کتب خانہ حرم میں اس کا مطالعہ کیا۔ اور غایت درجہ تحسین و آفرین کی۔ حضرت شیخ الدلائل علامہ عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی نے بھی آپ سے ملاقات کی۔ مدینہ منورہ کے علماء کرام نے بھی اکرام کیا اور سند حدیث و تفسیر اور خلافت و اجازت حاصل کی۔ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ کو بریلی (بھارت) میں آپ کا وصال ہوا۔ "شیخ الاسلام والمسلمین" سے تاریخ وفات نکلتی ہے۔ انتہائی ذہین تھے گیارہ برس کی عمر میں ہدایۃ النحو شرح لکھی۔ ایک ہزار کتابیں پچاس موضوعات پر تحریر فرمائیں۔ [1]

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھئے "حیات امام احمد رضا" از ڈاکٹر محمد مسعود احمد، مطبوعہ سیالکوٹ،

marfat.com

حضرت شیخ سیدین حسین الحسنی الکردی رحمۃ اللہ

قُدوۃ الواصلین حضرت شیخ سیّد حسین الحسنی الکردی قدس سرّہٗ بغداد شریف (عراق) میں ایک مُتّقی بزرگ تھے۔ یہ کردستان کے رہنے والے تھے۔ جن دنوں بغداد شریف میں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی ان سے ملاقات ہوئی، اُس وقت ان کی عمر ۱۸۲ برس تھی۔ گھوڑے پر سواری فرماتے تھے۔ اتنی عمر ہونے کے باوجود کھڑے ہوکر نماز ادا فرماتے اور دوران قیام قرآن کریم کے دو تین پارے تلاوت فرماتے تھے۔ بڑے عابد و زاہد تھے۔ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ نے ان کی خدمت میں تقریباً ۱½ سال قیام کیا۔ حضرت سیّد حسین نے حضرت مدنی قبلہ کو اپنے سلسلہ معمرہ میں مجاز و مازون فرمایا۔ سلسلہ اجازت اس طرح ہے:

حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ

↑

سیّد حسین الکردی علیہ الرحمۃ

↑

سیّد اسماعیل اُولیائی قدس سرّہٗ

↑

سیّدی عبدالعزیز الجمش رحمۃ اللہ

↑

سیّد عبدالرزاق قدس سرّہٗ

↑

سیّد شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ [1]

---

[1] روزنامہ جنگ کراچی ۵ اکتوبر ۱۹۸۱ء

" انٹرویو مولانا ضیاء الدین احمد مدنی (کیسٹ ٹیپ ۱۹۷۳ء) مملوکہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور

• غلام قادر اشرفی، مولانا: مجموعہ وظائف مطبوعہ لالہ موسیٰ (گجرات۔ پاکستان) ۱۳۹۹ھ

marfat.com

حضرت شیخ احمد الشمس المالکی القادری المراکشی المدنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیدی شیخ احمد الشمس مالکی قدس سرہٗ مشائخِ مدینہ میں سے تھے۔ یہ بزرگ حافظ الحدیث تھے ہمیشہ خاموش رہتے تھے، اگر کسی بات کا جواب دینا ہوتا تو صرف اسی مفہوم کی حدیث سُنا دیتے تھے، چند کھجوروں کے علاوہ کچھ نہ کھاتے تھے، ایک بکری پالی ہوئی تھی اس کا دُودھ پی لیتے تھے۔ حضرت ضیاء الدین احمد مدنی نے ان کی صحبت میں کافی وقت گزارا۔ اُنہوں نے حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کو اپنے طریقت کے سلسلہ معمرہ کی اجازت عطا فرمائی۔ سلسلہ اجازت اس طرح ہے:

حضرت سیدی مدنی علیہ الرحمہ

حضرت شیخ احمد الشمس قدس سرہٗ

حضرت سیدی مار العنین قدس سرہٗ

حضرت سیدی عبدالعزیز الحبش قدس سرہٗ

قطب الآفاق حضرت عبدالرزاق قدس سرہٗ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ

حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی نے سیدی احمد الشمس قدس سرہٗ سے مدینہ منورہ میں بیضاوی شریف کو دوبارہ تبرکاً پڑھا۔ ان کا وصال ۱۳۴۲ھ/ ۱۹۲۳ء میں مدینہ منورہ میں ہوا۔ اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ [1]

---

[1] انٹرویو حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی (ٹیپ کیسٹ) مملوکہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور
" ماہنامہ ترجمان اہل سنت، کراچی شمارہ جولائی ۱۹۷۵ء

marfat.com

حضرت علامہ سیدی عبدالرحمٰن سراج مکی مفتی حنفیہ قدس سرہٗ

حضرت سیدی عبدالرحمٰن بن عبداللہ سراج مکی رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ میں مفتی حنفیہ تھے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء میں اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ پہلے حج پر مکہ مکرمہ حاضر ہوئے تو حضرت سیدی عبدالرحمٰن سراج مکی قدس سرہٗ نے آپ کو تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ کی سند سے نوازہ اور اپنے سلسلہ طریقت میں اجازت عطا فرمائی۔ ۱۳۰۱ھ/ ۱۸۸۳ء میں مکہ مکرمہ میں وصال ہوا اور جنت المعلیٰ میں دفن ہوئے۔ حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ سے بواسطہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اس طرح اجازت ہے۔

حضرت سیدی مدنی قدس سرہٗ

امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ

سیدی عبدالرحمٰن سراج مکی رحمۃ اللہ علیہ

سید محمد بن علی السنوسی قدس سرہٗ

سیدی عبدالعزیز الحبش قدس سرہٗ

سیدی عبدالرزاق قدس سرہٗ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ [1]

---

[1] فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، مطبوعہ لاہور ص ۴۷

" مجموعہ وظائف از مولانا غلام قادر

marfat.com

حضرت علامہ محدث بدرالدین حسنی شامی رحمۃ اللہ

قطب شام علامہ شیخ بدرالدین محدث دمشق قدس سرہٗ نہایت متبع سنت یگانہ روزگار مرجع العلماء بزرگ تھے امام نوویؒ (شارح صحیح مسلم) کے مشہور مدرسہ دارالحدیث کے جانشین تھے۔ شیخ محمد یحییٰ مکتبی حسینیؒ استاذ مدرسہ دارالحدیث دمشق (شام) آپکے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں مصر و عجم کے علماء سے ملا۔ ان میں بزرگ ترین شخصیت میرے شیخ میرے سردار اور میرے رہنما، عالم ربانی، چودھویں صدی کے مجدد، کتب حدیث و آثار کے حافظ، سنت کو زندہ کرنے والے، بدعت کو مٹانے والے یعنی شیخ محمد بدرالدین محدث مشہور ہیں، اللہ مسلمانوں کو ان کی درازیٔ حیات سے نفع پہنچائے۔ وہ جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد سے عصر کی اذان تک اسناد کے ساتھ حدیث کی کتابوں کا زبانی درس دیا کرتے تھے، پھر کوئی شخص آجاتا تو حضرت اُستاذ اس کی طرف متوجہ ہوتے اور اس شخص کے ضمیر میں جو ہوتا اُس پر گفتگو فرماتے۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے جو اس سے پیشتر کبھی حاضرِ درس نہیں ہوئے تھے اور بہت سے ایسے ہوتے جو پہلے کسی مسئلہ میں ان سے اختلاف رکھتے اور پھر ان کے درس میں آتے تو ان کی مشکلیں حل ہو جاتیں۔"[1]

حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے انٹرویو میں فرمایا کہ علامہ بدرالدین شامی رحمۃ اللہ علیہ ادب کی وجہ سے مسجد نبوی شریف میں بابِ رحمت میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھا کرتے تھے۔[2] ان کے وصال کا حال اور تاریخ معلوم نہ ہو سکی۔

---

[1] الدولۃ المکیہ مع الفیوضات المکیہ، مطبوعہ کراچی صہ ۵۱۵

[2] انٹرویو مولانا ضیاء الدین علیہ الرحمۃ (کیسٹ ٹیپ) مملوکہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری، لاہور

marfat.com

حضرت شیخ سیّد احمد الشریف السنوسی قدس سرہٗ

حضرت شیخ السیّد احمد الشریف السنوسی بن سید المہدی السنوسی بن محمد بن علی السنوسی رحمہم اللہ تعالیٰ مشہور مجاہد، مُصلح اور صُوفی تھے۔ آپ طرابلس (لیبیا) اور برقہ کی جنگ میں اطالیوں کے چھکے چھڑا دیئے تھے اور تیرہ برس تک محض اپنے تربیت یافتہ رفقاء اور تلامذہ کی مدد سے یورپ کی اس بڑی طاقت کا کامیابی سے مقابلہ کرتے رہے۔ آپ سیف، تسبیح اور قرآن و شمشیر کے بیک وقت حامل تھے۔ آپ اپنے وقت کے شیخ کبیر اور بہت بڑے ولی اللہ تھے۔ حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ سے طریقہ سنوسیہ میں اجازت اس طرح ہے:

حضرت سیدی مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ

سیدی احمد الشریف السنوسی قدس سرہٗ

سیدالسید المہدی قدس سرہٗ

سید محمد بن علی السنوسی قدس سرہٗ (بانی طریقہ سنوسیہ)

سیدی عبدالعزیز الحبش قدس سرہٗ

قطب الآفاق سیدی عبدالرزاق قدس سرہٗ

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید احمد الشریف السنوسی نے ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۳ء میں مدینہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ [1]

---

[1] نقوش رسول نمبر ۱ جلد اول مطبوعہ لاہور ص ۲۳
" غلام قادر اشرفی، مولانا: مجموعہ وظائف ص ۳۸۴

marfat.com

الشیخ العالم حضرت علامہ شاہ عبدالباقی فرنگی محلی المہاجر المدنی قدس سرہٗ

مولانا شاہ عبدالباقی بن مولانا علی محمد بن مولانا محمد معین بن ملا محمد مبین انصاری قدس سرہ تہما ۱۲۸۶ھ میں فرنگی محل (لکھنؤ) میں پیدا ہوئے۔ مولانا سید عبدالحی چاٹگامی، مولانا ابوالحسنات عبدالحئی بن مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی، مولانا سید عین القضاۃ بن محمد وزیر حیدرآبادی، مولانا فضل اللہ بن نعمت اللہ فرنگی محلی اور مولانا محمد نعیم بن مولانا محمد عبدالحکیم نظامی رحمہم اللہ تعالیٰ سے اخذ علوم کیا۔ حضرت مولانا شیخ شاہ عبدالرزاق بن مولانا شاہ جمال الدین لکھنوی قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے۔ ایک مدت تک فرنگی محل میں درس و تدریس میں مشغول رہے، پھر حرمین شریفین کا سفر کیا، حج کے بعد مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی اور ملا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ بانی درس نظامی کی یاد میں مدرسہ نظامیہ قائم کیا، اور پوری توجہ سے تدریس کے کام میں مصروف ہوئے۔ نظام حیدرآباد میر عثمان علی مرحوم کی طرف سے مدرسہ کا وظیفہ مقرر تھا۔ سلطنتِ ہاشمی کے سقوط کے بعد آپ سخت آزمائش میں مبتلا ہوگئے۔ نجدی حکومت کی آپ پر سخت نظر تھی، مگر آپ نے اعتقادی امور میں کبھی مداہنت گوارا نہ کی[1]۔

آپ کا ذاتی کتب خانہ مدینہ منورہ میں موجود و محفوظ ہے۔ پروفیسر محمد رضا انصاری نے ۱۹۶۵ء میں اس کتب خانہ میں بیٹھ کر کتاب "خیر العمل" تراجم علمائے فرنگی محل" تالیفات ابوالحسنات محمد عبدالحئی فرنگی محلی سے استفادہ کیا تھا۔[2]

---

[1] محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علمائے اہل سنت مطبوعہ انڈیا ۱۹۷۱ء ص ۱۷۲

[2] محمد رضا انصاری، پروفیسر، بانی درس نظامی مطبوعہ اردو اکادمی، اتر پردیش (یو۔پی۔ بھارت)، ۱۹۷۳ء ص ۱۴

آپ کی تصانیف میں حسرۃ الغول بوفاۃ نائب الرسول، المنح المدنیہ فی مختارات الصوفیہ، رسالہ فی مبحث الغناء۔ رسالہ فی تحقیق علم الغیب[۳]، قرۃ الابصار فی نسب قطب الانصار اور دوسرے رسائل کے نام ملتے ہیں۔

۴ ربیع الآخر ۱۳۶۴ھ / ۱۹۴۵ء کو وصال ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ سبحان اللہ۔ حضرت علامہ شیخ محمد علی حسین الخیرآبادی المدنی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۴ھ) آپ کے ممتاز تلمیذ اور خلیفہ مجاز تھے۔ حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد مہاجر مدنی قدس سرہٗ کو آپ نے اپنے سلسلہ طریقت کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔[۴]

---

۳ عبدالحی لکھنوی، مولانا: نزہۃ الخواطر (عربی) جلد ۸ مطبوعہ کراچی ص: ۲۱۷
(صاحب نزہۃ الخواطر نے مولانا عبدالباقی فرنگی محلی کے حالات میں تصانیف کا ذکر کیا ہے لیکن رسالہ قرۃ الابصار کا ذکر نہیں کیا۔ پروفیسر محمد رضا انصاری نے کتاب "بانی درس نظامی" میں اس کا ذکر کیا ہے۔

۴ محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علمائے اہل سنت ص ۱۷۲

marfat.com

شیخ الدلائل حضرت مولانا شاہ عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی قدس سرہٗ

شیخ الدلائل حضرت مولانا عبدالحق بن شاہ محمد بن یار محمد صدیقی النسب اپنے وطن نیوان ضلع الہ آباد میں پیدا ہوئے، مولانا تُراب علی لکھنوی وغیرہ سے درسیات پڑھی۔ حضرت مولانا عبداللہ گورکھپوری سے بیعت کی، ۱۲۸۳ھ میں مکہ کا سفر کیا، پچاس برس تک آپکا دریائے علم مکہ میں موجیں مارتا رہا۔ آپ شیخ الدلائل کے لقب سے مشہور[1] تھے۔

آپ بہت بڑے ولی اللہ، عالم باعمل، متقی، شب زندہ دار اور عبادت گزار بزرگ تھے۔ اہلِ مکہ مکرمہ آپکو قطب مکہ مکرمہ کہا کرتے تھے۔[2] امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ دوسرے سفرِ حج میں آپ کی قیام گاہ پر بار بار ملاقات کے لئے جاتے رہے، اِنکے ملفوظات میں آپ کا ذکرِ خیر اس طرح موجود ہے۔

"حضرت مولانا عبدالحق الہ آبادی کو چالیس برس سے زائد مکہ معظمہ میں گزرے تھے۔ کبھی شریفِ مکہ کے یہاں بھی تشریف نہ لے گئے۔ قیام گاہ پر فقیر دو بار تشریف لائے۔ مولانا سید اسماعیل (محافظ کتب خانہ حرم شریف) وغیرہ ان کے تلامذہ فرماتے ہیں کہ یہ محض خرقِ عادت ہے۔ مولانا کا دم بافنیمت تھا، ہندی تھے مگر ان کے انوار مکہ میں چمک رہے تھے۔ التزاماً ہر سال حج کرتے تھے۔ مولانا اسمٰعیل فرماتے تھے کہ ایک سال حج میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب بہت علیل اور صاحب فراش تھے۔ نویں تاریخ اپنے تلامذہ سے کہا، مجھے

---

[1] محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علمائے اہل سنت مطبوعہ کانپور (انڈیا) ۱۳۹۱ھ صفحہ ۱۷۸

[2] محمد طاہر فاروقی، پروفیسر: سیرت امیر ملت، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۱ھ صفحہ ۶۱

marfat.com

حرم شریف میں لے چلو! کئی آدمی اٹھا کر لائے۔ کعبہ معظمہ کے سامنے بٹھایا، زمزم شریف منگا کر پیا اور دُعا کی کہ الٰہی حج سے محروم نہ رکھ۔ اسی وقت مولا تعالیٰ نے ایسی قوت عطا فرمائی کہ اُٹھ کر اپنے پاؤں سے عرفات شریف گئے اور حج ادا کیا۔ [1]

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے سند و اجازت دلائل الخیرات شریف حضرت سید علی حریری مدنی قدس سرہٗ اور شیخ محمد المغربی قدس سرہٗ دونوں بزرگوں سے حاصل فرمائی۔ لیکن حضرت شیخ اپنے تلامذہ کو موافق روایت سید علی حریری مدنی قدس سرہٗ ہی اجازت عطا فرماتے تھے۔ حضرت شیخ کی اجازت اس طرح ہے:

حضرت شاہ عبدالحق الہ آبادی قدس سرہٗ کو عارف باللہ حضرت علامہ شیخ سید علی الحریر المدنی بن یوسف ملک باشلی المدنی قدس سرہما سے۔ ان کو حضرت شیخ السید محمد بن السید احمد المدغوی الشریف الحسنی قدس سرہٗ سے، ان کو ابی البرکات سیدی محمد بن احمد بن احمد المثنیٰ قدس سرہٗ سے، ان کو حضرت شیخ احمد بن الحاج قدس سرہٗ سے، ان کو حضرت شیخ سیدی احمد المقری قدس سرہٗ سے، ان کو حضرت سیدی عبدالقادر الفاسی قدس سرہٗ سے، ان کو حضرت شیخ سیدی احمد بن ابی العباس الصنعمی قدس سرہٗ سے، ان کو حضرت شیخ سیدی السملالی قدس سرہٗ سے ان کو حضرت شیخ سیدی عبدالعزیز التباع قدس سرہٗ سے، انہ کو مؤلف دلائل الخیرات شریف قطب ربانی حضرت شیخ السید محمد ابن سلیمان الجزولی قدس سرہٗ سے۔ [2]

---

[1] مصطفیٰ رضا خاں، مولانا؛ ملفوظات اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، مطبوعہ لاہور ص

[2] نسخہ صحیحہ دلائل الخیرات مطبوعہ مطبع احمدی لکھنؤ بار اول سنہ ۱۹۱۳ء

marfat.com

حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ کو بھی حضرت شیخ الدلائل نوراللہ مرقدہٗ سے دلائل الخیرات شریف کی سند اجازت حاصل تھی۔

مولانا حکیم غلام مصطفےٰ کوثر امجدی بلیاوی (بھارت) ۱۹۵۹ء میں حج پر گئے تو مکہ معظمہ میں کئی اکابر علماء سے ملاقاتیں ہوئیں جن میں مفتی سعداللہ مکی، مولانا سید محمد علوی، مالکی استاذ حرم شریف، علامہ شیخ محمد المغربی الجزائری اور مولانا عبدالرحمٰن درویش مکی سے خصوصی ملاقاتیں ہوئیں، حکیم صاحب مولانا عبدالرحمٰن درویش کی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ نہایت ہی ہر دلعزیز بزرگ ہیں۔ دن کے وقت ان کے گھر گرمی سے بچنے کے لیے چلا جاتا ہے، ان کا مکان حرم سے متصل اور نہایت ٹھنڈا تھا۔ ان کی عمر تقریباً اسی سال کی تھی لیکن جوانوں سے زیادہ چست تھے۔ ان پر بالوں کی سفیدی کے سوا بڑھاپے کا قطعی کوئی اثر نہ تھا۔ میں نے ان کی صحت کے متعلق پوچھا تو فرمایا یہ بزرگانِ دین کا کرم ہے۔ میں جب چھوٹا تھا تو حضرت شیخ الدلائل علامہ عبدالحق مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا جھوٹا کھانا مجھے نصیب ہو جایا کرتا تھا۔ حضرت موصوف اپنے بچے ہوئے کھانے کے متعلق فرماتے یہ عبدالرحمٰن کو کھلا دینا۔ یہ حضرت موصوف کے جھوٹے کھانے کی برکت ہے کہ میں ابھی تک جوان ہوں۔" [1]

شیخ الدلائل نوراللہ مرقدہٗ نے ۱۶ شوال المکرم ۱۳۳۳ھ کو وصال فرمایا اور مکہ مکرمہ کے قبرستان جنت المعلیٰ میں دفن ہوئے۔ تصانیف میں الاکلیل علےٰ مدارک التنزیل (قرآن پاک کی تفسیر) فقہ میں التعلیقات علی الدر المختار، الکنز الاکبر شرح فقہ الاصغر، الدر المنتظم فی حکم مولد النبی الاعظم (صلی اللہ علیہ وسلم)

---

[1] بدرالدین، مولانا: سوانح اعلیٰ حضرت مطبوعہ لاہور

[2] ہفت روزہ الہام بہاولپور ش ۲۱ جولائی ۱۹۸۵ء ص ۶ ک ۱

marfat.com

مشہور ہیں ۔ [1]

---

[1] محمود احمد قادری : تذکرہ علمائے اہل سنّت مطبوعہ کانپور ۱۳۹۱ھ ص ۱۷۸
" شاہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی : مقامات اخیار (فارسی) مطبوعہ دہلی

marfat.com

قطب العالم شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی قدس سرہٗ

حضرت مولانا شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی قدس سرہٗ العزیز ۲۲ ربیع الثانی ۱۲۶۶ھ / ۱۸۵۰ء بروز دوشنبہ بوقت صبح صادق کو کچھوچھہ (ضلع فیض آباد، اتر پردیش (یو۔پی)، بھارت) میں پیدا ہوئے۔ حضرت مولانا گل محمد خلیل آبادی علیہ الرحمۃ نے بسم اللہ خوانی کی رسم ادا کرائی۔ مولانا امانت علی کچھوچھوی، مولانا سلامت علی گورکھپوری اور مولانا قلندر بخش کچھوچھوی علیہم الرحمۃ سے فارسی عربی کی تکمیل کی۔ سنہ ۱۲۸۲ھ میں اپنے برادر اکبر قطب المشائخ حضرت شاہ اشرف حسین قدس سرہٗ سے مرید ہوئے اور تکمیل سلوک فرما کر اجازت و خلافت حاصل فرمائی۔ ۱۲۹۳ھ میں پہلا حج کیا، دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خاص نعمتیں مرحمت ہوئیں۔ ۱۲۹۷ھ میں مسند نشینی پر فائز ہو کر مصروفِ ہدایت و ارشاد ہوئے۔ ۱۳۲۳ھ میں دوبارہ حج و زیارت کا سفر کیا، تیسری بار ۱۳۲۹ھ میں مناسک حج کی ادائیگی اور زیارت روضۂ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بیت المقدس (فلسطین)، حامہ شریف، حمص شریف (شام)، کربلا معلیٰ، بغداد شریف (عراق)، اور مصر کی زیارات سے شرف یاب ہوئے۔ چوتھا اور آخری سفرِ حج و زیارت ۱۳۵۴ء میں کیا۔ مذکورہ بالا ممالک میں صدہا علماء و مشائخ داخل سلسلہ ہوئے اور اجازت و خلافت سے سرفراز کیے گئے۔ حضرت میاں راج شاہ صاحب قدس سرہٗ[1] سوندھ

---

[1] حضرت میاں راج شاہ صاحب سوندھ شریف ضلع گڑگانواں کے باشندے تھے اور سلسلہ عالیہ قادریہ کے عالی نسبت بزرگ تھے۔ ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۰۶ھ میں واصل بحق ہوئے۔ (بشیر القاری شرح بخاری از مولانا غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمۃ)

marfat.com

شریف (ضلع گڑگانواں) نے سلسلہ قادریہ زاہدیہ کی اجازت کے ساتھ سلطان الاذکار و دیگر اشغال مخصوصہ کی اجازت دی، اور ایک دوتی عطا فرمائی[1]۔ حضرت شاہ محمد امیر کابلی قدس سرہٗ سے مقام بلیا میں سلسلہ قادریہ منوریہ میں مجاز و ماذون ہوئے اور تعلیم طریقہ خاص ذکر خفی جو قلب مدور سے متعلق ہے حاصل کی۔ اس سلسلہ کو سلسلۃ الذہب کہنا چاہیئے جو عرفی طور سے چار واسطوں سے حضرت غوث پاک سیدنا عبدالقادر جیلانی رح تک پہنچتا ہے۔ سلسلہ اجازت اس طرح ہے، حضرت شاہ ابو احمد علی حسین اشرفی میاں رح کو حضرت مولانا شاہ محمد امیر کابلی قدس سرہٗ سے، ان کو حضرت ملا عبدالکریم رامپوری معروف بہ ملا اخوند قدس سرہٗ (م ۱۲۰۶ ھ) سے، ان کو حضرت شاہ منور علی الہ آبادی قدس سرہٗ سے[2]۔

---

[1] محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علمائے اہل سنت، مطبوعہ بھوانی پور (ضلع مظفر پور۔ بہار) رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ ص ۱۸۸

[2] حضرت شاہ منور علی علیہ الرحمۃ کو ستر ہویں ماہ ربیع الاول ۵۸۷ ھ بروز دوشنبہ بوقت عصر بغداد شریف (عراق) میں حضرت شاہ دولہ سید کبیر الدین بغدادی قدس سرہٗ نے بیعت خلافت سے مشرف فرمایا۔ اور نفس بغزمی کا خطاب دے کر عبدالغفور ابدال کو خدمت کے لئے ساتھ کر دیا۔ حضرت شاہ منور علی الہ آبادی، عبدالقاہر سہروردی کے بھانجے تھے۔ ان کا شجرہ نسب یہ ہے شاہ منور علی بن سید عبداللہ بن سید عبدالرحمٰن بن سید عثمان بن القاسم جنید بغدادی۔ پھر شاہ منور علی الہ آباد (ہندوستان) آ گئے۔ حضرت شاہ منور علی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب فقر العفیف میں لکھا ہے کہ ۲۸ برس کی عمر میں بتاریخ ۲۱ ماہ ذوالحجہ ۵۱۹ ھ بروز یکشنبہ بعد نماز مغرب حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح کے ہاتھ پر بیعت توبہ سے مشرف ہو کر ۲۲ برس وضو کرانے کی خدمت پر مامور رہا۔ بتاریخ ۲۷ ماہ شوال ۵۱۴ ھ بروز چہارشنبہ وقت ظہر کے حضرت ممدوح کو وضو کرا رہا تھا۔ میں نے عرض کی یا حضرت آب حیات کی کیا کیفیت ہے جس کو نوش کرنے سے حضرت خضر علیہ السلام کو حیات ابدی حاصل ہوئی۔ حضرت ممدوح نے ایک جرعہ آب سبیے ہاتھ میں لے کر

marfat.com

(ان کی عمر ساڑھے پانچ سو برس ہوئی) ان کو حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہ قدس سرہٗ سے ان کو حضرت غوث اعظم میراں محی الدین ابو محمد سید شیخ عبد القادر الحسنی الحسینی الحنبلی الجیلانی سے

(بقیہ حاشیہ صد) ارشاد فرمایا، اس وقت فقیر کے ہاتھ میں ساڑھے چھ سو برس کی عمر کا آب حیات ہے تو نوش کرلے۔ میں نے اُسی وقت نوش کرلیا۔ اس وقت میری عمر پچاس برس کی تھی..... الخ

پھر لکھتے ہیں کہ بتاریخ نویں ماہ ذی قعدہ ۸۴۵ھ بروز دوشنبہ وقت عصر سے حسب حکم حضرت غوثِ اعظم قدس سرہٗ حضرت کبیر الدین شاہ دولہ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سرگرم عمل رہا۔ پھر قطب الاسرار حبیب اللہ شاہ دولہ گجراتی نے مجھے بتاریخ اوّل ماہ ربیع الاوّل ۸۸۷ھ بروز دوشنبہ بوقت عصر بیعتِ خلافت ارشاد سے مشرف فرمایا۔

یہ واقعہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کے وصال کے سولہ برس بعد کا ہے۔ شیخ کا وصال ۱۷ ویں ماہ ربیع الثانی ۵۷۱ھ کو قبل از نمازِ جمعہ ہوا۔ حضرت شاہ دولہ سید کبیر الدین علیہ الرحمۃ نے مجھے اپنی کلاہ مبارک اور ایک جلد دعائے حزبِ یمانی کی عنایت فرما کر الہ آباد (ہندوستان) بھیج دیا اور خود حسب الحکم حضرت سید عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کے بغداد شریف میں حضرت سیف الدین عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ صاحبزادہ کلاں کو صاحب سجادہ کر کے بلدہ گجرات تشریف لے آئے کہ واقع سرحد ولایت افغانہ میں ہے۔ (حقیقت گزار صابری)

بعض مورخین کو الفاظ بلدہ گجرات سے دھوکہ ہوا اور انہوں نے اسے گجرات، پنجاب تصور کیا اور حضرت شاہ دولہ دریائی گجراتی (پنجابی) علیہ الرحمۃ کو سید کبیر الدین شاہ دولہ بغدادی گجراتی کا ٹھیا واڑی جانا۔ حالانکہ یہ درست نہیں۔ (پروفیسر شریف کنجاہی: حضرت شاہ دولہ دریائی گجراتی حیات و تعلیمات مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء ص ۱۴۶)

حضرت شاہ منور علی الہ آبادی علیہ الرحمۃ کی عمر شریف کے متعلق مولانا محمود احمد قادری

اسی طرح سلسلہ اویسیہ اشرفیہ کی تعلیم حضرت سید محمد حسن غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی ، سید محمد حسن قدس سرہٗ کو شاہ باسط علی قدس سرہٗ سے ان کو حضرت شاہ عبدالعلیم سے ، ان کو شاہ ابوالغوث گرم دیوان قدس سرہٗ سے ، ان کو حضرت مخدوم

(بقیہ حاشیہ صہ) نے تذکرہ علمائے اہلسنت مطبوعہ مظفر آباد۔ بہار ۱۳۹۱ھ نے ص ۱۳۴ پر لکھا ہے کہ آپکی عمر ساڑھے پانچسو برس ہوئی۔ غلام بھیک نیرنگ نے "تحائف اشرفی" مطبوعہ از ہریک ڈپو کراچی نے اتنی ہی عمر شریف کا ذکر کیا۔ محمد عبدالرحمٰن شاہ چشتی قدوسی محمدی منصور پوری نے سلاسل اربعین مطبوعہ مطبع بیت الشرف دہلی رجب ۱۳۳۱ھ کے صفحہ ۲ پر تین سو برس کی عمر کا ذکر کیا۔ واللہ اعلم (خلیل احمد)

حضرت شاہ دولہ گجراتی (کاٹھیا واڑ۔ بھارت) کا نام سید کبیر الدین ابن سید موسیٰ حنبلی بغدادی ہے۔ آپ تقریباً ۵۰۰ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حضرت غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے خاص دوست تھے۔ اس لیے حضرت شاہ دولہ علیہ الرحمۃ کو حضرت غوثِ پاک قدس سرہٗ سے ارادت تھی۔ حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ اپنی کتاب کرتبۃ الوحدت میں فرماتے ہیں :۔

"میں نے بتاریخ ۱۹ ماہِ رجب ۵۲۱ھ بروز پنج شنبہ بعد نماز مغرب سید کبیر الدین شاہ دولہ بن حضرت سید سعید موسیٰ حنبلی علیہ الرحمۃ دوست عمومی حقیقی اپنے کو بیعت توبہ سے مشرف کر کے تعلیمات کیفیات باطنی سے بہرہ مند کیا اور ترقی کیفیت باطنی میں متوجہ کر دیا۔"

اس واقعہ کی تصدیق شاہ دولہ علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب تحفۃ الارواح میں فرمائی۔

"میں ۲۲ سال کی عمر میں بتاریخ ۱۹ رجب ۵۲۱ھ بروز پنج شنبہ بعد نماز مغرب بیعت توبہ سے حضرت قطب ربانی غوثِ صمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطریقین الحسنی

marfat.com

سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ سے، ان کو خود حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے بسلسلہ شطاریہ میں سید شاہ سعادت علی محقق احمد پوری قدس سرہٗ سے اجازت حاصل ہوئی۔ حرز یمانی کی اجازت مولانا سید شاہ عبدالقدیر خلیفہ سید شاہ علی قدس سرہٗ سجادہ نشین بغداد شریف سے مکہ معظمہ میں حاصل ہوئی۔ دلائل الخیرات شریف کی اجازت مولانا ابو الاحیاء محمد نعیم فرنگی محلی لکھنوی قدس سرہٗ سے نیز حضرت شاہ عبدالغنی مجتہدی علیہ الرحمۃ حضرت سید محمد رضوان مدنی علیہ الرحمۃ اور شیخ الدلائل مولانا عبدالحق مہاجر مدنی قدس سرہٗ سے حاصل ہوئی۔ حضرت سید شاہ آلِ رسول قدس سرہٗ سجادہ نشین مارہرہ شریف ضلع ایٹہ

(بقیہ حاشیہ صـ) الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر مشرف ہوا۔"

ستائیس سال بعد شیخ کامل کی توجہ مرید خاص کی طرف ہوئی۔ بحوالہ کرتبۃ الوحدت نو ماہ ذی قعدہ ۵۲۸ھ بروز دوشنبہ بعد عصر محفل عام سامنے بٹھلا کر بیعت امامت و ارشاد سے مشرف کیا اور کلاہ جو اپنے شیخ حضرت ابو سعید مبارک ابن علی مخدومی قدس سرہٗ سے ملی تھی اور آپ تک سلسلہ بہ سلسلہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے پہنچی تھی، اپنے ہاتھ سے شاہ دولہ سید کبیر الدین علیہ الرحمۃ کے سر پر اڑھائی اور عمامہ اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنا دیا۔ اور خطاب قطب الاسرار حبیب کے ساتھ سند دی۔ و وغلام عبدالغفور ابدال اور شاہ منور علی بھی علافرمائے۔ آپ کا وصال بروز دوشنبہ ۲۲ رشعبان ۶۰۳ھ کو احمد آباد دکن (بھارت) میں ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ

(پروفیسر شریف کنجاہی: حضرت شاہ دولہ دریائی گجراتی حیات و تعلیمات: مقدمہ و تنقیدی ڈاکٹر وحید قریشی، زیر اہتمام مرکزی معارف اولیاء محکمہ اوقاف پنجاب لاہور، مطبوعہ لاہور اشاعت اول شوال المکرم ۱۴۰۵ھ / جون ۱۹۸۵ء ص ۱۴۳، ۱۴۴)

(مولوی حاجی محمد احسن صاحب چشتی صابری نگرامی: وفیات الاخیار، مطبوعہ در مطبع شام اودھ واقع لکھنؤ ص ۸۰، ۱۲۴)

لے حضرت مخدوم شاہ آل رسول قادری مارہروی قدس سرہٗ تیرھویں صدی ہجری کے اکابر اولیاء اللہ

marfat.com

(یو۔پی)، حضرت مولانا سید نوازش علی شاہ بیتھوی قدس سرہٗ حضرت شاہ مقبول احمد حافظ عبدالعزیز دہلوی عرف اخون صاحب علیہ الرحمۃ[1] حضرت شاہ حافظ احمد حسین خان شاہجہان پوری علیہ الرحمۃ، حضرت شاہ خلیل احمد مخاطب بہ عین اللہ صفی پوری قدس سرہٗ نے اپنے سلاسل کی اجازتیں عطا فرمائیں۔ حضرت کچھوچھوی علیہ الرحمۃ علاوہ باطنی اعلیٰ اوصاف و خصوصیات کے ظاہری شکل و صورت حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہٗ کے ہم شکل و صورت تھے۔ ارباب مشاہدہ نے اس کی تصدیق کی ہے۔ حضرت مولانا سید شاہ اظہار اشرف مدظلہٗ سجادہ نشین کچھوچھہ شریف کی روایت ہے کہ ایک بار حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں قدس سرہٗ حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رضی اللہ عنہٗ کے مزار پاک کے اندر سے فاتحہ پڑھ کر نکل رہے اور امام اہلِ سنت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہٗ بغرض فاتحہ جا رہے تھے کہ فاضلِ بریلوی کی نظر حضرت اشرفی میاں پر پڑی، دیکھا تو بالکل ہم شکل محبوب الٰہی تھی اسی وقت برجستہ یہ شعر کہا ؎

اشرفی اے رخت آئینہ حسنِ خوباں ؛ اے نظر کردہ و پروردہ سہ محبوباں[2]

(بقیہ حاشیہ صـ) سے تھے۔ ۱۲۰۹ھ میں ولادت ہوئی، اپنے بڑے چچا حضرت اچھے میاں اور والد ماجد حضرت شاہ آل برکات ستھرے میاں قدس سرہٗ کی آغوش شفقت و محبت میں تربیت و نشو و نما پائی، حضرت عین الحق شاہ عبدالمجید بدایونی، حضرت شاہ سلامت اللہ کشفی بدایونی قدس سرہما سے خانقاہ برکاتی میں ابتدائی درسیات پڑھ کر فرنگی محل کے علماء حضرت ملا نور صاحب اور مولانا عبدالواسع صاحب سے تکمیل کی، ۱۲۲۶ھ میں مخدوم شیخ العالم عبدالحق ردولوی قدس سرہٗ (م ۸۷۰ھ) کے عرس مبارک کے موقع پر مشاہیر علماء و مشائخ کی موجودگی میں دستار بندی ہوئی۔ اسی سنہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ کے درس حدیث میں شامل ہوئے۔ حضرت کو اجازت و خلافت حضرت اچھے میاں قدس سرہٗ سے تھی۔ حضرت شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی، امام احمد رضا فاضل بریلوی، حضرت شاہ ابوالحسن

marfat.com

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ آپ کا بہت احترام کرتے تھے، یہاں تک کہ آپ کے پاؤں کو بوسہ دیا کرتے تھے۔ ہزارہا افراد تو صرف آپ کے حسنِ خداداد کی زیارت سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ [1]

آپ کی تقریر نہایت موثر ہوتی تھی۔ مثنوی مولانا روم منفرد انداز میں پڑھتے تھے۔ آپ سے سلسلہ اشرفیہ کو بہت فروغ ہوا۔ ہزاروں علماء آپ کے حلقۂ ارادت سے وابستہ تھے۔ آپ کے محبوب مرید اور مشہور مبلغ اسلام میر غلام بھیک نیرنگ وکیل انبالہ نے دیوانِ عرفان ترجمان کے مجموعہ بنام "تحائف اشرفی" سنہ ۱۳۱۳ھ میں مرتب کر کے شائع کیا۔ دوبارہ ازہر بکڈپو کراچی نے شائع کیا۔ آپ کا وصال ۱۱ رجب المرجب ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء کو ہوا۔ مرقد درگاہ مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ میں زیارت گاہ ہے۔ [2]

حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں قدس سرہٗ نے مدینہ منورہ کی حاضری کے موقع پر حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ کو از خود سلسلہ عالیہ قادریہ منوریہ میں اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ سلسلہ اجازت اس طرح ہے۔ حضرت مدنی قدس سرہٗ کو حضرت سید علی حسین اشرفی قدس سرہٗ سے، ان کو عارف باللہ مولانا شاہ محمد امیر احمد کاملی قدس سرہٗ سے، ان کو ملا آخوند رامپوری قدس سرہٗ سے، ان کو حضرت شاہ منور علی الہ آبادی قدس سرہٗ سے، ان کو حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہ قدس سرہٗ سے، ان کو حضرت غوث اعظم سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے۔ [3]

(بقیہ حاشیہ صہ) نوری جیسے یگانہ روزگار عارف آپ کے خلفاء میں تھے۔ ۱۸ ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ کو وصال فرمایا۔ [1] غلام بھیک نیرنگ، تحائف اشرفی مطبوعہ ازہر بکڈپو، کراچی سنہ طباعت ندارد ص: ۵، ۶ [2] محمد محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علماء اہلسنت ص ۱۹۰

---

[1] اذکارِ حبیب ص ۲۴ مطبوعہ لاہور [2] محمود احمد قادری: تذکرہ علمائے اہل سنت ص ۱۹۰
[3] یادداشت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہٗ۔ غلام قادر اشرفی، مولانا: مجموعہ وظائف مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء

marfat.com

حضرت شیخ ابوالخیر قدس سرہٗ

یہ مشائخ کبار میں سے تھے۔ حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بزرگ دمشق (شام) میں شیخ اکبر حضرت شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہٗ کی شہرۂ آفاق کتاب "فتوحاتِ مکیہ" کا درس دیتے تھے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے ان سے بھی علمی اور روحانی استفادہ کیا۔ [1]

حضرت شیخ سید احمد الحریری قدس سرہٗ

حضرت سید احمد الحریری قدس سرہٗ مشائخ مدینہ میں سے تھے۔ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سید احمد الحریری قدس سرہٗ نے مجھے دلائل الخیرات شریف کی اجازت دی۔ [2]

حضرت شیخ سید الصباغی قدس سرہٗ

حضرت شیخ الصباغی قدس سرہٗ مشائخ مکہ معظمہ میں سے تھے۔ حضرت الصباغی علیہ الرحمۃ نے ۱۲۹۵ھ میں مکہ معظمہ میں امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی زیارت کی۔ حضرت مدنی علیہ الرحمہ نے ان سے بھی علمی اور روحانی استفادہ کیا۔ [3]

---

[1] انٹرویو حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ (ٹیپ)، مملوکہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہٗ لاہور

[2] " " " " " " "

[3] " " " " " " "

marfat.com

علامہ شیخ یوسف النبہانی علیہ الرحمۃ

یکے از مشائخ حضرت قدس سرہٗ

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل بن یوسف بن اسمٰعیل بن ناصرالدین نبہانی قدست اسرارہم فلسطین کی شمالی جانب واقع قصبہ اجزم میں ۱۲۶۵ھ/۹-۱۸۴۸ء میں پیدا ہوئے یہ قصبہ اس وقت حیفا کی حدود میں واقع ہے، عرب کے ایک بادیہ نشین قبیلہ بنو نبہان کی نسبت سے نبہانی کہلاتے ہیں، قرآن پاک والد ماجد شیخ اسماعیل نبہانی سے پڑھا، اسّی سال کی عمر کے باوجود ان کے حواس بالکل صحیح اور صحت بہت عمدہ تھی اکثر و بیشتر اوقات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں صرف کرتے وہ ہر روز دس پارے کی تلاوت کرتے پھر ایک ہفتے میں تین قرآن پاک ختم کیا کرتے تھے۔

پھر علامہ نبہانی جامع ازہر مصر میں داخل ہوئے اور محرم ۱۲۸۳ھ سے رجب ۱۲۸۹ھ تک تکمیل علم میں مصروف رہے، علامہ فرماتے ہیں میں نے وہاں ایسے ایسے محقق اساتذہ سے استفادہ کیا کہ اگر ان میں سے ایک بھی کسی ولایت میں موجود ہو تو وہاں کے رہنے والوں کو جنت کی راہ پر چلانے کے لئے کافی ہو اور تن تنہا تمام علوم میں لوگوں کی ضروریات کو پورا کردے۔

چند اساتذہ کے نام یہ ہیں:

۱۔ علامہ سید محمد دمنہوری شافعی (۱۲۸۶ھ)
۲۔ علامہ شیخ ابراہیم الزور خلیلی شافعی (م ۱۲۸۷ھ)
۳۔ علامہ شیخ احمد الاجہوری شافعی نابینا (م ۱۲۹۳ھ)
۴۔ علامہ شیخ حسن العدوی المالکی (م ۱۲۹۸ھ)
۵۔ علامہ شیخ سید عبدالہادی نجا الابیاری (م ۱۳۰۰ھ)

marfat.com

۶۔ علامہ شیخ شمس الدین محمد الانبابی الشافعی (اس وقت کے شیخ الازہر)

۷۔ علامہ شیخ عبدالرحمٰن الشربینی الشافعی

۸۔ علامہ شیخ عبدالقادر الرافعی الحنفی الطرابلسی (شامی پر التحریر کے نام سے ۲۲ جلدوں میں ان کا حاشیہ ہے۔)

۹۔ علامہ شیخ یوسف برقاوی حنبلی

۱۰۔ شیخ المشائخ علامہ ابراہیم السقا الشافعی (م ۱۲۹۸ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ

علامہ شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی سب سے زیادہ اپنے استاذ علامہ ابراہیم السقا کے معترف اور مداح دکھائی دیتے ہیں، ان سے شیخ الاسلام زکریا انصاری کی شرح التحریر اور شرح منہج اور ان پر علامہ شرقاوی اور بجیرمی کے حواشی پڑھے اور تین سال تک اُن سے فیضیاب ہوئے انہوں نے علامہ نبہانی کو سند دیتے ہوئے ان القاب سے نوازا ہے۔

الامام الفاضل والہمام الکامل والجہبۃ الابر
اللوذعی الادیب والالمعی الاریب ولدنا الشیخ یوسف
ابن الشیخ اسمٰعیل النبہانی ایدہ اللہ بالمعارف
ونصر

اندازہ کیجئے کہ اساتذہ کی نظر میں علامہ نبہانی کی کتنی قدر و منزلت تھی، اس اقتباس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علامہ مذہباً شافعی تھے۔

جب علامہ کے علم و فضل کا چرچا ہوا تو بیروت میں محکمۃ الحقوق العلیا کے رئیس (وزیر انصاف) مقرر کئے گئے، ایک عرصہ تک اس منصب پر فائز رہے، آخر عمر میں انہوں نے اپنے اوقات عبادت اور تصنیف و تالیف کے لئے وقف کر دیئے۔ اور ایک عرصہ مدینہ منورہ میں رہے۔ [1]

آپ کے سوانح نگار حضرت علامہ محمد حبیب اللہ شنقیطی (استاذ شعبہ تخصص جامع ازہر۔ مصر) کا بیان ہے کہ میں نے آپکو مدینہ طیبہ میں اتنی زیادہ عبادت و ریاضت

---

[1] ماہنامہ تاجدارِ کائنات، رامپور، یوپی، بھارت، ص، جنوری ۱۹۸۱ء ص ۱۳ ک ۱

marfat.com

کرتے دیکھا ہے، جسے دیکھ کر بے ساختہ یہ کہہ دینا پڑتا ہے کہ اتنی زیادہ عبادت وریاضت کی توفیق اللہ تعالیٰ بطور کرامت اپنے اولیاء واصفیاء ہی کو عنایت فرماتا ہے۔ ۲

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے عاشق صادق تھے کہ اپنے دل کو ہمیشہ محبوب کی قیام گاہ بنائے رکھتے تھے۔

مولانا ابوالنور محمد بشیر احمد مدظلہ "مدیر ماہِ طیبہ" کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ اپنے والد ماجد فقیہہ اعظم حضرت علامہ محمد شریف محدثِ کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ مجاز امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ) کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں:۔

میرے والد ماجد علیہ الرحمہ نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا تھا کہ میں جب شریف مکہ کے دور میں حج کرنے گیا تو مدینہ منورہ کی حاضری اور زیارت گنبد خضراء کے شرف سے مشرف ہوتے وقت میں نے باب السلام کے قریب اور گنبد خضراء کے سامنے ایک سفید ریش اور انتہائی نورانی چہرہ والے بزرگ کو دیکھا جو قبر انور کی جانب منہ کر کے دوزانو بیٹھے کچھ پڑھ رہے تھے۔ یہ حضرت شیخ یوسف نبہانی تھے۔ میں ان کی وجاہت اور چہرے کی نورانیت دیکھ بہت متاثر ہوا اور ان کے قریب جا کر بیٹھ گیا اور ان سے گفتگو شروع کی۔ وہ میری جانب متوجہ نہ ہوئے تو میں نے ان سے کہا کہ میں ہندوستان سے آیا ہوں اور آپ کی کتابیں حجۃ اللہ العالمین اور جواہر البحار وغیرہ میں نے پڑھی ہیں جن سے میرے دل میں آپ کی بڑی عقیدت ہے۔ انہوں نے یہ بات سُن کر سمجھا کہ یہ کوئی خوش عقیدہ اور عالم ہے تو میری طرف محبت سے ہاتھ بڑھایا اور مصافحہ فرمایا۔ میں نے ان سے عرض کیا حضور! آپ قبر انور سے اتنی دُور کیوں بیٹھے ہیں؟ تو رو پڑے اور فرمانے لگے "میں اس لائق نہیں ہوں کہ قریب جاؤں"۔ اس کے بعد اکثر ان کی جائے قیام پر حاضر ہوتا رہا اور ان سے سند حدیث بھی حاصل کی۔"

marfat.com

بقول حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ کی اہلیہ محترمہ کو چوراسی مرتبہ سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا) علامہ موصوف جو شمعِ رسالت پر پروانہ وار نثار تھے، ان کی حالت وکیفیت کے بیان سے الفاظ قاصر ہیں۔ [1]

حضرت علامہ نبہانی قدس سرہٗ نے اپنی دیگر مصروفیات کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کا سلسلہ جاری رکھا، ان کی تمام تصانیف مفید ہیں اور مقبولیت عامہ کی سند حاصل کر چکی ہیں۔ اور ایسا کیوں نہ ہو جب کہ ان کی تمام تصانیف حدیث شریف اور اس کے متعلقات سے وابستہ ہیں، حدیث شریف کے علاوہ انہوں نے ان موضوعات پر خامہ فرسائی فرمائی۔ سیرت مبارکہ، علم الاسانید، اکابر علماء ومشائخ کا تذکرہ، دُرود شریف اور بارگاہِ رسالت میں پیش کئے جانے والے قصائد وجواہر پارے جو خود علامہ نے لکھے یا مذاہب اربعہ کے متقدمین اور متاخرین نے لکھے۔ ان کی تصانیف کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ ان کی تمام کتابیں چھپ چکی ہیں، بلکہ بعض کتابوں کے تو کئی کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔

علامہ نبہانی نے سات سو پچاس اشعار پر مشتمل قصیدۃ الرائیۃ الکبریٰ لکھا جس میں دینِ اسلام اور دیگر ادیان کا تقابل پیش کیا ہے۔ بالخصوص عیسائیت کا تفصیلی رد کیا ہے کیونکہ عیسائی آئے دن اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے رہتے تھے، دوسرا قصیدہ الرائیۃ الصغریٰ پانچ سو پچاس اشعار پر مشتمل ہے جس میں سنتِ مبارکہ کی تعریف و توصیف اور بدعت کی مذمت کی اور اُن اہلِ بدعت مفسدین کا بھرپور رد کیا جو اجتہاد کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ اور خُدا کی زمین پر فساد برپا کرتے ہیں۔

ان قصائد کو آڑ بنا کر بعض کفار اور منافقین نے سلطان عبدالحمید، سُلطانِ تُرکی کے کان بھرے کہ علامہ نبہانی ان قصائد کے ذریعے تمہاری رعایا میں انتشار پھیلا رہے ہیں، چنانچہ ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۳ء میں جب علامہ مدینہ طیبہ پہنچے تو انہیں شاہی حکم کے تحت نظر بند کر دیا گیا۔ علامہ فرماتے ہیں:

---

[1] اختر شاہجہانپوری، مقدمہ جواہر البحار (اردو) مطبوعہ لاہور

marfat.com

حبست فی المدینہ مدۃ اسبوع لکن بالاکرام والاحترام[۲]

مجھے مدینہ منورہ میں ایک ہفتے تک قید رکھا گیا، لیکن عزت و احترام کے ساتھ۔

قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین مہاجر مدنی خلیفہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہما اس واقعہ کے عینی شاہد تھے انہوں نے یہ واقعہ تفصیل سے بیان فرمایا اور مولانا الحاج محمد منشا تابش قصوری نے اسے قلم بند کیا، انہی کے الفاظ میں تفصیل ملاحظہ ہو:

ایک دفعہ سلطان عبدالحمید نے مدینہ منورہ کے گورنر بصری (پاشا) کو علامہ نبہانیؒ کی گرفتاری کا حکم دیا۔ گورنر بصری علامہ کا انتہائی معتقد تھا، آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلطان کا حکم نامہ پیش کیا، علامہ نبہانی ملاحظہ فرماتے ہی گویا ہوئے:

سمعت و قرأت و اطعت

میں نے سنا، پڑھا اور اطاعت کی

گورنر بصری عرض کرنے لگا حضرت! گرفتاری تو ایک بہانہ ہے گورنر ہاؤس تشریف لائیے آپ میرے مہمان بحیثیت مہمان ہی ہوں گے، اس بہانے مجھے میزبانی کا شرف حاصل ہو جائے گا جو علماء و فضلا اور مشائخ آپ سے ملاقات کے لیے آئیں گے وہ بھی میرے ہی مہمان ہوں گے، آپ کے عقیدتمندوں پر گورنر ہاؤس کے دروازے ہر وقت کھلے رہیں گے، آپ کا گورنر ہاؤس میں قیام قید نہیں محض سلطان کے حکم کی تعمیل کا ایک حیلہ ہے۔

حضرت علامہ یوسف نبہانی عالم اسلام کی ممتاز شخصیت تھے، ہم عصر علماء و مشائخ کے ان کے ساتھ گہرے مراسم تھے ان کی گرفتاری کی خبر جنگل کی آگ کی طرح بڑی تیزی سے عالم اسلام میں پھیل گئی خاص و عام سراپا احتجاج بن گئے، مگر علامہ یوسف بالکل مطمئن گھبراہٹ اور پریشانی کا نام تک نہیں تھا پھر بھی علماء و زعماء ملت نے ملاقات کے دوران علامہ سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو ہم آپ کی رہائی کے لیے سلطان سے اپیل کرتے ہیں، علامہ نے فرمایا: اگر آپکو اپیل کرنا منظور ہے تو سلطانِ وقت کی بجائے سلطانِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com

کی بارگاہِ اقدس میں صلوٰۃ وسلام کے ساتھ یوں استغاثہ عرض کریں :

صلی اللہ علی النبی الامی صلے اللہ وسلم صلوٰۃً وّ
سلاماً علیکَ یارسول اللہ قلت حسلیتی انت وسلیتی
ادرکنی یا سیّدی یارسول اللہِ ۔

حضرت قُطب الوقت (مولانا ضیا ۔ الدین مہاجر مدنی قدس سرہٗ) نے فرمایا چنانچہ ہم نے ابھی تین دن تک ہی اس دُرود شریف کے ساتھ استغاثہ پیش کیا تھا کہ سلطان عبدالحمید کے گورنر بصری کو پیغام ملا حضرت الشیخ یوسف النبہانی کو باعزت بری کر دیا جائے ۔[۳]

علامہ نبہانی فرماتے ہیں :

جب حکومت پر واضح ہوگیا کہ میں پورے خلوص کے ساتھ دین اسلام کی خدمت کر رہا ہوں اور دین متین اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے دفاع کر رہا ہوں تو میری رہائی کا حکم صادر کر دیا گیا اور حکومت کے ذمہ دار افسر نے گرفتاری پر معذرت پیش کی ۔[۴]

علامہ نبہانی کی تصانیف عالیہ کی فہرست حسبِ ذیل ہے :

۱ الفتح الکبیر فی ضم الزیادات الی الجامع الصغیر

جامع صغیر اور اس کے حاشیہ " زیادۃ الجامع الصغیر" پر مشتمل ہے ، یہ دونوں کتابیں چودہ ہزار چار سو پچاس حدیثوں پر مشتمل تھیں علامہ نبہانی نے انہیں حروف معجم کے مطابق مرتب کیا ہر حدیث کے بارے میں بتایا کہ یہ کس نے روایت کی ہے اور ان کا اعراب بھی بیان کیا ، یہ کتاب مطبوعہ مصطفےٰ البابی الحلبی واولادہ مصر کی طرف سے تین جلدوں میں علامہ کے وصال کے بعد چھپی ۔

۲ منتخب الصحیحین : تین ہزار دس حدیثوں پر مشتمل ہے اور اعراب وحرکات مکمل طور پر لگائے گئے ہیں ۔

۳ قرۃ العینین علی منتخب الصحیحین ، منتخب الصحیحین پر حاشیہ

۴ وسائلِ الوصول الیٰ شمائل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

۵ افضل الصلوٰت علیٰ سید السادات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

۶ الاحادیث الاربعین فی وجوب طاعۃ امیر المؤمنین۔

۷ النظم البدیع فی مولد الشفیع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۸ الہمزیۃ الالفیہ (طیبۃ الغراء) فی مدح سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم۔

۹ الاحادیث الاربعین فی فضائل سید المرسلین۔

۱۰ الاحادیث الاربعین فی امثال افصح العالمین۔

۱۱ قصیدۃ سعادۃ المعاد فی موازنۃ بانت سعاد۔

۱۲ مثال نعلہ الشریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۳ حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

۱۴ سعادۃ الدارین فی الصلوٰۃ علی سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم

۱۵ السابقات الجیاد فی مدح سید العباد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۶ خلاصۃ الکلام فی ترجیح دین الاسلام۔

۱۷ ہادی المرید الیٰ طرق الاسانید ثبتۃ الجامع النافع

۱۸ الفضائل المحمدیۃ ترجمہا بعض السادات العلویۃ للغۃ الجاویہ

۱۹ الورد الشافی یشتمل علی الادعیہ والاذکار النبویہ

۲۰ المزدوجۃ الغراء فی الاستغاثۃ باسماء اللہ الحسنیٰ

۲۱ المجموعۃ النبہانیۃ فی المدائح النبویہ واسماء رجالہا (چار جلدوں میں)

۲۲ نجوم المہتدین فی معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم، والرد علی اعداء اخوان الشیاطین

۲۳ ارشاد الحیاری فی تحذیر المسلمین من مدارس النصاریٰ التی اہلکت دین المسلمین

۲۴ جامع الثناء علی اللہ وہو یشتمل علی جملۃ من الاحتساب اکابر الاولیاء۔

۲۵ مفرج الکروب، ویلیہ حزب الاستغاثات، ویلیہ احسن الوسائل فی نظم اسماء النبی

۲۶ ویلیہ کتاب الاسماء فیما لسیدنا محمد من الاسماء۔

marfat.com

۲۷۔ البرہان المسدد فی اثباتِ نبوۃ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ودلیل التجار الی اخلاق الاخیار۔

۲۸۔ والرحمۃ المہداۃ فی فضل الصلات وحسن الشرعۃ فی مشروعیہ صلاۃ الظہر بعد الجمعۃ ورسالہ۔

۲۹۔ التحذیر من اتخاذ الصور والتصویر، وتنبیہ الافکار لحکمۃ اقبال الدنیا علی الکفار۔

۳۰۔ سبیل النجاۃ فی الحب فی اللہ والبغض فی اللہ۔

۳۱۔ القصیدۃ الرائیۃ الکبریٰ فی مجموعۃ منہا سعادۃ الانام فی اتباع دین الاسلام۔

۳۲۔ ومختصر ارشاد الجباری۔

۳۳۔ الرائیۃ الصغریٰ فی ذم البدعۃ ومدح السنۃ الغراء۔

۳۴۔ جواہر البحار فی فضائل النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم۔ (چار جلدوں)

۳۵۔ تہذیب النفوس فی ترتیب الدروس مختصر ریاض الصالحین للنووی۔

۳۶۔ اتحاف المسلم جعلہ خاصا بما ذکرہ صاحب الترغیب والترہیب من احادیث البخاری ومسلم۔

۳۷۔ جامع کرامات الاولیاء ومعہ رسالۃ لہ فی اسباب التالیف (دو جلدوں میں)

۳۸۔ دیوان المدائح المسمی العقود اللؤلؤیۃ فی المدائح النبویۃ۔

۳۹۔ الاربعین، اربعین من احادیث سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وہو کتاب نفیس جامع۔

۴۰۔ الدلالات الواضحات شرح دلائل الخیرات، ویلیہا المبشرات المنامیۃ۔

۴۱۔ صلوات الثناء علی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

۴۲۔ القول الحق فی مدح سید الخلق صلے اللہ علیہ وسلم

۴۳۔ الصلوات الالفیۃ فی الکمالات المحمدیہ

۴۴۔ ریاض الجنۃ فی اذکار الکتاب والسنۃ۔

۴۵۔ الاستغاثۃ الکبریٰ بالسماء اللہ الحسنیٰ

۴۶۔ جامع الصلوات علی سید السادات

۴۷۔ الشرف فی المؤبد لآلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

۴۸۔ الانوار المحمدیۃ مختصر المواہب اللدنیۃ۔

marfat.com

۴۹ صلوٰت الاخیار علی النبی المختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۵۰ تفسیر قرۃ العین من البیضاوی والجلالین

۵۱ البشائر الایمانیۃ فی المبشرات المنامیۃ

۵۲ الاسالیب البدیعۃ فی فضل الصحابۃ واقناع الشیعۃ ؎

علامہ نبہانی راسخ العقیدہ مسلمان اور سچے عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے، کسی شخص یا گروہ کو بارگاہِ رسالت میں گستاخ اور بے ادب پاتے تو بے دھڑک اس کی تردید کرتے اور کسی طرح کی رو رعایت روا نہ رکھتے، ابن تیمیہ کے علم و فضل اور خدمات کے قائل ہونے کے باوجود اس پر سخت رد کیا کہ اس کے نزدیک حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر حاضری کی نیت سے سفر کرنا حرام ہے، علامہ فرماتے ہیں:

مجھ ایسے چھوٹے سے طالب علم کا ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد ابن قیم اور ابن عبدالہادی ـــــ ایسے ائمہ کبار پر جرأت کرنا ایسا امر ہے کہ اگر اس مسئلے کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ہوتا تو میں کہتا کہ امر قابل ملامت ہے، اسی لیے میں ایک عرصہ تک تردد اور پس و پیش میں مبتلا رہا یہاں تک کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا، جب میں نے دیکھا کہ ان لوگوں کی کتابیں پھیل رہی ہیں تو میں نے یہی مناسب سمجھا کہ ان کے خلاف قلم اٹھایا جائے۔

اگر میں نے ان کے خلاف جرأت کی ہے تو انہوں نے حضور سید الانبیاء اور دیگر انبیاء کرام صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم اور اولیاء کرام کے حقوق پر جرأت کی ہے اور ان کی زیارت کرنے اور ان سے استعانت کرنے والے ایمانداروں پر جرأت کی ہے اور اس بنا پر انہیں گروہ مشرکین سے شمار کیا ہے، ان کی جرأت اور دیدہ دلیری میری جرأت سے کہیں بڑی ہے، ان میں کوئی نسبت نہیں ہے۔ ؏

ایک جگہ علامہ نبہانی نے خود یہ سوال اٹھایا ہے کہ ابن تیمیہ وغیرہ کا علم و فضل اُن کے مخالفین کے نزدیک بھی مسلّم ہے، اگر ان کے نزدیک انبیاء و اولیاء کے مزارات کے لیے جمہور مسلمانوں کا سفر کرنا اور ان سے استعانت کا بطلان ثابت نہ ہوتا تو وہ انہیں مشرک قرار دینے

marfat.com

کی جسارت نہ کرتے۔

اس سوال کا جواب یہ دیا کہ آئمہ بدعت وہوا بھی بڑے بڑے علماء ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہی میں رہنے دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے کہ آپ کی امت میں دین کے معاملے میں اختلاف ہوگا اس لئے ہمیں حکم دیا کہ ہم سوادِ اعظم کا ساتھ دیں، سوادِ اعظم جمہور مسلمان ہیں یعنی مذاہب اربعہ (مذہب حنفیؒ، شافعیؒ، مالکیؒ اور حنبلیؒ) کے متبعین اور ہمارے مشائخ صوفیہ اور اکابر محدثینِ امت محمدیہ یہی ہیں اور یہ سب ابن تیمیہ کی بدعات کے مخالف ہیں اور ان میں ایسے ایسے حضرات ہیں جن کا علم اس سے زیادہ، سمجھ زیادہ دقیق، ذوق زیادہ سلیم اور معرفت بہت ہی وسیع ہے، اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے اسوقت تک لاکھوں ایسے حضرات ہوئے ہیں جو علم وفضل میں ہر اعتبار سے ابنِ تیمیہ سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں، کیا وہ تمام بزرگ اور ساری امتِ مسلمہ سفرِ زیارت اور استعانت کے سبب گمراہ ہوگی، ابن تیمیہ اور گروہ وہابیہ حق وہدایت پر ہوگا؟ یہ ایسی بات ہے جسے کوئی نرا جاہل بے عقل اور اور ذوق سلیم سے عاری ہی قبول کرے گا خصوصاً اُن بدعات میں سے اسکی شدید اور فاش غلطی ظاہر ہے اور از قبیل خیالات واوہام ہے، ائمہ اسلام کی آراء میں سے نہیں ہے۔"[۷]

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے بارے میں فرماتے ہیں:

وہ ابن تیمیہ سے پانچ سو سال بعد آیا اور اسکی بدعت کو زندہ کرکے ایسے فتنے اٹھائے کہ ان کے سبب شر اور بلا عام ہوگئی، خون کے سمندر بہا دیئے گئے اور اتنے مسلمانوں کی جانیں تلف کی گئیں کہ ان کو تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔[۸]

علامہ نبہانی اپنا ایک عجیب خواب بیان کرتے ہیں:

میں نے ۲ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ پیر کی شب خواب میں دیکھا کہ میں قرآن پاک آیات مبارکہ بکثرت تلاوت کر رہا ہوں، گویا کوئی لکھوانے والا مجھے لکھوا رہا ہے، مجھے اس وقت خاص طور پر وہ آیات یاد نہیں البتہ اتنا یاد ہے کہ ان میں بعض انبیاء کرام کے اوصاف، دشمنوں

marfat.com

کے خلاف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی امداد اور انہیں صبر کا حکم تھا. خصوصاً سیدنا محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا ذکر تھا بہت دیر تک میں اُن آیات کو پڑھتا رہا اور اسی حالت میں بیدار ہوگیا، میں نے اس خواب کی یہ تعبیر نکالی کہ یہاں مبتدعین محمد عبدہٗ مصری کی جماعت کی طرف اشارہ ہے، میں نے پانچ سو پچاس اشعار پر مشتمل القصیدۃ الرائیۃ الصغریٰ میں ان کی، ان کے شیخ مذکور (محمد عبدہٗ) اس کے شیخ جمال الدین افغانی اور محمد عبدہٗ کے شاگرد، جریدہ المنار کے ایڈیٹر اور ان سب سے زیادہ شریر رشید رضا کی مذمت کی.

میں نے خواب میں اشارہ ان اشرار کی طرف اس لیے سمجھا کہ اس خواب سے تین دن پہلے ان میں ایک شخص میرے گھر آیا اور از راہ ہمدردی مجھے کہنے لگا کہ میں محمد عبدہٗ اور جمال الدین افغانی سے تعرض نہ کروں کیونکہ ان کی جماعت میرے قصیدہ کے سبب ناراض ہے اور مجھے اذیت دینا چاہتی ہے۔[۹]

ان اقتباسات کے پیش کرنے سے مقصد یہ دکھانا ہے کہ علامہ نبہانی کس قدر راسخ العقیدہ تھے اور حق کی حمایت کرنے میں کسی بڑی سے بڑی شخصیت کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

عرب ممالک میں علامہ نبہانی اور ہندوستان میں امام احمد رضا بریلوی نہ صرف یہ کہ ہمعصر تھے بلکہ افکار و نظریات میں ایک دوسرے سے ہم آہنگی رکھتے تھے۔ علامہ نے امام احمد رضا کی تصنیف لطیف "الدولۃ المکیہ" پر زوردار تقریظ لکھی ہے اور فرماتے ہیں:

سید عبدالباری سلمہٗ (ابن سید امین رضوان مدنی) نے یہ کتاب الدولۃ المکیہ میرے پاس بھیجی، میں نے اول سے آخر تک اس کا مطالعہ کیا اور اسے تمام دینی کتابوں میں بہت ہی نفع بخش اور مفید پایا۔ اس کے دلائل بہت قوی ہیں جو بڑے امام اور علامہ اجل سے ہی ظاہر ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے راضی رہے اور اپنی نوازشات سے انہیں راضی رکھے اور ان کی پاکیزہ امیدوں کو بھلائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے بارگاہ الٰہی میں دعا ہے کہ وہ

marfat.com

اس کتاب کے مصنف لیے افراد زیادہ سے زیادہ پیدا فرمائے، جو ائمہ اعلام ہوں، اسلام کے حامی ہوں اور کفار اور اہل بدعت کے رد میں مشغول رہیں، لیے علماء عظیم مجاہد اور دین کی حدود کے محافظ ہیں۔ [1]

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی قدس سرہٗ کا وصال بیروت میں ۱۳۵۰ھ/ ۱۹۳۲ء ماہِ رمضان المبارک کی ابتداء میں ہوا، آپ کا آخر تک یہ معمول رہا کہ باقاعدگی سے فرض ادا کرنے سے علاوہ کثرت سے نوافل ادا کرتے اور بارگاہِ رسالت میں ہدیۂ درود و سلام پیش کرتے، عبادت اور اتباع سنت کا نور آپ کے چہرہ پر جگمگاتا رہتا تھا۔ [2]

نقوش رسول نمبر، لاہور

جلد اول، ۶۹۱ تا ۶۹۷

marfat.com

اقوالِ ضیاؔ

ضیائے ملت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی قدس سرہٗ العزیز

- جو شریعت کا پابند نہیں وہ طریقت کے لائق نہیں۔
- اللہ تعالیٰ کا بہترین عطیہ ماں ہے اس کی دل سے قدر کرو۔
- میں نے سب سے پہلے ماں کی آنکھوں میں محبت کا رنگ دیکھا۔
- میں نے زندگی میں ثابت قدمی کا درس اپنی ماں سے سیکھا۔
- ایک عورت کی تعلیم کنبے کی تعلیم ہے اور مرد کی تعلیم صرف اس کی تعلیم ہے۔
- خواہش پرستی مہلک رفیق ہے اور بُری عادت زبردست دشمنی ہے۔
- جو شخص اپنے کام کو پسند کرتا ہے اس کی عقل میں فتور آجاتا ہے۔
- دولت کی مستی سے خُدا کی پناہ مانگو اس سے بہت دیر میں ہوش آتا ہے۔
- دنیا بہت بُری چیز ہے جو اس میں پھنسا وہ پھنستا ہی چلا جاتا ہے۔ اور جو اس سے دُور بھاگتا ہے اس کے قدموں میں ہوتی ہے۔
- کسی نیک عمل کی توفیق ہونا ہی قبولیت کی نشانی ہے۔
- نجد کی مٹی میں خیر نہیں ہے۔
- مدینہ منورہ میں اگر کسی کا خط پڑھا جاتا ہے یا اُس کا ذکر کیا جاتا ہے یا اُس کا نام لیا جاتا ہے تو یہ اُس کی خوش نصیبی ہے۔

marfat.com

خُلفاءؔ

حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد قادری مدنی قدس سرہٗ نے جن خوش بخت علماء ومشائخ کو خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا، ان کے نام درج ذیل ہیں۔

سعودی عرب

۱۔ فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ مفتی فضل الرحمٰن قادری مدظلہ العالیٰ مدینہ منورہ
(خلف الرشید حضرت قطب مدینہ قدس سرہٗ)

۲۔ حضرت علامہ مفتی شیخ محمد بن علوی بن عباس المالکی الحسنی استاذ مسجد الحرام، مکۃ مکرمہ

۳۔ شیخ العلماء حضرت علامہ مفتی سید محمد علی مراد حنفی مفتی اعظم شام (نزیل مدینہ منورہ)

جنوبی افریقہ

۴۔ پیر طریقت حضرت مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی رضوی، ڈربن (نزیل ماریشس۔ افریقہ)

بھارت

۵۔ ابوالمساکین حضرت مولانا مفتی محمد ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۷ھ) پیلی بھیت

۶۔ شیر بیشۂ اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی خاں لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۰ھ) "

۷۔ عاشق رسول حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عباسی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۱ء) وھام نگر۔ اڑیسہ

۸۔ غازی ملت حضرت مولانا محبوب علی رضوی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۵ھ) بمبئی

marfat.com

۹ پیرِ طریقت حضرت مولانا مفتی رفاقت حسین کانپوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۰۰ھ) کانپور

۱۰ حضرت حافظ شجاع الدین قادری ضیائی (مودہا۔ ضلع ہمیر پور۔ یو۔ پی)

۱۱ حضرت شیخ الطریقت علامہ مظفر احمد بدایونی (داتا گنج۔ بدایوں)

۱۲ حضرت مولانا مفتی محمد وجیہ الدین غازی پوری (پیلی بھیت) م ۱۴۰۲ھ غازی پور

۱۳ حضرت مولانا مفتی محمد طیب رضوی بمبئی

۱۴ حضرت مولانا مفتی محمد مشاہد رضا خاں پیلی بھیت

۱۵ حضرت مولانا حافظ قاری محمد احمد جہانگیر اعظمی اعظم گڑھ

۱۶ حضرت مولانا سید محمد عبدالحق اعظمی "

۱۷ حضرت مولانا محمد احمد کانپوری کان پور

۱۸ شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی کچھوچھہ شریف

۱۹ حضرت مولانا قاری محمد امانت رسول رضوی پیلی بھیت

۲۰ حضرت مولانا سید محمد ہاشمی میاں اشرفی کچھوچھہ شریف

۲۱ حضرت مولانا محمود احمد قادری کانپور

۲۲ حضرت فیض العارفین غلام آسی پیا حسنی جہانگیری ابوالعلائی قادری ضیائی
(برادرِ اکبر علامہ ارشد القادری) پٹ ملک ضلع رامپور

۲۳ حضرت علامہ ارشد القادری (مصنف زلزلہ) جمشید پور۔ بہار

پاکستان

۲۴ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری (ممبر پاکستان قومی اسمبلی) کراچی

۲۵ حضرت شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی اوکاڑہ

۲۶ خطیب اہل سنت حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۴ء) کراچی

۲۷ پیر طریقت حضرت ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی مجددی قادری پشاور

marfat.com

۲۸ شیخ الطریقت حضرت قاری محمد مصلح الدین صدیقی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۹۸۳ء) کراچی

۲۹ حضرت مولانا غلام رضا ملوی راولپنڈی

۳۰ حضرت مولانا شاہ تراب الحق قادری (ممبر پاکستان ممبر قومی اسمبلی) کراچی

۳۱ شیخ طریقت حضرت مولانا غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۹ء) لالہ موسیٰ

۳۲ استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی تقدس علی خاں رضوی بریلوی پیر جو گوٹھ سندھ

۳۳ حکیم اہل سنت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری چشتی نظامی قادری لاہور

۳۴ شیخ طریقت حضرت صوفی شاہ محمد فاروق رحمانی قدوسی قادری چشتی (م ۱۹۸۳ء) کراچی

۳۵ خطیب پاکستان حضرت مولانا الٰہی بخش قادری صیانی لاہور

۳۶ عمدۃ المقررین حضرت مولانا محمد محفوظ الحق شاہ بورے والہ

۳۷ حضرت مولانا محمد عبد الخالق شاہ " "

۳۸ فاتح عیسائیت حضرت مولانا ابو النصر محمد منظور احمد شاہ ساہیوال

۳۹ مجاہد ملت حضرت مولانا عبد الستار خاں نیازی لاہور

۴۰ حضرت مولانا محمد سعید شبلی قادری حامدی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۲ء) ساہیوال

۴۱ فاضل شہیر علامہ سید حسین الدین شاہ راولپنڈی

۴۲ حضرت شیخ الحدیث حافظ محمد احسان الحق فیصل آباد

۴۳ فاضل جلیل حضرت مولانا محمد منظور احمد فیضی اوچی. احمد پور شرقیہ

۴۴ حضرت مولانا مفتی سید زاہد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۸ء) فیصل آباد

۴۵ حضرت مولانا الحاج لطیف احمد چشتی کامونکی (گوجرانوالہ)

۴۶ حضرت مولانا محمد علی شیخ الحدیث جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور

۴۷ حضرت مفتی غلام سرور قادری رضوی لاہور

marfat.com

سفرِ آخرت

حضرت سیدنی مدنی رحمۃ اللہ علیہ پر وصال سے دو ماہ قبل کچھ عجیب کیفیت طاری تھی، کچھ ارشاد فرماتے تو کسی کی سمجھ میں نہ آتا۔ بعض اوقات آپ بار بار اشارہ فرماتے کہ آیئے قبلہ میں تشریف لائیے اور کبھی فرماتے میرے پاس مشائخ تشریف لائے ہوئے ہیں، ان کے لئے جگہ چھوڑ دو، ان کے لئے جگہ خالی کرو، ان کو بٹھاؤ مجھ سے بے ادبی ہو رہی ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ ہیں اور جملہ مشائخ ہیں، حضرت خضر علیہ السلام ہیں ان کے لیے جگہ خالی کر دو، پھر فرمائے حضرت مجھے معذور سمجھیں میں آپ حضرات کے لئے نقاہت کے باعث کھڑا نہیں ہو سکتا۔

آخری ایام میں آپ کو مدینہ منورہ کے ہسپتال میں لے جایا گیا۔ یہاں بھی آپ اپنے معمول کے مطابق میلاد شریف کا اہتمام کرتے رہے۔ ہسپتال کا عملہ اس بات کا گواہ ہے کہ آپ جتنے دن ہسپتال میں رہے، الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی صدائیں بلند ہوتی رہیں۔

وصال سے دو دن پہلے سخت بیمار ہوئے، کھانا اور باتیں کرنا چھوڑ دیں تھیں، ۳ ذوالحجہ رات کو طبیعت کچھ بحال ہوئی اور کچھ گفتگو فرمائی۔ رات آرام سے گزری ۴ ذوالحجہ ۱۴۰۱ھ بمطابق ۲ اکتوبر ۱۹۸۱ء صبح کو طبیعت کچھ بحال ہوئی تو دودھ پینے کے لیے کہا گیا، حضرت نے پہلے انکار فرمایا لیکن جب احباب نے اس میں شہد ملایا اور کہا "صلوا علی الحبیب واشربوا الحلیب" یہ سن کر حضرت کچھ دیر ہونٹ ہلاتے رہے پھر ایک گلاس دودھ نوش فرمایا۔ تقریباً بارہ بجے دن حضرت خوث الثقلین میراں محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ جیلانیہ کے خطیب شیخ صبیح دامت برکاتہم العالیہ تشریف لائے، حضرت سے

marfat.com

ملاقات کرنے والے یہ آخری شخص ہیں، چند لمحے بعد جمعہ کی اذان کے لیے مؤذن نے اللہ اکبر کہا اور حضرت مدنی قدس سرہٗ نے کلمہ شریف پڑھ کر جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

آپ کے وصال کی خبر مدینہ منورہ، پاک و ہند اور دوسرے ممالک کے مسلمانوں میں تیزی سے پھیل گئی، جو کہ حج کے بعد مدینہ منورہ آئے ہوئے تھے۔ بعد نماز جمعہ بوقت اذانِ عصر آپ کو غسل دیا گیا۔ غسل میں حضرت مدنی کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن مدنی مدظلہ، حضرت کے خادم ابوالقاسم سمین مہاجر مدنی رح، قاری مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمۃ (کراچی) مولانا ریحان رضا بریلوی، مفتی محمد نور اللہ بصیر پوری علیہ الرحمۃ، علامہ اشرف القادری (یونان)، جناب حنیف بھائی، عبدالقیوم، اقبال سلیمان، اقبال صوفی، ڈاکٹر محمد عاشق فیضوی، سید کاظم اور دیگر حضرات نے شرکت کی۔

بعد ازاں حلقہ قادریہ مدینہ منورہ کے احباب وغیرہم نے کفن پہنایا، سر کے نیچے خاکِ حجرہ شریف، غلافِ روضۂ مطہرہ، غسالہ قبر اطہر، حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ کی تربت مبارک کے غلاف کا ٹکڑا، اور مختلف عطر اور پھول ڈالے گئے۔ پھر کفن شریف باندھا گیا، بعد نماز عصر درود و سلام اور قصیدہ بردہ شریف کی گونج میں جنازہ اٹھایا گیا، مسجد نبوی شریف میں باب رحمت سے داخلہ ہوا، محرابِ نبوی میں منبر شریف کے قریب جنازہ رکھا گیا، فضیلۃ الشیخ علامہ مفتی محمد علی مرادشاہی دامت برکاتہم العالیہ خلیفہ مجاز حضرت مدنی قدس سرہٗ نے نماز جنازہ پڑھائی پھر دعا ہوئی، اس کے بعد تین منٹ تک آپکا جنازہ مواجہہ شریف میں رکھا گیا۔ آپ کی میت و چارپائی پر اس وقت وجدانی حرکت و کیفیت کا مشاہدہ کیا گیا، اتنی ہی دیر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پائنتی جنازہ رکھا گیا۔ سوگواروں کے عظیم ہجوم کے ساتھ جنازہ بابِ جبریل سے باہر لایا گیا، ازدحام کی یہ کیفیت تھی کہ باب عمر سے گزرتے ہوئے بیسیوں آدمی زخمی ہو کر گرے ہے

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

marfat.com

بلند آواز سے کلیسہ کا ذکر ہو رہا تھا، کچھ لوگ امام بوصیری کا قصیدہ بُردہ شریف پڑھ رہے تھے، کچھ اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی کا مشہور نذرانہ عقیدت مصطفےٰ جانِ رحمت پر لاکھوں سلام" پڑھ رہے تھے اور کچھ لوگوں کی زبان پر اعلیٰ حضرت کی مشہور نعت تھی، "کعبے کے بدرالدجیٰ تم پہ کروڑوں دُرود"

جنت البقیع میں اندر جانے کی اجازت نہیں، حکومت کے مقرر کردہ آدمی ہی دفن کرتے ہیں۔ لیکن مولانا فضل الرحمٰن مدنی مدظلہ کے کہنے پر وہاں کی انتظامیہ نے دروازہ کھول دیا اور کسی کو نہ روکا، اس طرح تمام احباب جنازہ کے ساتھ جنت البقیع میں داخل ہو گئے، مولانا فضل الرحمٰن نے خود قبر میں کھڑے ہو کر حضرت مدنی قدس سرہٗ کو لحد میں اُتارا، سبھی احباب نے آپکی مدد کی، تمام اینٹیں دُرود شریف پڑھتے ہوئے لگائی گئیں۔ تدفین کے بعد مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ العالی نے قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر اذان کہی، نماز جنازہ میں انڈونیشیا، الجزائر، ترکی مصر، شام، مدینہ منورہ، پاکستان، بھارت و جزائر عرب و امصار عجم کے علماء و افاضل و عامۃ الناس شریک ہوئے۔

تدفین کے دوسرے دن حضرت مدنی قدس سرہٗ کی قیام گاہ پر محفل میلاد کے بعد صاحبزادہ مولانا فضل الرحمٰن القادری مدنی مدظلہٗ کی دستار بندی ہوئی۔ دستار بندی تمام علماء و مشائخ کی موجودگی میں حضرت علامہ شیخ محمد علی مرزا حنفی شافعی مدظلہٗ اور مولانا ریحان رضا خاں (بریلی شریف) نے کرائی۔ تیسرے دن ختم قُل شریف ہوا، جس میں مدینہ طیبہ کے تمام اہل سنت حضرات نے شرکت کی، بعد میں کئی دن تک سعودی عرب اور مدینہ منورہ کے سرکاری حکام تعزیت کے لیے آتے رہے۔ حضرت کی آخری آرام گاہ ان کے حسبِ منشا جنت البقیع میں قبہ اہلِ بیت میں جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مزار اقدس سے صرف دو گز کے فاصلہ پر ایک اونچی جگہ پر جہاں سے گنبد خضرا شریف کے درمیان کوئی آڑ نہیں بنی ہے۔

قطبِ مدینہ حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد مہاجر مدنی قدس سرہٗ پون صدی

marfat.com

تک مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے اور حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کے قدم بقدم اس آرزو میں زندگی بسر کردی کہ مدینہ طیبہ میں جنت البقیع کی خاک پاک نصیب ہو جائے اور بالآخر انہوں نے یہ مقدس آرزو پالی۔ ؎

خاک طیبہ کی طلب میں خاک ہو یہ زندگی
خاک طیبہ اچھی، اپنی زندگی اچھی نہیں

حضرت فرمایا کرتے تھے میں وقار کے ساتھ رہا ہوں اور وقار کے ساتھ جاؤں گا، ہر روز عشاء کی نماز کے بعد آپ کے ہاں محفلِ میلاد منعقد ہوتی تھی، جس میں خصوصی طور پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی کا کلام پڑھا جاتا تھا اور جب نعت خوان اشارۃً قریب سے "ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں" پڑھتے تو کیف و سرور کا عجیب عالم ہوتا۔

الحمد للہ! گنبد خضراء کے سایہ میں باب مجیدی کے پاس اب بھی وہ مقدس محفل جمتی ہے، جس کی سرپرستی حضرتِ فرزند ارجمند مولانا فضل الرحمٰن مدنی مدظلہ العالی فرماتے ہیں، اور حسب سابق آخر میں دعا کے بعد تمام حاضرین میں لنگر تقسیم کیا جاتا ہے، وہاں صلوٰۃ و سلام بیٹھ کر پڑھا جاتا ہے، آخری شعر یہ ہوتا ہے ؎

یعنی وہ اعلیٰ حضرت بریلی کے شاہ
جن کی بابِ مجیدی میں چمکی ضیاء
ایسے پیرِ طریقت پہ لاکھوں سلام

حضرت شیخ علامہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا عرس ۲۲ ستمبر ۱۹۸۲ء کو جبلِ اُحد کے متصل حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے دامن میں دانیا حال میں منعقد ہوا۔ [1]

---

[1] مکتوب مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری (لاہور) بنام راقم (خلیل احمد) محررہ ۲۸ دسمبر ۱۹۸۱ء
" ماہنامہ اعلیٰ حضرت (بریلی)، ش جنوری ۱۹۸۲ء

marfat.com

(بقیہ حاشیہ ص)

ہفت روزہ الہام (بہاول پور) ش ۱۴ ستمبر ۱۹۸۲ء

مکتوب صلاح الدین قاضی (مقیم سعودی عرب) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری (ہالجو)
محررہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۱ء

مکتوب محمد عاشق الفیضوی القادری (سعودی عرب) بنام ماسٹر فیاض احمد (خانپال)

مکتوب بدرالدین احمد (سعودی عرب) بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور محررہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۱ء

مکتوب القاسم قادری (سعودی عرب) . . . . . ۴ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی، شش فروری ۱۹۸۳ء

marfat.com

یا اللہ عزوجل — ۱۴۱۲ھ — یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت شیخ العرب والعجم عاشق رسول اکرم

الحاج مولانا ضیاء الدین احمد قادری

خلیفہ ارشد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ

بتاریخ ۲۹ اکتوبر سنہ ۱۹۸۱ء

جمعرات بعد نماز عشاء

بڑی کانفرنس

بمقام: جامع مسجد ظفریہ (جی۔ٹی روڈ) مریدکے

صدارت:

پیر طریقت حضرت علامہ الحاج پیر حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ

نبیرۂ امیر ملت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری

خطاب:

قائد اہل سنت الحاج الحافظ حضرت مولانا

شاہ احمد نورانی

دامت برکاتہم

صدر آل ورلڈ اسلامک مشن

مہمانان خصوصی

فاضل جلیل حضرت علامہ مفتی مختار احمد صاحب نعیمی مدظلہ

مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری

تلاوت قرآن حکیم:

جناب مولانا قاری محمد بخش صاحب

امام و خطیب مسجد ظفریہ مریدکے

اسٹیج سیکرٹری:

حضرت مولانا الحاج محمد منشاء تابش قصوری

خطیب جامع مسجد ظفریہ مریدکے

نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

شبیر احمد گوندل شرقپوری صاحب قوالان پارٹی

لیاقت علی بابر اور ساتھی نعت خوان

شرکت فرمائیں گے۔

اکابر اہلسنت:

• مبلغ اسلام حضرت علامہ عبدالستار خان صاحب نیازی

جنرل سیکرٹری صوبہ سرحد پاکستان

• خطیب ملت حضرت مولانا الحاج مفتی خلیل احمد صاحب قادری خطیب اعظم جامع مسجد رضویہ فیصل آباد

• حضرت مولانا علامہ ملک محمد اکبر خان صاحب ساقی

• حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم صاحب ہزاروی ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

• حضرت مولانا الحاج محمد لطیف صاحب چشتی بہوڑکی

مقامی مذہبی تنظیمیں

اہلسنت

انجمن خدام الصوفیہ

انجمن غلامان مصطفیٰ

بزم اویسیہ مریدکے

انجمن صدیقیہ حنفیہ

انجمن نوریہ رضویہ

انجمن فاروقیہ

بزم حنفیہ مصطفائیہ

اور محمد مصطفیٰ صلعم کی

تمام تحریکیں شرکت

فرما رہی ہیں

مقامی علماء کرام:

○ حضرت مولانا سید ملک حسین شاہ صاحب بخاری

○ حضرت مولانا الحاج سید منیر حسین شاہ صاحب شیرازی

○ حضرت مولانا سید ولایت حسین شاہ صاحب

○ حضرت مولانا سید امیر شاہ صاحب نقوی

○ حضرت مولانا محمد عارف صاحب نوری

○ حضرت مولانا الحاج محمد یوسف صاحب

○ مولانا الحاج قاری غلام عباس صاحب نقشبندی

○ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم صاحب قادری رضوی

○ مولانا الحاج منور الحسن صاحب مولانا زید الحسن صاحب نوری

○ مولانا محمد ظفر صاحب نوری ○ مولانا عطاء نوری صاحب

○ مولانا عطاء محمد صاحب چشتی گولڑوی

○ مولانا غلام مصطفیٰ قادری ○ مولانا محمد علی صاحب نوری

الداعی الی الخیر: پیر بہاؤالدین سہروردی بانی جامعہ ظفریہ، جی۔ٹی روڈ مریدکے ضلع شیخوپورہ

(ناشر: ضیاء لاہور) (مطبوعہ: ماہنامہ ضیاء لاہور)

marfat.com

قطعات تاریخ وصال

بسم اللہ الغنی الکافی

۱۴۰۱ھ

تاریخ وصال حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ

مترجمہ: الحاج مولانا قاری محمد امانت رسول رضوی پیلی بھیتی (انڈیا)

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما۔

۱۴۰۱ھ

آہ غروب مہ علماء	زبدۂ عالم فاضل اوحد عالم نبیل وجلیل	شمس رضا
۱۴۰۱ھ	۱۴۰۱ھ	۱۴۰۱ھ
نائب الشاہ رضا	سلطان مناظرین	ضیاء الدین احمد القادری المدنی
۱۴۰۱ھ	۱۴۰۱ھ	۱۴۰۱ھ
شاہ ضیاء الدین احمد المدنی	فاضل اکمل اوحد ضیاء الدین احمد	
۱۴۰۱ھ	۱۹۸۱ء	
الشاہ ضیاء الدین احمد مدنی	الحاج شاہ ضیاء الحق والدین	
۱۴۰۱ھ	۱۴۰۱ھ	

علیہ رضوان احکم الحاکمین

۱۴۰۱ھ

{ماہنامہ المیزان بمبئی
اپریل ۱۹۸۲ء}

marfat.com

حضرت شیخ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر

مولانا فضل الرحمٰن قادری کے نام

ایک تاریخی تعزیت نامہ

تواریخ وصال ہادیٔ بلاد — ملال افزا تاریخ — بنگاہ سیدی فضل الرحمٰن — ادب آگاہ مولانا فضل الرحمٰن

۱۴۰۱ — ۱۴۰۱ — ۱۴۰۱ — ۱۴۰۱

سیدی سندھی حضرت مدنی سلام علیک — جانشین وحید ضیاء الدین احمد

۱۴۰۱ — ۱۴۰۱

باب صفا جانشین ضیاء — السلام علیکم ورحمۃ اللہ زندہ باشی — آہ۔ سیدی

۱۴۰۱ — ۱۴۰۱ — ۱۴۰۱

یہ تاریخی نامہ — وصال کعبۂ من مولانا ضیاء الدین احمد — وصال ضیاء الدین احمد قادری

۱۴۰۱ — ۱۴۰۱ — ۱۴۰۱

وصل سیدی مولانا ضیاء الدین احمد مدنی — وصال ولی عالم مولانا ضیاء الدین احمد

۱۴۰۱ — ۱۴۰۱

پرشتل۔ ان کا ابراہیم غلام۔ پیش کر رہا ہے اور۔ تعزیت سرور اولیاء۔ کر رہا ہے۔

۱۴۰۱ — ۱۴۰۱

درگاہ سیدی مولانا ضیاء الدین احمد۔ میں میرا سلام اور نذرانۂ ثواب پیش کر دیں۔

۱۴۰۱

آہ محفل سلوک اُجڑ گئی۔ خاتم محفل سالک کامل نہ رہا۔ عالم زہد و تقوےٰ ویران

۱۴۰۱

ہوگیا۔ زاہد عالم خاتم جام محفل۔ روپوش ہوگیا۔ زمانہ مرثیہ خواں ہے۔

۱۴۰۱

marfat.com

غدلئے ملی جہاں مولانا ضیاء الدین احمد مدنی ۔ پاک نگاہ رخصت ہوا ۔

۱۴۰۱

قادری رضوی جلوہ گاہ ۔ سونا ہے ۔ بدر فلک بزم رضوی ۔ چھپ گیا ۔ خاتم مجلس اصحاب فہم

۱۴۰۱ ۱۴۰۱ ۱۴۰۱

خموش ہوگیا ۔ داناؤں کی مجلس ویران ہوگئی ۔ ہادی محفل خاتم اصفیاء ۔

۱۴۰۱

محب مولیٰ حضور جاں اصفیاء ہے ۔ اسلاف تو عالم فانی چھوڑ ہی چکے تھے ۔ آہ صد آہ

۱۴۰۱

خاتم اسلاف چودھویں صدی ۔ بھی عازم خلد بریں ہوا ۔ اور نائب ختم الرسل باادب

۱۴۰۱

حاضر دامانِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوگیا ۔

۱۴۰۱

وقالت الملئکۃ یا عبد اللہ المحصی ۔ مرحبا حبیبی ستیدی مولانا ضیاء الدین ۔

۱۴۰۱ ۱۴۰۱

احمد واد خلوہا خالدین ۔

چو خبر آمد کہ دل رنجوری آید بہ بین
نالہ کردہ ہر نفس ہجوری آید بہ بین

بشنید چو مژدہ ملائک دادہ اند
شیخ ما حضرت ضیا مغفوری آید بہ بین

۱۴۰۱

از حرم تا ساحل ہے کیسا شور و غل
رحلتِ شیخِ طریقت واقف مولائے کل

مژدۂ سال ولادت تھا ضیاء کا یا غفور
وصل کی تاریخ کیا جو نائب ختم رسل

۱۴۰۱

واقف سیدی خوشتر صدیقی

۱۹۸۱ء

marfat.com

مولانا فضل الرحمٰن خلف الرشید مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ کے نام

تاریخی مکتوب

از مبلغ اسلام مولانا محمد ابراہیم صاحب خوشتر، مانچسٹر، انگلینڈ

بنگاہ سیدی فضل الرحمٰن ۔ ادب آگاہ مولانا فضل الرحمٰن ۔ سیدی سندی حضرت مدنی سلام علیک

۱۴۰۱ ۱۴۰۱ ۱۴۰۱

جانشین وحید ضیاء الدین احمد ۔ باب صفا جانشین ضیا ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ ، زندہ باشی

۱۴۰۱ ۱۴۰۱ ۱۴۰۱

آہ سیدی ۔ یہ تاریخی نامہ ۔ وصال کعبۂ من مولانا ضیاء الدین احمد ۔ وصال ضیاء الدین احمد قادری

۱۴۰۱ ۱۴۰۱ ۱۴۰۱

وصالِ سیدی مولانا ضیاء الدین احمد مدنی ۔ وصال ولی عالم مولانا ضیاء الدین احمد ۔ پرمشتمل ۔ انکا ابراہیم غلام

۱۴۰۱ ۱۴۰۱ ۱۴۰۱

حاضر کر رہا ہے ۔ اور ۔ تعزیت سرور اولیاء ۔ کر رہا ہے درگاہ سیدی مولانا ضیاء الدین احمد

۱۴۰۱ ۱۴۰۱

میں راقم الحروف کا سلام اور نذرانۂ ثواب پیش کر دیجئے ۔ آہ محفل سلوک اجڑ گئی ۔ خاتمِ محفل سالکِ کامل ۔ نہ رہا ۔ عالم زہد و تقوے ویران ہوگیا ۔ زاہد عالم خاتم جام محفل

۱۴۰۱ ۱۴۰۱

روپوش ہوگیا ۔ زمانہ مرثیہ خواں ہے ۔ فدائے ولی جہان مولانا ضیاء الدین احمد مدنی ۔

۱۴۰۱

پاک نگاہ رخصت ہوا ۔ قادری رضوی جلوہ گاہ ۔ سونی ہے ۔ بدر فلک بزم رضوی ۔ چھپ گیا ۔

۱۴۰۱ ۱۴۰۱ ۱۴۰۱

marfat.com

ہادیٔ محفل خاتمِ اصفیا - محبِ مولیٰ حضورِ جانِ اصفیا ہے - خاتم مجلس اصحاب فہم

۱۴۰۱ ۱۴۰۱ ۱۴۰۱

خموش ہوگیا۔ داناؤں کی مجلس ویران ہوگئی - اسلاف تو عالم فانی چھوڑ ہی چکے تھے - آہ

خاتم اسلاف چودھویں صدی - بھی عازمِ خلد بریں ہوا - اور نائب ختم رسل بادب -

۱۴۰۱ ۱۴۰۱

حاضر دامانِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوگیا - وقالت الملئکۃ طب یا عبداللہ الحی -

۱۴۰۱ ۱۴۰۱

مرحبا حبیبی سیدی مولانا ضیاء الدین - احمد وادخلوہا خالدین -

۱۴۰۱ ۱۴۰۱

ے چہ خبر آمد کہ دل رنجوری آید بہ بین
ناکہ کردہ ہر نفس مہجوری آید بہ بین
بشنو چہ مژدہ ملائک دادہ اند
شیخ ما حضرت ضیا مغفور آید بہ بین

۱۴۰۱

ے جلوہ گاہ قادری رضوی نہ پوچھ
جس کے غم میں رو رہے ہیں انس و جن
ہے ملال افزا۔ بڑی - تاریخ - آہ

۱۴۰۱

چار تھی ذوالحج کی اور جمعہ کا دن

واصفِ سیدی خوشتر صدیقی

۱۹۸۱ء

marfat.com

منقبت

عشق کا پیکر شرع کا پاسباں جاتا رہا
منزلِ مقصود کا روشن نشاں جاتا رہا

روتے ہیں چھوٹے بڑے اُن کا دُعا گو چل بسا
اہلِ سُنّت کا کفیل اور پاسباں جاتا رہا

وہ رہا تو برکتیں ہی برکتیں تھیں بزم میں
وہ گیا تو برکتوں کا اِک جہاں جاتا رہا

گھُس نہ آئے کارواں میں اختلاف و انتشار
ہو الٰہی خیر، میرِ کارواں جاتا رہا

وہ کہ جو اوروں کے غم میں دِل سے ہوتا تھا شریک
وہ کہ جس کی تھی بہت میٹھی زباں جاتا رہا

وہ نبی کا تھا چہیتا، غوث کا تھا لاڈلا!
اپنے مُرشد کا دُلارا، مدح خواں جاتا رہا

ہائے وہ کیسا ہمارے سر سے سایہ اُٹھ گیا
جس کے اُٹھ جانے سے سب آرام جاں جاتا رہا

فضل ہے رحمٰن کا، محفل بھی، لنگر بھی ہے
پھر بھی یوں لگتا ہے جیسے وہ سماں جاتا رہا

چیر کر سینہ کوئی مرزاؔ کے غم کو دیکھ لے
چین اور آرام جو کچھ تھا یہاں جاتا رہا

مرزا شکور بیگ حیدرآبادی

marfat.com

منقبت

سینے سے اپنے مجھ کو لگا کر چلے گئے
اِک بے ہُنر کو اپنا بنا کر چلے گئے

یادِ خُدا و یادِ نبی اور یادِ غوث
یادوں سے اپنے گھر کو بسا کر چلے گئے

تعظیم سے ہمیشہ لیا نام پیر کا
مُرشد کا احترام سکھا کر چلے گئے

تازہ رکھیں گے یاد کو حضرت کی عمر بھر
ایسے کرم کے پھول لٹا کر چلے گئے

ہر جان سوگوار سا، ہر آنکھ اشک بار
ہر دِل کو بے قرار بنا کر چلے گئے

غافل کے دِل پہ کھول دی عظمت رسُول کی
عشقِ نبی کے جام پلا کر چلے گئے

آنکھوں کو بند کر لیا، دیدار کے لیے
کیسی عجیب بات بتا کر چلے گئے

دِل نے کہا جنازے کی وہ دُھوم دیکھ کر
مقبولیت کی شان دکھا کر چلے گئے

لختِ جگر کی شکل میں جاری ہے اُنکا فیض
کیسے کوئی کہے کہ بھُلا کر چلے گئے

حضرت ضیاء کے اور بھی درجات ہوں بُلند
جو سنتوں کو اوج پر لا کر چلے گئے

مرزا ملے گی ویسی محبت کہاں مجھے
جس کی بہار مجھ کو دکھا کر چلے گئے

مرزا شکور بیگ حیدرآبادی

marfat.com

نذرانۂ عقیدت

پرتوِ مرتضیٰ ضیاء الدین
ظلِّ احمد رضا ضیاء الدین

سچے وارث علوم مولا کے
آپ ہیں باخدا ضیاء الدین

وہبی احمد وہ شہرۂ آفاق
تم ہو ان کی ضیا ضیاء الدین

کیا فضائل ہوں انکے مجھ سے بیاں!
جب ہوں واصفِ رضا ضیاء الدین

دینِ حق کے چراغ کو تم نے
خوب روشن کیا ضیاء الدین

اس سے روشن ہوئے ہزاروں چراغ
پُر ضیاء، پُر ضیاء ضیاء الدین

قطبِ بطحا کہا مشائخ نے!
مرحبا، مرحبا، ضیاء الدین

اعلیٰحضرت سے تم نے جو پایا!
کم کسی کو ملا ضیاء الدین

مرشدی مصطفیٰ سے پوچھے کوئی
آپ کا مرتبہ ضیاء الدین

اک نگاہِ کرم ہو مجھ پر بھی!
کنزِ لطف و عطا ضیاء الدین

فضل رحمٰن عالمِ ذی شان
ہیں تمہاری ضیا ضیاء الدین

ہے امانت رسول مصطفوی
تیرے در کا گدا ضیاء الدین

قاری امانت رسول پیلی بھیتی

marfat.com

منقبت

عارفِ حق رہبرِ دوراں ضیاء الدینؒ تھے
کشورِ عرفان کے سُلطاں ضیاء الدین تھے

کی ولیعت اعلیٰحضرتؒ نے خلافت آپ کو!
جانشینِ حضرتِ ذیشاں ضیاء الدین تھے

چار سو پھیلی ضیاء الدین احمد کی ضیا
معرفت کے اک مہ تاباں ضیاء الدین تھے

معتقد ہیں آپ کے اہلِ حرم اہلِ عجم
نازِ عربستان و پاکستاں ضیاء الدین تھے

گنبدِ خضرا کے سایہ میں ہوا جن کا قیام
سیّد الابرار کے مہماں ضیاء الدین تھے

آخری دم تک مدینہ کو نہ چھوڑا آپ نے
مصطفےٰ پہ جان سے قرباں ضیاء الدین تھے

پہلوئے اہلِ جناں میں مل گئی آرام گاہ!
بے بہا دُرِ شہ شاہاں ضیاء الدین تھے

مِل گیا انور انہیں قطبِ مدینہ کا خطاب
بے گماں شاہِ عرب کی شاں ضیاء الدین تھے

محمد انور بابر چشتی، لکی مروت (بنوں)

marfat.com

منقبت

پیرِ کامل اور پابندِ شریعت آپ تھے
فضلِ حق سے واقفِ رازِ حقیقت آپ تھے

حضرت والاضیاء الدین احمد قادری
اس شہر کی نعمتوں میں ایک نعمت آپ تھے

عمر تو تھی آپ کی نوّے سال سے زائد مگر
اس ضعیفی میں بھی کیا پابندِ سنّت آپ تھے

آپ پر تو اعلیٰحضرت کی شفقت خاص تھی
اور دل وجاں سے فدائے اعلیٰحضرت آپ تھے

غوث اعظم سے تو تھی ایسی محبت آپکو!
ہے بجا گر میں کہوں غرقِ محبت آپ تھے

سرورِ کونین سے جو والہانہ عشق تھا
اس کا صدقہ تھا مجسم خیر و برکت آپ تھے

ہر دُعا جو آپ فرماتے تھے ہوتی تھی قبول
کیونکہ مقبولِ حبیبِ ربّ العزت آپ تھے

اس لیے نازاں تھے سارے اہلسنت آپ پر
ان کے حق میں پیکرِ ہمّت و قوّت آپ تھے

marfat.com

آپ کے لختِ جگر اِک فضل ہے رحمٰن کا
قلب کی ٹھنڈک اور ان کا چین و راحت آپ تھے
رہتی دنیا تک رہے گا نام باقی آپ کا!
خوبصورت اِک گُلِ باغِ ولایت آپ تھے
وہ عقیدت مند مرزا کیوں نہ روئے زار زار
اسکی ساری زندگانی کی مسرت آپ تھے

مرزا شکور بیگ حیدرآباد دکن

marfat.com

منقبت

عبدیت کا رُخ دکھایا آپ نے
اور ولایت کو چھپایا آپ نے

خواب غفلت سے جگایا آپ نے
راستہ سیدھا دکھایا آپ نے

لے رہا اَب بھی دِل جس کے مزے
نغمہ کچھ ایسا سُنایا آپ نے

شکر ہے میخانۂ طیبہ کا جام
خُود پیا ہم کو پلایا آپ نے

سب پہ فرمائی شفقت آپ نے
سب کو گرویدہ بنایا آپ نے

کام وہ جو اور کے بَس کا نہ تھا
کام وہ بھی کر دکھایا آپ نے

کام یعنی اہل سنّت کا چراغ
بادِ صرصر میں جلایا آپ نے

شہر طیبہ نے بسایا آپ کو
دِل میں طیبہ کو بسایا آپ نے

منّہ لگانے کے بھی قابل نہ تھے!
ہم کو سینے سے لگایا آپ نے

چند قطرے بھی کرم کے تھے بہت
ہم پہ تو دریا بہایا آپ نے

سال کے بارہ مہینوں، سالہا
غوث کا لنگر چلایا آپ نے

فاطمہ زہرہؓ کے قدموں کے قریب
قبر کی منزل کو پایا آپ نے

ہے دُعا سب کی یہی، پھولے پھلے
وہ چمن جس کو لگایا آپ نے

معاف کیجئے ہے یہ مرزا کو گِلہ
پردہ فرما کر رُلایا آپ نے

مرزا شکور بیگ حیدرآبادی

marfat.com

منقبت

مقتدائے اہلسنت سیدی شاہِ ضیا
رہنمائے دین وملت سیدی شاہِ ضیا

شاہ محدث سورتی کے آپ تھے شاگردِ خاص
فیضیابِ اعلیٰحضرت سیدی شاہِ ضیا

دشمنوں میں رہ کے بھی ہر روز میلادِ نبیؐ
آپکی زندہ کرامت سیدی شاہِ ضیا

مصطفےٰ نے اپنے قدموں میں بلا کر دی جگہ
کون سمجھے تیری رفعت سیدی شاہِ ضیا

جسطرح سے آپ نے تبلیغِ حق کی ویسے ہی!
دیجئے ہم سب کو ہمت سیدی شاہِ ضیا

مُصطفےٰ اور غوث کے صدقے بٹتے ہیں یہاں
کیسی ہے بافیض نسبت سیدی شاہِ ضیا

شان سے آتے رہے اور شان ہی سے چلدیئے
مُصطفےٰ کے گھر سے جنت سیدی شاہِ ضیا

میں چلا تھا ہند سے دیدار کی حسرت لیے
آپ پہنچے خُلد حضرت سیدی شاہِ ضیا

آل و اصحابِ رسولِ پاک کے صدقے میں ہو
آپ پر ہر وقت رحمت سیدی شاہِ ضیا

چار ذی الحجہ جمعہ کے دن اذاں سُنتے ہوئے
ہو گئے دُنیا سے رُخصت سیدی شاہِ ضیا

آپکے شہزادے حضرت فضلِ رحماں قادری
یہ رہیں زندہ سلامت سیدی شاہِ ضیا

ہو غلاموں پر بقیع پاک سے نظرِ کرم
بڑھ رہا ہے دردِ فرقت سیدی شاہِ ضیا

میرے مُرشد مفتیِ اعظم کے صدقے میں مجھے
ہو عطا نورانی دولت سیدی شاہِ ضیا

خادمِ در آپ کا منصورؔ رضوی ہے شہا
کیجئے لُطف و عنایت سیدی شاہِ ضیا

مولانا منصور علی خاں رضوی

marfat.com

مسدّس

نہ یہ قصہ ہے کوئی اور نہ یہ کوئی کہانی ہے
نہ یہ زورِ قلم ہے اور نہ اس کی درفشانی ہے
حقیقت سے جو ہے بھرپور ایسی حق بیانی ہے
ضیاء الدین احمد کی دلوں پہ حکمرانی ہے

نہ رکنے پائے راہ شرعِ سنّت سے قدم انکے
جہاں کی رفعتیں ان کی نظر میں راہ کے تنکے

ضیاء الدین احمد قادری فیضِ مسلسل تھے
یہ تھے مجموعۂ حسنات الطاف مکمل تھے
یہ اپنے چاہنے والوں کی ہر مشکل کا بھی حل تھے
کتابِ زیست کے ہر باب کی شرح مفصل تھے

گزارے چین کے دن گنبدِ خضرا کے سایہ میں
رہے اسی برس تک یہ شہ بطحیٰ کے سایہ میں

ضیاء الدین تھے روحانیت کے جوہرِ قابل
بفضلِ حق تعالیٰ تھے علومِ دین کے حامل
یہ پابندِ شریعت بھی تھے اور تھے ذاکر و شاغل
خلافت قادری سلسلہ کی ان کو تھی حاصل

امامِ اہلسنّت نے دیا ان کو وثیقہ تھی!
یہ تھے احمد رضا خاں اعلیٰ حضرت کے خلیفہ بھی!

marfat.com

فیوض پیر سے وارین کی دولت مِلی ان کو
بزرگوں سے چلی آئی تھی وہ نعمت مِلی ان کو
مدینہ میں رسول پاک کی قربت مِلی ان کو
یہ قربت کیا ملی بس جیسے جی جنت مِلی ان کو

بہر رُخ، زندگی حضرت کی تابندہ نظر آئی
پسِ مردن بھی یہ ہستی درخشندہ نظر آئی

تھی عمر اٹھارہ سال انکی، مگر یہ دیکھیے قسمت
وطن کو چھوڑ کر کی آپ نے بغداد کو ہجرت
فیوضِ غوثِ اعظم سے ہوئے جب بہرہ ور حضرت
بڑھی ایمان کی دولت، ملی عرفان کی نعمت

مِلی ہے آٹھ سال ان کو سعادت حاضری کی بھی
ہوئی ہے قادری جلوہ سے روشن زندگی انکی

دل و روح و نظر تھے قادری فیضان سے روشن
وہ انوار فیوضِ غوث کا تھا ان کا دل مسکن
ہوا سرسبز اور شاداب بھی عرفان کا گلشن
شریعت کے بنے مخزن، طریقت کے ہوئے معدن

حضورِ غوثِ اعظم سے تعلق وہ تعلق ہے
غلامی اِن کو مِل جائے تو پھر سب کچھ تصدق ہے

وہی میں پیر پیراں، میر میراں غوث صمدانی
خدا نے جن کو بخشا رتبہ محبوب سبحانی
خزانہ آپ کا ہے نازشِ گنج سلیمانی
جہانِ اولیاء پر حشر تک ہے ان کی سُلطانی

marfat.com

فیوضِ پیکراں ہے آستانہ غوثِ اعظم کا!
خُدا ہے غوثِ اعظم کا زمانہ غوثِ اعظم کا!

گھڑی آخر وہ آئی اور بھی جب سرفرازی کی
نئی آئی نظر اِک شانِ حق کی کارسازی کی
ملی ہے قوتِ پرواز ان کو شاہ بازی کی
بشارت میں تھی پنہاں شان بھی بندہ نوازی کی

ہوا ارشاد حضرت ارضِ طیبہ کو کریں ہجرت
قوی تر تاکہ ہو جائے قوی بغداد کی نسبت

بشارت ملتے ہی حضرت مدینے کو چلے آئے!
جو دولت غوث نے دی تھی اُسے بھی ساتھ لے آئے
گھبرائے، اگرچہ آئے نازک مرحلے آئے
امنگیں تازہ تازہ اور نوادر حوصلے لائے

وہ جب آئے تو ترکوں کی خلافت کا زمانہ تھا
مگر پیشِ نظر اُن کے نبی کا آستانہ تھا

تاریف مکہ کا دَور آگیا اُن کی نگاہوں میں
جب آئے فراز آئے ہمیشہ اُنکی راہوں میں
رہے عامیوں میں اور کبھی تھے شہنشاہوں میں
آئے برابر مسجدوں میں خانقاہوں میں

مدینے میں سعودی دَور بھی برسا برس دیکھا
ذرا سا بھی نہ بدلے آپ، گو سارا جہاں بدلا

marfat.com

یہ عالم جس پہ نازاں ہو، مقدر ایسا پایا تھا
رسول اللہ نے ان کو مدینے میں بلایا تھا
نبی کے نورِ نے ہستی کو ان کی جگمگایا تھا
شرف یہ اختصاصی آپ کے حصہ میں آیا تھا
رسول پاک جس پر مہرباں، حق مہرباں ہوگا
ہُوا حق مہرباں تو مہرباں سارا جہاں ہوگا

نظارہ گنبدِ خضرا کا روز و شب یہ کرتے تھے
ان ہی انوار سے ممدوح کے جوہر نکھرتے تھے
یہ بحرِ معرفت میں ڈوبتے تھے اور اُبھرتے تھے
ہمیشہ نت نئے صدقوں سے دامن اپنا بھرتے تھے
مقدر کے دھنی بے شک ضیاء الدین احمد تھے
بفیضِ حب خیر المرسلین اونچے ہوئے تھے

رہا اسی برس تک سلسلہ رشد و ہدایت کا
شریعت کا، طریقت معرفت کا اور حقیقت کا
رکھا اونچا ہی جھنڈا آپ نے حق و صداقت کا
ملا تھا آپ کو خمرہ بھی فیضانِ رسالت کا
اندھیرے آئے تو چمکے یہ حق کی روشنی بن کر
ہر اک عہدِ حکومت میں رہے حضرت جری بن کر

خدا و مصطفےٰ سے رابطہ اور دُنیا سے بے گانہ
رہے ہیں حبِ شمع غوث پر یہ بن کے پروانہ
یہی ہے مختصر سے مختصر حضرت کا افسانہ
خزانہ دولتِ دارین کا تھا ان کا کاشانہ

marfat.com

نہ ہٹنے پائے راہِ شرع و سنت سے قدم ان کے
نبی کے فیض سے جاری ہے لطف و کرم ان کے

غمِ رحلت وہ ہے جو خون کے آنسو رُلاتا ہے
بھلا دُوں لاکھ پھر بھی لُطف ان کا یاد آتا ہے
یہاں آتا ہے جو بھی ایک دن دنیا سے جاتا ہے
یہ سب ہے ٹھیک مرزا دل کہاں سے چین پاتا ہے
ہُوا گم دین و دُنیا کا گہُر دن کے اُجالے میں
خُدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

مرزا شکور بیگ حیدرآباد دکن

marfat.com

منقبت

نقیبِ دینِ فطرت، حضرت قبلہ ضیاء الدین

امیرِ اہلِ سنّت، حضرت قبلہ ضیاء الدین

محمد مصطفیٰ صلِ علیٰ کے عاشقِ صادق!

نگہبانِ شریعت، حضرت قبلہ ضیاء الدین

نگینِ معرفت، قطبِ مدینہ، رہبرِ کامل

متاعِ بیش قیمت، حضرت قبلہ ضیاء الدین

خلیق و مہرباں و میزبانِ زائرِ طیبہ

فقیرِ نیک سیرت، حضرت قبلہ ضیاء الدین

محافظ مسلکِ غوث الوریٰ ہیں کوئے طیبہ میں

محبِ اعلیٰحضرت، حضرت قبلہ ضیاء الدین

مبلغ دینِ برحق، سنّتِ محبوبؐ کے حامل

چراغِ بزمِ اُلفت، حضرت قبلہ ضیاء الدین

محبانِ محمد سے، ثنا خوانِ محمد سے!

دلی رکھتے تھے اُلفت حضرت قبلہ ضیاء الدین

مٹا دیتے تھے جو دِل کی سیاہی اِک توجہ سے

وہ تھے شیخِ طریقت، حضرت قبلہ ضیاء الدین

marfat.com

دِلوں کو بخشے تھے روشنی عشقِ محمد کی
بہ فیضِ اعلیٰحضرت، حضرت قبلہ ضیاء الدین

حصارِ منکروں میں بھی نبی کے نام نامی کی!
بلند رکھتے تھے عظمت، حضرت قبلہ ضیاء الدین

ستارہ بادلوں میں چھُپ گیا جو جگمگاتا تھا!
مدینے میں بصورت، حضرت قبلہ ضیاء الدین

چراغِ قادری بجھ کر بھی تابندہ و روشن ہے
ہیں زندہ درحقیقت، حضرت قبلہ ضیاء الدین

سکندرؔ بھی سلامی ہے لئے شرفِ قبولیت
مکینِ قصرِ جنت، حضرت قبلہ ضیاء الدین

سکندرؔ لکھنوی (کراچی)

marfat.com

قطعہ تاریخ وصال

ہیں آج واصلِ حق حضرت ضیاء الدین
کہ جن کا قبلہ و کعبہ درِ پیمبر ہے

گئے ہیں عشقِ نبی کی وہ یکے دل میں تڑپ
نگاہ ، شافعِ محشر کی خاص اُن پر ہے

زہے نصیب یہ عظمت یہ رفعتِ اعزاز
میسّر آج اُنہیں جو مُدام کوثر ہے

وہ تھے مجدّدِ دوراں کے نائبِ برحق
یہ اُن کے دُرجِ فضیلت کا خاص جوہر ہے

وہ اُنکا زہد و تقدّس وہ درسِ رُشد و ہُدیٰ
نظر نواز ، دِل افروز رُوح پرور ہے

تھے ایک عالمِ دیں وہ جہانِ فکر و شعور
کہ علم و فضل میں جن کا نہ کوئی ہمسر ہے

سنِ وصال پہ اُن کے فدا سے ہاتف نے
کہا " یگانہ آفاقِ شیخ اکبر" ہے

۱۴۰۱ھ

نتیجہ فکر ، ابوالطاہر فدا حسین فدا

marfat.com

لوحِ واحد تاریخِ وصال

۱۴۰۱ھ

مکین دیارِ سید المرسلین حضرت شیخ علامہ ضیاء الدین احمد مدنی قادری علیہ الرحمۃ

بسم اللہ الغنی الکافی

۱۴۰۱ھ

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما غن عباد محمد صلی علیہ وسلما

۱۴۰۱ھ

آہ غروبِ مہرِ علماء

۱۴۰۱ھ

زبدہ عالیہ، فاضل اوحد عالم نبیل وجلیل

۱۴۰۱ھ

شمسِ رضا

۱۴۰۱ھ

نائبُ الشاہ رضا

۱۴۰۱ھ

سلطانِ مناظرین

۱۴۰۱ھ

ضیاء الدین احمد القادری المدنی

۱۴۰۱ھ

شاہ ضیاء الدین احمد مدنی

۱۴۰۱ھ

فاضل اکمل اوحد ضیاء الدین احمد

۱۴۰۱ھ

الشاہ ضیاء الدین احمد مدنی

۱۴۰۱ھ

الحاج شاہ ضیاء الحق والدین

۱۴۰۱ھ

علیہ رضوان احکم الحاکمین

۱۴۰۱ھ

مستخرجہ قاری محمد امانت رسول رضوی (پیلی بھیت، یوپی)

marfat.com

احساسات و تأثرات

بر وصال حضور ضیاء الملت مدنی رحمۃ اللہ علیہ

آہ! بدر اولیاء جاتا رہا! تاجدارِ اصفیاء جاتا رہا
اہلِ حق کا پیشوا جاتا رہا! سنیوں کا مقتدا جاتا رہا
واصفِ شاہِ مدنی جاتا رہا! عاشقِ غوث الوریٰ جاتا رہا
کیا مناقب ہوں بیاں مجھ سے بھلا رہبرِ راہ ھدیٰ جاتا رہا
اہلِ سنت اہلِ حق، اہلِ نظر کا معظم رہنما، جاتا رہا
جس سے پر رونق تھا اسلامی چمن وہ جمالِ اولیاء جاتا رہا
تھا ضیاء الدین احمد نام پاک مظہرِ احمد رضا جاتا رہا
نام میں الشاہ مدنی جب ملا سالِ رحلت مل گیا جاتا رہا
چار ذی الحجہ تھی روز جمعہ تھا سوئے جنت باخدا جاتا رہا
جس نے عالم کو منور کر دیا! آہ وہ شمسِ رضا جاتا رہا
ہے درودِ رضویہ میں دیکھ لو اس کی رحلت کا پتا جاتا رہا

یعنی

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما

مسجدِ نبوی سے سُن لی جب اذاں کرنے جمعے کو ادا جاتا رہا
ملتے محبوبِ خدا سے بالیقیں! جب بلاوا آگیا جاتا رہا
ربِ کعبہ کی حضوری کے لیے! اس جہاں سے دلربا جاتا رہا
سوئے فردوس بریں کلمہ شریف پڑھتے پڑھتے باخدا جاتا رہا

marfat.com

اہلِ بیت پاک کے قدموں کا وہ — بوسہ لینے باخدا جاتا رہا
بے ٹھکانوں کا ٹھکانہ جس کا در — بے کسوں کا آسرا جاتا رہا
موتُ عالِمٌ موتُ عالَمٌ ہے حدیث — زندگی کا اب مزہ جاتا رہا
فضلِ رحمٰن عالمِ ذیشان کو — چھوڑ کر اپنی ضیا جاتا رہا

اے امانتؔ بس یہی تاریخ ہے
نائبُ الشاہِ رضا جاتا رہا

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ

ایک نظر میں

ولادت _____ ۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء

تکمیلِ درسِ نظامی و سلسلہ قادریہ میں
اجازت و خلافت ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء

بغداد شریف روانگی _____ ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء

مدینہ منورہ کا سفر _____ ۱۳۲۷ھ / ۱۹۱۰ء

علامہ یوسف نبہانی سے ملاقات ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء

بریلی شریف کا سفر _____ ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء

مولانا فضل الرحمٰن مدنی کی پیدائش ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء

وصال _____ ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء

marfat.com

قطعۂ تاریخ وصال

شیخ العالم حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی مدنی علیہ الرحمۃ

چوں شُد مرخص از ما آں مخزن معانی — رحمتِ سفر بہ بست و بگذاشت دارِ فانی
شیخ عرب ممالک، ہم مرشدِ عجم بود — در علم و فضل یکتا شہبازِ لامکانی
در عشق ذاتِ احمد عمرے سفر بغرمود — اسرارِ فقر و عرفاں جُملہ برد عیانی
جائش بصدرِ جنت در بقعۂ مدینہ — ایں مرحمت شُد اُورا از مغفرت نشانی

ترحیلِ او شرافت پُرسید از سروشے
سالِ وصال گفتا "مغفور جاودانی"

۱۴۰۱ھ

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَعِیْمٍ ۱۴۰۱ھ

ضیاء الدین ارشد ۱۴۰۱ھ

ضیاء الدین نیک کردار ۱۴۰۱ھ

حضرت سید شریف احمد شرافت نوشاہی

marfat.com

قطعۂ تاریخ وصال

ضیاء الملت والدین شیخ العالم حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی مدنی رحمۃ اللہ علیہ

ضیائے دینِ متین حضرت ضیاء الدین
گئے ہیں دارِ فنا سے وہ سوئے دار بقا

رضائے حق سے ہم آغوش وہ ہیں آج ہوئے
رضائے شیخ طریقت تھی ان کی "عین رضا"

بہاریں گنبدِ خضرا کی ان کی آنکھوں میں
سمائی ہر رگِ دل میں تجلّیٔ بطحا

حبیبِ خالقِ یکتا کی نگہ اُلفت سے
ہے مِل گیا انہیں جنّت میں رتبۂ اعلیٰ

سنِ وصال پہ حمّاد مجھ سے ہاتف نے
کہا ہے "پاک ادا عاشقِ رسولِ خدا"

۱۴۰۱ھ

صاحبزادہ میاں محمد سلیم حمّاد سجادہ نشین حضرت داتا گنج بخش

marfat.com

منقبت

ہیں آپ ہادیٔ اہلِ جہاں ضیاء الدین
ضیائے مجلسِ غوثِ زماں ضیاء الدین
امیرِ قافلۂ عارفاں ضیاء الدین!
ہیں چارۂ سازِ دلِ بیکساں ضیاء الدین
نگاہِ حضرتِ احمد رضا کے ہیں قرباں
بنایا عاشقِ اچھے میاں ضیاء الدین
ہے غوثِ پاک کی اس پر نگاہِ لطف و کرم
ہو جس غریب پہ تم مہرباں ضیاء الدین
رضا کے ہاتھ سے پی تھی جو تم نے مے آقا
عطا ہو بہرِ شہِ مرسلاں ضیاء الدین
پئے حسین و حسن بھیک میں خوشی دیدو
ہیں آپ نائبِ غوثِ جہاں ضیاء الدین
تباہ حال ہیں غربت میں خانماں برباد
ہیں تم سے طالبِ امن و اماں ضیاء الدین
دُعا جو دی تھی مظفر کو اسکے صدقے میں
رہے جہاں بھی رہے شادماں ضیاء الدین

marfat.com

منقبت

ضیاء پیر و مرشد مرے رہنما ہیں
سرورِ دل و جاں مرے دِل رُبا ہیں
کلی ہیں گلستانِ غوث الورے کی
یہ باغِ رضا کے گل خُوش نما ہیں
شریعت طریقت ہو یا معرفت ہو
یہ حق ہے حقیقت میں حق آشنا ہیں
سہارے ہیں بے کس کے، دکھیوں کے والی
سخا کے ہیں مخزن تو کان عطا ہیں
خُدا کی محبت سے سرشار ہیں وُہ
دل و جان سے مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر فدا ہیں
ملا سبز گنبد کا قسمت سے سایہ
دیارِ محمد میں جلوہ نما ہیں
بلا لو مجھے اپنے قدموں میں اب تو
کہ ایام فرقت بڑے بے مزا ہیں
مجھے رُوئے زیبا ذرا پھر دکھا دو
زیارت کے لمحے بڑے جانفزا ہیں

marfat.com

تصوّر جماؤں تو موجود پاؤں
کروں بند آنکھیں تو جلوہ نما ہیں
نہ کیوں اہلِ سنّت کریں ناز اُن پر
کہ وہ نائبِ غوث و احمد رضا ہیں
منوّر کریں قلبِ عطّار کو بھی
شہا آپ دینِ مبیں کی ضیا ہیں

مولانا محمد الیاس امیرِ دعوتِ اسلامی

marfat.com

منقبت

تصوّر میں یہ کیسا منظرِ طیبہ ہے لہرایا
زباں پر نام جب آیا ضیاء الدین احمد کا
مقدّر کیوں نہ ہو نازاں کہ اُن کو تا دمِ آخر
مکینِ گنبدِ خضرا کا قربِ خاص حاصل تھا
چراغِ عشقِ مصطفوی جلائے عمر بھر جس نے !
کہ روز و شب رہا معمول ذکرِ مصطفےٰ جن کا
وہ جس کی ذات اِک سرچشمۂ رشد و ہدایت تھی
عرب میں اور عجم میں بھی ہے اُس فیض کا چرچا
مہکتا تھا جو حبِّ احمدِ مرسل کی خوشبو سے
وہ پیکر نسبتِ احمد رضا خانؒ سے منوّر تھا
رہا کردار اُس کا شیوۂ اسلاف کا مظہر
نہیں ملتا کہیں دنیا میں گوہر بے بہا ایسا
سبق دیتی ہے اُن کی زندگی ہر سانس ہو جائے
رسولِ ہاشمی کی ہر ادا پہ والہ و شیدا
ظہوری نے بھی اُن کے ہاں حضوری کے مزے لوٹے
"خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را"

جناب محمد علی ظہوری (قصور)

marfat.com

۳۷۸

عاشقِ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ

۱۹۸۱ء

اعلیٰحضرت کے خلیفہ چل دیئے سوئے عدم
اَب ہے ان کا آستانہ جنت الفردوس میں

زُہد و تقویٰ حبِّ خالق اور ولائے پنجتن
لے کے پہنچے یہ خزانہ جنت الفردوس میں

خَیمہ مقدم کر رہے ہیں حور و غلمان و مَلک
والہانہ والہانہ جنت الفردوس میں

ہے زباں پر یا رسُولَ اللہ النظر حالتا
کیا سماں ہے عارفانہ جنت الفردوس میں

ہے اگر صابر براری فکر تاریخ وفات
کہہ ضیاء الدین یگانہ جنت الفردوس میں

۱۹۸۱ء

(تاریخ رفتگان، صابر براری، مطبوعہ باہتمام ادارہ فکرِ نو، کراچی، مطبوعہ فروری ۱۹۸۶ء ص ۲۰۷)

(صابر براری - کراچی)

marfat.com

سلام

مُجھ سے خدمت کے قُدسی کہیں ہاں رضاؔ
فیضابِ اعلیٰحضرت بریلی کے شاہ
جن کی ہَر ہَر ادا ، سنّتِ مصطفےٰ
جن کی بابِ مجیدی میں چمکی ضیاء
ایسے پیرِ طریقت پہ لاکھوں سلام

وہ ضیا مردِ حق تھا وہ جب تک جیا
اہلسنّت کے جھنڈے کو اُونچا کیا
وقت آیا تو جنّت کا رستہ لیا !
جانشینی کو لختِ جگر دے دیا !
ایسے فرزندِ حضرت پہ لاکھوں سلام

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیدی الکریم حضرت قبلہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت قبلہ عالم آپ کے والد معظم سیدی حضرت مولانا ضیاء الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کی خبر سے جو صدمہ قلب حزیں پر ہوا قابلِ بیان نہیں۔ حضرت اقدس کا وجود مبارک دنیائے اسلام کے لیے آیۂ رحمت و موجب برکت تھا۔ تمام سنی سوگوار ہیں خصوصاً علماء اہل سنت کے قلوب حضرت کے وصال کی خبر سے انتہائی مغموم ہیں۔ مدینہ منورہ میں حضرت ممدوح قدس العزیز کا مقصد ہی یہ تھا کہ حرمِ نبوی میں وفات پاکر شہادت کا درجہ حاصل ہو۔

رب العزت بجاہ نبیہ الکریم علیہ وآلہ وصحبہ الصلوٰۃ والتسلیم، حضرت مخدوم معظم قدس سرہٗ العزیز کو دیارِ حبیب، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے انوار و برکات سے مستنیر فرما کر جنات الفردوس میں اعلیٰ مقام پر فائز فرمائے اور جناب والا و نیز جملہ اہل سنت و متعلقین کرام سب مریدین و مسترشدین محبین و جمیع اہل سنت کو صبر جمیل اور اس پر اجر جزیل عطا فرمائے۔

والسلام مع الاحترام

مسکین و غمگین

احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا ضیاء العصر والعجم دُنیا بھر کے سنّی مسلمانوں کے لیے مرکزِ رشد و ہدایت اور مینارِ نور تھے، ان کی ذات ہمارے لیے زبردست سہارا تھی، ان کی محبت آمیز گفتگو اور پدرانہ شفقت ایسی نعمت تھی جو از قبیل مغتنمات ہے، موت العالِم موت العالَم کا راز، ان کی دارِ فانی سے عالم جاودانی کی جانب رحلت کے بعد معلوم ہوا۔ میرا ایمان ہے کہ ان کا روحانی تصرّف پہلے سے زیادہ ہے۔ میری دُعا ہے کہ "الولد سر لابیہ" کے مصداق اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے خصوصی الطاف و عنایات بے غایات سے نوازے۔ آپ کے ذریعے بابا رحمۃ اللہ علیہ کے دعوت و ارشاد کے مشن کو جاری و ساری رکھے، آمین، اور آپ کو اپنی عافیت میں رکھے اور مدارج بُلند فرمائے۔

آمین ثم آمین

فقط والسلام

مخلص محمد عبدالستار خاں نیازی

۲ر نومبر ۱۹۸۱ء / ۱۲ر محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

marfat.com

سند حضرت مدنی قدس سرہٗ

سند

التفسیر والحدیث والمسلسلات من السدة العالیة القادریة النقشبندیة السہروردیة الشاذلیة السنوسیة الحنفیة المکیة المدنیة المنورة

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ وبارک وسلم

حمداً لواہب العطایا الذی السند ومانح المزایا لکل من الیہ استند وصلاۃ علی السند الذی علیہ ومنہ سند وبہ وبما حصل الکامل السعید ویتلو الہ ثم الصحو الماکث طریقہ والقائم بالحق حقیقہ وعلی اصحابہ الذین ھم اسانید الحدیث ومشرعۃ علوم الاسلام الصافی اما بعد فیقول اسیر ذنبہ الجانی احمد ضیاء عفا اللہ عنہ وعن والدیہ وشیوخہ وجمیع المسلمین ھذہ اسانید الحدیث المسلسل الذی اخذتہ عن شیخی ومسندی السید احمد عرّان رحمہ اللہ وعن والدہ السید احمد الشہیر بابن عرّان وعن شیخہ ومسندہ السید احمد شرف الدین وعن والدہ السید احمد الشہیر بابن عرّان وعن شیخہ ومسندہ السید احمد دحلان وعن شیخہ ومسندہ السید احمد البرزنجی وعن شیخہ ومسندہ السید عثمان الدمیاطی وعن شیخہ ومسندہ السید علی حسین الاشہر بالاہدل المکی وعن شیخہ ومسندہ علامۃ یمن الشیخ عبداللہ بن سالم البصری وعن شیخہ ومسندہ السید حسین الحبشی المکی وعن شیخہ ومسندہ السید محمد صالح الفلانی وعن والدہ ومسندہ السید عبدالرحمن الفلانی وعن شیخہ ومسندہ الشیخ محمد حیاۃ السندی وعن شیخہ ومسندہ الشیخ محمد سعید بابصیل وعن شیخہ ومسندہ الشیخ عبدالغنی الدہلوی وعن شیخہ ومسندہ الشیخ ابی طاہر الکردی وعن شیخہ ومسندہ الشیخ ابراہیم الکردی وعن شیخہ ومسندہ الشیخ احمد القشاشی وعن شیخہ ومسندہ الشیخ احمد بن یونس الشناوی وعن شیخہ ومسندہ الشیخ عبدالقادر الطبری وعن شیخہ ومسندہ الشیخ محمد بن علاء الدین البابلی وعن شیخہ ومسندہ الشیخ احمد الزیادی وعن شیخہ ومسندہ الشیخ محمد بن احمد الشوبری وعن شیخہ ومسندہ الشیخ احمد بن محمد الشناوی وعن شیخہ ومسندہ الشیخ عبدالحق السنباطی وعن شیخہ ومسندہ الشیخ احمد بن حجر الہیتمی وعن شیخہ ومسندہ الشیخ شہاب الدین الرملی وعن شیخہ ومسندہ الشیخ زکریا الانصاری وعن شیخہ ومسندہ الحافظ ابن حجر العسقلانی وعن شیخہ ومسندہ الحافظ ابی الفضل العراقی وعن شیخہ ومسندہ الحافظ ابی الفضل محمد بن الحسین الہاشمی القرشی الطلحی الزبیری المکی وعن شیخہ ومسندہ الحافظ ابی الخیر محمد بن عبدالرحمن السخاوی وعن شیخہ ومسندہ الحافظ ابی الفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر العسقلانی وعن شیخہ ومسندہ الحافظ ابی اسحاق ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن ظہیرۃ القرشی المخزومی المکی وعن شیخہ ومسندہ الحافظ ابی عبداللہ محمد بن عبدالمعطی الہاشمی وعن شیخہ ومسندہ الحافظ ابی الحسن علی بن عبدالصمد النویری وعن شیخہ ومسندہ الحافظ ابی الفتح محمد بن محمد بن محمد بن سید الناس الیعمری وعن شیخہ ومسندہ الحافظ ابی الفضل جعفر بن علی بن یحییٰ بن علی بن ثابت الدمیاطی وعن شیخہ ومسندہ الحافظ ابی الطاہر احمد بن محمد بن احمد بن عبدالمنعم بن عبدالوہاب بن سوار الانصاری وعن شیخہ ومسندہ الحافظ ابی محمد عبدالمؤمن بن خلف بن ابی حسن بن شرف الدمیاطی وعن شیخہ ومسندہ الحافظ ابی الحسن علی بن المفضل بن علی بن عساکر المقدسی وعن شیخہ ومسندہ الحافظ ابی القاسم ہبۃ اللہ بن عبداللہ بن الحسن بن منصور الطبری اللالکائی وعن شیخہ ومسندہ الحافظ ابی بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی الخطیب البغدادی وعن شیخہ ومسندہ الحافظ ابی القاسم عبدالرحمن بن عبداللہ بن احمد بن عبداللہ بن احمد بن ابراہیم بن ابی الصقر بن عبداللہ بن ابی الصقر بن اسحاق بن ابی اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ الشیبی وعن شیخہ ومسندہ الحافظ ابی بکر عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز بن عبید بن ہارون بن سلیمان بن ہارون بن ذی الیدین بن ذی الشہادتین بن عبدالعزیز بن عبدالملک بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیۃ بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی الاموی المروانی المکی وعن شیخہ ومسندہ الحافظ ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرۃ بن بردزبہ البخاری الجعفی صاحب الصحیح وعن شیخہ ومسندہ الحافظ ابی عبداللہ محمد بن یوسف بن مطر بن صالح بن بشر الفربری

دستاویزِ محبّت

۲۹ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ ۷۸۶

باب المجیدی مدینہ منورہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علی رسولہ الکریم ۔

اللہ تبارک و تعالیٰ جلّ شانہ کا بے پایاں کرم و احسان ہے کہ عین القرئے مدینہ منورہ میں عاجز کا فقیر خانہ شمع محمدی کے پروانوں کا مرکز بنا ہوا ہے ۔ چار دانگِ عالم سے اور خصوصاً ہندوستان پاکستان سے مشائخ و علماء اہل سنّت جب کبھی مدینہ طیبہ حاضرِ دربار سید المرسلین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوئے ۔ فقیر کے ہاں محافل نعت میں ضرور تشریف لائے ۔ میرے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مجدّد ماۃ حاضرہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس عاجز پر غایت درجہ عنایت و توجہ روحی ہے کہ آجتک ذکر سید المرسلین شہنشاہ کون و مکان سردار انبیاء حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر فقیر خانے پر جاری ہے ۔

اولیاء اللہ جو اُن کے چمن کے پھول ہیں ، ان پھولوں کی سیر ریاض الجنّہ مدینہ منوّرہ میں دیکھنے کے قابل ہے اور الحمد للہ ! فقیر کو ان کی خدمت کا بہت اچھا موقع ملتا ہے ۔

؎ مدینے کی سی شادابی نہیں گلزارِ رضوان میں
ہزاروں جنتیں آکر بسی ہیں کوئے جاناں میں

جو بزرگانِ دین یہاں آئے ان میں حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ نقشبندی محدّث علی پوری علیہ الرحمۃ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں کہ وہ ۲۲ حج متواتر فقیر خانے پر حسبہ

marfat.com

فرماتے رہے۔

سنہ ۱۹۵۵ء سے ہر دوسرے سال حج پر اور امسال عمرۂ رمضان المبارک کے مقدس موقعہ پر میرے مخلص قلبی روحی دوست شیخ طریقت شاہ محمد فاروق رحمانی المقلب بہ محبوبِ رحمانی بڑے اخلاص اور ذوق و شوق سے فقیر کے ہاں محافل نعت میں تشریف فرما ہوئے۔ حسب دستورِ سابق امسال بھی فقیر کے زیر اہتمام انہوں نے ایک عظیم الشان جشن عید میلاد النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرایا، جس کی نظیر فی زمانہ کم ملتی ہے۔

فقیر کے ساتھ ان کا تعلق روحی و قلبی اس قدر گہرا ہے کہ اس دفعہ دوران گفتگو انہوں نے بے ساختہ یہ راز افشا کیا کہ مجھے آپ میں اپنے شیخ کی شبیہہ نظر آتی ہے اور میرا ایمان آپ کو دیکھ کر تازہ ہو جاتا ہے۔ اور بندہ یہ سمجھتا ہے کہ اُن کے پیر و مرشد اعلیٰحضرت شاہ انعام الرحمٰن قدوسی قادری چشتی صابری نظامی رح کی روحانیت مجھ پر سایہ فگن ہے اور فقیر کو بھی اپنے پیر و مرشد اعلیٰحضرت شاہ احمد رضا فاضلِ بریلوی کے والہانہ عشقِ رسول کا نقش محبوب رحمانی میں نظر آتا ہے۔ میں بھی انہیں اپنی محفلوں کی زینت سمجھتا ہوں اور دُعا و اختتام اُنہیں سے کراتا ہوں۔ فقیر اُن کا دُعا گو ہے اور دُعا جو بھی ہے۔ اُن کا طریقۂ دُعا مجھے بہت پسند ہے۔ اُن کی دُعا قلبی روحی سیدھی سادی نہایت سلیس زبان میں اور ایسی جامع ہے کہ حاضرینِ محفل کی دلی تمناؤں کا نچوڑ اس میں ہوتا ہے۔ سوز و گداز سے معمور ندامت کے آنسوؤں سے بھرپور یہ دُعا ضرور ہی مقبول بارگاہ ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں اُن کے ملفوظات موسومہ بہ لمحاتِ محبوب رحمانی یعنی جوہرِ تصوف جو اُن کے خلیفۂ خاص میاں صوفی ظہیر الحسن رحمانی نے بڑی محنت اور ذوق سے محبت شیخ میں لکھے جمع کئے اور مرتب کر کے طبع کرائے ہیں، نہایت سلیس زبان میں تصوف کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ اس دورِ الحاد بے دینی یقینی میں ان کا مطالعہ طالبانِ حق کے لیے مشعل ہدایت ثابت ہوگا۔

marfat.com

ان میں جملہ ملفوظاتِ خواجگان کا خلاصہ اور قرآنِ کریم کی تفسیرِ صوفیانہ اور احادیث رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا عام فہم مطلب بیان کر دیا گیا ہے۔ حضرت محبوبِ رحمانی کے یہ رُوح پرور بیانات بعد حلقہ ذکر اور مجالسِ اعراس بزرگانِ دین کو جو بھی پڑھے گا اُس کے ذوقِ رحمانی میں ترقی ہو کر ذوقِ نوری عطا ہو جائے گا اور ایمانی قوتیں عروج پر پہنچ جائیں گی۔ میری دِلی دُعا ہے کہ محبوبِ رحمانی کے روحی فیضان بقلم جناب صوفی ظہیر الحسن رحمانی تمام عالم میں جاری و ساری ہوں اور اُن کے ذریعے طالبانِ راہِ حق سیراب ہوں اور تمام مخلوق کو نفع کثیر پہنچے۔ فقیر کے روحی حالات اور تعلیم کے متعلق سند کی نقل اُن کو دے دی ہے اور کچھ حالات ترجمانِ اہل سنت کراچی میں شائع ہوئے ہیں۔ فقیر اجازت دیتا ہے کہ محبوبِ رحمانی اپنے ملفوظات میں ان کو شامل کر سکتے ہیں۔ الحمد للہ! بفحوائے حدیث مبارک تھادوا تحابوا جہاں دیگر تحائف کا سلسلہ باہمی جاری ہے وہاں یہ تحریری ہدیہ بھی یادگارِ دوست کے طور پر ملفوظات میں محفوظ ہو گا کیوں کہ کل علم لیس فی القرطاس ضاع "

دُعاگو

ضیاء الدین القادری

باب المجیدی، مدینہ منورہ

بروز جمعرات ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ

۲۳ ستمبر ۱۹۷۶ء

marfat.com

مکتوب

حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ

بنام : حضرت بخشی مصطفیٰ علی خاں علیہ الرحمۃ (خلیفہ مجاز حضرت امیر ملت علی پوری قدس سرہٗ)

ناظرین کرام کے لیے اور خصوصاً ان پروانہائے طیبہ طیبہ کے لیے جو اس شدید گرانی کی مصیبت کے ایام میں حیران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کر رہے یا کروا رہے ہیں مکتوب ذیل جو بندہ کے بنام حضرت مولوی ضیاء الدین احمد صاحب قبلہ مدنی سے موصول ہوا ہے، بعید از دلچسپی نہ ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از مدینہ منورہ الف الف الصلوٰۃ ۲۵ ر ذیقعدۃ الحرام ۱۳۶۳ھ

والسلام علیٰ منورہا بروز جمعۃ المبارک

محبِ حیران شفیع المذنبین محبی ومخلصی جناب الحاج بخشی صاحب

دام افضالہٗ آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ. محبت نامہ بدست مکرمی الحاج داؤد سیٹھ صاحب تشریف لاکر موجب سرور و کاشف حالات ہوا. اللہ تعالیٰ آپ کو خرم و مسرور رکھ کر سعادت دارین کی دولت سے سرخرو فرمائے آمین، حاجی سلیمان سیٹھ صاحب و حاجی داؤد سیٹھ صاحب نے مدینہ طیبہ میں اہل مدینہ طیبہ کی صحیح طور پر خدمت کی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین اور مزید توفیق عطا فرمائے، اہل مدینہ منورہ اس شدت گرانی اور عدم آمدن کی وجہ سے از حد پریشان حال ہیں. ہر مسلمان پر ان کی خدمت واجب ہے، ہر ممکن طریق سے مولا تعالیٰ اخلاص و محبت سے توفیق خدمت عطا فرمائے.

حضرت قبلہ عالم امیر ملت مدظلہٗ کی آمد کی خبر آج تاریخ تک تحقیق نہیں پہنچی۔

marfat.com

جہاز آخری پہنچنے پر معلوم ہوگا۔

حضرت قبلۂ عالم مدظلہٗ کا اہل مدینہ طیبہ بصمیم قلب انتظار کر رہے ہیں اور ان کی حاضری بارگاہِ اقدس کے لیے دائماً دعاگو ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپکو بھی مدینہ طیبہ کی حاضری کی سعادت عطا فرما کر ہم سے ملاقات کرا دے۔ آمین ثم آمین

مدینہ طیبہ میں تقسیم خیرات کی حکایت خود حاجی سلیمان صاحب وحاجی داؤد صاحب بیان فرمادیں گے۔

مجھے بہت افسوس ہے میں اس وقت چند دلنے کھجور بھی ہدیہ روانہ نہیں کرسکا۔ کھجور بھی گراں اور ٹین اس سے گراں۔ اللّٰھم لاحول ولا قوۃ الا باللہ! اللہ تعالےٰ اس شدت گرانی کی مصیبت جلد ٹال دے اور اپنی حفاظت وصیانت میں رکھے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ آپ کی سعی مشکور فرمادے کہ جو آپ اہل مدینہ منورہ کی خدمت دل وجان سے کر اور کرا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مزید توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالےٰ جانبین کو جانبین میں اپنی حفاظت اور صیانت میں رکھے آمین۔ عزیزم حافظ فضل الرحمٰن سلمہٗ اور سب گھر کے لوگ سلام مسنون عرض کرتے ہیں۔ امید ہے کہ اپنی خیریت سے گاہے بگاہے شاد فرماتے رہیں گے۔ تاکہ آپکی یاد مدینہ طیبہ میں تازہ ہوتی رہے۔ مکتوب نصف الملاقات کی مثل مشہور ہے، جملہ احباب حاضرین کی خدمات میں سلام مسنون گزارش ہے۔[1]

کتبہ فقیر ضیاء الدین احمد القادری عفی عنہ،

---

[1] ہفت روزہ الفقیہ، امرتسر جلد ۲۸ شمارہ ۲½ مطبوعہ ۲۱/۲۸ محرم الحرام ۱۳۶۴ھ
۴½/۷ جنوری یوم یکشنبہ ص ۸ ک ۱، ۲

marfat.com

مکتوب

حضرت علامہ الشاہ مفتی ضیاء الدین احمد القادری قدس سرہٗ العزیز

بنام

پروفیسر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی دہلوی مدظلہٗ

مدینہ منورہ

۱۶ ر ذی قعدہ ۱۳۹۳ھ / ۱۰ ر دسمبر ۱۹۷۳ء

عزیز القدر گرامی منزلت پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب سلمہ اللہ الصمد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہٗ

تحیہ زاکیہ وادعیہ واقعیہ کے بعد آپ کی تازہ ترین تصنیف

"فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں"

نظر نواز ہوئی۔ آپ کی یہ کاوش اور دیدہ ریزی قابل صد ستائش ولائق تحسین ہے۔ دعا کرتا ہوں کہ آپ کی یہ کوشش عند اللہ مقبول اور عند الناس مشکور ہو۔

آمین آمین ثم آمین!

یہ امر محتاج بیان نہیں کہ اعلیٰحضرت عظیم البرکت کی عظیم شخصیت کے لیے ضرورت تھی کہ اس موضوع پر سیر حاصل بحث کے بعد آپ کی عظمت کو اُجاگر کیا جائے، سو یہ آپ کی قلم حقیقت رقم سے پوری ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے اور سعی مشکور ہو۔

فقیر ضیاء الدین احمد القادری عفی عنہٗ

۱۶ ر ۱۱ ر ۹۳ ۱۳ھ

marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم

من عبد ربه سبحانه ملوذا استاذا وطيبته خادما الاسماع احمر الشربيني الشنوري الخطابي الاهريسي الحنفي
الحضرة ذو الاجل الافضل النبيل الكامل ذو غاية الوداد وهداية السداد العالم المتمسك الورع المتنسك محبنا الاكرم
الشيخ احمر ضياء الدين الخليلتوني حفظه الله ورعاه دائمين

السلام الكامل الاتم والرضوان الشامل الاعم عليكم ورحمة الله تعالى وبركاته ومغفرته ومن ضلفه وبعد فهو جيه السؤال
علكم رجوا الله تعالى ان تكونوا في اجمل البهجة والسلامة واه سألتم عنا فضل وللمزيد الحمد بي خيرات عميمة ونعم وافرة جسيمة اداها
الله تعالى على الجميع ببركة النبي الشفيع صلى الله عليه وسلم وشرف وكرم وعظم وفرج عنا وعنكم وعن المسلمين ورد عدونا الله تعالى بنا ولكم والجميع
المسلمين بمنه الحنان وبفتوح قريبا . ونسأله انه قبول ذلك انه الكريم الواهب الجواد وفرحنا افتكم فاتم فهل الجواب جل بهجة
جميعا مسرتكم فلم نوافقنا الله تعالى بالجمع قريبا بمدينة الحبيب صلى الله عليه وسلم وشرف وعظم
والواصل اليكم دعاء الاسم اللطيف ودعاء الاسم الاعظم لكي هذا يصلكم ان شاء الله وانتم بخير وعافية واعلموا بوصول
الينا اليكم ولا زلنا اعين لكم بصالح الدعاء عن بيت الله الحرام والمشاعر العظام لما هو المطلوب منكم عند ضريح البشير
الرسلين واصحابه الكرام عليكم عليهم افضل الصلاة والسلام وعلى آله القبول انه الكريم مسئول وغير ما مرل ودمتم محفوظين
وبعين العناية ملحوظين والسلام تحريرا ٢٧ ذي الحجة ١٢٤٦هـ

والمرجع الاسناد
فيوضات الابرار

marfat.com

مفتی اعظم ہند

شاہزادہ اعلیٰ حضرت العلامہ مصطفیٰ رضا خاں

سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ سوداگران بریلی شریف

تاریخ ۔۔ مرزی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سنہ ۱۳۹۱ھ

مکرمی جمیع ۔۔۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

marfat.com

مکتوب حضرت شیخ الفضیلت علامہ محمد فضل الرحمٰن مدنی مدظلہ العالی

بنام

مولانا محمد مظفر اقبال مصطفوی

لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از مدینۃ المنورہ

محرم الحرام سنہ ۱۴۰۲ھ

الیٰ حضرۃ المحترم الفاضل الکامل مولانا محمد مظفر اقبال مصطفوی صاحب

السلام علیکم! ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

جناب والدِ محترم کے سانحۂ ارتحال پر آپکا تعزیتی خط ملا جس کے لیے میں آپکا بیحد مشکور وممنون ہوں، خدا تعالیٰ آپکو جزائے خیر عطا فرمائے۔

حقیقت یہ ہے کہ جناب والد صاحب کا سایۂ کرم ہمارے سروں سے اُٹھ جانے پر ہم یتیم ہو گئے ہیں، آپ سب مزید دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس صدمہ کے تحمل کی قوت عطا فرمائے۔ اور ان کے روحانی فیوض و برکات سے متمتع فرمائے۔ آمین

المرسل الداعی لکم بالخیر

فضل الرحمٰن عفی عنہ

marfat.com

یا رب العالمین

یا وحدہ لاشریک لہ

MOLANA FADL... HUSAIN QADRI
P.O. Box ...
MADINA MUNAWW...

مقام الجنت طیبہ

تاریخ ۱۱/۱۰/۹۴

طالب خیر: فضل الرحمٰن قادری
عفی عنہ خادم العلماء سنی قادری رضوی

بخدمت جناب مکرمی ومحترمی جناب الحاج حکیم موسیٰ وحضرات محترمین اراکین مجلس رضا سلمہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

طالب خیریت

شکریہ آپ سب کا تار اور ایک خط موصول ہوا نصرت کا دل جوئیکا بندہ آپ سب حضرات کا مرھون منت ہے نثاری اعلیحضرت وعاشق رسول اللہ صلی اللہ علی ذاتہ وصفاتہ وبارک وسلم نے کلمہ طیبہ کو پڑھ کر اذان جمعہ پر انتقال فرمائی إنا للہ وإنا إلیہ راجعون اور بوقت عصر کفن دیا گیا اور عصر کے بعد باب الرحمۃ سے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں روضہ من ریاض الجنۃ نماز جنازہ پڑھا گیا بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے جنۃ البقیع میں أقدام أہل بیت أطہار کے دو تین شرکے فاصلہ میں بالکل خاتون جنت سیدتنا فاطمۃ الزہراء کے قدموں کی میں مدفن نصیب ہوا جنازہ دو دن دام سے ہو ذکر الٰہی باواز بلند ہزاروں ادمی شریک ہوے اھالیان مدینہ منورہ اور مہاجرین مدینہ منور شرکی شامی عراقی پاکستانی ہندوستان ملایا جاوہ مصر بخاری سب نے شرکت ودعاء مغفرت فرمائی یہ بندہ تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے جزاکم اللہ خیر الجزاء اللہ تعالیٰ ہے آپکو سبکو سیدی والد صاحب قبلہ کے فیوض وبرکات سے نوازے جملہ اہل سنت کے خدمات میں سلام مسنون ودعا ہائے ترقی مدارج کا طالب ہے اپنی خیریت سے مطلع فرماتے رہا کریں

عزیزہ

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم ——— نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

کتب خانہ سبحانیہ لاہور، مفسر قرآن مولانا ابو سخی حافظ احمد صاحب کا حسین یادگار ہے۔ دین حقہ کی خدمات ۱۹۲۸ء سے یہ کتب خانہ تن دہی سے بخوبی انجام دے رہا ہے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے جانشین مولانا ابو حفص عبد اللہ نے یہ خدمت بخوبی سنبھال لی۔ اور کوشش کرکے ۱۹۶۶ء میں جملہ اسباب اہل السنہ والجماعۃ کی خدمات حاصل کر لیں۔ جب سے یہ کتب خانہ مسلک اہل سنت کی ترویج و اشاعت کا مرکز بن گیا ہے حضرت شیخ محقق سید عبد الحق محدث دہلوی، حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی، مجدد الف ثانی کے اہل سنت کی کتابیں حضرت ابو حفص کی خصوصی توجہ سے شائع ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ اس کتب خانہ کو اہل سنت کی خدمت کرتا رہے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

۲۷ ذی الحجہ الحرام ۱۳۹۳ھ ——— ابو سخی حافظ احمد

marfat.com

Khandas al Khaldi
Bab Almajidi Medina
(Telg. Alhaldari Medina Hedjaz)
Tel. 25 : 505

حيدر الحيدري

Date

marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

جريدة يومية خاصة تملكها وتصدرها مؤسسة المدينة للصحافة

الشيخ القادری الی رحمة الله

● یکتب المدینة :

انتقل الی رحمة الله صباح یوم امس فی المدینة المنورة فضیلة الشیخ ضیاء الدین عبدالعظیم القادری عن عمر ناهز الثالثة والثلاثین عاما قضاها فی طلب العلم ..

نعازینا لاسرة الشیخ ودعاؤنا بان یتغمد الله الفقید بواسع رحمته ..

روزنامه "المدینه"
جده (سعودی عرب)
شماره ۲ اکتوبر
سنه ۱۹۸۱ء

اخبار المسلمین فی العالم

● ● کراتشی

وفی کراتشی تجمعت جماً کبیراً من العلماء والشیوخ و الشعب لاهل لسنه و الجماعة فی منزل الداعی الاسلامی الکبیر العلامه الشاه احمد النورانی الصدیقی رئیس الجمعیة الدعوة الاسلامیة العالمیه و قدم التعازی الی العلامة النورانی حفظهاله بوفاة الشیخ صاحب الفضیله والارتاد العلامه ضیاء الدین احمد القادری المدنی رحمة الله و دعا من مولی القدیر ان یتغمد الفقید بواسع رحمته و یحبوحة جنانه - (امین) (ماہنامہ "الدعوة" عربی کراچی شش نومبر ۱۹۸۱ء)

marfat.com

رسالته
من مراسلونا فى المدينة المنورة

بسم الله الرحمن الرحيم
همة الشكر

"يايتها النفس المطمئنة ارجعى الى ربك راضية" مرضية فادخلى فى عبادى وأدخلى جنتى" صدق الله العظيم

انتقل الى رحمة الله سيدى الوالد صاحب الفضيلة والارشاد الشيخ ضياء الدين أحمد القادرى المدنى ظهر يوم الجمعه رابع من ذى الحجه ١٤٠١هـ فى المدينه المنوره .

فنقدم خاص الشكر بواسفد مجدد الدعوه الاسلاميه لكل من واسانا وقدم التعازى سواء شخصيا أو برقيا أو تلفونيا بهذه المناسبه ونخص بالشكر كل من سادتنا العلماء والمشائخ والمحبين والمريدين و ادارات الجمعيات الاسلاميه .

ونسأل الله عز و جل أن يتغمد الفقيد بواسع رحمته ويسكنه فسيح جناته وأن لايريهم مكروه فى عزيز لديهم . و انا لله و انا اليه لراجعون .

طالب الدعاء والداعى لكم
فضل الرحمن ضياء الدين القادرى المدينه المنوره

(ماهنامه الدعوة " عربى كراچى ، شش نومبر ١٩٨١ء)

marfat.com

شجرۂ طریقت منظومہ

سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ برکاتیہ ضیائیہ

یا الٰہی رحم فرما مصطفےٰ کیواسطے
یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کیواسطے

مشکلیں حل کر شہ مشکلکشا کیواسطے
کربلائیں رد شہیدِ کربلا کیواسطے

سیّد سجّاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علمِ حق دے باقرِ علم ہدیٰ کیواسطے

صدقِ صادق کا تصدق صادق الاسلام رکھ
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کیواسطے

بہرِ معروف دوسری معروف دے بیخود سری
جُندِ حق میں گن جنیدِ باصفا کیواسطے

بہرِ شبلی شیرِ حق دُنیا کے کتوں سے بچا!
ایک کا رکھ عبدِ واحد بے ریا کیواسطے

بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد
بوالحسن اور بوسعید سعد زا کیواسطے

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اُٹھا
قدرِ عبدالقادرِ قدرت نما کیواسطے

اَحْسَنَ اللّٰہُ لَہُمْ رِزْقًا سے دے رزقِ حسن
بندۂ رزاق تاج الاصفیاء کیواسطے

نصرِ ابی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ
دے حیاتِ دین محی جانفزا کیواسطے

marfat.com

طورِ عرفاں وعلو وحمد و حسنی دُ بہا! دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کیواسطے

بہرِ ابراہیم مجھ پر نارِ غم گلزار کر بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کیواسطے

خانۂ دِل کو ضیا دے روئے ایماں کو جمال شہ ضیاء مولیٰ جمال الاولیاء کیواسطے

دے محمد کیلئے روزی کر احمد کیلئے خوان فضل اللہ سے حصہ گدا کیواسطے

دین و دُنیا کے مجھے برکات دے برکات دے عشق حق دے عشق عشق انبما کیواسطے

حبِ اہلِ بیت دے آلِ محمد کیلئے کر شہید عشق حمزہ پیشوا کیواسطے

دِل کو اچھا تن کو سُتھرا جان کو پُر نور کر اچھے پیارے شمس الدین بدر العلے کیواسطے

دو جہاں میں خادمِ آلِ رسول اللہ رکھ حضرتِ آلِ رسول مقتدا کیواسطے

کر عطا احمد رضائے احمدِ مرسل مجھے میرے مولیٰ حضرت احمد رضا کیواسطے

دین و ایماں رکھ سلامت استقامت کر عطا حضرت شہ ضیاء الدین باصفا کیواسطے

صدقہ ان اعیان کا دے چھڑ عین عز علم و عمل
عفو و عرفاں عافیت اس بے نوا کیواسطے

marfat.com

پیشِ لفظ

حضرات گرامی !

پاکستان کے قیام کے ساتھ ہی پاکستان میں اسلامی دستور کا نفاذ کر دیا جاتا تو آج ملک میں موجود افراتفری پیدا نہ ہوتی۔ پاکستانی پود کو اسلامی کردار و اخلاق نیز دینی تعلیم و تربیت دینے کی بجائے بے دینی اور آوارگی کا بیہودہ راستہ دکھایا گیا۔ نتیجۃً آج اغیار نے ان حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ملک کو اپنے اساسی نظریۂ اسلام کی بجائے غیر ملکی نظریہ "سوشلزم" کی دعوت سے دوچار کر دیا ہے، جمعیۃ العلمائے پاکستان نے اس دینی اور ملکی فتنے کو چیلنج کیا۔ اور وہ بھولے بھالے پاکستانی مسلمان جو اپنی نادانی کی وجہ سے سوشلزم یا اسلامی سوشلزم کے نعرے کے فریب میں پھنس گئے ہیں ان کو اس فتنہ سے بچانے کے لیے کمر ہمت باندھی۔ ایک سو تیرہ پاکستانی علماء کے فتوے کے بعد مکۃ المکرمہ اور مدینہ منورہ کے باسٹھ علماء کی طرف سے سوشلزم پر کفر کا فتوے عوام کے سامنے آچکا ہے۔ اب اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد مائۃ حاضرہ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی مدظلہ العالیہ کے فرزند ارجمند مفتی مدینہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ العالیٰ کا سنی کانفرنس کامونکی منعقدہ ۱۹-۸-۷۰ پر مرسلہ پیغام حاضرِ خدمت ہے۔ نیز حضرت موصوف نے جو خطبۂ صدارت اجلاس عام منعقدہ مورخہ ۱۰۰-۸-۷۰ بمقام "مرید کے" پڑھا وہ بھی ساتھ ہی پیش خدمت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں اور فیصلہ کریں کہ مسلمانانِ پاکستان مدینۃ المنورہ کے ایسے معزز بزرگ، معتمد و معتبر عالم دین کے مدلل خیالات کو مسترد کر کے آخرت میں رسول عربی علیہ السلام کو کیا منہ دکھائیں گے۔

marfat.com

اب بھی وقت ہے کہ محبان رسول علیہ السلام اس فتنہ سے اپنے ایمان کو بچائیں اور سوشلزم کے تصورات سے تائب ہو کر اپنی نجات کے راستہ پر گامزن ہوں۔

وما علینا الا البلاغ

"لطیف احمد چشتی"

المشیع: جمعیۃ العلمائے پاکستان، کامونکی

marfat.com

خطبہ صدارت

حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدنی

اجلاس عام "مریدکے" ۱۰۸۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باسم اللہ وبحمدہ تعالیٰ ابتدائی القاء کلمتی ھذا مصلیا ومسلما علی افضل الخلق سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرات الافاضل المشائخ العظام والعلماء الکرام وجمہور الکریم وفقہم اللہ لخیر العمل، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ان العالم اسلامی الیوم فی حالۃ تدعوا الی اللہ شفاق البکاء من لحظر الفاتح والامر الخطیر الا وھی الشیوعیہ التی مدت تفشی فی اکثر البلدان العربیۃ والاسلامیۃ وان تفشی ھذا المرض الفتاک فی ھذہ لبلاد اسلامیہ پاکستان المحبوبۃ صبح تنذابہ کثیرا علما بان الشیوعیۃ ھی اشد الطبقات فی العالم لاسلام عداوۃ ومایجری واباء الستاد الحدیدی اصبح معروف الی حد ما ویظھر لنا فی البلدان الاشتراکیہ بانھا لم

marfat.com

تترك للجماهير فيها اى اثر من الحرية مطلقا
او من قدسية الانسان وحقه فى الحياه بل نعانى
كبتا واضطهادا فى العالم اليوم والبلدان الشيوعيه
الاسجنا كبيرا هذا يجب بان لان شق ولا نعمة على
اعداء الاسلام الذين لا يرقبون فى مؤمن الا ولا ذمة
فهؤلاء ليس لهم معاطفة ولا عهد ولا ميثاق ولا صله
يخدون ادسيه لاطماعهم المادية وينظاهرون
بمظاهر المساعده والاحسان ويفكرون فى تقوية
دعائم القضاء على الاسلام والمسلمين ليل نهار وصبح
مساء ايها المسلمون ان اى بلد دخلت عليه الشيوعيه
فى سوء حال ان الاشتراكية والشيوعية
المنتشره فى هذه الايام انما الايام انعام من
الاسلام ما هى الا مكر وخداع ، للمسلمين بقصد
القضاء على الاسلام ان الاسلام دستور متكامل
لا يحتاج الى تعديل او نظام او قانون انزل
الله القرآن على سيد المرسلين تبيانا لكل شئ
فاذا تمسكنا به وبسنة نبيه صلى الله عليه وسلم
بلغنا العلى ولنلق نظرة الى التاريخ الاسلامى
المجيد يتضح فيه جليا ان الاسلام انتشر كثيرا
فى عهد الخلفاء الراشدين رضوان الله عليهم
اجمعين حتى فى زمن الخليفة الثانى عشر بن
عبد العزيز كان يجب من احد يأخذ الزكاة

marfat.com

فلا یجد مستحق لما فیہ خلفاء بیت مال المسلمین
ولم یبق فقیرًا واحد لسیرہ علی الدستور الاسلام
ایہا المسلمون ان ذہاب المسجد الاقصیٰ ثالث الحرمین
واولی القبلتین ما الا نتجبۃ لتغشی الشرعیۃ
فی الملک العربیۃ وقد نزل بالمسلمین ما نری
الیوم فی احتلال فلسطین الطاہرہ ارض الانبیاء
ثم سقوط القدس الشریف وحبیقہا واقدم الیہود
الملعونین علی تمزیق المسلمین۔ وارتکابہا الفظائع
نجبۃ للسیر علی الشرعیہ۔ فیہا ایہا المسلمون انا
اشدکم باللہ ان تنکاتفوا وتنازروا توحدد
اصفوکم وتمتکی ابدینکم ودستورکم انما مثل
المؤمنین للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضًا فیجب
وعلینا الاتحاد فان فی الاتحاد قوۃ لنصر المؤمنین
یقول اللہ عز وجل ان تنصروا اللہ ینصرکم وَیثبت اقدامکم
فلا شیعیہ واشتراکیہ فی الاسلام فلنستعد
لاعلاء کلمۃ بکل ما اوتینا من قوۃ وستکون
کلمۃ الذین کفروا السفلیٰ وکلمۃ اللہ ہی
العلیاء

وَالسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کی تعریف کے ساتھ افضل الخلائق سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہوئے اپنی اس تقریر کا آغاز کرتا ہوں۔

marfat.com

حضرات! افاضل، مشائخ عظام، علمائے کرام اور معزز حاضرین۔ اللہ تعالےٰ آپکو بہتر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ بے شک آج عالم اسلام ایسی حالت میں ہے۔ جو رُلا دینے والے خوف، بھیانک خطرے اور عظیم فتنے کی خبر دے رہی ہے۔ خبردار ہو کر سُن لیجئے کہ وہ عظیم خطرہ سوشلزم ہے جو کہ اکثر مرلی اور اسلامی ممالک میں پھیلتا جا رہا ہے اور اگر یہ مُلک رض میرے محبوب اسلامی ملک پاکستان میں بھی پیدا ہوگئی تو یہ زیادہ ہی تیزی سے پھیل جائے گی کیونکہ اس سوشلزم نے پہلے ہی عالم اسلام میں شدید طبقاتی دشمنی پیدا کر دی ہے اور اس آہنی پردے کے پیچھے جو فتنہ بڑی سرعت کے ساتھ دُور تک مقبول ہو چکا ہے۔ اشتراکی ممالک میں ہم پر اس کے اثرات آشکارا ہو چکے ہیں کہ اس نے ان علاقوں میں عوام میں ذرہ بھر بھی مذہبی آزادی انسانیت کا احترام اور عوام کا زندگی بسر کرنے کا حق تک باقی نہیں رہنے دیا۔ بلکہ آج کی دُنیا میں پریشانی اور اضطراب کو بہت بڑھا دیا ہے اور اشتراکی ممالک بہت بڑے قید خانوں کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ اس لیے ضروری ہو گیا ہے کہ ہم اسلام کے دشمنوں پر اعتماد و اعتبار نہ کریں۔ (جو کسی مومن کے بارے میں بھی کسی قسم کی اور وعدہ کی پرواہ نہیں کرتے)

پس یہ وہ لوگ ہیں جن کی نظر میں ہمدردی، وعدہ معاہدہ اور صلہ کی کوئی چیز نہیں یہ تو اپنے مادی لالچوں کی خاطر ہمیں آلہ کار بناتے رہتے ہیں۔ اور ظاہراً احسان و مروت کا اظہار کرتے رہتے ہیں لیکن بالمناً وہ رات دن اور صبح و شام مسلمانوں کے خلاف اپنے منصوبوں کو قوی کرنے کے متعلق ہی سوچتے رہتے ہیں۔

اے مسلمانو! جن ممالک میں سوشلزم آیا وہ بہت بُری حالت میں ہیں۔ سوشلزم اور کمیونزم جن کو آج اسلام کا نام دیا جا رہا ہے یہ مسلمانوں کے خلاف ایک گہری سازش اور مکر و فریب کا جال ہے۔ اسلام ایک کامل دستور ہے ایک غیر متبدل نظام ہے۔ ایک ایسا قانون ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن کی صورت

marfat.com

میں نازل فرمایا جو ہر چیز کی وضاحت کرنے والا ہے جب ہم اس قرآن کو اور اللہ کے نبیؐ کی سنت کو مضبوطی سے تھام لیں گے تو ہم ترقی حاصل کرلیں گے۔ ہم اگر اسلامی تاریخ میں نگاہ ڈالیں تو ہم پر یہ واضح ہو جائے گا کہ خلفائے راشدین کے زمانے میں اسلام بہت زیادہ پھیلا یہاں تک کہ خلیفہ زاہد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دورِ خلافت میں لوگ زکوٰۃ لیکر کسی مستحق کی تلاش میں پھرتے تھے اور کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ پاکر بیت المال میں داخل کر دیتے تھے۔ اور دستورِ اسلامی کی برکات تھیں کہ اس دور میں کوئی فقیر نہ رہا۔

اے مسلمانوں! بلادِ عربیہ میں سوشلزم آنے ہی کا نتیجہ ہے کہ ہمارے ہاتھوں سے مسجد اقصیٰ جو تیسرا حرم اور قبلہ اوّل ہے چھن چکا ہے۔ مسلمانوں پر آج جو مصائب نازل ہو رہے ہیں اور جنہیں ہم دیکھ رہے ہیں یعنی انبیاءؑ کی سرزمین مقدس فلسطین پر یہودیوں کا غاصبانہ قبضہ بیت المقدس کا سقوط اور اس کے جلائے جانے کا سانحہ۔ مسلمانوں کا قلع قمع کرنے کے صیہونی اقدامات اور ان کی ذلت اور رسوائی کے سامان یہ سب سوشلزم پر گامزن ہونے کا ہی نتیجہ تو ہیں۔

پس اے مسلمانو!

میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم کندھے سے کندھا ملا کر باہمی تعاون کی فضا پیدا کرتے ہوئے یا اپنی صفوں کو متحد کر لو۔ اور اپنے دین اور دستورِ حیات کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ اور آپس میں کینے اور بغض کو ختم کر دو اور آپس کے اختلافات چھوڑ دو، یقیناً مومن دوسرے مومن کے لیے ایک دیوار کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کو قوت دیتا ہے۔ پس ہم پر متحد ہو جانا واجب ہے کیونکہ اتحاد ہی میں مسلمانوں کی نصرت کے لئے طاقت ہے۔ اللہ عزوجلّ فرماتے ہیں کہ اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائیں گے اور تمہیں ثابت قدمی بخشیں گے۔ پس سوشلزم اور اشتراکیت کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ اس لیے ہمیں اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے پوری طاقت اور تمام وسائل

marfat.com

کے ساتھ تیار ہو جانا چاہیئے۔ اور ان شاء اللہ عنقریب کلمہ کفر ذلیل ہو جائے گا اور اللہ کا کلمہ بلند ہو جائے گا۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذى جعلنا من امةِ سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم، وامرنا باتباعه صلوات الله وسلامه عليه وعلى اله و اصحابه وسلم تسليمًا، اما بعد ايها الساده حضرات الافاضل العلماء والمشائخ الفضلاء والحاضرين الكرام ! السلام عليكم ورحمة الله وَبركاته وبعد ايها المسلمون نحمد الله سبحانه ان جعلنا من خير أُمة اخرجت للناس تأمر بالمعروف و تنهى عن المنكر فالواجب اليوم على كل مسلم محاربة الشيوعيه والصهيونية لانهما ليست من الاسلام فلا شيوعية ولا صهيونيه فى الاسلام وان الاسلام بريءٌ عنها ولو تمعنا بالحقيقة فيهما لوجدنا بيحنٌ للمومن إذ لايكون الانسان حُرًّا فى تصرفاته الشرعيه بل يكون مقيدًا بتعاليم الباطله المزيّفه ان دين الاسلام هو دين العقيدة ان دين الاسلام هو دين التسامح والتاخى والتاذر ويدعونا الى ان يكون يدًا واحدة ضد الكفار الشيوعية والصهيونية والملحدون مثل المؤمن للمؤمن كالبنان يشدُ بعضه بعضًا لاخلاف بعد اليوم بين المسلمين الا اذا خرج عن الشريعة السمحاء فيجب له نصحة وافهامه بالتى هى احسن متجنبا الانانية والتناغض والتحاسد فان قبل فيها ونعمت والآ فتركه لله لان الحب لله والبغض لله

marfat.com

ایہا المسلمون یجب علینا ان نوحد صفوفنا و نجمع بین کلمتنا
وان نقتفی بتعالیم الدین الاسلامی وان یکون دستورنا ھو
کتاب اللہ عزوجل و سنۃ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم و
والتقید باحد المذاھب الاربعۃ المحقہ اسوۃ باسلافنا وان
نحتفظ بآداب النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم و نتخلق باخلاقہ
الشریفہ صلی اللہ علیہ وسلم ایہا الاخوان المسلمون ھل ترون
دستورا یعلو علی کتاب اللہ الذی لا یاتیہ الباطل
من بین یدیہ ولا من خلفہ وسنۃ نبینا سیدنا محمد الصادق
المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم۔ حاشا للہ لا یعلو ای دستور
او نظام علی کتاب اللہ وسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وفقنا اللہ لاتباعہ صلی اللہ علیہ وسلم وانی اقدم شکری
لجمیع الحاضرین فی ھذا الاجتماع الکامل العظیم وانی قد
انبت بکلمتی ھذا لتکون معبرۃ عن بعض شعوری
نحو جمعیۃ علماء پاکستان الافاضل و فقھم اللہ لخیر العمل
واعانھم للقیام بخدمۃ الاسلام والمسلمین وانی اسال اللہ
الکریم ان یحفظ الجمیع وان یحفظ لنا شیخ الاسلام حضرت
العلامۃ البحر الکبیر المجاھد الکبیر محب الفقراء و
الماکین صاحب الفضیلۃ والارشاد عمدۃ العارفین مربی
المریدین حضرت خواجہ محمد قمر الدین حفظہ اللہ وابقاہ ومتع
المسلمین بطول حیاتہ لکی یرشد الناس والمسلمین

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قالہ بفمہ وحررہ بنانہ فضل الرحمان القادری المدنی

marfat.com

ترجمہ : اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں جو بے حد مہربان بہت رحم کرنیوالا ہے ۔ سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے بنایا اور ہمیں آپ کی پیروی کرنے کا حکم فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلام آپؐ پر ہوں اور آپ کی آل و اصحاب پر ہوں اور اللہ تعالیٰ سب پر صحیح طور پر سلامتی رکھے ۔ اس کے بعد مدعا یہ ہے ،

اے سردارو ، عالمو ، فاضلو ، بزرگو اور حاضرین کرام ! آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں ہوں اور اے جمیع مسلمانو ! ہم خدائے پاک کی تعریف کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں بہترین امت میں سے بنایا جو لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے تیار کی گئی جو نیکی کا حکم دیتی ہے اور برائی سے منع کرتی ہے ۔ پس آج ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ سوشلزم اور یہودیت کا مقابلہ کرے ۔ کیونکہ اسلام میں ان کا کوئی وجود نہیں ۔ نہ تو اسلام میں کوئی سوشلزم ہے اور نہ یہودیت ہے اور یقیناً اسلام ان چیزوں سے بری الذمہ ہے ۔ اور اگر ہم صحیح طور پر اس میں فائدہ بھی حاصل کر لیتے ہیں ۔ تو ہم ضرور اسے مؤمنین کے لیے ایک قید خانہ کی مثال ہی سمجھیں گے ۔ کیونکہ انسان اس نظام میں اپنے شرعی تصرفات میں آزاد نہیں رہتا ۔ بلکہ ان کے باطل اور ملمع شدہ نظام کی پیروی کا مقید ہو جاتا ہے ۔ بے شک دین اسلام ہی صحیح العقیدہ دین ہے ۔ اور دین اسلام ہی درگزر ، اخوت اور رواداری کا مذہب ہے ۔ اور وہ ہمیں اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ سوشلزم ، یہودیت اور ملحدوں کی ملت کے مقابلے میں ایک متحد طاقت ہونی چاہیئے ۔ مومن کی مثال اس بنیاد کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کر جاتا ہے ۔ آج کے بعد مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہ ہونا چاہیئے ، سوائے اس کے کہ کوئی اس کشادہ دامن شریعت سے ہی نکل جائے ۔ تو اس صورت میں اسے نصیحت کرنا اور احسن طریقہ سے سمجھانا ضروری ہے ۔ اس حالت میں کہ سمجھانے والا تکبر بغض اور حسد سے ماورا ہو ۔ پس

marfat.com

اگر وہ خیال کرے تو اچھی بات ہے اور اس کے لئے بہتر ہے ورنہ اس کو خدا کی رضا کے لئے چھوڑ دینا چاہیے کیوں کہ محبت اور عداوت خدا کی رضا کے لئے ہونی چاہیئے۔

اے مسلمانو! پر واجب ہے کہ ہم اپنی صفوں کو منظم کریں اور ہم اپنی آواز کو متحدہ کریں اور دین اسلام کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں اور ہمارا دستور العمل اللہ عزوجل کی کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مطہرہ اور ائمہ اربعہ حقہ میں سے کسی ایک کی پیروی اپنے بزرگوں کے نمونے کے مطابق ہونا چاہیئے اور یہ بھی کہ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پیروی کریں اور آپ کے شرعی اخلاق سے آراستہ رہیں۔

اے مسلمان بھائیو!

کیا تم ایسے دستور کا تصور بھی کر سکتے ہو جو اللہ کی کتاب سے بڑھ کر ہو۔ جس کے مقابلے میں باطل کسی طور نہیں ٹھہر سکتا۔ یا ایسے دستور کا تصور کر سکتے ہو جو ہمارے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے بڑھ کر ہو جنہیں صادق و مصدوق تسلیم کیا گیا؛ ہرگز نہیں۔ کوئی دستور یا نظام اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ہرگز بڑھ کر نہیں ہو سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی توفیق عطا فرمائے اور بے شک میں سب سے پہلے کا مومن" کے اس اجتماع میں تمام حاضرین کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں نے اپنی اس تقریر کے ذریعے جناب کو خبردار کر دیا ہے کہ میری تقریر سے فاضل علمائے جمعیت علمائے پاکستان کے بارے میں میرے بعض جذبات کا اظہار ہو جائے اللہ تعالیٰ ان علمائے حق کو بہتر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور خدمت اسلام اور امت مسلمہ کے لیے ڈٹ جانے میں ان کی مدد فرمائے اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ ہم سب کی قیادت کے لیے شیخ الاسلام حضرت علامہ مجاہد کبیر صدر جمعیت العلمائے پاکستان، محب الفقراء و المساکین صاحب فضیلت والارشاد، عمدۃ العارفین، مربی المریدین حضرت خواجہ قمر الدین صاحب کی حفاظت کرے اور مسلمانوں کو ان کی عمر دراز سے ہدایت پہنچائے تاکہ وہ تمام لوگوں اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچاتے رہیں۔

marfat.com

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کے مورث اعلیٰ

ملک العلماء علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی قدس سرہٗ

علامہ عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ کا وطن سیالکوٹ تھا۔ عہد اکبری ۹۶۸ھ میں پیدا ہوئے یہیں پرورش پائی۔ آپ کے والد ماجد کا نام شمس الدین تھا۔ علامہ مشرقین، معلم الثقلین مولانا محمد کمال کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کی۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ کو مجدد الف ثانی کے لقب سے سب سے پہلے آپ ہی نے یاد کیا، اور مجدد صاحب نے آپ کو آفتابِ پنجاب کا لقب دیا۔

علامہ سیالکوٹی عالم، فاضل، فقیہہ، محدث، مفسر اور خصوصاً علمِ معقولات کے بہت بڑے عالم تھے۔ آپ کا شمار اکابر علماء و فضلاء میں ہوتا ہے۔ آپ نے زیادہ تر منطق و فلسفہ کی ادق ترین کتابوں کے حواشی اور ان کی شرحیں لکھیں

۔اس کے علاوہ آپ کی جملہ کُتب عربی زبان میں ہیں۔ جو کہ پاک و ہند کے علاوہ مصر، شام، ترکی، اور بلادِ عرب میں بھی شائع ہوتی ہیں۔ اور بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔ آپ کی تصانیف کے نام درج ہیں:۔

۱: حاشیہ تفسیر بیضاوی

۲: حاشیہ کتاب مشہود

۳: حاشیہ مقدمات تلویح

۴: حاشیہ مطوّل

۵: حاشیہ شریفیہ

marfat.com

۶ : حاشیہ شرح عقائد تفتازانی

۷ : حاشیہ شرح عقائد ملا جلال دوانی

۸ : حاشیہ شرح شمسیہ

۹ : حاشیہ شرح مطالع

۱۰ : حاشیہ درۃ ثمینیۃ فی اثبات علم واجب

۱۱ : حاشیہ عبدالغفور

۱۲ : حاشیہ شرح ہدایۃ الحکمۃ

۱۳ : تکملہ عبدالغفور

۱۴ : حاشیہ قطبی

۱۵ : حواشی ہوامش شرح حکمت العین

۱۶ : حاشیہ مراح الارواح

۱۷ : تکملہ عبدالحکیم شرح جامی

۱۸ : حاشیہ شرح مواقف

۱۹ : حاشیہ شرح کافیہ

۲۰ : شرح تہذیب منطق

۲۱ : القول المحیط

۲۲ : دلائل التجدید

۲۳ : سیالکوٹی علی التصورات

۲۴ : حاشیہ خیالی

مغل بادشاہ شاہجہان نے آپکو دو مرتبہ میزان میں تلوایا اور ہر دفعہ چھ چھ ہزار روپیہ دیا۔
۱۸ ربیع الاول ۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۶ء کو سیالکوٹ میں وصال ہوا۔ "شیخ محسن" آپ کی تاریخ وفات ہے[1]

---

[1] تفصیل کے لیے "سوانح فاضل سیالکوٹی از مولانا ضیاء اللہ القادری، اور "حدائق الحنفیہ" دیکھئے۔

marfat.com

۱۵م

حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ

دنیائے صحافت میں

روزنامہ امروز لاہور۔ ملتان

راولپنڈی ۲ر اکتوبر (ریڈیو رپورٹ) برصغیر کے ممتاز عالم دین مولانا ضیاء الدین آج مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی عمر ۱۱۰ برس تھی اور وہ ۶۰ برس پہلے سعودی عرب چلے گئے تھے ان کی ساری زندگی اسلام کی خدمت میں گزری تاہم وہ برصغیر کے مسلمانوں کے لیے آزاد وطن کے قیام کے حامی تھے۔ اور اس کے لیے سرگرمی سے کام کرتے رہے۔

لاہور ۳ر اکتوبر۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی کے ممتاز خلیفہ اور اہل سنت کے روحانی پیشوا، شیخ ضیاء الدین احمد قادری گذشتہ روز مدینہ منورہ میں ایک سو سات سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ وہ ۵۰ سال سے مدینہ منورہ میں مقیم تھے اور انہوں نے ۱۴ مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی، دینی تنظیموں کی طرف سے ان کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا ہے، مرحوم کی رسم قل کل صبح ۸ بجے جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری دروازے میں ادا ہوگی، اس موقع پر علمائے کرام شیخ ضیاء الدین قادری کو خراج عقیدت پیش کریں گے۔

تنظیم المدارس کے ناظم اعلیٰ مفتی عبدالعلوم ہزاروی نے حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی کو دینی اور قومی خدمات کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ بہترین محدث، عابد اور بے مثال عاشق رسولؐ تھے، ان کی دینی خدمات دنیائے اسلام کے لیے بے مثل ہیں، جامعہ نظامیہ رضویہ کے ایک اجتماع میں جو مرکزی مجلس رضا کے زیر اہتمام ہوا، مرحوم کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ خدام گنج بخش روڈ کے اجلاس میں جو میاں محمد سلیم حماد کی صدارت میں ہوا۔ حضرت شیخ طریقت کی وفات کو عالم اسلام کا بڑا عظیم نقصان قرار دیا گیا۔ دارالعلوم نعمانیہ میں قرآن خوانی کی گئی اور شیخ الحدیث مولانا عزیز الٰہی نے حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی کو خراج عقیدت پیش کیا۔

کراچی ۴ر اکتوبر۔ سندھ کے صوبائی وزیر اطلاعات جناب احمد یوسف آج مولانا شاہ احمد نورانی کے ہاں گئے اور مولانا ضیاء الدین مدنی کی فاتحہ خوانی میں شرکت کی۔ مولانا مدنی کا انتقال ایک سو سات برس کی عمر میں گزشتہ دنوں میں مدینہ منورہ ہوا تھا۔ فاتحہ خوانی میں ممتاز علماء اور شخصیات نے شرکت کی۔

marfat.com

لاہور ۱۱ر اکتوبر روحانی بزرگ مولانا ضیاء الدین قادری مدنی علیہ الرحمۃ کی یاد میں تعزیتی جلسہ زیر سرپرستی حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری وزیر اہتمام میاں خلیل احمد شرقپوری ۱۵ر اکتوبر کو بعد نماز عشاء جامع مسجد شیرربانی اکبر روڈ چوک مدینہ وسن پورہ میں ہوگا۔

روزنامہ جنگ لاہور ملتان

کراچی ۱۲ر اکتوبر (نمائندہ جنگ) اعلیٰحضرت احمد رضا بریلوی کے ممتاز خلیفہ اور اہل سنت کے مقتدر روحانی پیشوا مولانا شیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی طویل علالت کے بعد ۱۰۷ برس کی عمر میں آج ایک بجے دن مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ مولانا شیخ ضیاء الدین مرحوم ۷۵ برس سے مدینہ منورہ میں مقیم تھے انہوں نے حج کے لیے لیکن گذشتہ دس برس سے وہ مدینہ منورہ سے ایک میل بھی باہر نہ جاتے کہ کہیں مدینہ منورہ سے باہر موت نہ آجائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش پوری کی۔ اور ذوالحج کے پہلے جمعۃ المبارک کو مدینہ منورہ میں ان کا وصال ہوا۔ مولانا ضیاء الدین ۱۲۹۴ھ میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ وہ ۲۲ برس کی عمر میں گھر سے بوجوہ ہجرت کر گئے اور حصول علم دین میں مشغول ہو گئے دوران تعلیم ہر ہفتہ بریلی تشریف لے جاتے۔ اعلیٰحضرت شاہ احمد رضا بریلوی سے بیعت کی اور دورۂ حدیث کی تکمیل پر اعلیٰحضرت نے مولانا ضیاء الدین احمد کو خرقۂ خلافت سے نوازا۔ خلافت پانے کے بعد وہ بغداد گئے۔ پانچ برس وہاں قیام کرنے کے بعد ۱۳۲۴ھ میں حجاز مقدس پہنچے اور مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی۔ وہیں شادی کی۔ پاکستان میں مولانا کے ایک بھائی اور بہن مقیم ہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی جو ان دنوں اندرون سندھ کے دورے پر ہیں کل نواب شاہ سے واپس آرہے ہیں۔ ان کی رہائش گاہ پر ہفتہ اور اتوار کو عصر اور مغرب کے مولانا مرحوم کے ایصالِ ثواب کے لیے قرآن خوانی ہوگی۔

کراچی ۱۲ر اکتوبر (جنگ نیوز) اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی کے ممتاز خلیفہ اور اہل سنت کے مقتدر روحانی پیشوا مولانا شیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی آج بروز جمعہ نماز کے دوران مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی عمر ۱۰۲ سال تھی مولانا کے انتقال کی خبر ملتے ہی تمام اہلسنت علماء اور عوام سکتے میں آگئے۔ مولانا ضیاء الدین، مولانا فضل الرحمٰن مدنی کے والد اور مولانا شاہ احمد نورانی کے دادا خسر تھے۔ مولانا نورانی نے اپنے تمام پروگرام منسوخ کر دیئے ہیں۔ اور وہ کل صبح کراچی پہنچ رہے ہیں۔ مولانا ضیاء الدین مرحوم کو ایصال ثواب کے لیے کل ہفتہ ۱۲ر اکتوبر اور اتوار ۱۳ر اکتوبر کو بعد نماز عصر

marfat.com

اداریہ

روزنامہ **حُرّیت** (کراچی)

۴ راکتوبر ۱۹۸۱ء

موت العالِم موت العالَم

ممتاز عالمِ دین اور سالکِ راہ طریقت، حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رح گزشتہ روز ۸۰ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ط

گزشتہ صدی ہجری میں جن علماء و مشائخ نے مذہب اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور مقامِ مصطفےٰ کے تحفظ کے لیے نمایاں خدمات انجام دیں ان میں مولانا ضیاء الدین مدنی کا اسم گرامی سرِ فہرست ہے۔ آپ برصغیر کے ممتاز عالم دین اور صاحبِ شریعت و طریقت فاضلِ بریلوی مولانا احمد رضا خاںؒ کے آخری خلیفہ اور حضرت محدثِ سورتی کے شاگردِ رشید تھے۔ مولانا ضیاء الدین مدنی کا قلب عشقِ مصطفےٰ سے سرشار تھا۔ اور یہی عشق ان کو دیارِ نبیؐ لے گیا، جہاں ۵۰ سال مستقل قیام کے بعد آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

مولانا ضیاء الدین مدنی کی صحبتِ کیمیا اثر نے بے پناہ افراد کے دیدہ و دل کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔ آپ سلف الصالحین کی منہ بولتی تصویر اور خلق مصطفویؐ کے مظہر تھے۔ پورے عالمِ اسلام سے علماء و مشائخ، مفکرین اور دانشور آپ کے حلقۂ درس میں شریک ہوتے اور آپ کے روحانی فیوض و برکات سے بہرہ مند ہو کر بھٹکی ہوئی انسانیت کو حق و صداقت کی راہ دکھاتے رہے ہیں۔ آپ کے ارادتمندوں کی ایک بڑی تعداد پورے عالمِ اسلام میں پھیلی ہوئی ہے۔ خصوصاً پاکستان میں آپ کے خلفاء اور مریدین بکثرت موجود ہیں۔

ہم مولانا ضیاء الدین مدنی کے صاحبزادے حضرت مولانا فضل الرحمٰن (مقیم مدینہ) آپ کے خلفاء اور ارادت مندوں سے اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے بارگاہِ خداوندی میں دعا کرتے ہیں کہ وہ مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے۔ (آمین)

marfat.com

نورانی میاں کی قیام گاہ پر قرآن خوانی ہوگی مولانا
شیخ ضیاء الدین گزشتہ ۷۰ سال سے مدینہ منورہ میں
مقیم تھے اور چہار سمت سے آنے والے مسلمانوں کے
لیے مدینہ منورہ میں ان کی ذات نہایت محترم تھی
مولانا نے تمام زندگی خدمت دین میں بسر کی۔ مولانا
ضیاء الدین نے ۹۰ کے قریب حج کئے ہیں۔ اواخر عمر میں نہایت
ضعیفی کے سبب سفر چھوڑ دیا۔ اور گزشتہ دس برس
سے مدینہ منورہ سے باہر بھی نہیں جاتے تھے کہ کہیں
مجھے مدینہ سے باہر موت نہ آجائے۔ اللہ تعالیٰ نے
ان کی یہ خواہش پوری کی۔ اور ذوالحج کے پہلے
جمعۃ المبارک کو مدینہ منورہ میں ان کا وصال ہوا۔
مولانا ضیاء الدین ۱۲۹۲ھ میں سیالکوٹ میں پیدا
ہوئے۔ آپ کے والد کا اسم گرامی شیخ عبدالعظیم
تھا۔ ۲۲ برس کی عمر میں مولانا ضیاء الدین لاہور آگئے
اور حصول علم دین میں مشغول ہو گئے، حضرت مولانا
غلام قادر صاحب بھیروی سے درس نظامی کتب پڑھیں
اور پھر پیلی بھیت میں حضرت مولانا وصی احمد محدث
سورتی سے دورۂ حدیث شریف کی تکمیل کی، دوران
تعلیم ہر ہفتے بریلی شریف جاتے۔ اعلیٰ حضرت مولانا
شاہ احمد رضا بریلوی سے بیعت ہوئے۔ دورۂ
حدیث کی تکمیل پر اعلیٰ حضرت نے مولانا ضیاء الدین
کو قادری خلافت سے نوازا۔ مولانا ضیاء الدین خلافت
پاکر بغداد شریف گئے اور پانچ برس وہاں
قیام کرنے کے بعد ۱۳۲۷ھ میں حجاز مقدس پہنچے
اور مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی۔ اور وہیں
دو مرتبہ شادی کی۔ ایک صاحب زادی اور
ایک صاحب زادے حیات ہیں۔ باقی چھوٹی
عمروں میں انتقال کر گئے۔ مولانا ضیاء الدین
اردو، عربی، فارسی، پنجابی، انگریزی اور دیگر
زبانیں روانی سے بولتے تھے عالم اسلام میں ان
کی شخصیت نہایت محترم سمجھی جاتی تھی آخر عمر میں
جوڑوں کے درد اور دیگر امراض نے اتنا کمزور
کر دیا کہ مسجد میں بھی نہیں جاسکتے تھے مگر اپنے
ملنے والوں سے ان کی شفقت مثالی تھی جس کے اپنے
اور غیر سب معترف ہے۔ پاکستان میں مولانا کے
ایک بھائی اور بہن مقیم ہیں۔ ان کی پوتی مولانا شاہ
احمد نورانی کی اہلیہ ہیں۔ مولانا کے مشہور خلفاء میں
مولانا محمد شفیع اوکاڑوی قابل ذکر ہیں۔ نورانی میاں
کے بھائی مولانا جیلانی جناب محمد احمد صدیقی، جناب
صدیقی راٹھور اور دوسرے اہل سنت رہنماؤں
نے مرحوم کی وفات پر تعزیت کرتے ہوئے
اسے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا ہے۔ نوجوان
رہنما کوکب نورانی نے شیخ الاسلام رہبر اہل سنت
مولانا شیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی کے انتقال
پر گہرے صدمے اور افسوس کا اظہار کرتے
ہوئے کہا ہے کہ مولانا کا وصال پاک و ہند بلکہ دنیا
میں موجود تمام اہل سنت کے لیے شدید صدمے کا باعث
اور ناقابل تلافی نقصان ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا
نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی جانشینی اور نیابت
کا صحیح حق ادا کیا اور اپنی تمام زندگی خدمت دین
میں بسر کی۔

marfat.com

اعلیٰ حضرت کے ممتاز خلیفہ مولانا ضیاء الدین مدینہ منورہ میں وفات پا گئے

اعلیٰ حضرت کے صاحبزادے حامد میاں ہوائی جہاز سے اور مولانا نورانی کے گھر پر قرآن خوانی ہوگی

کراچی ۲ر اکتوبر (پریس ریلیز) اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی کے ممتاز خلیفہ اور اہل سنت کے مقتدر دعاۃ پیشوا مولانا شیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی آج بروز جمعہ نماز کے دوران مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکی عمر ۱۰۱ سال تھی مولانا کے انتقال کی خبر ملتے ہی تمام اہل سنت علماء اور عوام سکتے میں آگئے۔ مولانا ضیاء الدین، مولانا فضل الرحمٰن مدنی کے والد اور مولانا شاہ احمد نورانی کے دادا خسر تھے۔ مولانا نورانی نے اپنے تمام پروگرام منسوخ کر دیئے ہیں۔ اور وہ کل صبح کراچی واپس پہنچ رہے ہیں۔ مولانا ضیاء الدین مرحوم کو ایصال ثواب کے لئے کل ہفتہ ۲ر اکتوبر بعد از اتوار ۳ر اکتوبر کو بعد عصر نورانی میاں کی قیامگاہ پر قرآن خوانی ہوگی۔ مولانا شیخ ضیاء الدین گزشتہ ۵۰ سال سے مدینہ منورہ میں مقیم تھے اور چہار سمت سے آنے والے مسلمانوں کے لئے مدینہ منورہ میں ان کی ذات نہایت محترم تھی۔ مولانا نے تمام زندگی خدمت دین میں بسر کی۔ مولانا ضیاء الدین نے ۶۰ کے قریب حج کئے ہیں۔ اواخر عمر میں نہایت ضعیفی کے سبب سفر چھوڑ دیا۔ اور گزشتہ دس برس سے مدینہ منورہ سے باہر کبھی نہیں جاتے تھے کہیں مجھے مدینہ سے باہر موت نہ آجائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش پوری کی اور ذوالحجہ کے پہلے جمعۃ المبارک کو مدینہ منورہ میں ان کا وصال ہوا۔

لاہور ۳ر اکتوبر (پریس ریلیز) صدر الافاضل سوسائٹی کے اجلاس میں مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کی وفات کو مسلمانان عالم کے لیے ایک عظیم نقصان قرار دیا گیا اور ان کی دینی اور روحانی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا گیا اور اجلاس میں مرحوم کے لیے دعائے مغفرت بھی کی گئی۔

کراچی کے شہریوں کو ہفتہ ۳ر اکتوبر کے اخبارات کے ذریعے اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی کے خلیفہ ممتاز عالم دین شیخ طریقت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی خبر نے سوگوار کر دیا مولانا مدنی گذشتہ ۵۰ سال سے مدینۃ النبیؐ میں

مولانا شیخ ضیاء الدین وفات پا گئے

کراچی ۲ر اکتوبر (نمائندہ جنگ) اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی کے ممتاز خلیفہ اور اہل سنت کے مقتدر روحانی پیشوا مولانا شیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی طویل علالت کے بعد ۱۰۱ برس کی عمر میں آج ایک بجے دن مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ مولانا شیخ ضیاء الدین مرحوم ۵۰ برس سے مدینہ منورہ میں مقیم تھے انہوں نے ۶۰ کے قریب حج کئے لیکن گذشتہ دس برس سے وہ مدینہ منورہ سے ایک میل بھی باہر نہیں جاتے تھے کہ کہیں مدینہ منورہ سے باہر موت نہ آجائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش پوری کی اور ذوالحجہ کے پہلے جمعۃ المبارک کو مدینہ منورہ میں ان کا وصال ہوا۔ مولانا ضیاء الدین ۱۲۹۳ھ میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے وہ ۲۲ برس کی عمر میں گھر سے بوجہ ہجرت کر گئے اور حصول علم دین میں مشغول ہو گئے دوران تعلیم ہر ہفتے بریلی تشریف لے جاتے۔ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا بریلوی سے بیعت کی اور دورہ حدیث کی تکمیل پر اعلیٰ حضرت نے مولانا ضیاء الدین احمد کو خرقہ خلافت سے نوازا۔ خلافت پانے کے بعد وہ بغداد گئے پانچ برس وہاں قیام کرنے کے بعد ۱۳۲۷ھ میں حجاز مقدس پہنچے اور مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی۔ وہیں شادی کی پاکستان میں مولانا کے ایک بھائی اور بہن مقیم ہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی جو ان دنوں اندرون سندھ کے دورے پر ہیں کل نواب شاہ سے واپس آرہے ہیں ان کی رہائش گاہ پر ہفتہ اور اتوار کو عصر اور مغرب کے درمیان مولانا مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی ہوگی

قیام پذیر تھے ان کا آبائی وطن سیالکوٹ تھا۔ لیکن مدینہ شریف پہنچے تو گنبد خضرا کی بہاروں نے انہیں اپنا گرویدہ بنالیا، اور وہیں کے ہو رہے ان کی عمر انتقال کے وقت ۱۱۰ سال تھی اور وہ گذشتہ کئی سالوں سے علیل تھے۔ لیکن پھر بھی ان کا وجود نہ صرف یہ کہ ملت اسلامیہ کے اتحاد کی علامت تھا بلکہ ان کا مسکن مدینہ منورہ میں باب مجیدی کے سامنے

marfat.com

میں عاشقان نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے مخزن رشد و ہدایت تھا۔ مجھے بھی حضرت کی خدمت میں حاضری کا موقع ملا ہے۔ نورانی چہرہ ، نرم اور دل کو گرویدہ کرنے والی گفتگو اور سچے عاشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہر وقت سنتِ مصطفوی کی تبلیغ ان کا شعار تھا۔ عالم اسلام میں جو بھی ایک بار ان کی خدمت میں حاضر ہو گیا پھر ایسا کبھی نہیں ہوا کہ وہ دوبارہ مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں گیا ہو اور مولانا ضیاء الدین کی خدمت میں حاضر نہ ہوا ہو۔ روزانہ عشاء کی نماز کے بعد علانیہ میلاد کی مختصر محفل کا اور لنگر کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہا۔ ان کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن مدنی خود بھی مقتدر عالم دین ہیں انہیں اپنے والد کا علم اور خصوصیات گویا ورثہ میں ملی ہے۔ میں دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا ہوں اور مدینہ شریف، میں قیام کے دوران ان کی شفقت کے نقوش آج بھی دل پر قائم ہیں۔ مولانا فضل الرحمن مولانا شاہ احمد نورانی کے خسر ہیں۔ اس رشتے سے بھی کراچی میں جیسے ہی مولانا ضیاء الدین مدنی کے انتقال کی اطلاع ملی مولانا نورانی کی قیام گاہ پر تعزیت کرنے والوں کا تانتا بندھ گیا۔ ہفتہ اور اتوار کو مولانا نورانی کی قیام گاہ پر قرآن خوانی کا سلسلہ جاری رہا۔ دارالعلوم امجدیہ میں ایک تعزیتی اجلاس ہوا جس میں مولانا ظفر علی نعمانی، علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، شاہ فرید الحق اور مفتی وقار الدین نے خطاب کیا۔ جامع مسجد عید گاہ میں اتوار کی شب تعزیت کے سلسلے میں مرکزی جلسۂ عام، جماعت اہلِ سنت کراچی (جس کے صدر مولانا غلام دستگیر افغانی ہیں) کے زیر اہتمام منعقد ہوا، جس میں مقتدر علمائے کرام، سماجی کارکن اور سیاسی راہنماؤں نے مولانا ضیاء الدین مدنی کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا۔ اور ان کے وصال کو عالم اسلام کے لیے عظیم نقصان قرار دیا۔

کراچی ۳ اکتوبر (اسٹاف رپورٹر) مولانا ضیاء الدین مدنی کے مدینہ منورہ میں انتقال پر مختلف مذہبی رہنماؤں نے تعزیت کا اظہار کیا۔ جماعت اہلسنت کراچی کے صدر شیخ الحدیث مولانا محمد رمضان، ناظم اعلیٰ مولانا منظور الحق، خان محمد پراچہ اور مولانا عبدالمجید اشرفی نے ایک بیان میں کہا ہے، علامہ ضیاء الدین کا انتقال عالم اسلام کے لیے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ مرحوم نے اپنی ساری زندگی اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں کی پیروی اور عقیدت میں صرف کر دی وہ ۱۷ اکتوبر بروز اتوار بعد نماز عشاء جامع مسجد فاروقی منظور کالونی محمود آباد میں مولانا ضیاء الدین کے سلسلے میں تعزیتی جلسہ عام سے مولانا منظور الحق، صوفی غلام حسین، مولانا محمد بخش شہیدی مولانا سردار علی ندوی اور مولانا محمد شفیع اکاڑوی خطاب کریں گے۔ جماعت اہل سنت کے رہنما مولانا غلام دستگیر افغانی اور مولانا شاہ نواب الحق قادری نے کہا ہے، کہ مفتی اعظم ضیاء الدین قادری مدنی خاندانِ مصطفیٰ کے وہ فرد تھے جو ہر دلعزیزی اور عقیدت کا مرکز تھے عالم کے جید علماء و مشائخ آپ سے شرف بیعت رکھتے تھے، پاکستان میں آپ کے خلفاء کی مذہبی و ملی خدمات سے آپکی عظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

marfat.com

استحکامِ پاکستان کونسل کے رہنماؤں جناب محمد نفیس خاں اکبرآبادی، نوشے خاں، محمد عثمان، عثمان غنی زاہد القادری نے ایک مشترکہ بیان میں ممتاز عالم دین، مفتی ضیاء الدین مدنی کے انتقال پر ملال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے

مرکزی انجمن حزبلیان ریاض رسولؐ کے صدر علامہ سید محمد ریاض الدین سہروردی نے مولانا ضیاء الدین مدنی کے وصال پر تعزیت کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ حضرت مولانا ضیاء الدین عالم باعمل اور صحیح معنوں میں درویش کامل تھے۔

کراچی ۳ راکتوبر (پ ر) عالم اسلام کے ممتاز روحانی پیشوا اور اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضلِ بریلوی کے خلیفہ مولانا شاہ محمد ضیاء الدین احمد مدنی کے ایصالِ ثواب کے سلسلے میں آج مولانا شاہ احمد نورانی کی قیام گاہ پر قرآن خوانی ہوئی جس میں مولانا شاہ احمد نورانی، علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، پروفیسر شاہ فرید الحق، مولانا نقیس علی خان مفتی ظفر علی نعمانی، مفتی شجاعت علی قادری، قاری رضا المصطفیٰ، مولانا شاہ صحد جیلانی، مفتی غلام قادر کشمیری مولانا شوکت حسین خان، مولانا غلام دستگیر افغانی، مولانا شاہ تراب الحق قادری، مولانا منظور الحق، مولانا علی نواز سعیدی محمد حنیف حاجی طیب، مولانا ابدار احمد رحمانی، مولانا عبدالہادی مولانا رجب علی نعیمی، قاری محمد ظفر، صوفی عبدالہادی، صوفی ایاز خان نیازی اور مقتدر علمائے کرام کے علاوہ جناب نسیم فاروقی ایڈووکیٹ، جناب قاضی محفوظ ایڈووکیٹ ڈاکٹر محمد اقبال صدیقی، ڈاکٹر محمد سلیم میمن، پروفیسر عبدالصمد قادری، حاجی انوار توکل، انوار الحق ایڈووکیٹ اور دیگر معززین شہر نے شرکت کی۔ کل بعد نماز عصر تا مغرب سوئم کے سلسلے میں فاتحہ خوانی ہوگی۔

آج مولانا نورانی کی قیام گاہ پر تعزیت کرنے والوں کا تانتا بندھا رہا۔ ممتاز عالم دین مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نے علامہ مولانا شیخ ضیاء الدین احمد القادری، مدنی کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مولانا ضیاء الدین مرحوم ایک جامع الصفات روحانی بزرگ اور بہت بڑے عالم تھے۔ ان کی وفات ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ صاحبزادہ پیر سید محمد علی شاہ، مولانا غلام حیدر، صوفی محمد لطیف نقشبندی اوکاڑوی اور حاجی محمد عظیم نقشبندی نے بھی مولانا ضیاء الدین احمد کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔

ملتان ۳ راکتوبر (سٹاف رپورٹر) جماعت اہل سنت پاکستان کے مرکزی صدر علامہ سید احمد سعید کاظمی نے مولانا شاہ احمد رضا خانؒ کے خلیفہ اول مولانا مفتی ضیاء الدین مدنی کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ مرحوم گذشتہ ساٹھ برس سے مدینہ منورہ میں مقیم تھے اور وہ برصغیر پاک و ہند اور اہل حجاز کے فاضل علماء کا مرجع بنے ہوئے تھے وہ آج مدرسہ انوار العلوم ملتان میں ایک تعزیتی اجلاس سے خطاب کر رہے تھے علامہ کاظمی نے کہا کہ مفتی ضیاء الدین مدنی کے انتقال سے دنیائے اسلام میں زبردست خلاء پیدا ہوگیا ہے جس کی تلافی کرنا مشکل ہے۔

دریں اثناء ورلڈ اسلامک مشن ضلع ملتان کے صدر مفتی ہدایت اللہ پسروری اور دیگر عہدیداروں نے مولانا ضیاء الدین مدنی کی وفات پر اظہار تعزیت کی۔

marfat.com

۴ر اکتوبر (پ ر) مولانا الشیخ ضیاء الدین مدنی کو ایصال ثواب اور سوئم کے سلسلے میں آج سلاما شاہ احمد نورانی کی رہائش گاہ پر قرآن خوانی ہوئی جس میں علمائے کرام اور عوام نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ ان میں مولانا جیلانی صدیقی، مولانا غلام دستگیر، المنیب اللہ وسایا، مولانا اقبال نعیمی، صوفی ایاز خاں نیازی، جناب محمد احمد صدیقی، مولانا ابرار احمد رحمانی، شاہ تراب الحق، مولانا الہر نعیمی، حاجی محمد حنیف طیب شامل تھے۔ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نے بھی آج شام مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کی قیام گاہ پر جاکر ان کے دادا سسر مولانا شیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی کے انتقال پر اظہارِ تعزیت کی۔

جدہ ۴ر اکتوبر (جنگ نیوز) تحریک پاکستان کے بزرگ راہنما قاضی حکیم شاہد علی وارثی جو آجکل حج بیت اللہ اور زیارات مقامات مقدسہ کے لیے سعودی عرب آئے ہوئے ہیں۔ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے خلیفہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور کہا کہ مرحوم ایک عظیم ہستی تھے۔ حکیم شاہد علی وارثی نے کہا کہ انتقال کے چند روز پہلے مجھے ان سے شرف نیاز حاصل ہوا، اللہ تعالیٰ ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

کراچی ۵ر اکتوبر۔ مرکزی انجمن میلاد کمیٹی لانڈھی کورنگی رجسٹرڈ کے ناظم اعلیٰ عبد الحکیم سحر اور مجلس عاملہ کے رکن محمد ہاشم صدیقی سٹوڈنٹ الیکشن کمیٹی کے چیئرمین سہیل اختر صدیقی نے اپنے مشترکہ بیان میں مولانا ضیاء الدین مدنی کے مدینہ منورہ میں انتقال پر تعزیت کا اظہار کیا۔

کراچی ۱۰ر اکتوبر (پ ر) مرکزی انجمن خدام لبیان ریاض رسولؐ کے زیر اہتمام مولانا ضیاء الدین مدنی کے ایصال ثواب کے لیے گزشتہ روز جامع بغدادی مسجد ناظم آباد نمبر ۳ میں محفلِ نعت کا انعقاد کیا گیا، علامہ سید ریاض الدین سہروردیؒ نے صدارت کی۔ اور مولانا ضیاء الدین مدنیؒ کی علمی اور روحانی خدمات پر روشنی ڈالی۔ فیض الدین سہروردی، عبد الرؤف بھٹی، قاری اعجاز الدین اور محمد شاہد محمد اقبال نے سرورِ کائنات کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کیا۔

کراچی ۱۱ر اکتوبر (پ ر) مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کی وفات کے سلسلے میں ایک جلسہ مرکزی مجلس فیض رضا کے زیر اہتمام جامع مسجد المصطفیٰ اسلام نگر اورنگی ٹاؤن میں بعد نماز مغرب منعقد ہوا۔ اس موقع پر حاجی محمد حسین نے اپنے خطاب میں مولانا مرحوم کی علمی و ادبی اور دینی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی۔

کراچی ۱۲ر اکتوبر (پ ر) مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کی یاد میں ایک تعزیتی جلسہ بروز اتوار ۱۵ر اکتوبر صبح دس بجے دار العلوم امجدیہ عالمگیر روڈ میں منعقد ہوگا۔ جلسے سے مفتی ظفر علی نعمانی، شیخ الحدیث عبد المصطفیٰ الازہری، مولانا وقار الدین، مولانا محمد حسن حقانی قاری رضا المصطفیٰ اور پروفیسر شاہ فرید الحق خطاب فرمائیں گے۔ نیز جلسے سے قبل محفل قرآن خوانی برائے ایصالِ ثواب منعقد ہوگی۔

marfat.com

حیدر آباد ۲۲ اکتوبر (جنگ نیوز) ورلڈ اسلامک مشن حیدرآباد کے سیکرٹری جنرل غلام عباس قادری نے ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ علامہ شاہ احمد نورانی کے دادا سسر، برصغیر کے ممتاز روحانی پیشوا علم باعمل اور شیخ طریقت حضرت علامہ مفتی ضیاء الدین احمد مدنی قادری رضوی کی وفات پر تعزیت کی اور فاتحہ پڑھی۔ اس موقع پر شرقپور شریف کے سجادہ نشین صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری سابق ممبر قومی اسمبلی مخدوم نور محمد ہاشمی، جماعت اہل سنت سندھ کے صدر پیر فرید شاہ قاسمی اور ناظم اعلیٰ مولانا علی بخش کے علاوہ بلدیہ حیدرآباد کے میئر دمی منظہر ندوی نے مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کی وفات پر دلی تعزیت کی اور فاتحہ خوانی کی۔

کراچی ۲۶ اکتوبر (پ ر) انجمن فدایان مصطفےٰ کے پریس ریلز کے مطابق مولانا ضیاء الدین مدنی کی یاد میں محفل میلاد ۲۹ اکتوبر کو بعد نماز عصر تا عشاء آستانہ عالیہ قادریہ حضرت پیر نیاز احمد قادری کی کوٹھی واقعہ ڈاک خانہ فیصل کالونی (ڈرگ کالونی) نمبر ۱ میں منعقد ہو رہی ہے۔ جس کی صدارت زائر حرمین شریفین حضرت قبلہ پیر نیاز احمد قادری کریں گے جبکہ شیخ الحدیث علامہ عبدالسبحان قادری مہمان خصوصی ہوں گے۔

سکھر ۲۴ اکتوبر (نامہ نگار جنگ) انجمن نوجوانان اہل سنت نیو پنڈ کے صدر عبدالرزاق، سیکرٹری:۔ محمد اشرف، اہل سنت سکھر کے صدر حاجی قمرالدین، جنرل سیکرٹری قاری خیر محمد بلوچ نے مدینہ منورہ میں ممتاز عالم دین اور مولانا نورانی کے دوبیسر مفتی ضیاء الدین

احمد مدنی کے انتقال پر رنج وغم کا اظہار کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ مولانا اسلام کے لیے ایک بڑی شخصیت تھے: ان کی وفات ملت اسلامیہ کا عظیم نقصان ہے،

کراچی ۱۳ نومبر (پ ر) مولانا شاہ محمد ضیاء الدین مدنی کے چہلم کے موقع پر بزم رضا کی جانب سے جامع مسجد کھوڑی گارڈن میں جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے علامہ شاہ احمد نورانی نے کہا کہ علامہ کا انتقال عالم اسلام کے لیے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ انہوں نے کہا جید عالم دین کی موت درحقیقت عالم کی موت ہے۔ علامہ نے کہا مرحوم جامع صفات کے مالک اور عشق رسولؐ سے سرشار تھے آپ اعلیٰحضرت کے صحیح جانشین تھے وہ زندگی بھر اعلیٰحضرت کے مشن کی نمائندگی کرتے رہے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے علامہ قاری مصلح الدین صدیقی نے کہا کہ علامہ ضیاء الدین نے اپنی زندگی کے ۵۰ سال حضور اکرمؐ محبت جنت البقیع کے شوق دین مبین کی خدمت اور مسلمانوں کے اتحاد کے لیے گزارے۔ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری نے کہا کہ علامہ نے اپنی تمام زندگی دین اسلام کی سربلندی کے لیے وقف کر رکھی تھی آپ نے لوگوں کے دلوں کو عشق رسولؐ سے روشن کیا، جماعت اہلسنت کے ناظم اعلیٰ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری نے کہا کہ علامہ کی شخصیت رفعت وعظمت مرتبہ اور وقار کے لحاظ سے مثالی تھی۔ جلسہ سے حنیف عابد طیب و دیگر قائدین نے بھی خطاب کیا۔ جلسہ کے آخر میں مولانا احمد رضا خان بریلوی کے خلیفہ مولانا عبدالمصطفیٰ رضا خان بریلوی کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے دعا خیر کی گئی۔

marfat.com

[redacted]

مولانا ضیاء الدین مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے

راولپنڈی ۳ر اکتوبر (ریڈیو رپورٹ) برصغیر کے ممتاز عالم دین مولانا ضیاء الدین آج مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم کی عمر ۱۰۱ برس تھی اور وہ ساٹھ برس پہلے سوڈی عرب چلے گئے تھے۔ ان کی ساری زندگی اسلام کی خدمت میں گزری تاہم وہ برصغیر کے مسلمانوں کے لئے آزاد وطن کے قیام کے حامی تھے اور اس کے لئے سرگرمی سے کام کرتے رہے۔

مدینہ منورہ (۳ر اکتوبر۔ ریڈیو رپورٹ) تحریک پاکستان کے جاں نثار کارکن، مسلمانانِ برصغیر کے عظیم رہنما اور ممتاز عالم دین مولانا ضیاء الدین مدنی آج مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ مرحوم کی عمر ایک سو دس برس کی تھی۔ اور وہ کافی عرصہ سے دیارِ رسولؐ میں قیام پذیر تھے۔ وہ برصغیر میں مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ وطن کے قیام پر جوش حامیوں میں سے تھے۔ مولانا ضیاء الدین احمد قادری کا تعلق سیالکوٹ سے تھا۔ اور وہ مولانا شاہ احمد نورانی کی اہلیہ محترمہ کے والد تھے۔

مدینہ منورہ ۳ر اکتوبر (ریڈیو رپورٹ) تحریک پاکستان کے جاں نثار کارکن مسلمانانِ برصغیر کے عظیم رہنما اور ممتاز عالم دین مولانا ضیاء الدین احمد آج مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ مرحوم کی عمر ۱۰۱ برس تھی اور وہ کافی عرصہ سے دیارِ رسولؐ میں قیام پذیر تھے۔ وہ برصغیر میں مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ وطن کے قیام کے پرجوش حامیوں میں سے تھے۔

لاہور ۳ر اکتوبر (اپنے نمائندہ خصوصی سے) عالم اسلام کے ممتاز دینی راہنما حضرت شیخ ضیاء الدین مدنی ایک متبحر عالمِ دین اور سچے عاشقِ رسول تھے۔ انہوں تحریک خلافت برصغیر کی کئی تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا تھا۔ ان کے گذشتہ روز مدینہ منورہ میں انتقال پر پاکستان کے دینی حلقوں میں انتہائی رنج و غم کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور دینی تنظیموں اور علمائے کرام نے مرحوم کی دینی اور ملی خدمات پر شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

لاہور، ۳ر اکتوبر (ڈاک) مدینہ منورہ سے آمدہ اطلاعات کے مطابق صاحبزادہ میاں جمیل احمد نشتر قیوم مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کے انتقال پر دلی تعزیت کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہ دنیائے اسلام کی مایۂ ناز شخصیت تھے۔ آپ کے دینی اور ملی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ آپ کے وصال سے دنیائے اسلام ایک متبحر عالم دین روحانی پیشوا اور عاشق رسولؐ سے محروم ہوگئی، انہوں نے ان کے درجات کی بلندی اور سوگواران کے لیے صبر کی دعا کی ہے۔

لاہور ۳ر اکتوبر (پریس ریلز) صدالافاضی سوسائٹی کے اجلاس میں مولانا ضیاء الدین مدنی کی وفات کو مسلمانان عالم کے لیے ایک عظیم نقصان قرار دیا گیا اور ان کی دینی اور روحانی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا گیا اجلاس میں مرحوم کے لیے دعائے مغفرت بھی کی گئی۔

marfat.com

آج دارالعلوم نعمانیہ میں بھی شیخ العرب والعجم حضرت مولانا ضیاء الدین احمد کی وفات حسرت آیات کے خبر ملنے پر اساتذہ وطلبہ کا ایک مشترکہ اجلاس میں قرآن خوانی کی گئی۔ شیخ الحدیث مولانا ارشاد الٰہی نے خطاب کیا۔ اور مولانا مرحوم کی دینی وملی خدمات پر خراج عقیدت پیش کیا۔

اراکین صدالافاضل سوسائٹی کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں حضرت شیخ العالم ضیاء الدین احمد کی وفات حسرت آیات کو مسلمانان عالم کے لیے ایک نقصان عظیم قرار دیا۔

تنظیم المدارس پاکستان کے ناظم اعلیٰ مفتی عبدالقیوم ہزاروی نے ایک تعزیتی بیان میں حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی رح کی وفات پر رنج وغم کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ مرحوم اسلاف کی قابلِ قدر یادگار، مسلمہ علم دین اور سچے عاشق رسول تھے۔ انہیں عالم اسلام کی کئی تحریکوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا موقع ملا تھا۔ اور ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ، مسلمانوں کی علمی خدمت میں گزرا۔ بیان میں مزید کہا گیا ہے کہ مرحوم مولانا نے تحریک خلافت میں ترکی خلافت کے خلاف سازشوں کو بے نقاب کرنے کے لیے جدوجہد کی اور بعد میں ہندوستان کی سیاسی قیادت کے رویے سے مایوس ہو کر دیارِ رسول میں چلے گئے وہ آخری دم تک روضۂ رسول کی چھاؤں میں زندگی بسر کرتے رہے۔ دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں آپ عقیدت مند اور شیدائی موجود نہ ہوں وہ بیک وقت بہترین محدث، فقیہہ، مفسر شب زندہ دار عابد اور بے مثال عاشقِ رسول تھے ان کی وفات عظیم ملی سانحہ ہے۔

خدام گنج بخش رح کا ایک ہنگامی تعزیتی اجلاس زیر صدارت صاحبزادہ میاں محمد سلیم حماد سجادہ نشین حضرت داتا گنج بخش رح صدر تنظیم منعقد ہوا۔ جس میں حضرت مولانا شیخ ضیاء الدین قادری مدنی کے وصال پر ایک قرارداد تعزیت پاس کی گئی جس میں آپ کی وفات کو عالم اسلام کے لیے ایک ناقابل تلافی نقصان قرار دیا گیا۔

جامعہ نظامیہ میں منعقد ایک تعزیتی اجتماع میں جو مرکزی مجلس رضا کے صدر حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی صدارت میں منعقد ہوا، مولانا مرحوم کی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔ مقررین نے کہا کہ آپ عالم اسلام کی عقیدتوں اور محبتوں کا مرکز تھے آپ نے مسلمانان عالم کی دینی اور علمی راہنمائی کا فرض انجام دیا۔ مرحوم مولانا کی زندگی کا سرمایہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت تھا جس کے طفیل آپ کے ساٹھ برس تک دیارِ رسول میں رہنے کی سعادت ملی۔

حکیم محمد موسیٰ امرتسری، مفتی عبدالقیوم ہزاروی، المعارف کے مدیر سید ارشاد احمد عارف، مولانا محمد رشید نقشبندی مولانا محمد صدیق ہزاروی، سید خورشید احمد گیلانی اور جناب شمشاد احمد الراعی شریک ہوئے۔

مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کی یاد میں زیر سرپرستی صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری ۱۵ اکتوبر بروز جمعرات بعد نماز عشاء جامع مسجد شیر ربانی اکبر روڈ چوک مدینہ دس پونہ لاہور میں ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوگا۔ جس میں ممتاز علماء و مشائخ خطاب کریں گے۔

marfat.com

مدینہ منورہ ۱۲ر اکتوبر (پ ر) برصغیر پاک و ہند
کے ممتاز عالم دین مولانا ضیاء الدین کا آج یہاں انتقال
ہوگیا۔ ان کی عمر ۱۱۰ برس کی تھی۔ وہ ۶۰ برس پیشتر ترکِ
وطن کرکے چلے گئے تھے، یہاں وہ درس و تدریس
میں وقت گزارتے تھے۔ مولانا ضیاء الدین مرحوم،
مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے خلفاء میں سے تھے وہ
کالعدم جمعیت العلمائے پاکستان کے سربراہ کی اہلیہ
بیگم شاہ احمد نورانی، کے دادا تھے۔

جہانیاں ۱۲ر اکتوبر (نامہ نگار) جماعت اہلسنت
کے زیر اہتمام ممتاز عالم دین اور محدث مولانا مفتی ضیاء الدین
احمد مدنی مرحوم کی روح کو ایصال ثواب کے لیے مقامی
جامع مسجد جیلانی میں قرآن خوانی کی گئی، جس میں
مدرسہ جامع غوثیہ کے طلبہ نے شرکت کی۔

ملتان ۱۲ر اکتوبر (پ ر) مولانا ضیاء الدین
قادری کی وفات پر آج یہاں وحدت کالونی میں ایک
تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں طاہر پیرزادہ، اطاق
محمود چشتی، محمد حسین انصاری، اور محمد انور عاقل نے شرکت کی۔

کراچی ۲۲ اکتوبر (پ ر) مولانا ضیاء الدین خلیفہ
مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رح کی وفات کے
سلسلہ میں مرکزی مجلس فیض رضا کراچی کے زیر اہتمام
جامع مسجد المصطفیٰ اسلام نگر اورنگی ٹاؤن میں
بعد نماز مغرب تعزیتی جلسہ کا اہتمام کیا گیا اس جلسہ
سے مرکزی فیض رضا کراچی کے عہدیداران نے خطاب
کیا۔ سرپرست مرکزی مجلس فیض رضا نے اپنے
خطاب میں مولانا ضیاء الدین مدنی مرحوم کی علمی و
ادبی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی۔ صدر مرکزی مجلس
فیض رضا چوہدری امیر خان نے مولانا ضیاء الدین
مدنی مرحوم کی علمی و دینی خدمات پر انہیں زبردست
خراج عقیدت پیش کیا، سیکرٹری جنرل محمد احسان عابد
نے مولانا ضیاء الدین مدنی مرحوم کی عشق مصطفےٰ میں
سرشار زندگی کے پہلوؤں پر روشنی ڈالی جلسے سے
نائب صدر حاجی لال حسین، صوفی امانت علی
نے خطاب کیا۔ آخر میں خطیب جامع مسجد مولانا گل محمد
نے مولانا ضیاء الدین مدنی مرحوم کے لیے دعائے
مغفرت کی۔

لاہور ۲۵ر اکتوبر۔ انجمن طلبہ اسلام کے بعض سابق
رہنماؤں محمد اقبال ظہیر، صاحبزادہ میاں منیر منگیروی، اجمل
چشتی اور ہدایت اللہ بھاہے ایک مشترکہ اخباری بیان
میں مدینہ منورہ میں مقیم ممتاز عالم دین اور فاضل بریلوی
مولانا احمد رضا خاں کے خلیفہ شیخ العرب مولانا ضیاء الدین
احمد مدنی کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔
انجمن کے رہنماؤں نے شیخ ضیاء الدین احمد مدنی کی دینی
اور قومی خدمات پر زبردست خراج تحسین پیش کیا
ہے اور کہا ہے کہ مولانا مرحوم نے اپنی تمام زندگی اتباع
رسول میں گزار دی، تحریک پاکستان کے دوران مولانا مرحوم
نے سندھ و پاک میں اپنے لاکھوں مریدوں کو اس تحریک
میں شامل ہونے کی ہدایت کی تھی انہوں نے دو قومی نظریہ
کے خلاف جدوجہد کی اور آخری دم تک جاری رکھی۔

marfat.com

ممتاز عالم دین مولانا ضیاء الدین قادری انتقال کر گئے

کراچی ۲ر اکتوبر (پ پ ا) ممتاز عالم دین حضرت مولانا ضیاء الدین قادری مدنی آج مدینہ طیبہ میں ۱۱۰ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ یہ بات یہاں موصول ہونے والی ایک اطلاع میں بتائی گئی ہے۔ مولانا مدنی کا تعلق پاکستان کے شہر سیالکوٹ سے تھا، لیکن گذشتہ پچاس سال سے وہ مدینہ میں مسجد نبوی کے بالکل سامنے ایک مکان میں رہائش پذیر تھے مولانا قادری مدنی، مولانا شاہ احمد نورانی کی اہلیہ کے دادا تھے۔ مولانا کے انتقال کی خبر سن کر مولانا شاہ احمد نورانی وہاں سے واپس کراچی آ رہے ہیں۔ کل مولانا شاہ احمد نورانی کی رہائش گاہ پر عصر اور مغرب کے درمیان قرآن خوانی ہوگی۔ اس موقع پر پرنسپل شاہ فرید الحق نے اپنے بیان میں مولانا مدنی کے انتقال پر تعزیت کی ہے۔

کراچی ۲ر اکتوبر (پ پ ا) ممتاز عالم دین حضرت مولانا ضیاء الدین قادری مدنی آج مدینہ طیبہ میں ۱۱۰ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ یہ بات یہاں موصول ہونے والی ایک اطلاع میں بتائی گئی ہے۔ مولانا مدنی کا تعلق پاکستان کے شہر سیالکوٹ سے تھا۔ لیکن گذشتہ پچاس برس سے وہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے سامنے ایک مکان میں رہائش پذیر تھے۔ مولانا قادری مدنی، مولانا شاہ احمد نورانی کی اہلیہ کے دادا تھے۔ مولانا کے انتقال کی خبر سن کر مولانا شاہ احمد نورانی نواب شاہ سے واپس کراچی آ رہے ہیں۔ کل مولانا شاہ احمد نورانی کی رہائش گاہ پر عصر اور مغرب کے درمیان قرآن خوانی ہوگی۔ اس موقع پر پرنسپل شاہ فرید الحق نے اپنے بیان میں مولانا مدنی کے انتقال پر تعزیت کی ہے۔

لاہور ۳ر اکتوبر (پ پ) ممتاز مذہبی رہنما مولانا ضیاء الدین مدنی جن کا کل مدینہ منورہ میں انتقال ہو گیا تھا۔ رسم قل خوانی اتوار کو صبح ۸ بجے سے ۹ بجے تک جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں ہو گی۔ اس موقع پر قرآن خوانی ہو گی اور مرحوم کی روح کو ایصالِ ثواب کیا جائے گا۔

کراچی ۴ر اکتوبر (پ ر) مولانا احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی کے نائب مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کی وفات کے سلسلے میں ایک تعزیتی اجلاس آج دار العلوم امجدیہ میں منعقد ہوا۔ جس سے خطاب فرماتے ہوئے مفتی ظفر علی نعمانی نے کہا کہ علم و فضل اور تقویٰ میں مولانا مدنی کا مقام بے حد بلند تھا۔ اور آپکی بزرگی اور عشق رسولؐ کو سند کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا نے دیار عرب میں اعلیٰ حضرت بریلوی کے مشن کو جاری رکھا۔ مرحوم پاکستان میں نظامِ مصطفیٰ کے نفاذ کے لیے دلی تمنا رکھتے تھے اور متعدد بار انہوں نے اپنی اس خواہش کا اظہار بھی کیا۔ مفتی ظفر علی نعمانی نے کہا کہ مرحوم مولانا ضیاء الدین مدنی پاکستان کو اسلام کا قلعہ سمجھتے تھے اور اس سے بے حد محبت کرتے تھے۔ اس موقع پر مولانا عبد المصطفیٰ ازہری نے مولانا مرحوم کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ آپ کے رگ و

marfat.com

کراچی

پے میں جذبۂ عشقِ رسولؐ سمایا ہوا تھا۔ اور مولانا کی ذات اسکی پیکر تھی۔ اس موقع پر مقررین نے مولانا کی دینی و ملی خدمات کو شاندار طور پر خراجِ عقیدت پیش کیا۔

دیں اثنا جلسے سے مفتی وقارالدین، مولانا تقدس علی خاں رضوی، محمد حنیف حاجی طیب مولانا ابرار رحمانی، الحاج زاہد علی صدیقی اور معین الدین چشتی نے بھی خطاب کیا۔

لاہور ۲ر اکتوبر (پ ر) علماء کونسل سلاد اعظم پاکستان کے ہنگامی اجلاس میں جو علامہ محمود احمد رضوی کی صدارت میں ہوا۔ عالمِ اسلام کے ممتاز عالمِ دین مولانا ضیاء الدین مدنی کے انتقال پر اظہار رنج و غم کیا گیا۔ اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے مرحوم کو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا۔ ادارہ تبلیغ کے امیر امین الحسنات سید خلیل احمد قادری نے بھی مولانا مدنی کی وفات پر تعزیت کی ہے۔

انجمن زیدیہ فخریہ لاہور کا ہنگامی اجلاس جامعہ مسجد طا گلڑک میں زیر صدارت مولانا حاجی عنایت احمد منعقد ہوا۔ جس میں شیخ عالم مولانا ضیاء الدین مدنی قادری کی وفات پر اظہار غم کیا گیا۔ اجلاس سے مولانا فقیر اللہ صدیقی، مبین نذیر فریدی قادری نذر محمد اور سید گلزار الحسن شاہ نے خطاب کیا۔ انہوں نے مرحوم کی ملی اور دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

کراچی ۲ر اکتوبر (حریت نیوز) پیر طریقت ا
نعمت خلیفۂ امام اہل سنت، علامہ مولانا ضیاء الدین
کے انتقال پر ملال پر گہرے دکھ کا اظہار کیا جا رہا ہے
سلسلے میں مختلف اداروں کی جانب سے تعزیتی اجلا
منعقد ہوئے جن میں دین اسلام کے لیے مرحوم کی اعلیٰ
پر روشنی ڈالی گئی۔ اور انہیں زبردست خراج عقید
پیش کیا گیا۔ دارالعلوم نعیمیہ میں آج ایک تعزیتی اجلا
ہوا جس میں ادارے کے اساتذہ طلبہ اور مساجد
خطباء و ائمہ اور حضرت مدنی کے عقیدتمندوں کے علا
مفتی سید شجاعت علی قادری مولانا جمیل احمد نعیمی، مو
اقبال حسین نعیمی، اور جناب حبیب الرحمٰن نے شرکت کر

marfat.com

مفتی سید شجاعت علی قادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ علامہ مدنی نے تنہا دین کی اتنی عظیم خدمت کی ہے جو بڑے بڑے ادارے اور اکیڈیمیوں نے بھی انجام نہیں دیں، جماعت اہل سنت کراچی کے صدر مولانا محمد رمضان، ناظم اعلیٰ مولانا منظور الحق، ترجمان اہل سنت کراچی کے نگران الحاج خان محمد پراچہ اور مدیر اعزازی مولانا عبدالمجید اشرفی نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ خلیفہ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ ضیاء الدین مدنی رح کا انتقال عالم اسلام کے لیے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ مرحوم نے اپنی ساری زندگی اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد خاں صاحب بریلوی کی پیروی میں صرف کی، جماعت اہل سنت کراچی کے کارکنان کا ایک تعزیتی اجلاس مولانا غلام دستگیر افغانی کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں مولانا افغانی کے علاوہ، مولانا شاہ تراب الحق، ظہور الحسن بھوپالی، اور محمد حنیف حاجی طیب نے خطاب کیا اور مولانا شاہ ضیاء الدین مدنی کے انتقال پر تعزیتی قرارداد منظور کی۔

مدرسہ انوار القرآن قادریہ رضویہ کے ناظم اعلیٰ محمد سکندر قادری نے حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے اسے عالم اسلام کے لیے ایک ناقابل تلافی نقصان قرار دیا ہے۔ بزم اہل سنت کراچی کے صدر محمد سلم قادری، جنرل سیکرٹری محمد ادریس قادری اور مدرسہ قادریہ نور یکے مدرس محمد الطاف قادری نے اپنے مشترکہ بیان میں پیر طریقت ولی نعمت، خلیفہ امام اہلسنت، حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔

ادارہ تبلیغ اہل سنت پاکستان کے سرپرست اور حلقہ رحمانی کے روحانی پیشوا، صوفی محمد فاروق رحمانی اور ورلڈ اسلامک مشن کراچی کے نائب امیر مولانا ابرار رحمانی اور مولانا محمد حسن قادری، سید نثار علی، حمید عالم رحمانی اور اللہ صدیقی نے اپنے مشترکہ تعزیتی بیان میں اعلیٰحضرت کے خلیفہ اور پیر طریقت مولانا ضیاء الدین قادریؒ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہو کہا کہ مولانا کی وفات عالم اسلام اور دنیائے سنیت کے لیے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔

حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی کے انتقال پر ملال کی خبر سے دارالعلوم قادریہ سبحانیہ کے طلبہ اور اساتذہ میں غم کی لہر دوڑ گئی۔ ناظم اعلیٰ مولانا عبدالہادی کے حکم پر مدرسہ کے علماء اور طلبہ قرآن خوانی میں مشغول ہو گئے، جس کے بعد ایک تعزیتی اجلاس ہوا۔ جس میں مرحوم کی دینی خدمات پر انہیں زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا۔

حلقہ ۲۵ کے کونسلر حاجی محمد یوسف قادری نے ممتاز خلیفہ اور اہل سنت کے مقتدر روحانی پیشوا مولانا شیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔

marfat.com

روزنامہ **امن** کراچی

حضرت فاضل بریلوی کے خلیفہ مولانا ضیاء الدین مدنی کا مدینہ منورہ میں انتقال

کراچی ۳ اکتوبر (پریس ریلز) مدینہ منورہ سے ملنے والی اطلاع کے مطابق تاجدار اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے جید خلیفہ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی آج عین نماز جمعہ کے وقت اپنے خالق حقیقی سے جا ملے وہ لٹا سلاک مشن کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی سلسلہ قادریہ کے روحانی پیشوا علامہ قاضی مصلح الدین صدیقی جماعت اہلسنت کے رہنما علامہ شاہ تراب الحق قادری، مولانا الیاس قادری جناب حنیف طیب جناب محمد مسلم راہی، جناب محمد حنیف بلوچ نے قبلہ حضرت مدنی کے وصال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے تعزیت کی ہے وہ اہلسنت کے لیے عظیم سانحہ قرار دیا ہے۔

کراچی ۳ اکتوبر (پ ر) مدینہ منورہ سے ملنے والی اطلاع کے مطابق تاجدار اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے جید خلیفہ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی آج عین نماز جمعہ کے وقت اپنے خالق حقیقی سے جا ملے وہ لٹا سلاک مشن کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی، سلسلہ قادریہ کے روحانی پیشوا قاضی مصلح الدین صدیقی، جماعت اہلسنت کے رہنما علامہ شاہ تراب الحق قادری، مولانا الیاس قادری، جناب حاجی حنیف طیب، جناب محمد مسلم راہی، جناب محمد حنیف بلوچ نے قبلہ حضرت مدنی کے وصال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے تعزیت کی ہے۔

کراچی ۳ اکتوبر (پ ر) ادارہ تبلیغ اہل سنت پاکستان کے زیر اہتمام شیخ الاسلام مولانا ضیاء الدین قادری کی روح کو ایصال ثواب کے لیے ۴ اکتوبر بعد نماز عصر جامع مسجد انبیاء جہانگیر آباد میں قرآن خوانی ہوگی۔ اور ۷ اکتوبر علی اللہ نگر اورنگی ۱½ نمبر میں ایک تعزیتی اجلاس ہوگا جس میں مولانا ابرار احمد رحمانی اور دیگر علماء مولانا مرحوم کو خراج عقیدت پیش کریں گے۔

کراچی ۵ اکتوبر (پ ر) لائبریری و دار المطالعہ اہل سنت و جماعت کھوکھراپار کے امیر محمد اظہر خان اور منتظم کمیٹی کے اراکین مرزا انتخاب عالم، نثار احمد اشتیاق خاں، اور شیخ سکندر نے ایک مشترکہ اجلاس میں مولانا ضیاء الدین احمد القادری المدنی کے انتقال پر ان کے لواحقین اور معتقدین سے اظہار تعزیت کیا ہے اور مولانا کی وفات کو عالم اسلام کے لیے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا۔ بیان میں کہا گیا کہ مرحوم بچے عاشق رسول تھے اور آپ کی ساری زندگی اسلام کی خدمت میں گزری۔ وہیں انتظار جمعیت تہذیب الاخلاق مدینہ مسجد پنجابی کلب کھارادر کے عہدیداران و اراکین جماعت اہل سنت حلقہ بلدیہ ٹاؤن کے صدر اورنگی کے ممتاز سماجی کارکن، ینگ و یلفیئر سوسائٹی اور انجمن طلبہ اسلام کے کارکنوں نے بھی شیخ ضیاء الدین احمد مدنی کے وصال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔

marfat.com

روزنامہ **جسارت** کراچی

مولانا ضیاء الدین قادری مدنی انتقال کر گئے

جنت البقیع میں سپرد خاک کر دیئے گئے

آج مولانا نوراني کراچی کے رہائش گاہ پر آئیں فاتحہ ہوگی

کراچی ۲ اکتوبر (اسٹاف رپورٹر) ممتاز عالم دین مولانا ضیاء الدین قادری مدنی آج دوپہر مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ مرحوم کی عمر ۱۱۰ سال تھی۔ وہ ۵۰ سال قبل سیالکوٹ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔ مرحوم کا قیام مسجد نبوی کے بالمقابل ایک مکان میں تھا مرحوم شاہ عبدالعلیم صدیقی کے ساتھیوں میں سے تھے اور شاہ احمد رضا خان کے خلفاء میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ مدینہ سے ملنے والی اطلاع کے مطابق آج دوپہر ڈیڑھ بجے ان کا انتقال ہوا۔ عصر کی نماز کے بعد جنت البقیع میں انہیں سپرد خاک کر دیا گیا۔ مرحوم مولانا شاہ احمد نورانی کی اہلیہ کے دادا اور مولانا فضل الرحمٰن کے والد تھے۔ ان کے ایصال ثواب کے لئے کل عصر اور مغرب کے درمیان مولانا شاہ احمد نورانی کی رہائش گاہ پر قرآن خوانی ہوگی۔

روزنامہ **سعادت** لاہور

جھنگ۔ انجمن نقشبندیہ مجددیہ معصومیہ جھنگ کے ایک ہنگامی اجلاس میں امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا بریلوی کے خلیفہ مجاز مفتی ضیاء الدین قادری مدنی کے وصال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا۔

روزنامہ **مغربی پاکستان** لاہور

لاہور ۲ اکتوبر (پ ر) شیخ العالم حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ خلیفۂ ارشد اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے وصال پُر ملال پر اراکین مرکزی مجلس رضا کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری منعقد ہوا۔ جس میں حضرت کی ضیاتِ جلیلہ پر انہیں زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا گیا۔ ایک قرارداد میں حضرت شیخ العالم کی وفات حسرت آیات کو عالم اسلام کے لیے نقصان عظیم قرار دیا گیا۔

marfat.com

روزنامہ وفاق لاہور

لاہور ۴ اکتوبر (پریس ریلیز) تنظیم المدارس پاکستان کے ناظم اعلیٰ مفتی عبدالقیوم ہزاروی نے ایک تعزیتی بیان میں عالم اسلام کے ممتاز راہنما شیخ ضیاء الدین احمد مدنی کی وفات پر رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ مرحوم کی زندگی کا ایک ایک لمحہ مسلمانوں کی عملی خدمت میں بسر ہوا تھا۔ دریں اثنار جامعہ نظامیہ رضویہ میں ایک اجتماع منعقد ہوا جس میں مرحوم کے لیے فاتحہ خوانی کی گئی اور مقررین نے خراج تحسین پیش کیا۔ علاوہ ازیں خدام گنج بخش رح کا ایک ہنگامی اجلاس صاحبزادہ میاں محمد سلیم حمار کی صدارت میں ہوا جس میں مولانا ضیاء الدین مدنی کے انتقال پر فرار داد تعزیت منظور کی گئی۔

روزنامہ افق کراچی

ملتان (افق رپورٹ) مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان کے صدر اور اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن علامہ سید احمد سعید کاظمی صلاح اسلامک مشن پنجاب کے ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات محمد صدیق خان قادری ضلعی صدر مفتی ہدایت اللہ سہروردی اور ادارہ تبلیغ اہلسنت کے جنرل سیکرٹری حافظ محمد فاروق خاں سعیدی نے ایک بیان میں ممتاز روحانی پیشوا حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ مولانا مدنی عالم اسلام کی ممتاز شخصیت تھے۔ انہوں نے عرصہ ممالک میں دین اسلام کی تبلیغ اپنے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی کے پیغام کی اشاعت اور لوگوں کی اخلاقی و روحانی تربیت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا لیا تھا۔ ان رہنماؤں نے مرحوم کے پسماندگان سے بھی تعزیت کا اظہار کیا۔

کراچی (افق نیوز) بزم گلستان محمدی لیاقت آباد کے تمام عہدیداران نے ایک مشترکہ بیان میں شیخ طریقت حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رح کے انتقال پر ملال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے ان رہنماؤں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے ان کے درجات میں بلندی عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

دار العلوم قادریہ سبحانیہ میں مولانا ضیاء الدین مدنی رح کے انتقال کی خبر سنتے ہی دار العلوم کے ناظم اعلیٰ جناب مولانا عبدالہادی کے حکم کے مطابق مدرسہ کے علماء اور طلباء قرآن خوانی میں مشغول ہو گئے۔ قرآن خوانی کے بعد ایک تعزیتی اجلاس ہوا اور دار العلوم کے اساتذہ مولانا قاری عبداللطیف صدر مدرس، مولانا عبدالہادی القادری، مولانا عبدالہادی نعیمی مولانا اورنگزیب مولوی حافظ محمد صادق اور مولوی عبدالخالق صاحب حافظ محمد یعقوب نے مرحوم کے فضائل و شمائل حالات زندگی اور آپ کے اخلاق کریما کا ذکر۔

marfat.com

انجمن غلامانِ مصطفےٰ پاکستان کے مرکزی سرپرست اعلیٰ حافظ محمد اکبر جتوئی، مرکزی صدر سردار محمد علی خان جتوئی، صوبہ سندھ کے صدر محمد رفیق کشمیری کراچی کے صدر محمد حیدر غوری نے ایک تعزیتی بیان میں شیخ طریقت حضرت علامہ ضیاء الدین مدنی کی اچانک وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔

مرکزی انجمن حنفیہ کراچی کے صدر محمد ادریس قادری، جنرل سیکرٹری محمد ہارون عبدالرحمٰن نے اپنے مشترکہ اخباری بیان میں سلسلہ قادریہ رضویہ کے روحانی پیشوا، خلیفہ اعلیٰحضرت ممتاز عالمِ دین حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین مدنی کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ پیر طریقت کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

کراچی ۳ر اکتوبر (پ-ر) ادارہ تبلیغ اہلسنت پاکستان کے سرپرست اور حلقہ رحمانی کے پیشوا صوفی محمد فاروق رحمانی اور ادارہ تبلیغ اہلسنت کے صدر ورلڈ اسلامک مشن کراچی کے نائب صدر مولانا ابرار احمد رحمانی، مولانا محمد حسن قادری، سید نثار علی، حمید علم رحمانی، ولی اللہ صدیقی، جواد بیگ، شعیب مشتاق نے اپنے ایک مشترکہ تعزیتی بیان میں اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا کے خلیفہ پیر طریقت، مولانا ضیاء الدین قادری کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مولانا ضیاء الدینؒ کی وفات عالمِ اسلام کے لیے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے، وہ اثنا عشریہ حلقہ رحمانی کے روحانی پیشوا پیر محمد فاروق رحمانی نے کراچی سے ٹیلیفون پر مولانا مرحوم کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن مدنی سے اظہار تعزیت کیا۔ اور پاکستان میں قائد اہلسنت شاہ احمد نورانی سے صوفی محمد فاروق اور مولانا ابرار رحمانی نے اظہار تعزیت کیا۔ تحریک اتحادِ اہلسنت کے سربراہ علامہ شاہ حسین گردیزی، مولانا محمد اشرف حامدی، مولانا محمد شمس الدین ہزاروی اور مولانا محمد رفیق زاہد چشتی نے ایک مشترکہ بیان میں خلیفہ اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی، مولانا ضیاء الدین مدنی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی ذات دنیائے اسلام کے لیے منارۂ نور تھی۔ آپ کی وفات سے عالم اسلام ایک شیخ طریقت ممتاز عالمِ دین، رہبر شریعت اور عظیم محقق سے محروم ہوگئی ہے۔ بزم امجدی رضوی کے صدر مولانا محمد شعیب کشمیری جنرل سیکرٹری مولانا محمد گل شریف چشتی، سابق جنرل سیکرٹری مولانا محمد رفیق زاہد چشتی، بلدیہ کراچی ۲۵ کے کونسلر حاجی محمد یوسف قادری اور اے ٹی آئی کراچی پولٹن مارکیٹ یونٹ کے ناظم عبدالرزاق دکھی نے بھی نلہاؔ تعزیت کیا ہے۔ دارالعلوم قادریہ سبحانیہ میں جیسے ہی مولانا ضیاء الدین المدنی کے انتقال کی خبر پہنچی تو غم کی ایک لہر علماء اور طلبہ کے دلوں میں دوڑ گئی، اور انتہائی کرب و الم کی وجہ سے ایک سناٹا چھا گیا۔ ناظم اعلیٰ مولانا عبدالہادی کے حکم کے مطابق مدرسہ کے علماء اور طلبہ قرآن خوانی میں مشغول ہوگئے۔ قرآن خوانی کے بعد ایک تعزیتی اجلاس ہوا۔

marfat.com

ڈیلی مارننگ نیوز کراچی

Hazrat Ziauddin Madani dies

A renowned religious scholar, Hazrat Maulana Ziauddin Qadri Madani, yesterday (Friday) died in Madina Tayyaba at the age of 110, according to information reaching here.

Maulana Madani hailed from Sialkot but he had been living in Madina for the last over 50 years in a house just opposite the Holy Masjid-i-Nabvi

Maulana Qadri Madani was grandfather of wife of Maulana Shah Ahmad Noorani.

The news of the death of Maulana Madani was conveyed to Maulana Noorani, who is now in Nawabshah. He is now rushing back to Karachi.

Quran Khwani for the departed soul will be held at the residence of Maulana Shah Ahmad Noorani today (Saturday) between Asr and Maghreb prayers.

Prof. Shah Faridul Haq in a statement expressed his grief and sorrow over the death of Maulana Madani and said that he had devoted all his life for the cause of Islam.—PPI

THE MUSLIM

MAULANA ZIAUDDIN DEAD

ISLAMABAD, Oct. 2: Maulana Ziauddin, a 110-year-old religious scholar and teacher, who had migrated to Saudi Arabia about 60 years ago, died today at Madina, according to information received here.

Maulana Ziauddin was one of the Khalifas of Maulana Ahmad Raza Khan Brailvi. He was the grandfather of Begum Shah Ahmad Noorani, wife of the chief of defunct Jamiat-e-Ulema-e-Pakistan.

During the Pakistan Movement, Maulana Ziauddin, worked vigoriously for the propagation of the idea of an independent homeland for the Muslims of the sub-Continent.

Sheikhul Mushaikh Pir Sahib of Dewal Sharif, President of the Central jamiatul Mashaikh-e-Pakistan has, meanwhile condoled the death of Maulana Ziauddin.—APP

THE PAKISTAN TIMES

OBITUARY

ISLAMABAD, Oct. 2: Maulana Ziauddin, a religious scholar and teacher, who had migrated to Saudi Arabia about 60 years ago, died today at Madina. He was 110

Maulana Ziauddin was one of the khalifas of Maulana Ahmad Raza Khan Brailvi. He was grand father of Begum Shah Ahmad Noorani, wife of the chief of defunct Jamiat-e-Ulema e-Pakistan.—APP.

Maulana Madani dies in Madina

A renowned religious scholar, Hazrat Maulana Ziauddin Qadri Madani died in Madina yesterday at the age of 110, according to information reaching in Karachi.

Maulana Madani hailed from Sialkot, but he had been living in Madina for the last over 50 years in a house just opposite Masjid-i-Nabavi.

Maulana Qadri Madani was grand father of the wife of Maulana Shah Ahmed Noorani.

Quran Khwani for the departed soul will be held at the residence of Maulana Shah Ahmed Noorani today between Asr and Maghrib prayers.—PPI

DAWN NA

marfat.com

ماہنامہ نُورالحبیب بصیرپُور

۶ر اکتوبر کو دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیرپُور میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی علیہ الرحمہ کی یاد میں ایک تعزیتی جلسہ ہوا جس کی صدارت ، صاحبزادہ محمد محب اللہ نوُری مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیرپُور نے کی۔

اجلاس میں علماء کرام ، طلباء اور عوام نے شرکت کی۔ صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری کے علاوہ پروفیسر منظور حسین نوری ، مولانا منظور احمد نوُری قصور، مولانا عبدالجبار مجاہد وغیرہ نے خطاب کیا اور حضرت کی علمی و روحانی خدمات کے پیش نظر انہیں زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔ آخر میں موصوف کو ایصالِ ثواب کیا گیا۔

ماہنامہ نورالحبیب ، بصیرپور ، (ساہیوال) اکتوبر ۱۹۸۱ء

اسلاف کی درخشندہ نشانی

اداریہ ماہنامہ نورالحبیب ——— بصیرپُور ش اکتوبر ۸۱ء

۲ر اکتوبر ۱۹۸۱ء کو مدینہ منورہ کے فقید المثال عالمِ دین ، شیخ العالم حضرت مولانا الشیخ ضیاء الدین صاحب مدنی انتقال فرما گئے۔

حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین صاحب سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد اہلِ سُنّت وجماعت کے لیے یہ ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔

حضرت شیخ العالم زہد وتقویٰ کا پیکر اور مہر ومحبت کا حسین وجمیل شجر تھے، جس کے سایہ میں مدینۃ النبی میں حاضر ہونے والے ہزاروں اہلِ ذوق پناہ لیا کرتے تھے۔

آپ ۱۲۹۲ھ میں ضلع سیالکوٹ کے ایک قصبہ میں پیدا ہوئے۔ مختلف

marfat.com

اساتذہ سے۔ علومِ دینیہ حاصل کرتے ہوئے بریلی شریف پہنچے۔ یہاں علی حضرت فاضلِ بریلویؒ سے کسبِ فیض کیا۔ اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں آپ سے بیعت ہوئے۔ اور خلافت سے نوازے گئے۔

ذوقِ علمی اور ستیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی محبت آپکو کشاں کشاں بغداد شریف لے گئی۔ ایک عرصہ تک یہاں مقیم رہنے کے بعد سرکارِ بغداد کے اشارے سے ۱۲۳۷ھ میں مدینہ پاک حاضر ہوئے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ مدینہ پاک میں آپ نے ممتاز عالمِ دین صاحبِ تصانیف کثیرہ حضرت شیخ یوسف نبہانیؒ سے فیض پایا اور خلافت سے نوازے گئے۔

سرکارِ دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات سے آپ کو بے پناہ محبت تھی۔ آپنے روزانہ عشاء کی نماز کے بعد محفل نعت اور ہر پیر کو خصوصی محفل کا اہتمام کیا اور نجدی حکومت کی کڑی بندشوں کے باوجود آخر دم تک اس سلسلہ کو جاری رکھا۔ مدینہ پاک میں حاضر ہونے والے ممالکِ اسلامیہ کے عقیدت مندوں کو آپ کی محافل کی یاد ہمیشہ تڑپاتی رہے گی۔

حضرت شیخ العرب والعجم کی پوری زندگی تبلیغ اسلام اور عشق رسول کی شمع فروزاں کرنے میں گزری۔ آپ صحیحوں معنوں میں اسلاف کی درخشندہ نشانی تھے۔ یہ مدینہ پاک سے آپ کی بے پناہ محبت کا ثمر ہے کہ آپ کو مدینہ طیبہ نے مستقل طور پر اپنے سینہ میں جگہ دے دی۔

آپ کی موت بلاشبہ موت العالم موت العالم کی مصداق ہے۔ خداوند قدوس حضرت شیخ العالم کے درجات بلند فرمائے۔ پس ماندگان کو صبر کی توفیق ارزانی فرمائے اور موصوف کے مشن پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

محمد محب اللہ

ماہنامہ نور الحبیب بصیر پور (ساہیوال)، اکتوبر ۱۹۸۱ء

marfat.com

ماہنامہ ترجمان اہلِ سُنّت کراچی

اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ

پرچہ پریس جا چکا تھا کہ خلیفۂ اعلیٰحضرتؒ اور عالمِ اسلام کے عظیم روحانی پیشوا مولانا ضیاء الدین احمدؒ مدنی کی رحلت کی خبر ملی۔ فی زمانہ دُنیاء اسلام اور دُنیا بھر سے مدینطیبہ آنے والے عوام اہلسنت کے لیے آپ کی ذات مرکزِ ہدایت تھی۔ مرکز جماعت اہلسنت پاکستان کے راہنماؤں شیخ الحدیث مولانا محمد رمضان، ناظمِ اعلیٰ مولانا منظور الحق، ترجمانِ اہلسنت کے نگران و پبلشر حاجی خان محمد پراچہ نے آپ کے انتقال کو دنیاء اہلسنت کا عظیم نقصان قرار دیا۔ اور دُعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپکو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پس ماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ماہنامہ ترجمانِ اہلسنت کراچی، ش اکتوبر ۱۹۸۱ء

۴ اکتوبر، جماعت اہل سنّت حلقہ بلدیہ ٹاؤن جامع مسجد نورِ اسلام میں جماعتِ اہل سنّت حلقہ بلدیہ ٹاؤن کے صدر مولانا غلام شاہ اعوان کی صدارت میں ایک جلسہ عام منعقد ہوا جس سے مولانا غلام ربانی نے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی کے اچانک سانحہ ارتحال پر دُکھ کا اظہار کیا اور اس سانحہ کو اسلام کا ناقابلِ تلافی نقصان قرار دیا۔ مولانا غلام شاہ اعوان نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مولانا ضیاء الدین المدنی نے اپنی ساری زندگی دین اسلام کی سربلندی کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ جناب مولانا ظہور الحسن نے فرمایا کہ حضرت پیر ضیاء الدین المدنی نے معرفت کے نُور سے عوام کے دلوں کو منوّر کیا۔ اجلاس سے مرکزی جماعت اہل سُنّت کے رُکن صوفی محمد ایاز خان، زکوٰۃ کمیٹی کے چیئرمین ڈاکٹر انوار اللہ شاہ قادری، ناظم اعلیٰ بلدیہ ٹاؤن صوفی محمد انیس قادری، جماعت اہل سُنّت کے کارکن اور طالب علم رہنما بشیر الدین قادری اور بلدیہ ٹاؤن کے ممتاز سماجی کارکن بشیر احمد فاروقی نے بھی کیا۔ آخر میں سب حضرات نے مولانا ضیاء الدین مدنی کے لیے دُعائے مغفرت کی۔

marfat.com

۵ر اکتوبر ۔ جماعت اہلسنت کراچی کے دفتر میں علاقائی تنظیموں اور کارکنوں کا ہنگامی جلسہ منعقد ہوا۔ جس سے ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت مولانا منظور الحق صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مولانا ضیاء الدین جیسی ہستیاں صدیوں میں ظہور پذیر ہوتی ہیں آپ نے مدینہ منورہ میں کافی سال قیام کیا اور کئی حج کئے ۔ آپ اعلیٰ حضرت بریلوی کے نائب اور خلیفہ تھے ۔

۱۴ر اکتوبر ۔ جماعت اہل سنت پاکستان حلقہ بلدیہ ٹاؤن کے زیر اہتمام شیخ الاسلام مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قادری کی یاد میں ایک عظیم الشان جلسہ عام منعقد ہوا جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد شفیع اکاڑوی نے فرمایا کہ مولانا کی وفات سے مدینہ طیبہ میں ایک مرکز رشد و ہدایت ختم ہو گیا ۔ آپ نے فرمایا کہ مولانا ایک سچے عاشق رسول تھے آپ نے ساری زندگی قولاً اور فعلاً عشق رسول کا درس دیا ۔

قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی نے فرمایا کہ دنیا بھر سے آئے ہوئے تشنگان فیض نبوی مولانا کے آستانے پر حاضر ہو کر فیض یاب ہوتے تھے ۔ آپ نے ساری، زندگی حجاج کرام اور زائرین دیارِ نبوی کی خدمت میں صرف کر دی اور ہر آنے والے کو علمی اور روحانی فیض پہنچایا آپ زائرین کے لیے فیض نبوی کا مرکز تھے ۔ ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت کراچی مولانا منظور الحق نے شیخ الاسلام کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ جیسے جلیل القدر علماء اور صوفی صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں ۔ جلسہ میں پیر باقر شاہ جیلانی، حافظ شیر خان نیازی نائب ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت کراچی اور ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ صوفی ایاز خان نیازی کے علاوہ کثیر تعداد میں معززین علاقہ اور علماء نے شرکت فرمائی ۔

۱۲ر اکتوبر بعد نماز عصر جامعہ مسجد مدینہ و مدرسہ اشاعت الحق ٹرسٹ کی انتظامیہ کمیٹی کے زیر اہتمام ایریا کورنگی میں پیر طریقت خلیفہ اعلیٰحضرت قبلہ علامہ ضیاء الدین علیہ الرحمۃ کو ایصالِ ثواب کے لیے قرآن خوانی کا بندوبست کیا گیا ۔ جس میں مولانا قاری وزیر محمد خاں رحمانی امام مسجد ہذا و دیگر حضرات نے شرکت فرمائی ۔ آخر میں قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی سے اظہار تعزیت کیا گیا ۔ بعد ازاں تبرک تقسیم کیا گیا ۔

(ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی نومبر ۱۹۸۱ء صفحہ ۵)

marfat.com

ماہنامہ المیزان، بمبئی

خلیفۂ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ، علامہ شاہ الحاج مفتی محمد ضیاء الدین صاحب مہاجر مدنی مدینہ منورہ میں اس دارِ فانی سے رحلت فرماگئے۔ دارالعلوم سنیہ اسلامپورہ، مالیگاؤں میں آپ کی یاد میں ایک تعزیتی جلسہ ہوا۔ قرآن خوانی ہوئی اور صلوٰۃ و سلام پر جلسہ ختم ہوا۔ مولا تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور، وارثین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے،

(صدر المدرسین حنفیہ سنیہ، مالیگاؤں)

بذریعہ خط اطلاع ملی ہے کہ الحاج علامہ شاہ ضیاء الدین صاحب مرید و خلیفہ اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ جو کہ ایک عرصہ سے مدینہ منورہ میں مقیم تھے۔ ۳ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ کو مدینہ منورہ ہی میں ان کا انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ط

ہم جمیع عہدیداران وارکین آل انڈیا سنی لیگ بارگاہ خداوندی میں دعاگو ہیں کہ پروردگار عالم حضرت مولانا کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

محمد یٰسین انصاری سیکرٹری آل انڈیا سنی لیگ جونی مسجد کمپاؤنڈ بمبئی ۸

جوارِ رسولِ کے مکین، دیارِ رسولِ کے مقیم

ضیاء الملۃ والدین، حضرت علامہ الشاہ محمد ضیاء الدین قادری اشرفی مہاجر مدنی ۲ اکتوبر ۱۹۸۱ء / ۳ ذی الحجۃ الحرام ۱۴۰۱ھ یوم جمعہ بوقت جمعہ کائنات کے مقدس ترین شہر مدینہ منورہ میں وصال کر گئے۔ ——————

اور روئے زمین کا مقدس ترین شہر خموشاں جنۃ البقیع میں سپردِ خاک کئے گئے...

marfat.com

حیاتِ ضیاء ! کا ایک ایک دن اعلاء کلمۃ الحق میں گزرا ، ایک ایک سانس اسلام و ایمان ، شریعت و طریقت اور فکر و آگہی کو جِلا دینے میں صرف کی ــــ

علامہ ضیاء الدین !

دینِ رسولِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اور مشربِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی زندہ اور مقدس امانت تھے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اور اعلیٰ حضرت سیدنا اشرفی میاں

کی خلافت و اجازت نے

حضرت مہاجرِ مدنی کو مجمع البحرین بنا دیا تھا۔

۱۰۷ سال کی عمر میں ۸۰ سال جس پاک ذات کے "دربارِ رسول" میں گزرے ہوں ، اس کے اوصاف شمار ہی کون کر سکتا ہے۔

یادِ رسول سے وابستگی کا یہ فیضان ہی ہے کہ علامہ ضیاء کا مکان ۹۲ ہے۔ اور وہ مکان عالم اسلام کے علماء و مشائخ کی پناہ گاہ بھی ہے اور تربیت گاہ بھی !

جاتے جاتے حضرت علامہ فضل الرحمٰن مہاجر مدنیؒ کے روپ میں ایک قابلِ صد احترام فرزند و جانشین عطا فرما گئے۔

ربِّ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت و عظمت کے صدقے میں دونوں مہاجرین مدینہ کے ذریعے فیوض و برکات باطنی و ظاہری سے عالم کو مستفیض فرمائے۔

آمین

غمزدہ سوگوار

سید محمد جیلانی محامد

ماہنامہ المیزان بمبئی انڈیا ، شمارہ اگست و ستمبر ۱۹۸۱ء

marfat.com

حجاز کے چند مشائخ

حضرت مولانا شاہ اعظم حسین مدنی قدس سرہٗ

محلہ رکاب گنج خیر آباد میں ۱۲۶۲ھ میں ولادت ہوئی، آپ کے والد لطف حسین صدیقی فوجی قیادت اور امورِ سیاست کے ماہر تھے، اور بھوپال میں ملازم تھے، ۲۲ / یا ۲۳ / ربیع الاوّل ۱۳۱۲ھ میں وہ بھوپال ہی میں فوت ہوئے، لطف حسین صدیقی کے والد حضرت حسین ابن محمد پناہ اپنے وقت کے بڑے عالموں میں سے تھے اور سلسلۂ قادریہ کے مشہور مرشد اور عبد اللہ ابن عتیق محمد ابن عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تھے، یہ وہ شجرۂ نسب ہے جس کو آپ کے فرزند حضرت فردِ افراد مولانا محمد حسین علیہ الرحمۃ نے "سیرت محمد اعظم حسین" میں نقل فرمایا ہے۔ "تذکرۂ شعراء حجاز اُردو" میں امداد صابری دہلوی صاحب نے مؤلف تذکرہ آثار الشعراء کے حوالے سے حضرت حسین صدیقی کا نام حکیم خادم حسین اور بحوالۂ مؤلف تاریخ تاج الاقبال۔ حضرت حسین کے والد حضرت محمد پناہ کا نام منشی بقاء اللہ لکھا ہے، اور اسی کو صحیح قرار دیا ہے۔ راقم السطور نے حضرت مولانا شاہ محمد علاؤ الدین القادری المدنی ابن فرد الافراد مولانا محمد علی حسین سے مدینہ طیبہ کی حاضری کے موقع پر بزرگوں کے ناموں اور مولانا اشرف علی تھانوی کی معیت میں مولانا شاہ امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ سے آپ کی بیعت کی تصدیق چاہی تو مولانا نے سختی سے اس کی تردید فرمائی اور فرمایا کہ بیعت، اور آثار الشعراء اور تاج الاقبال تذکرۂ شعراء حجاز اُردو کی مرقومہ عبارتوں کی تغلیط تذکرہ میں ضرور شائع کریں، مولانا نے

marfat.com

مولانا تھانوی سے بنیادی اختلاف کا بھی ذکر کیا۔

آپ نے میر قُطبی تک حضرت مولانا سید نبی بخش م ۱۲۹۱ھ ابن عبدالوالی عرف پیر بخش المتوفی ۱۲۵۲ھ ابن حضرت مولانا سید غلام صدیق المتوفی ۱۱۸۵ھ نبیرۂ حضرت، محدث کبیر سید صفت اللہ خیرآبادی المتوفی ۱۱۵۷ھ) سے پڑھا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حصّہ لینے کی وجہ سے آپکے والد ماجد روپوش تھے۔ اس لیے آپ کی والدہ کی اجازت سے مجدد علوم عقلیہ شمس العلماء علامہ عبدالحق خیرآبادی علیہ الرحمۃ آپ کو اپنے ہمراہ رام پور لے گئے۔ اور سات برس ساتھ رکھ کر درسیات کا درس دیا۔ اور صحیح مسلم تک پڑھایا، تکمیل علوم کے بعد آپ ایک عرصہ تک کلکتہ میں عبداللطیف خاں کے فارسی رسالے کے مدیر رہے، اس کے بعد بھوپال گئے اور ریاست میں ملازمت کی، پہلے نائب مہتمم سائر کل ہوئے، اس کے بعد ضلع جنوب بھوپال کے محال مردانی پور کے تحصیلدار مقرر ہوئے۔

نواب صدیق خاں قنوجی سے آپ کے بہت اچھے تعلقات تھے، ان دنوں تک وہ ترک تقلید کے اور اسالین اسلام کی بارگاہوں میں سوء ادبی کے مرتکب نہیں ہوئے تھے۔ آپ نے صدیق حسن خاں کی تعریف میں اُردو فارسی قصائد بھی کہے، جسے امداد صابری نے تذکرہ شعراء حجاز" میں نقل کیا ہے۔ مولانا علی حسین نے آپ کے احوال میں لکھا ہے کہ آپ کو محفل میلاد شریف سے غایت عشق تھا۔ ہر ہفتہ اپنے گھر میں مجلس میلاد منعقد کرتے تھے، جب نواب صدیق خاں برسر اقتدار آئے اور روشِ اسلاف سے گریز کر کے غیر مقلدیت کے فروغ میں کوشاں ہوئے تو آپ بھی ان کی زد میں آئے مجلسِ میلاد میں سپاہی پہنچ گئے اور آپکو پکڑ کر لے گئے، آپ فرماتے تھے کہ اُس دن سے زیادہ سخت دن پھر مجھ پر نہیں گزرا صاحب مجلس صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے مختصر گفتگو کے بعد آپ چھوڑ دیئے گئے، اس کے بعد بھی آپ کے معمول میں تو کوئی فرق نہیں آیا، مگر صدیق حسن خاں کا زوال شروع ہو گیا، یہاں تک کہ مدار المہامی سے الگ کر دیئے گئے، ان کے بعد نواب عبداللطیف

marfat.com

کلکتوی مدارالمہام مقرر ہوئے تو اُنہوں نے آپ کو میر منشی کا عہدہ سپرد کیا۔ نواب عبداللطیف حضرت شاہجہانپوری کی دیانت داری اور راست بازی کے بے حد مداح و معترف تھے۔ آپ ریاست بھوپال کے متبحر اور نامور عالم و مصلح مانے جاتے تھے، والیٔ ریاست نواب سلطان جہاں بیگم نے اپنی روانگیٔ حج سے پہلے ۱۳۲۱ھ میں آپ پر غایت اعتماد اور اعتراف تقدس کی بنا پر آپ کو مدینہ منورہ تحائف وغیرہ دے کر روانہ کیا، تاکہ آپ رمضان المبارک میں والیٔ ریاست کے قیام کا بندوبست کریں، سلطان جہاں بیگم کو آپ سے تلمذ کا شرف بھی حاصل تھا۔

۱۳۲۶ھ میں استعفیٰ دے کر مدینہ منورہ جا بسے حرم شریف نبوی میں حدیث شریف کا درس دیتے اور باقی کتابیں گھر پر پڑھاتے تھے، آپ کا سلسلۂ بیعت و ارشاد مدینہ، شام دمشق وغیرہ میں کافی وسیع تھا، ۱۳۲۷ھ میں آپ کا وصال ہوا، جنۃ البقیع میں سید ابراہیم جگر گوشۂ عالم ماکان ومایکون (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رضی اللہ عنہ کے جوار میں دفن کئے گئے۔ احقر نے آپ سے غائبانہ عقیدت کی بنا پر اپنی حاضریٔ مدینہ منورہ کے موقع پر ۳ محرم الحرام ۱۳۹۱ھ کو اندازاً آپ کے مرقد پر حاضر ہو کر فاتحہ خوانی کا شرف حاصل کیا۔[1]

(سیرت شیخ اعظم حسین، تاریخ فرد آزاد، نزہۃ الخواطر)

حضرت مولانا آل احمد پھلواروی قدس سرہٗ

حضرت مولانا آل احمد ابن مولانا شاہ محمد امام (۱۱۹۴ھ / ۱۲۵۵ھ) ابن مولانا حضرت نعمت اللہ پھلواری ——— تاریخ ولادت ۷ رمضان المبارک ۱۲۲۳ھ

درسیات کی تکمیل اپنے والد مولانا شاہ محمد امام سے کی، اور وہ مولانا احمدی پھلواری کے تلمیذ رشید تھے، ۱۷ برس کی عمر میں ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۲۴۰ھ میں اپنے دادا بندگوار سے بیعت کی۔

۱۲۴۳ھ میں حرمین شریفین کے ارادے سے گھر سے نکلے، ایک سال کلکتہ میں قیام کیا

---

[1] تذکرہ علمائے اہلسنت از علامہ مولانا محمود احمد قادری ← مولانا محمود احمد کانپوری

marfat.com

۲۷ رجب المرجب ۱۲۴۴ھ میں حرمین شریفین میں حاضر ہوئے وہاں پر آپ نے تین سال تک قیام کیا، حضرت شیخ الاسلام سید احمد زینی دحلان وغیرہ سے آپ نے اسناد حدیث حاصل کی۔

۱۲۴۷ھ میں ہندوستان آئے، اور حیدرآباد میں مولانا میر شجاع الدین مرحوم کے مدرسہ میں مدرس ہو گئے۔ ۱۲۵۱ھ میں پھلواری وطن پہنچے، اس وقت مسند ارشاد پر حضرت فرد فائز تھے، ان سے استفادہ باطنی کیا، ایک سال بعد قصدِ بنارس کیا، مزارات مقدسہ کی زیارت کرتے ہوئے جون پور پہنچے، حضرت استاذ العلماء امام الحکماء مولانا ہدایت اللہ خاں قادری رام پوری رح المتوفی ۱۳۲۶ھ نے آپ سے سندِ حدیث حاصل کی۔

۱۲۶۴ھ میں پھر عرب کے قصد سے سفر کیا، بغداد مقدس، کاظمین، نجف اشرف کی زیارت کرتے ہوئے مکہ معظمہ حاضر ہوئے، ۱۲۷۲ھ میں آپ کی اپنے چچا مولانا شاہ محمد حسین سے ایک روز طواف سے فراغت کے بعد ملاقات ہوئی، ۱۲۷۲ھ تا ۱۲۸۵ھ مدینہ طیبہ میں درسِ حدیث دیا۔ ۱۲۸۵ھ میں حضرت شاہ علی حبیب نصر ابن حضرت فرد نے تحصیل حدیث کے لیے پھلواری بلایا، اور سبقاً سبقاً تمام کتب صحاح و مسانید پڑھ کر سند حاصل کی۔ ۱۲۸۸ھ میں واپس تشریف لے گئے۔

مولانا شاہ آل احمد از حد وارفتہ حال تھے، باوہ حب نبی سے سرشار رہتے، مولانا شاہ علی حبیب نصر نے جب تحصیل حدیث کی غرض سے آپ کو بلایا، آپ نے تامل فرمایا، اور عرض کیا، کہ ڈرتا ہوں، کہ کہیں وہاں کا پیوندِ خاک نہ ہو جاؤں، خواب میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سر پر دستِ مبارک پھیرتے ہوئے فرمایا، "تم پھر مدینہ واپس آجاؤ گے"۔ اس روز سے آپ نے استخفے کے بالوں کو نہیں کٹوایا، ۲۶ رمضان المبارک ۱۲۹۵ھ میں مولانا کا انتقال ہوا۔ جنت البقیع میں مدفن ہے۔ (آثار پھلواری شریف)

حضرت مولانا سید اخلاص حسین پھپھوندوی قدس سرہٗ

حضرت مولانا شاہ اخلاص حسین ابن سید انوار حسین کی ولادت باسعادت تقریباً ۱۲۸۱ھ

marfat.com

میں اپنے آبائی مکان سیدوارڈہ سہسوان ضلع بدایوں میں ہوئی ، مولانا سید خواجہ عبدالصمد ابدال ، پھپھوندوی قدس سرہٗ آپ کے برادر عم زادے نے ولادت سے پیشتر اخلاص حسین نام رکھا اور اپنا کرتہ آپ کے لیے اپنی چچی کو پیش کیا ، چار برس کے ہوئے تو حضرت مولانا عبدالصمد صاحب آپکو اپنے ہمراہ پھپھوند لے آئے اور علوم نقلیہ وعقلیہ وتصوف کی تعلیم دی ، طب کا درس مولانا حکیم مومن سجاد نے دیا۔ اکیس ۲۱ برس کے ہوئے تو مولانا سید عبدالصمد علیہ الرحمۃ نے اپنی بڑی صاحبزادی سے عقد کر دیا ۔

آپ بہت پختہ استعداد فاضل، خوش خط، اور اعلیٰ درجہ کے شاعر تھے ۔ آپ کے مجاہدات وریاضات کے واقعات سُن کر متقدمین صوفیاء کی یاد آتی ہے، بڑے حلیم و بُردبار اور وسیع الاخلاق تھے، چڑیاں بھی مانوس تھیں ، شانوں پر، ہاتھوں پر آکر بیٹھی رہتیں ، لوگ متعجبانہ پوچھتے کہ حضرت یہ خوب ہل گئی ہیں ہنس کر فرماتے ، کہ میری آدمیت غائب ہو گئی ہے جانور ہو گیا ہوں ، اس لیے آجاتی ہیں ۔

بیعت وخلافت اپنے بھائی اور خسر حضرت مولانا خواجہ عبدالصمد قدس سرّہٗ سے تھی ، سفر و حضر میں مرشد کی خدمت میں رہتے ، ۱۶ ر شوال ۱۳۳۷ھ کو گھر سے روانہ ہو کر بمبئی پہنچے اور ۱۳ ر ذی قعدہ کو حج کے لیے روانہ ہوئے ۔ حج کے بعد مدینہ طیبہ میں معتکف ہو گئے ۔ نہایت ہی صابر وقانع تھے ۔ ۱۷ ر رمضان المبارک ۱۳۳۸ھ کو انتقال ہوا ۔ بقیع شریف میں حضرت عثمان بن مظعون اور سیدنا ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب دفن کیے گئے ۔

(ملفوظ مصابیح القلوب)

حضرت مولانا شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہٗ

حضرت شاہ ابوسعید مجددی رام پوری المتوفی ۱۲۵۰ھ کے صاحبزادے مولانا شاہ

marfat.com

احمد سعید مجددی غرہ ربیع الاول ۱۲۱۶ھ بمقام رام پور پیدا ہوئے۔ "مظہر یزداں" تاریخ ہے۔ آپ کے نانا حضرت شاہ محمد صدیقی جو صاحب کشف تھے انہوں نے بمکاشفۂ باطن آپکا نام غلام غوث لکھا، حفظ قرآن کر کے دس برس کی عمر میں دہلی جا کر والد کے پیر ارشاد حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے اور کتب تصوف پڑھیں، مشکوٰۃ کا درس بھی شاہ صاحب سے لیا، بعدہٗ مولانا فضل امام خیرآبادی، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر، مولانا نور زندگی محلی قدست اسرارہم سے درسیات پڑھ کر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث قدس سرہٗ سے حدیث کا دَور کیا۔ آپ حضرت شاہ غلام علی کے خلیفہ اور مورد الطاف خاص تھے، حضرت شاہ غلام علی آپ کو علوا استعداد میں آپ کے والد شاہ ابوسعید مجددی سے افضل فرماتے تھے ۱۲۵۰ھ میں والد کی جگہ پر خانقاہ شاہ غلام علی کے سجادہ نشین ہوئے، مریدوں کے حال پر بہت شفیق تھے۔ بعد فجر، ظہر، مغرب تین دفعہ حلقہ مراقبہ قائم کرتے، اس کے بعد حدیث وتفسیر وفقہ کا درس دیتے، فتاوے بھی لکھا کرتے تھے، ذملتے تھے فتویٰ نویسی میرا کام نہیں، مگر کیا کروں جاہل عالم بن گئے ہیں۔ ستاون برس کی عمر ہوئی تھی کہ ۱۲۷۳ھ میں غدر کا بگل بج گیا، حفاظت کے خیال سے اہل وعیال کو شہر سے باہر بھیج دیا، اور خود خانقاہ ہی میں مقیم رہے، لوگوں نے چلنے کے لیے عرض کیا، فرمایا جب تک بزرگوں کا حکم نہ ہوگا نہیں جاؤں گا، ایک شب بعد تہجد فرمایا، اب نکلنے کی اجازت ہوگئی ہے۔

خانقاہ کا انتظام حاجی دوست محمد قندھاری کو سپرد کر کے سواری تلاش کرائی، مگر نہ ملی، پیدل ہی قطب صاحب میں آئے، یہاں پر اہل وعیال پہلے ہی مقیم تھے، یہیں پر بیوی صاحبہ کا انتقال ہوا۔ حضرت سید نور محمد بدایونی قدس سرہٗ کے پہلو میں دفن کر کے مریدین کی جمعیت کو ہمرکاب لے کر بارادۂ ہجرت آخر شوال میں جدہ پہنچے، حج کا شرف حاصل کیا، چار ماہ بعد مدینہ منورہ حاضر ہوئے، خالد پاشا محافظ مدینہ منورہ داخلِ سلسلہ ہوئے، اور ایک مکان کرایہ پر لے کر رہائش کے لیے پیش کیا، رجب کے مہینے میں اہل وعیال کو مکہ مکرمہ سے بلا کر اس مکان میں مقیم ہوگئے۔

marfat.com

دردِ سر اور تپ دق میں بروز سہ شنبہ ۲ ربیع الاول ۱۲۷۵ھ انتقال ہوا، اور حسبِ وصیت حضرت سیدنا امیر المومنین و امام المسلمین عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے پہلوئے مبارک میں دفن ہوئے۔ آپ نے وہابیوں کے رد میں مشہور کتاب "حق المبین فی رد علی الوہابیین" تصنیف فرمائی۔ حضرت کے اکسٹھ خلفاء تھے جو افغانستان بخارا وغیرہ میں پھیلے ہوئے تھے،

——— مولوی رشید احمد گنگوہی نے بھی آپ سے اکتساب علم کیا تھا مگر بدعقیدہ ہونے کی وجہ سے آپ کا تذکرہ اہانت آمیز کرتے تھے۔ دیکھئے تذکرہ رشیدیہ۔

حضرت مولانا شاہ محمد علی حسین مدنی قدس سرہٗ

مولانا محمد علی حسین صاحب ابن حضرت مولانا شاہ اعظم حسین خیر آبادی قدس سرہما ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ میں بھوپال میں پیدا ہوئے، اردو فارسی کی ابتدائی تعلیم مولانا یداللہ سنبھلی سے حاصل کی۔ قرآن مجید حفظ کیا۔ معقول و منقول کی تکمیل والد ماجد سے کی، ۱۹۰۳ء میں والد ماجد کے ساتھ مدینہ طیبہ چلے گئے، اور وہیں سے بلاد [illegible] مصر کا سفر کیا، اور عتبات عالیہ کی زیارت کی، ۱۳۲۶ھ میں آپ نے دمشق میں امام الدہر حافظ العصر شیخ بدالدین دمشقی سے اُن کے صاحبزادے مولانا تاج الدین کی معیت میں شرح وقایہ کا درس لیا، حضرت مولانا محمد عبدالباقی فرنگی محلی مدنی المتوفی ۱۳۶۵ھ کے درس میں مختصر المعانی، تلخیص المفتاح پڑھی صحیح مسلم اور بعض دوسری کتب حدیث کا حضرت مولانا شاہ محمد معصوم ابن شاہ عبدالرشید ابن حضرت شاہ احمد سعید مجددی سے درس لیا، شیخ المحدثین مدینہ منورہ سید علی بن ظاہر الوتری سے بھی کسب فیض کیا، ۱۳۲۷ھ میں حضرت مولانا شاہ محمد نعیم نبیرہ حضرت مولانا بحر العلوم فرنگی محلی نے فاتحہ تشکر کے بعد دستار فضیلت باندھی اور سند مرحمت فرمائی،

فراغت کے دورِ عثمانی و ہاشمی میں حضرت مولانا عبدالباقی کے مدرسۂ نظامیہ میں عرصہ تک

marfat.com

درس دیا، نجدی تسلط کے بعد اپنے مکان پر یہ سلسلہ جاری رکھا۔

آپ کو اپنے والد ماجد سے سلسلۂ قادریہ میں بیعت و خلافت تھی، ان کے علاوہ (۱) حضرت شاہ معصوم (۲) مولانا عبدالباقی (۳) سید علی الوتری (۴) امام الدہر شیخ بدرالدین الحسنی الدمشقی (۵) شیخ عبدالحکیم افغانی (۶) شیخ احمد شمس مالکی قادری (۷) علامہ شیخ صالح (۸) شیخ علی مبارک المغربی (۹) حضرت امین رضوان شیخ الدلائل مدینہ (۱۰) حسان الزمان مدافع سید الاکوان صلی اللہ علیہ وسلم شیخ یوسف بن اسمٰعیل النبہانی سے بھی اجازت و خلافت ہے۔ مگر آپ بیعت والد ماجد کے طریقہ قادری میں کرتے تھے، مدینہ طیبہ کے آداب میں آپ کے اطوار امام مالکؒ جیسے تھے، جہاں بھی ہوتے ہمیشہ یہ خیال رکھتے کہ حرم شریف کی طرف پیٹھ نہ ہو (۲) جس راستہ سے بھی گزر ہوتا اور گنبد خضراء نظر آتا ہے تو آپ فوراً مودب دست بستہ سلام عرض کرتے، پھر آگے بڑھتے۔ (۳) مسجد نبوی میں داخل ہونے سے پہلے سلام عرض کرکے داخلہ کی درخواست کرتے اور تھوڑا وقفہ ٹھہر کر قدم بڑھاتے، عموماً نمازیں حجرۂ سید النساء کے متصل ادا کرتے (۴) حرم شریف نبوی میں سر جھکائے رکھتے، اور کسی سے کسی قسم کی گفتگو نہیں کرتے، سلام کا جواب اشارہ سے دیتے، اور اگر کوئی گفتگو کی کوشش کرتا تو اشارے سے بتاتے کہ گھر پر آؤ۔ (۵) نجدی انہدامات قبور کے بعد جنۃ البقیع میں کبھی داخل نہیں ہوئے (۶) فصیلِ شہر اقدس کے اندر کبھی سواری کا استعمال نہیں کیا۔ (۷) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آپ کا خاص شیوہ تھا، اس میں امیر و غریب کی کوئی قید نہ تھی، جس کو غلطی کرتے دیکھتے فوراً ٹوک دیتے (۸) بدمذہبوں سے آپ کو سخت نفرت تھی، نجدی عقائد کے متبعین کو ابن تیمیہؒ وغیرہ کے اقوال ہی سے قائل کر دیتے، آپکو معاملاتِ فقہی میں غیر معمولی عبور تھا، مقدمات میں شرعی نکات معلوم کرنے والوں کا آپ کے یہاں مجمع لگا رہتا تھا، نجدی قاضی و علماء آپ سے بہت گھبراتے تھے اختلاف عقائد و مسلک کے باوجود سلاطین نجد آپ کے تبحر علمی سے مرعوب تھے۔

۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۲ھ کو بعد فجر اللہ اللہ کہتے ہوئے جاں بحق ہوئے اور سیدنا

marfat.com

ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار میں اپنے والد ماجد کے قریب دفن کئے گئے ، اسی روز ریڈیو جبتہ نے آپ کے وفات کی خبر نشر کی ۔

تصانیف : (۱) ، الصواعق المکفوت علی استاذ شلتوت المصری (ثبوت حیات سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کے بارے میں شیخ الازہر شلتوت مصری کے فاسد عقائد کا ردّ (عربی) ۲۔ سیرت شیخ یوسف النبہانی (غیر مطبوعہ، عربی) ۳ ۔ سیرت اعظم حسین رحمۃ اللہ علیہ، عربی غیر مطبوعہ ۴۔ ردّ تجدید و احیاء دین ، ابوالاعلیٰ مودودی کے مزعومات کا ردّ (اُردو مطبوعہ) آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ محمد علاؤالدین مدنی مالک فندق طیبہ، مدینہ طیبہ اعلیٰ اخلاق و اوصاف اور فقہی مہارت میں نامور ہیں ۔

حضرت مولانا شاہ عبدالحق الہ آبادی مکی قدس سرہٗ

شیخ الدلائل حضرت مولانا عبدالحق بن شاہ محمد، صدیقی النسب اپنے وقت نیوان ضلع الہ آباد میں پیدا ہوئے ، مولانا تراب علی لکھنوی وغیرہ سے درسیات پڑھی ، حضرت مولانا عبداللہ صاحب گورکھپوری سے بیعت کی ، ۱۲۸۳ھ میں مکہ کا سفر کیا ، پچاس برس تک آپ کا دریائے علم مکہ میں موجیں مارتا رہا ، آپ شیخ الدلائل کے لقب سے مشہور تھے ، امام اہلسنت ، مولانا شاہ احمد رضا قدس سرہٗ دوسرے سفر حج میں آپ کی قیام گاہ پر بار بار حاضر ہوئے ان کے ملفوظات میں بلند کلمات میں آپ کا ذکر خیر موجود ہے ۔

۱۶ر شوال المکرم ۱۳۳۲ھ میں آپ کا وصال ہوا ۔ جنۃ المعلیٰ میں مدفن ہے ۔ تصانیف میں " الاکلیل " قرآن پاک کی تفسیر ، اور فقہ میں " التعلیقات علی الدر المختار " مشہور ہیں ۔

marfat.com

حضرت مولانا شاہ عبدالباقی فرنگی محلی مدنی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا شاہ عبدالباقی بن مولانا علی صمد بن مولانا محمد معین بن ملا محمد مبین، ۱۰۸۶ھ میں فرنگی محل لکھنؤ میں پیدا ہوئے، مولانا سید عبدالحیٔ چاٹگامی، مولانا ابوالحسنات عبدالحیٔ فرنگی محلی، مولانا سید عین القضاۃ، مولانا فضل اللہ بن نعمت اللہ فرنگی محلی، مولانا محمد نعیم بن عبدالحکیم سے اخذ علوم کیا۔ اور حضرت مولانا شاہ عبدالرزاق بن مولانا شاہ جمال الدین سے بیعت کی، ایک مدت تک فرنگی محل میں درس و تدریس کی۔ پھر حرمین شریفین کا سفر کیا، حج کے بعد مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی اور ملا نظام الدین بانی درسِ نظامی کی یاد میں مدرسہ نظامیہ قائم کیا اور پوری توجہ سے تدریس کے کام میں مصروف ہوئے۔ نظام حیدرآباد میر عثمان علی مرحوم کیطرف سے مدرسہ کا وظیفہ مقرر تھا۔

سلطنت ہاشمی کے سقوط کے بعد آپ سخت آزمائش میں مبتلا ہو گئے۔ نجدی حکومت کی آپ پر سخت نظر تھی، مگر آپ نے اعتقادی امور میں مداہنت کبھی گوارا نہیں کی۔ ۴ ربیع الآخر ۱۳۶۱ھ میں آپ فوت ہوئے اور جنت البقیع میں دفن کئے گئے۔

حضرت علامہ محمد علی حسین خیرآبادی مدنی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ممتاز تلمیذ و خلیفہ تھے۔

حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد مدنی کو آپ نے اجازت مرحمت فرمائی تھی۔

حضرت مولانا محمد فضل مجید بدایونی علیہ الرحمۃ

والد ماجد حقائق آگاہ شاہ عبداللہ فاروقی بدایونی حضرت شاہ عین الحق عبدالمجید بدایونی کے مرید تھے۔ پیر و مرشد کے نام کی رعایت اور حصولِ برکت کے لیے لڑکے کا نام فضل مجید

marfat.com

لکھا۔ سلسلۂ نسب سولہ واسطوں سے گنج شکر کان نمک حضرت فرید الملۃ مسعود قدس سرہٗ تک پہنچتا ہے، ۱۲۶۸ھ میں پیدا ہوئے، حضرت تاج الفحول مولانا شاہ محب رسول عبدالقادر رح استاذ العلماء مولانا نور احمد قدس سرہٗ سے تکمیل کر کے فارغ ہوئے، نامور اور متبحر علماء میں آپکا ممتاز مقام تھا۔

حضرت سیف اللہ المسلول کے مرید اور حضرت تاج الفحول کے شیدائی اور وارفتہ، کمال، خلوت و جلوت میں، سفر و حضر میں ہمرکاب رہتے، اخلاق، تدبر، اصابت رائے تقدس و توسع آپ کے اوصاف خصوصی تھے۔ حضرت تاج الفحول کے بعد حضرت مطیع الرسول شاہ عبدالمقتدر کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہتے، حضرت مطیع الرسول کی معیت میں ۱۳۲۹ھ میں حج کے لیے گئے۔ مدینہ منورہ میں حضرت مطیع الرسول کے زانو پر سر رکھ کر واصل بحق ہوئے۔ حضرت ذوالنورین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جوار اقدس میں مدفون ہوئے، واصف تخلص تھا۔

(اکمل التاریخ)

حضرت مولانا نذیر احمد میرٹھی علیہ الرحمۃ

مبلغ اسلام حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی کے برادر بزرگ، آپ نے پہلے والد ماجد سے پڑھا، بعدہٗ مدرسۂ اسلامی عربی کے مدرس نور احمد سے تکمیل کی، فراغت کے بعد صحافت کی راہ کو اپنایا، میرٹھ سے تاجر اخبار جاری کیا اور بمبئی سے غالب۔

آپ کی زندگی کا زیادہ حصہ بمبئی میں گزرا، حضرت مولانا شاہ خیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی تعمیر کی ہوئی مسجد خیر الدین کے آپ امام و خطیب اور ناظم تھے، آزاد پارک میں عیدین کے امام آپ ہی تھے، بمبئی کی قدیم جمعیۃ علماء کے ناظم بھی رہے، تحریکِ خلافت میں بھی حصہ لیا، اور اسی سلسلہ میں ۱۳۲۱ھ میں جیل گئے۔

آپ جادو بیان مقرر بھی تھے، فن مناظرہ میں آپ کو کامل دستگاہ تھی، دیوبندیوں

marfat.com

وہابیوں اور آریوں سے مناظرے کیے اور مذکورہ فرقۂ باطلہ کو ذلتیں دیں۔

آپ نے اشاعت اسلام کے لیے کافی کوشش کی۔ تبلیغ اسلام کے لیے برما وغیرہ کا سفر کیا، انتقال سے ڈیڑھ برس پہلے آپ مدینہ منورہ چلے گئے تھے، بڑے ذوق وشوق سے پنج وقتہ نماز مسجد نبوی میں ادا کرتے تھے، ۱۳۵۵ھ میں شعبان المعظم کی کسی تاریخ کو رہگزار عالم باقی ہوئے اور جنت البقیع دفن کیے گئے۔

حضرت مولانا مفتی محمد یوسف فرنگی محلی قدس سرہٗ

حضرت مولانا مفتی محمد اصغر فرنگی محلی قدس سرہٗ المتوفی ۱۲۵۵ھ ۹ رجب المرجب، کے فرزند ارجمند، علمائے فرنگی محل سے تعلیم پائی، علوم و فنون میں امامت کا منصب رکھتے تھے، اکثر علمائے فرنگی محل کا سلسلۂ تلمذ آپ سے وابستہ ہے۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد عدالت دیوانی لکھنؤ کے مفتی مقرر ہوئے۔ بعدہٗ مدرسہ الحاج امام بخش مرحوم جونپور میں مدرسی اختیار کی۔ حضرت مولانا عبدالعلیم آسی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ نے آپ سے تلمذ اختیار کیا، حرمین شریفین کی زیارت کے شوق میں حیدر آباد ہوتے ہوئے شعبان ۱۲۸۶ھ میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ بمرض اسہال سہ شنبہ ۱۱ ر ذیقعدہ ۱۲۸۶ھ میں فوت ہوئے۔ (تذکرۂ علمائے ہند" میں ۱۱ تاریخ غلط لکھی ہے)، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہٗ کی قبر مبارک کے قریب دفن کیے گئے۔

تصانیف: شرح سلم، حاشیہ شمس بازغہ، تعلیقات علی البیضاوی، حاشیہ شرح وقایہ، تعلیق علی البخاری۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم میرٹھی مدنی علیہ الرحمۃ

آپ کی پیدائش ۱۵ ر رمضان المبارک سنہ ۱۳۱۰ھ / سنہ ۱۸۹۲ء میں محلہ مشائخان میرٹھ میں ہوئی،

marfat.com

آپ کے والد ماجد مولانا عبدالحکیم کا ۱۳۲۲ھ میں انتقال ہوگیا، والدہ ماجدہ نے تعلیم و تربیت کی نگہداشت کی۔ ۱۳۲۶ھ میں آپ نے علومِ دینیہ سے فراغت پائی۔ علوم جدید کی تحصیل کے لیے الٰہ آباد کے مشہور اسلامیہ کالج میں داخلہ لیا، کالج میں آپ کے برادر بزرگ مولانا شاہ احمد مختار ہیڈ مولوی تھے۔ ۱۹۱۳ء میں میٹرک پاس کیا، ڈویزل کالج میرٹھ سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی، وکالت پڑھی اور فن طب کو علماً اور عملاً حاصل کیا۔ مرید والد ماجد کے تھے، بیعت و ارشاد اور اجازت و خلافت اعلیٰ حضرت قطب المشائخ شاہ علی حسین اشرفی سرکار کچھوچھہ شریف اور اعلیٰحضرت امام اہل سنت قطب الارشاد مولانا شاہ احمد رضا بریلویؒ سے حاصل کی۔ مؤرخ الذکر سے آپ کو زمانۂ طالب علمی ہی سے حسنِ عقیدت تھی، آپ کو تقریر پر بھی مہارت تھی۔ قدرت نے آپکو شانِ محبوبی بخشی تھی، جہاں جلتے لوگ پروانہ وار آپ کے گرد جمع ہو جاتے۔ آپ نے ہندوستان سے باہر دُور دراز ملکوں میں جاکر تبلیغ اسلام کی، ہزارہا افراد آپ کے ہاتھوں پر مسلمان ہوئے، جن میں عیسائیوں کی تعداد زیادہ ہے۔ نائیجیریا، جنوبی افریقہ، سیلون، ملایا، انڈونیشیا، جنوبی چین، امریکہ، جاپان آپ کے تبلیغ اسلام کے خاص مرکز تھے، ان ملکوں میں آپ نے مساجد، مدارس اور تبلیغی ادارے قائم فرمائے۔ آپ کو انگریزی عربی، فارسی، فرانسیسی، جاپانی، چینی، ملائی زبانوں پر پوری قدرت تھی، حاجیوں کو جو ٹکس دینا ہوتا تھا وہ آپ ہی کی کوشش سے عبدالعزیز والیٔ سعودی عرب نے ختم کیا۔ تقسیم ملک کے بعد کراچی میں آپ کی اقتدار میں نماز عید ادا کی گئی، محمد علی جناح بھی اس میں شریک تھے۔

روز دوشنبہ ۲۰ صفر ۱۳۶۶ھ / ۱۳ جنوری ۱۹۴۷ء کو آپ نے رہائش کے لیے مدینہ منورہ میں زمین خریدی اور مقیم ہوگئے، رشد و ہدایت کے ساتھ یہاں مطب بھی کرتے تھے۔ ۲۲ اگست ۱۹۵۱ء میں آپ کا انتقال ہوا، حضرت مولانا شاہ ضیاء الدین احمد مدنی نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی، جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔ آپ کی تصانیف میں۔ ہائی وائی لاک، وتھ برناڈشا، ان پریچول اِن اسلام، مسلم رول اِن سائن فنک و سکورینہ (انگریزی میں)، ذکر محبوب (میلاد شریف) بہارِ شباب (نوجوانوں کی اصلاح میں) رد قادیانی ہے۔

marfat.com

حضرت مولانا شاہ عبدالرشید مجددی قدس سرہ

حضرت مولانا شاہ عبدالرشید مجددی ابن حضرت مولانا شاہ احمد سعید ابن شاہ ابوسعید مجددی ۲ رجمادی الاخریٰ ۱۲۳۷ھ میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے، دس برس کی عمر میں نہ ہونے پائی تھی کہ حافظ قرآن ہوگئے، صرف و نحو مولوی حبیب اللہ ملتانی سے، علوم عقلیہ مولوی فیض احمد دہلوی سے، کتب فقہ، تصوف اور اصولِ حدیث والد ماجد سے، کتب حدیث مولانا شاہ مخصوص اللہ ابن مولانا شاہ رفیع الدین اور مولانا محمد اسحٰق سے پڑھیں۔

۱۲۵۶ھ میں والد ماجد سے بدقت اجازت لے کر حج و زیارت کے لیے گئے، والد ماجد شاہ احمد سعید صاحب شہر سے باہر دروازہ تک رخصت کرنے آئے، اور مجمع عام میں حضرت شاہ غلام علی دہلوی کا عطیہ، ٹوپی، قمیص اور عمامہ پہنا کر خلافت عطا کی، مکہ مکرمہ میں حضرت عبداللہ سراج مکی سے سند حدیث حاصل کی۔

۱۲۷۳ھ میں والد ماجد کے حکم سے نواب سید کلب علی خاں مرحوم کی بیعت کے لیے رام پور گئے، ایک ماہ قیام کر کے دہلی واپس گئے، ۱۲۷۴ھ میں والد ماجد کے ہمراہ ہجرت کی، حضرت شاہ احمد سعید کے انتقال ۱۲۷۷ھ کے بعد مسند ارشاد پر بیٹھ کر ہدایت خلق میں مصروف ہوگئے، انتقال سے ۵ سال پہلے ہر سال حج کرتے، سال رحلت کے حج کے موقع پر منیٰ میں ۱۲ ذی الحجہ کو اپنے لڑکے شاہ محمد معصوم سے فرمایا، حج کے بعد ہندوستان جانا، معلوم نہیں دو دن بعد کیا ہو۔ ۱۴ ذی الحجہ سے نماز کے ساتھ دردِ سر شروع ہوا، جو رفتہ رفتہ شدت پکڑتا گیا، سکرات موت میں بار بار مسکراتے، ۱۱ ذی الحجہ کو منگل کے دن عصر اور مغرب کے درمیان انتقال ہوا۔

حضرت ام المؤمنین سیدنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پائیں شریف دفن ہوئے،

marfat.com

ہزاروں بندگان خُدا کو آپ کی ذات سے فیض پہنچا، ممالک عربیہ میں بکثرت آپ کے مُرید اور خلیفہ تھے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالغنی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا شاہ احمد سعید مجددی کے چھوٹے بھائی، ۱۲۳۵ھ میں دہلی میں پیدا ہوئے حفظ قرآن کے بعد والد ماجد حضرت شاہ ابوسعید اور برادر بزرگ اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث و شیخ محمد عابد سندھی مدنی سے تکمیلِ علوم کی، والد ماجد کے مرید اور خلیفہ تھے۔ رشد و ہدایت کے ساتھ درس حدیث بھی خوب دیتے تھے۔ محرم ۱۲۹۶ھ میں مدینہ منورہ میں آپ کا انتقال ہوا۔ اکثر مشاہیر علماء آپ کے شاگرد ہوئے۔

صنادید فرقہ دیوبندی مولانا قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد صدر مدرس مظاہر علوم سہارن پور، آپ کے شاگردوں میں سے تھے۔

مولانا الشیخ محمد عابد سندھی مدنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مولانا احمد علی بن یعقوب سندھی کے فرزند، فقیہ و محدث، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ نواح حیدرآباد سندھ میں شہر سیون میں پیدا ہوئے۔ علماء زبید ملک یمن سے اکتساب علوم فرمایا۔ وہاں سے صنعاء میں تشریف لائے۔ وزیر یمن نے آپ کو یکتائے عصر اور علامۂ دہر سمجھ کر اپنی لڑکی کی شادی آپ سے کر دی اور آپ امام صنعاء کی جانب سے مصر کی سفارت پر مامور ہوئے، مصر سے حب وطن کا جوش آپ کو سندھ میں لایا اور قصبہ

marfat.com

نواڑی میں کچھ دنوں قیام کرکے ولولہ باطنی کی ترقیوں سے مضطرب ہوکر مدینۃ الرسولؐ میں ہجرت کرکے آگئے۔ حذیو مصر کی جانب سے رئیس العلماء مدینہ منورہ مقرر ہوئے۔ آپ مذہب حنفیہ کے دلدادہ و جاں نثار اور حضرت سراج الامۃ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شیدائی تھے۔ آپ کی مشہور تصانیف میں کتاب مواہب اللطیفہ علی مسند الامام ابی حنیفہ، طوالع الانوار علی الدر المختار و شرح تیسیر الوصول الی احادیث الرسولؐ و شرح بلوغ المرام۔ علمی کتب خانوں کی زینت کا سبب ہیں۔

آپ نے مدینہ منورہ میں بروز دوشنبہ ماہ ربیع الاوّل ۱۲۵۶ھ میں متاع جان کو جان آفرین میں جناب میں پیش فرمایا۔ جنت البقیع میں محو استراحت ہوئے۔

فاتح عیسائیت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مکیؒ رحمۃ اللہ علیہ

مولانا رحمت اللہ کیرانوی ولد حکیم نجیب اللہ، خلیفہ سوم حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے۔ قصبہ کیرانہ محلہ دیبار کلاں میں ۱۲۳۳ھ / ۱۸۱۸-۱۷ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے بزرگوں سے حاصل کی پھر دہلی میں مولوی حیات، لکھنؤ میں مولوی سعد اللہ مراد آبادی، مولوی احمد علی ساکن بڈولی اور مولوی عبدالرحمٰن چشتی سے علوم معقول و منقول حاصل کئے۔[1]

ان کے علاوہ مولانا امام بخش صہبائی، شاہ ابوسعید مجددی، شاہ احمد سعید مجددی، شاہ عبدالرشید مجددی، مولانا رحمت علی، مولانا مخصوص اللہ دہلوی، مولانا شاہ قطب الدین خاں۔ مولانا ناصر الدین محمد، مولانا محمد قاسم دانا پوری، مولانا غلام احمد شہید، مولوی محمد موسیٰ دہلوی اور اسی مکتب فکر کے علماء و مشائخ سے فیض حاصل کیا۔

---

[1] محمد ایوب قادری، پروفیسر۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء ص ۱۸۴

marfat.com

اپریل ۱۸۵۵ء میں آگرہ میں جو مشہور مناظرہ پادری فنڈر سے ہوا تھا اس میں آپ ہی کامیاب ہوئے تھے۔ آپ نے عارف کامل مولانا غلام دستگیر قصوری قدس سرہٗ کے مناظرہ بہاولپور کی روئیداد تقدیس الوکیل پر شاندار تقریظ لکھی۔ اس مناظرہ میں مولانا غلام دستگیر قصوری کو مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی کے مقابلہ میں زبردست کامیابی ہوئی تھی۔ اور نواب محمد صادق عباسی والیٔ (سابق ریاست بہاولپور) نے اس مناظرہ کے بعد مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کو ریاست سے نکل جانے کا حکم صادر فرما دیا تھا۔ یہ تاریخی مناظرہ ماہ شوال ۱۳۰۶ھ میں براہین قاطعہ (مؤلفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی) کی گستاخانہ عبارت پر ہوا تھا۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی علیہ الرحمتہ نے تقریظ میں لکھا۔

"میں جناب مولوی رشید احمد کو رشید سمجھتا تھا مگر میرے گمان کے خلاف کچھ اور ہی نکلے۔"

اس کتاب پر علماء حرمین کی تصدیقات میں شیخ الدلائل حضرت مولانا عبدالحق مہاجر مکی رح اور حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مولانا غلام دستگیر قصوری کی تائید فرمائی۔ [۳]

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں کیرانہ میں مجاہدین آزادی کی کمان مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کے ہاتھ میں تھی۔ اگست ۱۸۵۷ء کو کیرانہ میں انگریزی فوج سے مجاہدین کا مقابلہ ہوا، انگریزوں کے بھاری اسلحہ خانے کے سامنے مجاہدین کی ایک نہ چلی۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی رح گرفتاری سے بچنے کے لیے روپوش ہو گئے۔ تلاش بسیار کے باوجود جب مولانا انگریزوں کے ہاتھ نہ آئے تو انگریزوں نے ان کو مفرور قرار دے کر ان کی تمام جائیداد ضبط کر لی۔ اور ان کی گرفتاری پر انعام مقرر کر دیا۔ ان حالات میں کیرانہ سے بچ نکلنا مولانا کے لیے بڑا محال تھا۔ مگر آپ نے اپنا نام تبدیل کر کے ہندوستان چھوڑ دینے کی دل میں ٹھانی اور جے پور، جودھپور، کے

---

[۳] تقدیس الوکیل، مطبوعہ نوری بکڈپو لاہور ص ۱۵۴

خطرناک ریگستانوں کو عبور کرتے ہوئے سورت پہنچے تاکہ وہاں سے حجاز مقدس کی جانب ہجرت کر سکیں[1]۔ سورت پہنچ کر آپ نے مولانا خیر الدین محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ پر قیام کیا۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے مولانا خیر الدین محدث سورتی کے خاندان سے بڑے دیرینہ مراسم تھے۔ اور آپ متعدد بار سفر حج کے دوران یہاں قیام فرما چکے تھے۔ یہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ مولانا طیب سورتی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے اہل خانہ کے ساتھ حجاز مقدس روانگی کی تیاری کر رہے ہیں۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی اور مولانا طیب سورتی نہایت خاموشی کے ساتھ ایک بادبانی کشتی پر سوار ہو کر حجاز مقدس کی جانب ہجرت کر گئے۔ صفر ۱۲۷۳ھ کی آخری تاریخوں میں جدہ پہنچے۔ یہاں سے مولانا طیب مدینہ منورہ اور مولانا کیرانوی مکہ معظمہ روانہ ہو گئے، مولانا نے مکہ پہنچ کر مستقل سکونت اختیار کر لی اور بنگال کی ایک مخیر خاتون صولت النساء بیگم کی امداد و اعانت سے ۱۸۷۲ء میں مدرسہ صولتیہ قائم کیا۔ اور باقی ماندہ عمر دعوت و تبلیغ دینی علوم کی ترویج و اشاعت میں بسر کی۔ ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۰۸ھ / ۲ مئی کو مکہ مکرمہ میں ۷۵ سال کی عمر میں وصال ہوا[1]۔

حضرت بخشی مصطفےٰ علی خاں مہاجر مدنی علیہ الرحمۃ

خان بہادر حضرت بخشی مصطفےٰ علی خان بنگلور ریاست میسور (ہند) کے رہنے والے تھے۔ ۱۹۰۹ء میں بی۔ اے کرنے کے بعد محکمہ پولیس میں ملازم ہو گئے اور اپنی نیک نیتی اور خداداد صلاحیتوں کی بدولت ترقی کرتے کرتے ڈی ایس پی (م۔ و۔ ہ) کے عہدہ جلیلہ تک پہنچ گئے۔ ۱۹۳۸ء میں ملازمت سے پنشن یاب ہو کر اپنی زندگی کو حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کی خدمت کے لیے وقف کر لیا۔

۱۹۰۶ء میں جبکہ آپ سنٹرل کالج بنگلور میں ایف اے کے طالب علم تھے۔ بنگلور میں حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر سعادت بیعت حاصل کی۔

---

[1] رضی حیدر خواجہ: تذکرہ محدث سورتی، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۱ء، ص ۳۸، ۳۹

marfat.com

اور بیعت کرنے کے بعد اپنی زندگی کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھال لیا۔ آپ کی طالب علمی اور ملازمت کے دوران جب بھی حضرت امیر ملت قدس سرہٗ بنگلور، میسور یا حیدرآباد دکن میں جلوہ افروز ہوتے تو آپ شب و روز حاضر خدمت ـــــــ ہونے کی سعادت حاصل کرتے اور اپنی رُوح و قلب کو نورِ ایمان کی روشنی سے منور کرتے۔ انہیں خدمات سے خوش ہو کر حضرت نے آپ کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔[1]

آپ بڑے نڈر، بے باک، متدین اور فرض شناس پولیس آفیسر تھے۔ جس کام میں کوئی دوسرا افسر ہاتھ ڈالتے ہوئے گھبراتا تھا۔ آپ بے تکلف اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کی امانت کے بھروسے پر اس خطرناک مہم کو سر کر لیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے خود اپنا واقعہ مدینہ منورہ سے لکھ کر ارسال فرمایا تھا کہ:۔

"میں مدراس کے علاقے میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس لگا ہوا تھا۔ ایک مقام پر ہندوؤں کے دو فرقوں میں فساد ہو گیا۔ عوام مندر کے مہنت کے خلاف ہو گئے تھے اور یاترا کے رتھ کے جلوس کے مزاحم تھے دونوں کے مددگاروں کا ازدحام ہو گیا۔ بھاری تعداد میں پولیس بھیجی گئی مگر ہجوم اور فساد بڑھتا ہی گیا۔ پولیس اور حکام کو بیس تیس ہزار کے مجمع نے محاصرہ میں لے لیا۔

تحصیلدار، تھانیدار اور سپاہی سب اپنی اپنی جانیں بچا کر بھاگ گئے فقط میں اور دو سپاہی رہ گئے۔ ان دو سپاہیوں میں بھی ایک ہندو تھا اور ایک مسلمان، ہر طرف خوف و ہراس چھایا ہوا تھا ہمیں بھی اپنی جان کا سخت اندیشہ تھا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ حضرت امیر ملت تشریف لائے اور میری پشت پر ہاتھ رکھ کر حکم دیا کہ "گھبراؤ مت" اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو"۔ اب تو میں شیر ہو گیا، میں نے پبلک کو

---

[1] آفتابِ عالمتاب مطبوعہ کراچی سنہ ۱۹۶۳ء صہ ۴ تذکرہ شہ جماعت صہ ۶۷

منتشر ہو جانے کا حکم دیا اور کہہ دیا کہ اگر چند منٹ میں منتشر نہ ہوئے تو گولی چلا دی جائیگی مگر مجمع بہت زیادہ مشتعل ہو چکا تھا۔ کسی نے پرواہ نہ کی، چنانچہ ہم نے اللہ تعالےٰ کے بھروسے پر فائرنگ شروع کر دی۔ پانچ سات آدمی زخمی ہو گئے تو سب بھاگ کھڑے ہوئے اور ہمیں کسی قسم کا خطرہ نہ رہا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ تحصیلدار اور دوسرے افسروں کے ڈیروں کو مجمع نے لوٹ کھسوٹ کے برباد کر دیا تھا مگر میرا ڈیرا جو اُن کے ڈیرے کے قریب ہی تھا بالکل محفوظ رہا۔[1]

ملازمت سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کے ہمراہ برصغیر کے اکناف و اطراف میں دوروں پر رہے۔ کئی دفعہ حج بیت اللہ کی سعادت سے بھی بہرہ ور ہوئے۔ غالباً ملازمت سے سبکدوشی کے بعد ہی آپکو خلافت عطا کی گئی تھی۔ ۱۷ اگست ۱۹۵۱ء کو آپ حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کے حکم پر کراچی سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے اور وہاں مکان خرید کر مستقل رہائش اختیار کر لی۔ اور جماعت منزل کی تعمیر شروع کر دی۔ چنانچہ آپ کی کوششوں سے یہ شاندار دو منزلہ عمارت تیار ہو چکی ہے اور مزید کام جاری ہے۔[2]

تحریک پاکستان میں بھی آپ نے فعال کردار ادا کیا۔ ۱۹۴۶ء میں بنارس کی آل انڈیا سنی کانفرنس میں امیر ملت قدس سرہٗ کی معیت میں شرکت کی اور اس کی کامیابی و کامرانی کے لیے مقدور بھر جدوجہد کی۔ حضرت امیر ملت قدس سرہٗ اس کانفرنس کے صدر تھے۔ اس کانفرنس میں ملک بھر میں پاکستان کی حمایت میں ووٹ دینے کے لیے تبلیغی دورے کرنے کے لیے اکابر اہل سنت کی جو کمیٹی تشکیل دی گئی۔ بخشی صاحب بھی اسکے رکن تھے۔[3]

---

[1] سیرت امیر ملت ص ۳۵، کرامات امیر ملت ص ۷۳ تا ص ۷۷۔

[2] آفتاب عالمتاب ص ۵ سیرت امیر ملت ص ۳۶، کرامات امیر ملت ص ۱۵۲

[3] خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس بحوالہ ماہنامہ الحبیب لاہور اکتوبر ۱۹۷۰ء

marfat.com

آپ بڑے متقی، پرہیز گار اور صالح بزرگ تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہٗ آپ پر بہت شفقت فرماتے تھے اور آپ کے ظاہر و باطن کی اصلاح و ترقی میں توجہ فرماتے تھے۔ آپ کو بھی اپنے شیخ اور سارے پیر خانے سے کمال عقیدت و محبت تھی۔ اگر کسی سے کوئی ایسی بات سرزد ہو جاتی جو بخشی صاحب کے خیال میں توہین کا شائبہ بھی رکھتی تھی تو اس سے بہت سختی سے پیش آتے سرزنش فرماتے اور ہمیشہ کے لیے علیک سلیک بند کر دیتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ فنافی الشیخ کے درجہ تک پہنچے ہوئے تھے۔ [۳]

آپ کی وفات حسرت آیات ۶ رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ / ۲۲ ستمبر ۱۹۷۴ء کو مدینہ طیبہ میں ہوئی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ [۱] ایک صاحبزادہ صاحب یادگار چھوڑے جو میجر جنرل کے عہدے سے ریٹائرڈ ہو کر کراچی میں مقیم ہیں۔

علاوہ ازیں آپ کی مندرجہ ذیل کتابیں یادگار ہیں۔

۱۔ آفتاب عالمتاب : اس کتاب میں حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کی مختصر سوانح عمری اور مذہبی، ملی اور سیاسی کارناموں کا تذکرہ ہے۔

۲۔ کوکبۂ غزوہ بدر : اس میں جنگِ بدر اور اس میں شریک ہونے والے تمام غازیوں اور شہیدوں کے مختصر حالاتِ زندگی لکھے گئے ہیں۔

۳۔ تصویر یا تصور : حرمتِ تصویر اور اہمیتِ تصور پر نہایت مدلل رسالہ ہے۔

۴۔ جواہر المناقب : فضائل و مناقب حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ پر مختصر رسالہ ہے۔

۵۔ سبحۃ اصحابِ بدر : اصحابِ بدر کے اسماء و فضائل وغیرہ

۶۔ کرامات امیر ملت : حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کی مسلمہ اور مصدقہ اور مستند کرامات، یہ نادر کتاب ہے۔

---

[۳] تذکرہ مشائخ نقشبندیہ (تکملہ) مطبوعہ لاہور صہ ۵۹۳

[۱] ماہنامہ انوارِ صوفیہ قصور، نومبر ۱۹۷۴ء صہ ۳۰

marfat.com

صاحب تواریخ حضرت شیخ العرب والعجم مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی
پوری زندگی میں ہر روز محفلِ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انعقاد فرماتے رہے۔ بایں وجہ
آخر میں حضرت علامہ مولانا الحاج محمد منشا تابش قصوری صاحب کے قلم سے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
پر جامع مضمون شاملِ کتاب ہے۔

(حافظ محمد طاہر رضا)

marfat.com

میلادِ نور صلی اللہ علیہ وسلم

صحابہ کرام اور محفل میلاد

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں :

اِنَّهٗ كَانَ يُحَدِّثُ ذَاتَ يَوْمٍ فِىْ بَيْتِهٖ وَقَائِعَ وِلَادَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْمٍ فَيَسْتَبْشِرُوْنَ وَ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ فَاِذَا جَآءَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَلَّتْ لَكُمْ شَفَاعَتِىْ ۔

(الدر المنظم فی مولد النبی الاعظم)

(تنویر لابی الخطاب الاندلسی ذکرہ الزرقانی)

(ایک دن وہ اپنے گھر ایک اجتماع سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کے واقعات بیان فرما رہے تھے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بڑے محظوظ ہو کر حمدِ الٰہی اور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوٰۃ (وسلام) پڑھ رہے تھے کہ اسی اثنار میں نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: تمھارے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی)

marfat.com

صحابہ کرام اور تعلیم میلاد

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں :

"مَرَرْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی بَیْتِ عَامِرِ نِ الْاَنْصَارِیِّ وَکَانَ یُعَلِّمُ وَقَائِعَ وِلَادَتِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِاَبْنَائِہٖ وَعَشِیْرَتِہٖ وَیَقُوْلُ ھٰذَا الْیَوْمُ ھٰذَا الْیَوْمُ فَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اِنَّ اللّٰہَ فَتَحَ لَکَ اَبْوَابَ الرَّحْمَۃِ وَمَلٰئِکَتُہٗ کُلُّھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ لَکَ وَمَنْ فَعَلَ فِعْلَکَ نَجٰی نَجَاتَکَ ۔"

(حوالہ مذکور)

(نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی معیت میں، میں حضرت عامر انصاری (رضی اللہ عنہ) کے گھر گیا وہ اپنے گھر اپنے بیٹوں اور رشتہ داروں کو واقعاتِ ولادتِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دے رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ یہی وہ دن ہے، یہی وہ دن ہے جس دن حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جلوہ گر ہوئے، پس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : بے شک اللہ تعالےٰ نے تمہارے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے اور تمام فرشتے تمہاری مغفرت کی دعائیں مانگ رہے ہیں اور جو شخص تیری طرح (محفلِ میلاد) منعقد کرے گا وہ تیری طرح نجات پائے گا)

فائدہ : ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ محفلِ میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کا معمول تھا اور عین ولادتِ باسعادت کے دن یعنی ۱۲ ربیع الاول شریف کو بھی محفلِ میلاد کا انعقاد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے۔

marfat.com

ستاروں کی بارش

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کے وقت حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اس رات مجھے ہر چیز سُورج کی طرح روشن دکھائی دیتی تھی، میں نے ستاروں کو دیکھا تو یوں محسوس ہوتا تھا جیسے میری طرف چلے آرہے ہیں۔

نُور ہی نُور

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کے وقت میں حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت انجام دے رہی تھی کہ میں نے دیکھا آپ کا نور چراغ کی روشنی پر غالب آگیا، میں نے اس وقت دس نشانیاں دیکھیں:

(۱) جب آپ پیدا ہُوئے تو سب سے پہلے آپ نے سجدہ کیا۔
(۲) سجدے سے سر اٹھاتے ہی فصیح و بلیغ انداز میں کہا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔
(۳) میں نے کاشانۂ نبوت کو آپ کے چہرۂ انور کے نور سے نور و نُور پایا۔
(۴) میں آپ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو ہاتف نے آواز دی: اے صفیہ! تم تکلیف نہ اُٹھاؤ ہم نے اپنے حبیب کو پاک و طاہر پیدا فرمایا ہے۔
(۵) میں نے معلوم کرنا چاہا کہ لڑکی ہے یا لڑکا، تو میں نے دیکھا آپ مختون اور ناف بریدہ پیدا ہُوئے۔
(۶) میں نے کپڑے میں لپیٹنے کے لیے اٹھایا تو آپ کی پُشت پر مُہرِ نبوت تھی۔
(۷) آپ کے کندھوں کے درمیان تحریر تھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔
(۸) وہاں سے میں نے آپ کے انوار سے بصرہ و شام کے محلّات دیکھے۔
(۹۰) آپ کی آنکھیں سُرگیں اور چہرہ متبسم تھا۔

marfat.com

(۱۰) کاشانۂ اقدس پر نُورانی پرچم لہراتا نظر آیا۔

بُت سرنگوں ہو گئے

حضرت عبد المطلب بیان فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کی شب طوافِ کعبہ میں مصروف تھا، نصف رات گزر رہی تھی کیا دیکھتا ہوں کہ مقامِ ابراہیم کی بجانب بیت اللہ شریف سجدے کر رہا ہے اور اللہُ اکبر کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں، پھر آوازیں سُنائی دیں کہ اب میں مشرکوں کی نجاستوں اور زمانۂ جہالت کی ناپاکیوں سے پاک وصاف کر دیا گیا ہُوں، پھر وہاں پر تمام بت سرنگوں دیکھے، ہبل کی طرف دیکھا جو سب سے بڑا تھا وہ بھی اوندھے مُنہ ایک پتھر پر گرا پڑا ہے، پھر صفا پر آیا وہاں خوشی و مسرت سے شور سُنائی دے رہا تھا مگر آواز دینے والے نظر نہیں آرہے تھے۔ ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ پرندوں کی صُورت میں ملائکہ مکہ مکرمہ پر بادل کی طرح چھائے ہُوئے ہیں اور پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پیدا ہو چکے ہیں، پھر میں کاشانۂ آمنہ کی طرف آیا، دروازہ بند تھا، میں نے کہا دروازہ کھولئے۔ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: ابا جان! محمد کی ولادتِ باسعادت مبارک ہو۔ میں نے کہا: ذرا میرے پاس لائیے تاکہ زیارت سے شادکام ہو لُوں۔ بولیں، ابھی اجازت نہیں۔ پھر میں نے کہا: آمنہ! تین دن اس سعادت مند فرزند کو دکھائیے گا نہیں۔ پھر میں نے ایک نقاب پوش کو دیکھا جو تلوار لیے کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے: عبد المطلب! واپس جائیے تاکہ ملائکہ مقربین اور تمام علیین تیرے شہزادے کی زیارت سے فارغ ہو جائیں، اس پر میرا جسم لرزنے لگا اور میں فوراً باہر نکلا تاکہ قریش کو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کی خبر دوں لیکن ہفتہ بھر میری زبان بند رہی، میں کسی سے بات بھی نہ کر سکا۔

marfat.com

یہودی بوکھلا اُٹھے

جس رات حضور خاتم النبیین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جلوہ افروز عالم ہوئے اس دن مکہ کا ایک یہودی قریش سے پُوچھنے لگا: کیا پیر کو تمھارے ہاں کوئی لڑکا پیدا ہُوا ہے؟ اُنھوں نے کہا: ہمیں خبر نہیں۔ پھر کہنے لگا: پیر کو اس امت کا رسول پیدا ہُوا ہے جس کے کندھوں کے درمیان چند خوب صورت بال ہوں گے دو رات تک وہ دُودھ نہیں پیئے گا کیونکہ کوئی اسے دُودھ پینے سے روک رکھے گا۔ قریش اس مجلس سے گھروں میں گئے تو انھیں پتا چلا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں خدا تعالےٰ نے بیٹا عطا فرمایا ہے اور اس کا نام محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) رکھا ہے۔ قریش نے یہ خبر یہودی کو پہنچائی تو وہ حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر آیا، جب آپ کی زیارت سے مستفید ہوا تو آپ کے کندھوں کے درمیان وُہ علامات دیکھیں تو اس کے ہوش اُڑ گئے، جب ہوش میں آیا تو اس نے کہا، خدا کی قسم! بنی اسرائیل سے نبوت رخصت ہو کر قریش کی طرف آگئی۔ اور وُہ بوکھلا کر کہنے لگا: بخدا! یہ تم پر ایسا غلبہ پائیگا کہ مشرق و مغرب تک کے لوگ جان لیں گے۔

جھنڈے لہرانے لگے

حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ولادتِ باسعادت کے وقت میری آنکھوں کے سامنے سے حجاب اٹھا لئے یہاں تک کہ میں نے مشرق و مغرب دیکھ لیے۔ اسی اثناء میں میں نے تین جھنڈے دیکھے، ایک مشرق میں، دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبہ کی چھت پر۔ بروایتِ دیگر اپنے مکان کی چھت پر ایک جھنڈا، دُوسرا کعبہ مقدسہ پر، اور تیسرا بیت المقدس میں مسجدِ اقصیٰ پر لہراتے دیکھا۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضور کی ولادتِ باسعادت کے وقت میرے لیے ایسا نور چمکا کہ شام تک کے محلّات روشن ہو گئے۔ حضرت سیدہ

marfat.com

آمنہ رضی اللہ عنہا سے میلادِ مصطفٰے صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے وقت اتنے کثرت سے نشانات مروی ہیں جن کا احاطہ کرنا ممکن نہیں، اللہ تعالےٰ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک و مقدس روز کی برکات سے بہرہ ور ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

فرمانِ ابنِ جوزی محدّث

آپ اپنی ایک بلند پایہ تصنیف "بیان المیلاد النبوی" میں فرماتے ہیں کہ یہ عملِ حسن ہمیشہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً (مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ) کے علاوہ مصر، یمن، شام اور تمام بلادِ عرب نیز مشرق و مغرب ہر جگہ کے رہنے والے مسلمانوں میں جاری ہے۔ لوگ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفلیں قائم کرتے ہیں۔ ماہِ ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہی خوشیاں مناتے، غسل کرتے، عمدہ لباس پہنتے، زیب و زینت اور آراستگی کرتے، عطر و گلاب چھڑکتے، سُرمہ لگاتے اور ان ایام میں خوب خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہیں، جو کچھ میسر آتا ہے (نقد و جنس وغیرہ) میں سے خوب دل کھول کر لوگوں پر خرچ کرتے ہیں۔ میلادِ مصطفٰے صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے سننے اور پڑھنے پر بہت شان و شوکت سے اہتمام کرتے ہیں اور اس اظہارِ مسرت و خوشی کی بدولت خُوب اجر و ثواب اور خیر و برکت حاصل کرتے ہیں۔ محفلِ میلاد مبارک کے تجربات میں سے یہ تجربہ شدہ بات ہے کہ جہاں یہ محفلِ پاک منعقد کی جاتی ہے وہاں خوب خیر و برکت، سلامتی و عافیت، کشادگیِ رزق اور مال و دولت، اولاد، پوتوں، نواسوں میں زیادتی ہوتی ہے، آبادی اور شہروں میں امن و امان اور سلامتی، گھروں میں سکون و قرار حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محفل کی برکت سے رہتا ہے۔

یہودی عورت کا ایمان اور محفلِ میلاد

ابن جوزی اس بیان کے بعد ایک نہایت ہی

marfat.com

رُوح پرور اور ایمان افروز واقعہ تحریر فرماتے ہیں پڑھئے اور اپنے یقین کی دولت میں اضافہ کیجئے :

بغداد شریف میں ایک شخص ہر سال میلاد النبی (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) کی محفل سجاتا، اس کے پڑوس میں ایک یہودی عورت انتہائی سخت اور متعصب رہتی تھی، ایک دن اس نے بڑے تعجب سے اپنے شوہر سے کہا ہمارے اس مسلمان پڑوسی کو کیا ہو گیا جو ہمیشہ اس مہینہ میں اپنی بہت بڑی دولت، مال و زر فقراء اور مساکین پر خرچ کر دیتا ہے اور قسم قسم کے کھانے تیار کر کے کھلاتا ہے، اس کے شوہر نے کہا غالباً یہ مسلمان یہ گمان رکھتا ہے کہ اس کے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اس ماہ میں پیدا ہُوئے ہیں اور یہ خوشی ان کی ولادتِ باسعادت کے سبب کرتا ہے اس کا خیال ہے کہ ان کے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اس خوشی و مسرت سے خوش ہوتے ہیں۔ لیکن یہودیہ نے اس بات کو تسلیم نہ کیا، اور جب رات ہُوئی تو اس عورت نے خواب دیکھا کہ ایک بہت ہی نورانی شخصیت تشریف فرما ہے اور اس کے ساتھ صحابہ کرام کی ایک بہت بڑی جماعت ہے، عورت نے یہ دیکھا تو بڑی متعجب ہُوئی۔ خواب ہی میں ایک صحابی سے پوچھا یہ کون سی شخصیت ہے جنہیں میں تم لوگوں میں سب سے زیادہ معزز اور بزرگ دیکھ رہی ہوں ؟ انھوں نے فرمایا : یہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہیں۔ عورت نے کہا اگر میں ان سے کچھ عرض کروں تو جواب عطا فرمائیں گے ؟ صحابہ نے فرمایا، ہاں۔ تو اس نے حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف بڑھنے کا ارادہ کیا، قریب آئی، سلام عرض کر کے کہا : یا رسول اللہ۔ حضور نے فرمایا، اے اللہ کی بندی ! لبیک۔ اس پر یہودیہ بے اختیار رو پڑی اور کہنے لگی آپ مجھے اس طرح کیوں نواز رہے ہیں جبکہ میں آپ کے دین پر نہیں ہوں اس پر حضور پُر نور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے تجھے اس لئے

marfat.com

جواب دیا ہے کہ اللہ تعالےٰ تجھے ہدایت دینے والا ہے۔ اس نے عرض کی، پھر میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک آپ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ پھر اس کی آنکھ کھل گئی، وہ اپنے اس خواب سے بیحد مسرور اور انتہائی خوش تھی کہ اس نے سیّد الانام صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت پائی اور مشرف باسلام ہوئی اس نے خواب ہی میں عہد کر لیا تھا کہ اگر صبح کی تو اپنا تمام مال وزر صدقہ کر دوں گی اور محفلِ میلاد منعقد کروں گی۔ پھر جب اس نے صبح کی اور اپنے عہد کو پورا کرنے کا ارادہ کیا، تو اس نے دیکھا کہ اس کا شوہر بھی نہایت خوش وخرم ہے اور اپنا تمام مال وزر قربان کرنے پر آمادہ ہے، اس وقت اس نے اپنے شوہر سے کہا کیا بات ہے کہ میں تمہیں ایک نیک ارادے میں راغب دیکھ رہی ہوں، یہ کس کیلئے ہے؟ شوہر نے اپنی عورت سے کہا: یہ تصدق اس ذات گرامی کے لیے ہے جس کے دستِ مبارک پر تم آج رات اسلام لا چکی ہو۔ عورت نے کہا اللہ تم پر رحم کرے تمہیں کس نے میری باطنی پر مطلع کیا؟ اس نے کہا: اُس ذاتِ کریم نے، جس کے دستِ اقدس پر تیرے بعد میں اسلام لایا، صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔ عورت نے کہا، اللہ تعالےٰ ہی حمد کے لائق ہے جس نے مجھے اور تمہیں دینِ اسلام پر جمع فرمایا اور ہم دونوں کو شرک وگمراہی سے نجات عطا فرما کر امتِ محمدیہ میں داخل فرمایا۔ والحمد للہ رب العٰلمین۔

(بیان المیلاد النبی، مطبوعہ پاکستان ص ۶۲-۶۱)

محققِ عظیم الشیخ السیّد محمد بن علوی المالکی کا فیصلہ

عصرِ حاضر کے شہرۂ آفاق مصنّف، حجازِ مقدس کے عظیم محقق، شیخ العرب والعجم، استاذ مسجد الحرام، الشیخ السید محمد بن علوی المالکی الحسینی المکی نے محافلِ میلاد النبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے انعقاد کے جواز پر ایک نہایت عمدہ، جامع اور تحقیقی

marfat.com

کتاب تصنیف فرمائی ہے جس میں عدمِ جواز کے قائلین کے اعتراضات کا بڑے احسن پیرائے میں جواب دیا گیا ہے، موصوف نے اپنی اس گرانقدر تالیف کو "حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف" سے موسوم کیا ہے۔

عامۃ المسلمین کو اس کی افادیت سے روشناس کرانے کیلئے تلخیص پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، دُعا فرمائیے اللہ تعالیٰ بجاہ حبیبہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری اس سعی کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین!

(تابش قصوری)

آغازِ کتاب

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محافلِ میلاد پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے جس سے ہر کہ و مہ خورد و کلاں اچھی طرح آگاہ ہے، راقم اس موضوع پر کچھ بھی لکھنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ میرا اور مسلمان مفکرین کا ذہنی رجحان آج کل جن معاملات کی طرف مذکور ہے وہ اس مسئلہ سے بھی زیادہ اہمیت رکھتے ہیں نیز میلاد النبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ایک ایسا عنوان ہے جو ہر زمانہ میں سال بھر جاری و ساری رہتا ہے جس سے بچہ بچہ آگاہ ہے، لیکن جب کثیر رفقاء نے اس مسئلہ میں میری رائے معلوم کرنے کے لیے مسلسل اصرار کیا تو اس خدشہ کے پیشِ نظر کہ اگر اس مسئلہ پر میں اپنا فیصلہ قلمبند نہ کروں تو صحیح علم کے چھپانے کا ارتکاب کرتا ہوں بناءً علیہ میں نے قلم سنبھالا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دستِ سوال دراز کرتا ہوں کہ وہ مجھے تمام امور درست لکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

میلاد کا مفہوم

بیشک ہم میلاد شریف کے بارے میں اس بات کے قائل ہیں کہ اس سے ہمارا مقصد سیرتِ مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا بیان، درود و سلام کا پیش کرنا، آپ کے محامد و محاسن کا سننا سنانا، حاضرینِ محفل کو کھانا کھلانا اور اُمتِ مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے دل کو فرحت و انبساط سے شاد کام کرنا ہے۔

marfat.com

مخصوص رات

بیشک ہم علی الاعلان اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم اس بات کے قطعاً قائل نہیں کہ میلاد شریف کی محفل صرف اسی مخصوص رات میں ہی کی جا سکتی ہے، بلکہ جو بھی ایسا اعتقاد رکھتا ہے وہ ہمارے نزدیک بدعتی ہے، کیونکہ نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے تعلق رکھنا ہر ساعت میں لازم ہے، اور یہ بھی ضروری ہے کہ تمام انسان آپ کے تعلق و ربط اور ذکر سے معمور رہیں۔

ہاں نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کے ماہِ مقدس میں میلاد شریف کی محفل منعقد کرنے والا، لوگوں کو اس کی طرف بلانے والا، ان کے شعور و آگہی کو بیدار کرنے والا حصولِ فیضان کے لحاظ سے قوی اور مضبوط ہوتا ہے کیونکہ وہ ایک زمانے کی کڑیاں دوسرے زمانے سے ملاتا ہے چنانچہ اس ماہِ مبارک میں عاشقانِ مصطفےٰ کو زمانہ حال سے ماضی کے ساتھ مرتبط کرتے ہوئے حاضر سے غائب کی طرف منتقل کرتا ہے۔

وسیلۂ کبریٰ

محافلِ میلاد النبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم، اللہ تعالےٰ کی طرف بلانے کا عظیم وسیلہ ہیں اور یہ سنہری موقعہ قطعاً ضائع نہیں کرنا چاہیئے بلکہ مبلغ علماء پر واجب ہے کہ وہ اُمتِ محمدیہ کو حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ، آدابِ جمیلہ، احوال و اعمالِ جلیلہ، سیرتِ مقدسہ، معاملاتِ حسینہ اور آپ کی عباداتِ عظیمہ سے آگاہ کریں، نیز خطباء و واعظین پر یہ واجب ہے کہ لوگوں کی وعظ و نصائح کے ذریعہ خیر و فلاح کی طرف رہنمائی فرمائیں، بدعت سیئہ اور بداعتقادی کے شر اور فتنوں سے بچائیں۔

ہم بفضلہٖ تعالیٰ اپنے فرضِ منصبی کو پورا کرتے ہوئے اس کی طرف دعوت دیتے رہیں گے اور میلاد النبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی مبارک محفلوں میں شرکت کرتے رہیں گے، نیز ہم اعلان کرتے ہیں کہ ایسے اجتماعات سے محض لوگوں کو جمع کرنے کا مظاہرہ مقصود نہیں ہوتا بلکہ ایسی محافل عظیم ترین مقاصد کے حصول کیلئے

marfat.com

وسیلۂ کبریٰ ہیں، اور وہ مقاصد فلاں فلاں ہیں، پھر ایسے مبارک اجتماعات سے جس شخص نے اپنے دین کے لیے کوئی بھی فائدہ نہ اٹھایا تو وہ برکاتِ میلاد سے محروم رہے گا۔

دلائلِ انعقادِ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(۱) عذاب میں تخفیف

محافلِ میلاد النبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے انعقاد کا مقصد جناب احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات سے فرحت و سرور کا حاصل کرنا ہے، ایسی خوشی و مسرت سے تو ایک کافر نے بھی فائدہ اٹھایا، جیسے بخاری شریف میں ہے کہ ابولہب سے ہر پیر کو عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے کیونکہ اس نے اپنی کنیز ثُوَیبہ کی زبانی نبی اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خبر فرحت اثر سُنی تو اسے جذباتِ مسرت میں آکر آزاد کر دیا تھا، چنانچہ حافظ شمس الدین محمد ناصر الدین الدمشقی اس روایت کو اپنے اشعار میں بڑی عمدگی سے موزون فرماتے ہیں، ؎

اِذَا کَانَ کَافِرًا جَآءَ ذَمُّہٗ
تَبَّتْ یَدَاہُ فِی الْجَحِیْمِ مُخَلَّدًا
اَتٰی اِنَّہٗ فِیْ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ دَائِمًا
یُخَفَّفُ عَنْہُ لِلسُّرُوْرِ بِاَحْمَدًا
فَمَا الظَّنُّ بِالْعَبْدِ الَّذِیْ کَانَ عُمْرَہٗ
بِاَحْمَدَ مَسْرُوْرًا وَفَاتَ مُوَحِّدًا

(جب ابولہب کافر ہے اور اس کی مذمت میں سورۂ "تبت یدا" نازل ہوئی اور وہ دائمی دوزخی ہے پھر یہ مستند روایت کہ ابولہب سے ہر پیر کے دن ہمیشہ عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے

marfat.com

اس سبب سے کہ اس نے احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد شریف پر اظہارِ مسرت کیا تھا، تو ایسے شخص کے متعلق تیرا کیا گمان ہے جو اپنی تمام زندگی میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے فرحت و سرور حاصل کرتا ہوا عقیدۂ توحید پر جاں بحق ہوا)

(۲) پیر کے دن روزہ

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم از خود اپنی ولادت باسعادت کے دن کی تعظیم و تکریم بجا لاتے اور اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرماتے کہ یہ دن عظیم انعام و اکرام کا حامل ہے، نیز حضور نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا وجودِ مسعود کائنات کے لیے باعثِ فضیلت ہے کیونکہ آپ ہی کے وسیلۂ جلیلہ سے ہر چیز عزت و حرمت سے بہرہ ور ہوئی، آپ کی ذاتِ اقدس نے اس دن کی اہمیت کو روزہ رکھ کر بھی اجاگر فرمایا، جیسا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ، فَقَالَ فِیْہِ وُلِدْتُّ وَفِیْہِ اُنْزِلَ عَلَیَّ۔

(المسلم، کتاب الصیام)

(بیشک رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے پیر کے دن روزہ رکھنے کی بابت سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا اسی دن میں پیدا ہوا اور یہی دن ہے جس میں مجھ پر قرآن کریم کے نزول کی ابتدا ہوئی)

اور صحیح بات یہی ہے کہ اس میں محفلِ میلاد کے منعقد کرنے سے متعلق دلائل پائے جاتے ہیں، تاہم انعقاد کی صورتیں مختلف ہو سکتی ہیں، بہرحال موجود ہے، خواہ یہ روزہ رکھنے سے ہو یا کھانا کھلانے سے، ذکرِ مصطفےٰ (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی محفل ہو یا صلوٰۃ وسلام کا روح پرور اجتماع، یا آپ کی سیرتِ مقدسہ کا حلسہ۔

marfat.com

(۳) فضل و رحمت

آپ کی ذاتِ اقدس سے خوشی و مسرت کا اظہار کرنا قرآن کریم کے حکم کے عین مطابق ہے۔

ارشادِ باری تعالےٰ ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا۔

(میرے حبیب! آپ فرما دیجئے اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوب خوشیاں مناؤ)

پس اللہ تعالےٰ نے ہمیں رحمت پر فرحت و سرور کے اظہار کا حکم فرمایا۔ نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ذاتِ والا برکات تو سب سے بڑی رحمت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔

(اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے)

(۴) عاشورہ کا روزہ

بیشک نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سابقہ زمانہ میں ظہور پذیر اہم دینی واقعات کے ساتھ ربط و تعلق ملحوظِ خاطر رکھا، چنانچہ جب کسی واقعہ کے وقوع پذیر ہونے کا وقت لوٹتا ہے تو ہمیں بھی اس کے تازہ کرنے اور اس دن کی تکریم و تعظیم بجا لانے اور اس کی آمد کی وجہ سے یاد منانے کا اہم موقعہ میسّر ہوتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ جب آپ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ جلوہ افروز ہوئے تو یہودیوں کو عاشورہ کا روزہ رکھتے پایا، آپ نے سبب معلوم فرمایا تو کہا گیا اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے ان کی قوم کے ساتھ فرعون کو ہلاک کر کے اس کی ابتلا سے نجات عطا فرمائی، اس دن کی یاد میں خوشی و مسرت سے اظہارِ شکرانہ کے طور پر روزہ رکھتے ہیں، آپ نے فرمایا ہم تم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ خوشی و مسرت کا اظہار کرنے میں زیادہ حق رکھتے ہیں۔ چنانچہ اسی بناء پر نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عاشورہ کا روزہ رکھتے، نیز

marfat.com

حکم فرماتے۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اگرچہ زمانۂ نبوی میں اس ہیئت کذائیہ کے ساتھ میلاد کی محافل نہیں ہوتی تھیں مگر اس کی انفرادی حیثیت و کیفیت موجود تھی، تفصیل آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیے گا۔

(۵) صلوٰۃ و سلام

محافلِ میلاد صلوٰۃ و سلام پر اُبھارتی ہیں، اور صلوٰۃ و سلام مطلوب و محبوب ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ اور جو چیز مطلوبِ شرعی پر اُبھارتی ہو وہ عین مطلوب و مقصودِ شریعت ہے۔ سیّدِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام کے فوائد و فضائل بے شمار ہیں جو دینی و دُنیوی امور میں معاون و مددگار ہیں، ان کی تفصیل و تشریح سے زبان و قلم قاصر ہیں۔

(۶) معرفتِ الٰہی

محفلِ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واقعاتِ ولادت، معجزات، سیرتِ اقدس اور آپ کے محامد و فضائل پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس بناء پر میں پُوچھتا ہُوں کہ کیا اللہ تعالےٰ نے ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی معرفت اور آپ کی پیروی کا حکم نہیں دیا؟ کیا آپ کے اعمال و افعال سے سکون و اطمینان حاصل نہیں ہوتا؟ آپ کے نشاناتِ نبوت اور معجزات کی تصدیق نہ کریں؟ سچّی بات یہی ہے کہ ایسی کتابیں جن میں میلاد شریف کو موضوعِ قلم بنایا گیا ہے ایسے مطالبات و مقاصد پر کماحقہٗ پُوری اُترتی ہیں۔

(۷) حقوق کی ادائیگی

اُمّتِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے حقوق جو ہم پر واجب ہیں ان کو آپ کے اوصافِ حمیدہ اور اخلاقِ جمیلہ کے بیان کرنے سے بجا لا سکتے ہیں اور اس واجب کی ادائیگی محافلِ میلاد سے پُوری کی جاسکتی ہے۔ شعرائِ کرام آپ کے محامد و محاسن کو

marfat.com

نعت و قصائد کی صورت میں ہدیۃً پیش کرتے ہیں، ان کے اس فعل کو نبی کریم محبت و کرم سے ملاحظہ فرماتے ہیں اور اپنے انعام و اکرام سے بھی نوازتے رہتے ہیں، جب حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نعت و تعریف کرنے والے سے اپنی خوشی و مسرت کا اظہار فرماتے ہیں تو تم اس خوش نصیب شخص سے اظہارِ شادمانی کیوں نہ کرو گے جو آپ کے شمائل و خصائل جمع کر رہا ہے، بلاشبہ محافلِ میلاد نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی خوشنودی و قُرب کے حصول کا اہم ذریعہ ہے۔

(۸) تکمیلِ ایمان رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق و خصائص، شمائل و فضائل سے افضل و اکمل و اجمل و احسن کسی بھی شخص کے نہیں، حضور سے محبت اور ایمان کی تکمیل تقاضائے شریعت ہے، اور جو چیز محبت کی زیادتی اور ایمان کی تکمیل کی زیادتی اور ایمان کی تکمیل کی داعی ہو وُہ بھی اسی طرح محبوب و مطلوب ہے اور یہ نعمت میلاد النبی کی محافل سے بدرجۂ اتم پائی جا سکتی ہے۔

(۹) فضیلتِ جُمعۃ المبارک رسولِ کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم نے جمعۃ المبارک کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ "جُمعہ کے دن کو اس لیے بھی فضیلت حاصل ہے کہ اس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہُوئے۔

(۱۰) حضرت آدم علیہ السلام جب حضرت آدم علیہ السلام کے یومِ کی نسبت سے جمعہ کو شرف و فضل حاصل ہے تو اس دن کو فضیلت و عظمت، بزرگی اور برتری کیوں نہ حاصل ہُوتی جس میں سیّد الانبیاء والمرسلین جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہُوئی۔ نیز یہ عظمت و بزرگی ولادتِ باسعادت کے صرف اسی پیر کے ساتھ مختص نہیں بلکہ یومِ جمعہ کی طرح

marfat.com

عام ہوگی (یعنی ہر پیر کا دن بزرگی و عظمت کا حامل قرار پائے گا، جیسے ہر جمعہ اپنے اندر خیر و برکت رکھتا ہے) تاکہ نعمتِ عظمیٰ کا شکریہ ادا کیا جا سکے، اور فیضانِ نبوت سے بہرہ ور ہوں، نیز تاریخِ انسانی میں جن واقعات کو خصوصی اہمیت حاصل ہے انھیں زندہ رکھا جائے۔

(۱۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے میلاد

بیت اللحم سے جب شبِ معراج نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گزر رہے تھے تو حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یارسول اللہ صلے اللہ علیک وسلم! اس جگہ دو رکعت نماز ادا فرمالیں، آپ نے نفل ادا کئے، حضرت جبریل علیہ السلام نے دریافت کیا، حضور! یہ کون سی جگہ ہے؟ آپ نے فرمایا: جبریل! آپ بتائیے۔ تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ وہ باعظمت مکان ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ جب ایک نبی کی جائے میلاد کی تعظیم و تکریم کا یہ عالم ہے تو سیدِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقامِ ولادت، یوم میلاد کی عظمت و توقیر کا اندازہ کون لگا سکتا ہے!

(۱۲) محبوب و مطلوب

نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد کی محفلوں کو علماءِ اسلام اور مسلمانوں نے تمام ممالک میں مستحسن قرار دیا ہے، دنیا کے کونے کونے میں میلاد کی مجلسیں قائم ہوتی آرہی ہیں جن کو بروایت حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرعاً محبوب و مطلوب قرار دیا جا سکتا ہے کہ جس چیز کو مسلمان اچھا گمان کریں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اچھی ہے اور جسے وہ اچھا نہ سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کو بھی ناپسند ہے۔ پس ذکرِ مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی بھی مسلمان ناپسند و مکروہ تصور نہیں کر سکتا۔

محفلِ میلاد النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حمد و ثنا، نعت و صدقہ اور

marfat.com

تعظیم وتوقیر مصطفٰے صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے عبارت ہے جو شرعاً مطلوب و مقصود ہے۔ ایسے افعال واعمال کے بجا لانے میں بکثرت آثار واحادیث وارد ہیں۔

(۱۳) واقعاتِ انبیاء

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ۔ (سورہ ہود)

(ہم تمام رسولوں کے واقعات اس لیے حکایت کرتے ہیں تاکہ آپ کا دل مطمئن ہو)

اس ارشاد سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ انبیاء و مرسلین کے واقعات بیان فرمانے میں یہ حکمت پوشیدہ تھی کہ سیّد عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے قلب اطہر کو مطمئن رکھا جائے، اور یہ حقیقت ہے کہ آج ہم اپنے دلوں کو مضبوط و مستحکم رکھنے کے لیے بہت ہی زیادہ محتاج ہیں۔ پس ہمارے لیے یہ لازمی امر ہے کہ ہم سیّد عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے احوال و آثار، حالات و معجزات اور واقعات سے آگاہی حاصل کریں کیونکہ ہم آپ کی نسبت بہت زیادہ حاجت مند ہیں۔

(۱۴) امرِ خیر

ہر وُہ چیز جو صدرِ اول میں موجود نہ تھی اور جسے سلف صالحین نے انجام نہیں دیا ضروری نہیں کہ وُہ بدعت ہی ہو اور اس کا انجام دینا حرام ٹھہرے اور اس کا انکار کرنا لازم ہو، بلکہ اس امر جدید کو شریعت مبارکہ کے دلائل پر پیش کرنا لازمی ہے کیونکہ جو امر خیر پر مشتمل ہو اس کا بجا لانا واجب، اور جو حرام پر دلالت کرے اسے حرام و ناجائز ٹھہرانا لازم ہے، اگر وہ مکروہ پر مشتمل ہو تو مکروہ، مباح پر دال ہو تو مباح، اور اگر مندوب پر ہو تو ایسا فعل مستحب قرار پائیگا نیز وسائل و ذرائع کا حکم مقاصد کے حکم کے مساوی و برابر ہوگا۔

marfat.com

اقسامِ بدعت

علماء کرام نے بدعت کو متعدد اقسام پر تقسیم کیا ہے، (۱) واجبہ (۲) مندوبہ (۳) مکروہ (۴) مباح (۵) حرام۔

(۱) **بدعتِ واجبہ**: باطل و گمراہ لوگوں کے نظریات کا رد کرنا اور علمِ نحو کی تحصیل۔

(۲) **بدعتِ مندوبہ**: پُل بنانا، مدارس قائم کرنا، میناروں پر اذان دینا اور اعلان جو ابتدائے اسلام میں نہیں تھا۔

(۳) **بدعتِ مکروھہ**: مساجد و مصاحف کی تزئین و آرائش وغیرہ۔

(۴) **بدعتِ مباح**: آٹا چھان کر استعمال میں لانا اور اشیائے صرف میں فراخی دکھانا۔

(۵) **بدعتِ حرام**: جو سنّت کے مقابل میں ایجاد کی گئی ہو اور اس پر شرعی دلائل درست نہ آتے ہوں۔ اس میں کسی قسم کی شرعی بہتری نہ پائی جاتی ہو۔

ہر بدعت حرام نہیں

اگر ہر بدعت حرام ہوتی تو حضرت ابو بکر صدیق، سیدنا فاروق اعظم اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم قرآن پاک کی جمع و تدوین کو حرام قرار دیتے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال شریف تک قرآنِ کریم اس صورت میں نہیں تھا بلکہ قراء صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے ہاں متعدد مصاحف میں تھا جسے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یکجا فرمایا، نیز اگر بدعت حرام جیسی صورت ہوتی تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمازِ تراویح کے لیے صحابہ کرام کو ایک امام کی اقتدار میں جمع نہ کرتے اور یہ اعلانِ مسرت نہ فرماتے:

نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ (یہ کتنی عمدہ بدعت ہے)

اگر یہی بات ہوتی تو تمام نافع علوم و فنون میں تصانیف و تالیفات ناجائز و حرام قرار پاتیں، اور پھر یہ بھی ہم پر واجب ہوتا کہ ہم جہاد میں کفار کے ساتھ مقابلہ

marfat.com

ہیں تیر، تلوار اور ڈھال سے ہی کام لیتے جبکہ دشمن ہم پر گولیاں چلاتے، توپوں، ٹینکوں، آبدوزوں اور جنگی طیاروں سے تباہی مچاتے۔ نیز میناروں پر اذان دینا، پُل، مدرسے، ہسپتال، رفاہی ادارے، یتیم خانے، جیلیں بنانا سب کچھ ناجائز و حرام ہوتا۔ اس لیے علماءِ کرام نے کُل بدعۃ ضلالۃ (ہر بدعت گمراہی ہے) کو بدعت سیئہ کے ساتھ مقیّد فرمایا ہے۔ اس قید کی بنا پر ایسے وہ تمام واقعات جو اکابر صحابہ و تابعین عظام سے وقوع پذیر ہوئے جو رسول کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے مبارک وقت میں ظہور نہیں ہوئے تھے ان کی تصریح و تشریح ہو جاتی ہے کہ شرعاً وہ جائز اور بھلائی پر دلالت کرنے والے ہیں، آج ہم نے ایسے مسائل ایجاد کر لیے ہیں جنھیں سلف صالحین نے قطعاً انجام نہیں دیا، مثلاً نمازِ تراویح کے بعد رات کے آخری حصّہ میں ایک امام کی اقتداء میں نمازِ تہجد ادا کرنا، شبینہ کا اہتمام کرنا یعنی ایک ہی شب میں قرآن کریم کا ختم کرنا، ختمِ قرآن پر دُعا، ستائیسویں شب کو نماز تہجد کے بعد امام کا خطبہ دینا، نمازِ تراویح کے لیے منادی کا یوں اعلان کرنا کہ آئیے نمازِ تراویح ادا فرمائیے، اللہ تعالےٰ تمھیں ثواب عطا فرمائے گا۔ یہ تمام امور ایسے ہیں جنھیں نہ تو نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے انجام دیا اور نہ ہی سلف صالحین میں سے کسی نے ادا کیے، تو کیا انعقادِ محفلِ میلاد جو ہم کرتے ہیں یہی بدعت ہے؟ (مذکورہ امور میں بعض ہمارے ہاں نہیں ہوتے وہ صرف اِسی زمانہ میں حرمین شریفین اور ممالک عربیہ میں شروع ہوئے ہیں (تلاش قصوری)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں: ایسی بات جو نئی ایجاد ہو اور وہ کتاب و سنّت، اجماع یا کسی منقول کے مخالف ہو وہ بدعت سیئہ ہے، اور ہر وہ چیز جو بھلائی اور نیکی پر دلالت کرتی ہو اور مذکورہ بالا قواعد میں سے کسی ایک کے بھی مخالف نہ ہو وہ محمود و پسندیدہ ہے۔

سیّد عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اسلام

marfat.com

میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا اور اس پر بعد میں آنے والے لوگوں نے عمل کیا تو اس کے لیے اتنا ہی اجر و ثواب ہے جس قدر لوگوں نے اس پر عمل کیا اور عمل کرنیوالے کے اجر و ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

میلادِ مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی محفل منعقد کرنا اس طرح ہے جیسے آپ کے ذکرِ پاک کو زندہ کرنا ہے، اور یہ ہمارے نزدیک اسلام میں محبوب و مشروع ہے، جیسا کہ آپ جانتے ہیں حج کے اکثر اعمال اہم واقعات کی یادگاریں اور مقاماتِ ممدوحہ کی پسندیدہ و محبوب ادائیں ہیں، چنانچہ صفا و مروہ کی سعی، جمرات کو کنکریاں مارنا، جانوروں کی قربانی دینا، یہ تمام گزرے واقعات ہیں جنھیں مسلمان واقعۃً تجدید کی صورت میں دُہراتے چلے آرہے ہیں، محفلِ میلاد کے شروع ہونے سے متعلق جو مذکور ہُوا وہ ایسی محفل کے شرعاً جائز ہونے سے متعلق ہے جس میں غلط اور مذموم افعال نہ ہوں جن کا انکار اور ناپسندیدگی واجب ہے اور اگر محفلِ میلاد میں کوئی غیر شرعی فعل وامر پایا جائے جس کا انکار واجب ہے تو اس کے ناجائز اور ممنوع ہونے میں کوئی شبہ نہیں، مثلاً مردوں عورتوں کا اختلاط ناجائز، اور محرمات کا ارتکاب اور ایسی فضول خرچی جو نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ناراضگی کا باعث ہو لیکن اس طرح اس کا ناجائز ہونا عارضی ہوگا ذاتی نہیں ہوگا جو اہل علم و دانش پر مخفی نہیں۔

میلاد اور ابن تیمیہ

علامہ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ بعض لوگوں کو میلاد شریف منعقد کرنے پر ضرور ثواب ہوگا' ایسے ہی جیسے بعض لوگ عیسائیوں کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت کے دن کی خوشی مناتے چلے آرہے ہیں، بہرحال اللہ تعالےٰ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اظہارِ محبت کرنے اور آپ کی تعظیم و تکریم بجا لانے پر ثواب عطا فرمائیگا مگر بدعت اپنانے پر نہیں۔

وہ مزید کہتے ہیں کہ تم جان لو کہ بعض اعمال میں بدعت کا شبہ وغیرہ ہوتا ہے

marfat.com

تو ایسا فعل دین سے کلیۃً اعراض کے باعث شر ہوتا ہے جیسے منافقین و فاسقین کی حالت، اس بیماری میں آخری زمانے کے اکثر امتی ہیں، اس لیے یہاں دو باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، پہلی یہ کہ تیری ظاہری و باطنی محبت اور شوق، سنتِ مصطفٰے صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے والے کا یہی خاصہ ہو، نیز معروف کی معرفت اور ناپسندیدہ و مکروہ امور سے انکار کرنا تیرا خاصہ ہونا چاہیئے، دوسری یہ کہ آپ سنت مصطفٰے صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی جانب حسبِ استطاعت لوگوں کو بلائیں اور جب یہ محسوس کریں کہ کوئی شخص شر کی طرف راغب ہے اور وہ اُسے ترک کرنے پر تیار نہیں، بلکہ اس سے بھی بڑی برائی اور گناہ کا مرتکب ہو سکتا ہے تو پھر اس امر کی دعوت دو کہ لوگ واجب یا مستحب کو تو ترک نہ کریں کیونکہ واجب یا مستحب کا ترک کرنا اس کا ناپسندیدہ منکر ہونے سے زیادہ نقصان ہے، پس جب بدعت میں کسی قسم کی مصلحت پائی جائے اور وہاں خیر و مصلحت مشروع بھی ہو تو جہاں تک ممکن ہو اس سے نہ روکا جائے، کیونکہ لوگ اس وقت تک کسی چیز کو ترک کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے جب تک اس کے بدلے کوئی دوسری چیز حاصل نہیں کر پاتے، اور اگر کسی شخص کو کبھی اچھائی یا نیکی چھوڑنی بھی پڑے تو اسے چاہئے کہ اس کی مثل یا اس سے بہتر کی طرف راغب ہو۔ رسول کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے میلاد کی تعظیم اور سالانہ محفلِ میلاد کا انعقاد اچھے ارادے اور نیک نیتی سے کرنے والے کو ابن تیمیہ اجرِ عظیم کا مستحق ٹھہراتا ہے اور کہتا ہے کہ اس میں نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کا پہلو نمایاں ہوتا ہے، البتہ بعض لوگ اسے اچھا نہیں سمجھتے، جبکہ بعض کے نزدیک یہ مستحسن امر ہے۔ جیسا کہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں کسی امیر کی حکایت بیان کی گئی کہ اس نے قرآن کریم کی آرائش و زیبائش پر اتنے دینار خرچ کئے ہیں، آپ نے فرمایا۔ یہ مصحف شریف پر سونا خرچ کرنے سے افضل ہیں، باوجودیکہ حضرت امام

marfat.com

احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں قرآن کریم پر نقش و نگار مکروہ ہیں۔

فقہاء کرام میں سے ایک فقیہ نے یوں وضاحت فرمائی کہ مذکور الصدر رئیس نے ایک ہزار روپے قرآن کریم کے اوراق کی جزبندی اور حروف کو نمایاں کرانے پر صرف کیے تھے، چونکہ اس میں دونوں امر پائے جاتے ہیں اس لیے امام نے مصلحت کی بناء پر عمدہ و افضل فرمایا اور نقص کے باعث اس پر نقش و نگار کو ناپسند کیا (اس حکایت سے ابن تیمیہ کے نزدیک محفلِ میلاد کا مشروع ہونے کے باعث منعقد کرنا بہتر و افضل ہے اور بدعت کی وجہ سے ناپسند و ممنوع)

میلاد کا مفہوم

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ محفلِ میلاد النبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کسی خاص کیفیت سے مختص نہیں اور نہ ہی لوگوں پر اس کا اہتمام و انصرام لازم ہے، ہر وہ چیز جو خیر و برکت کی داعی ہو اور لوگوں کو ہدایت اور صراطِ مستقیم پر جمع کرتی ہو، ان کے دینی و دنیوی امور میں سُود مند ثابت ہو تو ایسی محفل سے اغراض و مقاصد کی تکمیل حاصل ہو جاتی ہے۔ پس جب ہم کسی ایسے معاملہ پر جمع ہوں جو نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے محامد و محاسن پر دلالت کرتا ہو، جس میں آپ کے شمائل و خصائل۔ فضائل و خصائص، جہاد و غزوات اور معجزات کا بیان ہو۔ اگرچہ ان حالات و واقعات کا تعلق میلاد سے نہ بھی ہو جو عرفِ عام میں میلاد کے ساتھ سمجھے جاتے ہیں، تب بھی ہمارا مقصد حاصل ہو جائے گا، یعنی اس محفل کے منعقد کرنے سے جملہ مفہوم و مطالب ثابت اور مستحق ہو جاتے ہیں اور ایسی صورت میں کسی ایک کا بھی اختلاف نہیں ہے۔

---

marfat.com

عجائبات میلاد مصطفیٰ

(صلی اللہ علیہ وسلم)

ابو محمد آدم علیہ السلام

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی کنیت ابو محمد ہے' تفاسیر' احادیث' آثار تواریخ اور کتب سیر میں اس کنیت کو ائمہ کرام' محدثین عظام' علماء اور مورخین نے تسلسل سے تحریر کیا ہے۔ مگر تعجب ہے کہ کسی بھی انسان نے حضرت عبدالمطلب سے پہلے اپنی اولاد کے لئے اسم محمد کو علم نہ بنایا' جبکہ انبیاء و مرسلین اپنی اپنی قوموں اور امتوں کو نبی اکرم رسول اعظم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کمالات جمیلہ سے آگاہ فرماتے رہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی جلالت شان نے ہر دل کو مرعوب کر رکھا تھا۔ بناء علیہ کسی بھی شخص کو اپنے بیٹے کا نام محمد رکھنے کی جرات نہ ہوئی۔ خصوصاً" ابو البشر سیدنا آدم علیہ السلام ساق عرش کے علاوہ جنت کے دورازوں' محلات اور درختوں کے پتوں' حوروں کی آنکھوں اور پیشانیوں پر اسم محمد نقش شدہ دیکھ چکے تھے' پھر لطف کی بات یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پانچ صد فرزند بھی عطا فرمائے مگر کسی ایک بیٹے کا نام حضور کے نام نامی پر نہ

marfat.com

رکھا بلکہ معلومات کا تو یہ عالم تھا کہ اپنی لغزش بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے وسیلہ جلیلہ سے معاف کرائی۔

بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو ابو محمد کنیت سے نوازا تو انہوں نے عرض کیا **یا رب لم کنیتی ابا محمد**؟ الٰہی میری کنیت ابو محمد کس سبب سے ہے؟ ارشاد ہوا **ارفع راسک** اپنا سر مبارک اٹھایئے اور اوپر دیکھئے **فرفع راسہ** تو انہوں نے سر اقدس اوپر اٹھایا **فرای نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی سرادق العرش** انہوں نے نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ساق عرش پر دیکھا تو آواز آئی **ھذا نور نبی من ذریتک** یہ اس عظیم نبی کا نور ہے جو تمہاری اولاد سے ہو گا **اسمہ فی السماء احمد و فی الارض محمد**۔ ان کا اسم گرامی آسمانوں میں احمد اور زمین پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے **لو لاہ ما خلقتک و لا خلقت سماءً و لا ارضاً** اگر انہیں پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو نہ تجھے پیدا کرتا اور نہ ہی زمین و آسمان معرض وجود میں لاتا۔

واضح ہوا کہ ہر ایک کا میلاد، میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب ہے۔

سبب ہر سبب مشائے طلب
علت جملہ علت پہ لاکھوں سلام

تمنائے زیارت

اللہ تعالیٰ جلاو علیٰ نے جب سیدنا آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو ودیعت فرمایا تو ان کی پشت مبارک کے پیچھے کھڑے ہو کر فرشتے درود و سلام پڑھنے لگے سیدنا آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔ الٰہی؟ فرشتے میرے پیچھے کھڑے کیا دیکھ کر درود و سلام پڑھ رہے ہیں۔ آواز آئی **ینظرون الی نور محمد و یصلون علیہ**۔ یہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے محظوظ

marfat.com

ہو کر ان پر درود شریف پڑھ رہے ہیں تو آپ کے قلب اطہر میں بھی نورانیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھنے کی خواہش پیدا ہوئی عرض کیا یا اللہ؟ مجھے بھی اس نور مقدس کی زیارت سے مشرف فرما تو اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو ان کی انگلیوں کے ناخنوں میں ظاہر فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرط محبت سے انگوٹھے چوم کر آنکھ پر لگا لئے پھر کیا ہوا۔ مولوی عبدالستار صاحب اکرام محمدی میں تحریر کرتے ہیں:

حضرت نے اوہ انگلی چم کے اکھاں اوپر لائی
پڑھ صلوات نبی دے لتے عزت خوب بڑھائی
بانگ و چالے سنت آدم اوتھوں مومن کر دے
نام نبی دا سن انگوٹھے چم اکھیاں تے دھر دے

خوشبو ہی خوشبو

مواہب لدنیہ میں ہے کہ پشت در پشت نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اصلاب طاہرہ اور ارحام فاخرہ میں منتقل ہوتا ہوا حضرت عبدالمطلب کی صلب مبارک میں جلوہ افروز ہوا' جوانی کے عالم میں آپ ایک دن حطیم کعبہ میں سو گئے۔ جب بیدار ہوئے تو عجیب کیفیت تھی' آنکھوں میں سرمہ' سر پر تیل لگا ہوا اور نہایت دیدہ زیب لباس سے مرصع ہیں نیز حسن و جمال کا عالم ہی کچھ اور ہے حضرت عبدالمطلب اپنی اس نرالی ہیئت پر سخت حیرت زدہ اپنے والد ماجد ہاشم بن عبد مناف کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ انہیں قریش کاہنوں کے پاس لائے' اور مذکورہ واقعہ بیان فرمایا۔ کاہنوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ عبدالمطلب کو نکاح کا حکم فرما رہا ہے چنانچہ آپ نے پہلے قیلہ سے عقد کیا وہ جلد ہی فوت ہو گئیں تو فاطمہ بنت عمرو سے نکاح ہوا۔ جس کے بطن اطہر سے حضرت عبداللہ پیدا ہوئے۔ بیان کرتے ہیں کہ جب تک نور

marfat.com

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبدالمطلب کی پشت مبارک میں جلوہ افروز رہا ان کے بدن مبارک سے ہر وقت بھینی بھینی روح پرور خوشبو آتی رہتی تھی جہاں سے گزرتے فضا مشکبار ہو جاتی نیز بیان کرتے ہیں اگر مکہ مکرمہ میں قحط پڑ جاتا تو لوگ حضرت عبدالمطلب کا ہاتھ تھامے کوہ شبیر پر لے آتے اور ان کے توسل سے بارش کی دعا مانگتے تو باران رحمت کا نزول ہوتا اور قحط ختم ہو جاتا۔

مشرق و مغرب کا مالک

مستند روایات میں ہے کہ ایک رات حضرت عبدالمطلب نے خواب دیکھا کہ ان کے سامنے اچانک ایک درخت نمودار ہوا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے اس تیزی سے بڑھنا شروع کیا کہ مشرق و مغرب' جنوب و شمال تک اس کی شاخیں پھیل گئیں' جڑیں تحت اثر کی تک اور چوٹی آسمان سے باتیں کرنے لگی۔ وہاں ایک گروہ آیا جو اس درخت کو اکھاڑنے پر آمادہ دکھائی دیتا ہے۔ اسی اثناء میں ایک مختصر سی جماعت ظاہر ہوئی جو اس کے مقابل ڈٹ گئی اور اس گروہ پر غالب آئی۔ جب حضرت عبدالمطلب بیدار ہوئے تو اس عجیب ترین خواب کی تعبیر کے لئے ایک یہودی معتبر کے ہاں پہنچے۔ خواب بیان کیا مگر اس نے حقائق کو چھپاتے ہوئے کہا یہ محض تمہارا خیال ہے پریشان ہونے کی چنداں ضرورت نہیں۔ مگر جو منظر آپ دیکھ چکے تھے محض وہم و گمان تصور کر کے بھلایا جا سکتا تھا۔ چنانچہ وہاں سے پلٹے اور ایک معبرہ خاتون قریشیہ کے پاس آئے اسے خواب سنایا۔ وہ فوراً گویا ہوئی **لیبغرجن من صلبک رجل یملک المشرق والمغرب۔**

پشت تیری تھیں بچہ ہوسی رب دیاں سمجھ عطائیں
مالک ہوسی کل دنیا دا مشرق و مغرب تائیں

حفیظ جالندھری مرحوم اس تعبیر کو یوں موزوں فرماتے ہیں:

marfat.com

جوانی کے دنوں میں اک نرالا خواب دیکھا تھا
درخت نسل ہاشم اس قدر شاداب دیکھا تھا
کہ اس کے سایہ میں دونوں جہاں معلوم ہوتے تھے
مکان و لامکاں دو ٹہنیاں معلوم ہوتے تھے

عبرتناک انجام

جوں جوں ظہور نور محمدی کا وقت قریب آتا جا رہا تھا توں توں شیطان اپنی ذریت کے ذریعے نئے نئے جال بن کر انہیں ختم کرنے کے منصوبے مرتب کرتا رہتا تھا ادھر عبدالمطلب کی پشت مبارک سے حضرت عبداللہ کے صلب اطہر میں نور نبوت جاگزین ہوا تو ادھر شیطان نے حضرت عبداللہ پر طرح طرح کے وار چلانے شروع کر دیئے۔ حضرت عبداللہ نہ صرف عبدالمطلب ہی کی آنکھ کا تارا تھے بلکہ اس قریشی، ہاشمی شہزادے پر مکہ مکرمہ کا ہر بچہ بوڑھا، نوجوان، مرد و زن شیدا تھے۔ اس رعنا جواں کا حسن و جمال دیدنی تھا، شرافت کا یہ پتلا ایک روز طواف کعبہ سے فارغ ہو کر گھر کی طرف پلٹا ہی تھا کہ بنت مرالخثعمیہ جینہ نے آپ کو اپنی طرف رغبت دلائی اور اپنی خواہش کی تکمیل پر ایک سو اونٹوں کے عطیہ کی پیشکش بھی کی۔ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک غیرت مند انسان کی طرح نہ صرف اس کی تمنا کا جنازہ نکال دیا بلکہ اس کی پیشکش کو پائے حقارت سے ٹھکراتے ہوئے گویا ہوئے۔

فصل حرام کے ارتکاب سے تو مرجانا ہی اچھا۔ حلال کو بیشک میں پسند کرتا ہوں مگر اس کے لئے اعلان ضروری ہے کہ تم مجھے بہکاتی اور پھسلاتی ہو مگر شریف انسان کو لازم ہے کہ اپنی عزت اور دین کی حفاظت کرے۔

marfat.com

دکھائی مرد نے جب اس طرح سے شوکت ایماں
ہوئی شرمندہ عورت پست ہو کر رہ گیا شیطان

اس کے بعد جب گھر تشریف لائے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبیعت پر بے حد بوجھ تھا کہ میرے جیسے عفت مآب کی طرف اسے دیکھنے کی جرات تک کیوں ہوئی؟ والد ماجد نے آپ کی اندرونی کیفیت کو جاننے کی کوشش کی مگر ایک غیرت مند انسان کی طرح آپ نے شرم و حیا سے کام لیتے ہوئے عرض کیا۔ ابا جان! اجازت فرمایئے تاکہ میں ہرن کا شکار کھیل آؤں؟ حضرت عبدالمطلب نے اجازت فرمائی۔ شکار کے لئے باہر تشریف لے گئے انہی دنوں خیبر سے آئے ہوئے پانچ یہودی تاجر مکہ مکرمہ سے واپسی کا سامان باندھے باتیں کرتے جا رہے تھے ان میں سے ایک نے کہا میں نے تورات میں دیکھا ہے کہ وادی عرب میں ایک نبی کا ظہور ہو گا دوسرا بولا بیشک مگر وہ ہماری قوم سے ہو گا۔ تیسرے نے تائید کی بیشک ہماری قوم اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیاری ہے۔ لہٰذا حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کے علاوہ نبی ہو ہی نہیں سکتا۔ چوتھے نے کہا وہ نبی مدینہ پاک سے اٹھے گا اور ہماری قوم سے ہو گا۔ پانچواں بھی انہی کی تائید کر رہا تھا کہ اچانک شیطان ایک شیخ (بزرگ) کی شکل میں نمودار ہوا۔ نہایت عیاری و مکاری سے اپنی طرف اس نے متوجہ کیا اور کہا میں نے تمہاری تمام باتیں بیت المقدس میں بیٹھے ہوئے سنی ہیں مگر میں تمہاری خیر خواہی کے لئے وہاں سے آیا ہوں اور واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر تم یہودی قوم کا بھلا چاہتے ہو تو سنو آج کل پروردگار کی توجہ عرب کے مشہور خاندان قریش کی طرف مبذول ہے مکہ مکرمہ کے سردار عبدالمطلب کے صاحبزادے عبداللہ کی پشت میں اس نبی کا نور منتقل ہو چکا ہے عنقریب اس کی ولادت اسی شہر مقدس میں ہوا چاہتی ہے۔ اگر میری بات مانو تو عبداللہ ابن عبدالمطلب کو قتل کر دو' وہ بہت جلد

marfat.com

اس وادی میں ہرنوں کے شکار کے لئے آنے والا ہے۔

سحر کے وقت نکلو غار سے میدان میں جاؤ۔ وہیں اس نوجوان کو قتل کر ڈالو جہاں پاؤ۔ اسی اثناء میں حضرت عبداللہ شکار کھیلتے ہوئے ان یہودیوں کے قریب پہنچ گئے۔

ادھر پانچوں یہودی بھی اندھیرے غار سے نکلے
یہ بزدل گھڑ و چڑھے اس دامن کوہسار سے نکلے
جوان ہاشمی کی جستجو تھی ان کمینوں کو
کہ شیطان نے حسد سے بھر دیا تھا ان کے سینوں کو
یہودی گھڑ چڑھوں نے دفعتہ پیدل کو آ گھیرا
نظر تلوار آئی دیدہ حیراں جدھر پھیرا
مگر یہ شیر تلواروں کے سایہ سے نہ گھبرایا
مثال برق کوندا' پشت توسن پر چلا آیا
پکارا پہلے بتلا دو کہ حملے کا سبب کیا ہے
وہ بولے ایک ہی مقصد ہے تجھ کو قتل کرنا ہے

آناً" فاناً" انہوں نے آپ پر حملہ کر دیا' آپ نے وار روکے اور بہادری کے ایسے جوہر دکھائے کہ پہلے ہی ہلے ان کا ایک ساتھی ڈھیر ہو گیا۔ وہ تجربہ کار' جنگجو اور پختہ عمر رکھتے تھے جبکہ آپ عالم شباب میں قدم رکھ رہے تھے تاہم خاصی دیر تک مقابلہ جاری رہا۔ اس دوران حضرت وہب بن عبد مناف حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ماجد کا اونٹ گم ہو گیا اس کی تلاش میں ادھر آ نکلے اور حضرت عبداللہ کو چار آدمیوں سے برسرپیکار دیکھا' ان کے دل میں معاونت کا خیال آیا اور انھے ہی تھے کہ اچانک پاؤں میں کپڑا الجھ گیا اور گر پڑے۔ دوبارہ قصد کیا تو پھسل گئے' سر پر چوٹ آ گئی' تیسری مرتبہ پھر خون نے جوش مارا تو اچانک اژدہا راہ میں حائل ہو

marfat.com

گیا' تقدیر پر شاکر دل میں سوچا کہ اب آنکھیں بند کرلوں کیونکہ میں ہاشمی شہزادہ کو قتل ہوتے دیکھ نہیں سکتا اس بات کے دل میں آتے ہی کیا دیکھتا ہوں کہ چار فرشتے آسمان سے اترے اور ان یہودیوں کو ختم کر ڈالا۔ حضرت وہب وہاں پہنچے دیکھا ان کے سر قلم ہو چکے ہیں۔

پڑے تھے اب یہ لاشے ایک اک سے دور سب تنہا
کھڑا تھا اک جگہ فرزند عبدالمطلب تنہا
غرض زخمی جواں کو ساتھ لے کر وہب گھر آیا
یہ سارا ماجرا اس کے پدر کو جا کے بتلایا

حضرت عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ کے بچ جانے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور حضرت وہب بن عبد مناف کے دل میں اس عظیم الشان اور عدیم النظر واقعہ دیکھنے کے بعد حضرت عبداللہ کی محبت نے گھر کرلیا اور انہیں اپنی دامادی کے شرف سے ممتاز کرنے کا عزم بالجزم کیا۔

فوز عظیم

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ماجد حضرت وہب بن عبد مناف جب بچشم خود حضرت سیدنا عبداللہ ابن عبدالمطلب کی جلالت شان کا معائنہ کر چکے تھے تو ان کے دل میں ایسے در نایاب کو اپنانے کی خواہش کا پیدا ہونا فطری تقاضہ تھا چنانچہ انہوں نے اپنی نہایت پاکباز' عفت مآب صاحبزادی حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عقد کے لئے حضرت عبدالمطلب سے بات کی تو انہوں نے آمادگی کا اظہار فرمایا اور پھر چند ہی دن بعد حضرت سیدنا عبداللہ کا نکاح سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے وقوع میں آیا۔

marfat.com

وہ نور لم یزل جس کی جھلک تھی روئے انور میں
نظر آنے لگی اس کی جھلک تقدیر مادر میں

انا ابن ذبیحین

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے میلاد کا تزکرہ بارہا فرمایا۔ انہیں واقعات والادت میں آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ ابن عبدالمطلب کے میلاد پاک کی کیفیت بیان فرمائی جو بڑی تعجب خیز لیکن ایمان افروز ہے۔ جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے والہانہ انداز میں بیان کرتے ہوئے فرمایا **انا ابن ذبیحین**۔ میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں۔ یعنی حضرت سیدنا اسماعیل ذبیح عظیم علیہ السلام اور حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب جن کے ذبح کا واقعہ بڑا دل دوز ہے' جو مکہ مکرمہ ہی میں ظہور پذیر ہوا' قصہ قدرے طویل ہے مگر اختصارا تحریر کیا جاتا ہے۔

بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عبدالمطلب نے دعا مانگی' الٰہی! تو مجھے دس بیٹے عطا فرما' جوان ہونے پر ان میں سے ایک تیری راہ میں قربان کروں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مختلف ازواج سے دس فرزند عنایت کئے جن میں حضرت عبداللہ تمام سے فائق تھے' وعدہ کے مطابق حضرت عبداللہ کے ذبح کرنے کا پروگرام بنا اور منادی کردی گئی مگر مکہ مکرمہ کے تمام لوگ کیا یگانے کیا بیگانے حضرت عبداللہ کی قربانی کے خلاف رائے دینے لگے بھائیوں نے اپنی اپنی قربانی کی پیشکش کردی۔ معاملہ نہایت نازک ہو آگیا آخر سرکردہ حضرات نے فیصلہ دیا کہ حضرت عبداللہ اور دس اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے اور جب تک اونٹوں کے نام قرعہ فال نہ نکلے دس دس کا اضافہ کیا جائے چنانچہ دسویں مرتبہ ایک سو اونٹوں کے نام قرعہ نکلا۔ جو حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹے کے فدیہ میں ذبح کردیئے۔ اس طرح حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اللہ تعالیٰ نے زندگی محفوظ رکھی اور عظمت و رفعت

marfat.com

کو چار چاند لگا دیئے۔ دراصل دور جاہلیت میں سرداران مکہ نے یہ طے کر رکھا تھا کہ قتل کے بدلے قتل یا فدیہ و قصاص میں دس اونٹ مقتول کے ورثا کو دیئے ہوں گے۔ اسی بنا پر حضرت عبداللہ اور دس اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی عمل میں آئی۔ مگر حضرت عبداللہ کے فدیہ میں سو اونٹوں کی قربانی کے بعد مقتول کے ورثاء کے لئے یک صد اونٹ ہی جزیہ شہرت پکڑ گیا جو حجاز مقدس میں قبائلی سطح پر آج بھی قائم ہے۔ **انا ابن ذبیحین** اسی کی طرف مشہور ہے نیز اس قربانی کے بعد سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ جو لوگ دس اونٹوں کے بدلے میں انسان کو قتل کرنا آسان سمجھتے تھے اب ان کو سو اونٹوں کی ادائیگی کے بوجھ نے قتل سے اجتناب کی راہ دکھائی۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے قبل ہی قتل کے دروازے مقفل ہونا شروع ہو گئے تھے مگر ذاتی انا کی خاطر انسان جب درندگی پر اتر آتا ہے تو اسے کچھ سجھائی نہیں دیتا وہ بہرحال نفس امارہ کی خواہش کو پورا کرتا ہے چنانچہ ابوجہل نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرانے کا منصوبہ مرتب کیا تو قاتل کے لئے اس نے بھی سو انونوں کا انعام مقرر کیا، مگر آپ کی حفاظت و صیانت تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لے رکھی تھی۔ **واللہ یعصمک من الناس** میرے حبیب جس طرح چاہو جہاں چاہو تبلیغ کرو، تمہاری حفاظت ہم خود کریں گے، بالفاظ دیگر تمہارے دشمنوں سے ہم خود نمٹ لیں گے۔

مٹ گئے ہیں مٹ جائیں گے اعداد تیرے
پر نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا! عرش پہ بھی اڑتا ہے پھریرا تیرا

marfat.com

جبین منور

حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک دن چرخہ کات رہی تھیں جبکہ قریب ہی سید عالم، حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نعلین شریف مرمت فرما رہے تھے۔ گرمی کے باعث جبین مصطفیٰ علیہ السلام پر پسینے کے قطرے ستاروں کی طرح چمک رہے تھے، ایسے محسوس ہوتا تھا کہ جمال حبیب، پر انوار کی بارش ہو رہی ہے۔ حضرت ام المومنین فرماتی ہیں **فجعل جبینه یعرق و جعل عرقه تیولد نورا فبهت** یہ منظر دیکھ کر میں مبہوت ہو گئی **فقال مالک بهت؟ قلت جعل جبینک یعرق و جعل عرقک یتولد نورا**۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ عائشہ! تم مبہوت کیوں ہو رہی ہو۔ میں نے عرض کیا۔ آپ کی جبین اقدس پر پسینہ اس انداز میں پیدا ہو رہا ہے گویا اس سے نور کے فوارے پھوٹ رہے ہیں **و لو راک ابو کبیر هذلی یعلم انک احق بشعره حیث یقول**۔ اگر آپ کی اس کیفیت کو ابو کبیر ہذلی (شاعر) دیکھ لیتا تو یقیناً پکار اٹھتا کہ حقیقتاً آپ ہی کی ذات اقدس اس کے ان اشعار کی مصداق ہے:

و مبرا من کل غیر حیضة
و فساد عرضعة و داء مغیل
و اذا انظرت الی اسرة وجه
برقت بروق العارض المتهلل

ترجمہ: آپ کی ذات حیض کی ہر آلودگی اور دودھ پلانے والی کی اس خرابی سے بری ہے جو زمانہ شیر نوشی میں مرض صحبت سے ہوتی ہے۔

اور جب آپ کی پیشانی کے شکن دیکھتا ہوں تو وہ ایسے چمکتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں جیسے باریک سے بادل میں چاند چمکتا دکھائی دیتا ہے۔

marfat.com

فوضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما کان فی یدہ و قام' اتی' فقبل بین عینی و قال جزاک اللہ یا عائشہ خیرا فما انکرانی سررت کسروری بکلامک۔

یہ اشعار سنتے ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں جو کچھ بھی تھا رکھ دیا۔ اور کھڑے ہوئے اور میرے پاس تشریف لاتے ہی میری پیشانی چوم لی پھر آپ نے دعا سے نوازا فرمایا اے عائشہ! اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے' مجھے جہاں تک یاد پڑتا ہے اتنا کبھی خوش نہیں ہوا جتنا آج تیرے اشعار پڑھنے سے مجھے بے حد سرور حاصل ہوا ہے۔ (الدارالمنثور)

واضح ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ذکر سے سرور حاصل کرتے ہیں اور خوشی و مسرت کے عالم میں ذکر کرنے والوں کو اپنی دعاؤں سے بھی نوازتے رہتے ہیں۔

خوشبودار سانپ

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی ایک جماعت حج کے لئے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئی' جن میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے راستہ میں انہوں نے ایک نہایت خوبصورت سفید رنگ کا سانپ دیکھا **یضع منہ ریح المسک فقلت لا صحابی امضو فلست ببارح حتی انظر الی ما یصیر امر ھذہ الحیۃ ما بشت ان ماتت معملت الی حرقۃ بیضاء فلففتھا فیھا ثم یغتھا عن الطریق فدفنتھا** (الی الاخر)

جس سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی۔ میں نے اپنے رفقاء سے کہا آپ جایئے اور میں اس وقت تک یہاں سے آگے نہیں بڑھوں گا جب تک اس کے

marfat.com

انجام کو نہیں دیکھ پاتا' وہ سانپ کوئی چیز کھا رہا تھا' اس کے کھاتے ہی وہ مرگیا۔ میں نے سانپ کو ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر راستے کی ایک جانب دفن کر دیا۔ پھر اپنے ساتھیوں سے جاملا۔

واللہ ! ابھی میں ساتھیوں کے پاس بیٹھا ہی تھا کہ مغرب کی طرف سے چار عورتیں آئیں ان میں سے ایک نے پوچھا تم میں سے عمرو کو کس نے دفن کیا ہے۔ ہم نے دریافت کیا عمرو کون؟ اس نے کہا وہ سانپ! میں نے کہا' میں دفن کرکے آرہا ہوں' وہ عورت بولی! بخدا تو نے دن کو روزہ رکھنے' رات کو عبادت کرنے اور شب و روز نیکی کی تبلیغ کرنے والے کو دفن کر دیا۔ جو تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے چار سو سال قبل تعریف سن کر آسمان پر ایمان لایا تھا۔ یہ سن کر ہم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ پھر حج کعبہ کی سعادت عظمیٰ حاصل کرکے مدینہ طیبہ واپسی پر حضرت امیرالمومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خوشبودار سانپ کا قصہ پیش کیا۔

تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا آپ فرمارہے تھے کہ وہ میرے بعوث ہونے سے چار سو سال پہلے آسمان پر ایمان لایا تھا۔

سبحان اللہ صدیوں پہلے آمد مصطفیٰ اور میلاد حبیب کی انتظار رہی' جب دنیا میں جلوہ افروز ہو گئے تو مختظر عشاق کی تمنائیں بر آئیں اور حضور کی محبت کے باعث انسان تو انسان جنات اور حیوانات جنہیں آپ سے پیار تھا ان میں قدرتی طور پر خوشبو پیدا کرکے اللہ تعالیٰ نے عظمت محبوب کا سکہ بٹھادیا۔

وہ شمع کیسے بجھے...؟

ملفوظات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ میں ایک سوال "میلاد

marfat.com

شریف میں جھاڑ' فانوس وغیرہ سے زیب و زینت اسراف ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں ارشاد کے عنوان سے درج ذیل عبارت درج ہے پڑھئے اور اپنے ایمان کی دولت میں اضافہ کیجئے۔

ارشاد! علماء فرماتے ہیں **لا خیر فی الاسراف و لا اسراف فی الخیر**' جس شے سے تنظیم ذکر شریف مقصود ہو ہرگز ممنوع نہیں ہو سکتی۔ امام غزالی علیہ الرحمتہ نے احیاء العلوم شریف میں سید ابو علی رودباری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کیا کہ ایک بندہ صالح نے مجلس ذکر شریف ترتیب دی اور اس میں ایک ہزار شمعیں روشن کیں' ایک شخص ظاہر بن پہنچے' اور یہ کیفیتی دیکھ کر واپس جانے لگے' ہاں مجلس نے ہاتھ پکڑا اور اندر لے جاکر فرمایا جو شمع میں نے غیر خدا کے لئے روشن کی' بجھا دیجئے' کوششیں کی جاتی تھیں مگر کوئی شمع ٹھنڈی نہ ہوئی۔

سچ فرمایا کسی شاعر نے۔

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیسے بجھے جسے روشن خدا کرے

غالباً" مولانا ظفر علی خان نے ایسے ہی موقعہ پر کہا ہو گا۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اس آیت کا مولوی عبدالستار صاحب یوں ترجمہ کرتے ہیں۔

پھونکاں مار بجھایا لوڑن نور محمد والا
نور محمد کدے نہ بجھ سی وعدہ حق تعالیٰ

---○---

marfat.com

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکابر صحابہ میں شمار ہوتے ہی' عشرہ مبشرہ اور السابقون الاولون میں شامل ہیں' سید عالم ﷺ کے رفقاء خاص میں آپ ممتاز مقام پر فائز تھے' سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ میں وہ خلفاء رسول کریم ﷺ کے منصب پر فائز ہونے کی صلاحیتوں سے آراستہ تھے۔ آپ ہی کے فیصلہ اور ایثار کے باعث حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ الرسول اور امیر المومنین منتخب ہوئے۔ ۳۲ھ کو پچھتر برس کی عمر شریف میں وصال پایا' ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے قبل از وصال' نبی کریم ﷺ کے روضہ پاک میں دفن کرے کی پیش کش فرمائی تو آپ نے فرمایا۔ "مجھے حضور ﷺ کے پاس لیٹنے سے شرم آتی ہے لہٰذا جنت البقیع میں دفن کیا جائے"۔ آپ کی وصیت کے مطابق حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی' نبی کریم ﷺ کے شہزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان بن مظعون کے ساتھ ہی قبر میں دفن کئے گئے اور معلم الامتہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آپ کے پڑوسی اور رفیق خاص تھے بعد از وصال انہیں آپ کے پہلو میں دفن کیا گیا گویا کہ وہ عالم دنیا و عالم برزخ میں

marfat.com

منازل قرب سے شاد کام ہوئے' ان گنت خوبیوں کے مالک حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اسلام لانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"میں نے یمن کا سفر بار ہا کیا اور ہمیشہ عسکلان بن عواکن حمیری کے پاس قیام کرتا تھا اور وہ مجھ سے پوچھا کرتا تھا کہ تم میں کوئی شخص پیدا ہوا ہے جس کا چرچا لوگون میں ہو' اس کا لوگ تذکرہ کرتے ہیں' کوئی ایسا شخص ہوا ہے جو تمہارے آبائی دین کی مخالفت کرتا ہو"۔ میں اس کا جواب نفی میں دیتا رہا' جس سال آنحضرت ﷺ مبعوث ہوئے آپ کا بیان ہے کہ اس سال میں پھر یمن گیا اور اسی کے پاس ٹھہرا اور مجھ کو آنحضرت ﷺ کی بعثت کا علم بالکل نہ تھا' اس زمانہ میں وہ بوڑھا ہو چکا تھا اور اونچا سننے لگا تھا۔ میری اطلاع ہونے پر وہ باہر آیا' پٹی باندھی اور تکیہ لگا کر بیٹھا اس کے اردگرد اس کے لڑکے پوتے سب جمع ہو گئے۔ مجھ سے میرا نسب نامہ پوچھا۔ میں بیان کرتا کرتا جب زہرہ پر پہنچا تو اس نے کہا ٹھہر جا' کیا میں تم کو ایسی بات کی اطلاع نہ دوں جو تجارت سے بہتر ہو' آپ نے جواباً" کہا کہ آپ ضرور ایسا کیجئے۔

اس نے کہا کہ میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے پہلے مہینہ میں تمہاری قوم (قریش) میں ایک رسول مبعوث کیا ہے اور اس کو برگزیدہ اور مقبول بنایا ہے اور اس پر کتاب اتاری ہے اور اس کتاب پر عمل کرنے والوں کے لئے ثواب مقرر کیا ہے۔ اس کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ بتوں (یعنی اللہ کے سوا سب کی) پرستش سے منع کرتا ہے اور دعوت اسلام دیتا ہے۔ اچھے کام کا حکم دیتا ہے اور خود بھی اچھے کام کرتا ہے اور بیہودہ باتوں سے منع کرتا ہے

marfat.com

اور ان کو مٹاتا ہے۔ آپ نے دریافت کیا کہ وہ کس قبیلہ سے ہے تو اس نے جواب دیا کہ وہ نہ قبیلہ ازد سے ہے اور نہ ثمالہ سے وہ بنی ہاشم سے ہے اور تم اس کے ننھالی رشتہ دار ہو اور آپ کو مخاطب کر کے کہا کہ اے عبدالرحمٰن! اس بات کو تم پوشیدہ رکھو اور جلد واپس جاؤ اور ان سے جا کر ملو اور ان کی دلدہی کرو اور میری طرف سے یہ التماس نامہ پیش کر دینا۔

اشهد باللہ ذی المعالی

فالق اللیل و الصباح

گواہ بنا تا ہوں اللہ بڑائی اور بزرگی والے کو جو رات دن کا ظاہر کرنے والا ہے۔

انک ذو السر من قریش

یا ابن الفدی من النجاح

بے شک آپ قریش میں رازدار ہیں۔ اے اس شخص کے بیٹے! جس کی قربانی کا فدیہ دیا گیا ہے۔

ارسلت تدعوا الی یقین

و برشد للحق والفلاح

رسول بنا کر بھیجے گئے، یقینی باتوں کی طرف آپ دعوت دیتے ہیں اور حق دار اور بھلی باتوں کی ہدایت کرتے ہیں۔

اشهد باللہ رب موسی

ان ارسلت بالمطاح

قسم ہے موسیٰ علیہ السلام کے رب کی کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بے شک

marfat.com

بطحا میں رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

لکن لی شفیعا الی ملیک

یدعوا البرایا الی الفلاح

ہو جایئے شفیع اس مالک کے دربار میں جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلاتا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ اشعار مجھ کو یاد ہو گئے اور میں سفر سے بعجلت تمام واپس آیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جن کے ساتھ میرے مراسم محبت پہلے سے تھے واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے اسلام لانے کی تحریک کی اور مجھ کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حضرت خدیجہ کے گھر لے آئے۔ آنحضرت ﷺ کے چہرہ پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمایا ایسا چہرہ دیکھتا ہوں جسے کو دیکھ کر نیکی کی امید بندھتی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کیا کرتا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا ایک امانت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں ایک مرسل نے پیغام بھیجا ہے وہ مجھ کو پہنچا دو میں نے اشعار یاد کر لئے تھے اور آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔

(سیرت نبویہ علامہ زینی دحلانی مکی ص ۶۱ ج ۱)

marfat.com

جب یاد آ گئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

اس دور کے معروف بین الاقوامی عالم حسن البنا شہید مصری بانی جماعت اخوان المسلمون مصر' عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس میں شمولیت کا ایک نہایت ہی پردرد' روح پرور' ایمان افروز واقعہ اپنی ڈائری میں درج کرتے ہوئے رقم طراز ہیں' جسے پاکستان میں ابو الاعلی مودودی کے دست راست جناب خلیل احمد حامدی نے عربی سے اردو میں ترجمہ کیا اور اسلامک پبلی کیشنز لاہور نے "حسن البنا شہید کی ڈائری" کے نام سے کتاب کو شائع کیا' ایک مثالی کردار کے عنوان کے تحت صفحہ ۱۹۶' ۱۹۷ پر یوں بیان کرتے ہیں۔

"مجھے یاد ہے کہ جب ربیع الاول کا مہینہ آتا ہے تو یکم ربیع الاول سے لے کر ۱۲ ربیع الاول تک معمولاً" ہر رات ہم "حصافی اخوان" میں سے کسی ایک کے مکان پر محفل ذکر منعقد کرتے اور میلاد النبی ﷺ کا جلوس بنا کر باہر نکلتے' اتفاق سے ایک رات برادرم شیخ شلی الرجال کے مکان پر جمع ہونے کی باری آ گئی' ہم عادۃ عشاء کے بعد ان کے مکان پر حاضر ہوئے' دیکھا پورا مکان خوب روشنیوں (چراغاں) سے جگمگا رہا ہے۔ اسے خوب صاف و شفاف اور آراستہ و پیراستہ کیا جا چکا ہے۔ شیخ شلی الرجال نے رواج کے مطابق حاضرین کو شربت اور قہوہ اور خوشبو پیش کی۔ اس کے بعد ہم جلوس بن کر نکلے اور بڑی مسرت و انبساط کے ساتھ مروجہ مناقب' اور نظمیں (میلادیہ نعتیں) پڑھتے رہے۔ جلوس ختم کرنے کے بعد ہم شیخ شلی الرجال کے مکان پر واپس آ گئے اور چند لمحات ان کے پاس بیٹھے رہے۔ جب اٹھنے لگے تو شیخ شلی الرجال نے بڑے لطافت آمیز اور ہلکے پھلکے تبسم کے ساتھ اچانک اعلان کیا کہ "ان شاء

marfat.com

اللہ کل آپ حضرات میرے ہاں علی الصبح تشریف لے آئیں تاکہ "روحیہ" کی تدفین کرلی جائے"۔

روحیہ شیخ شلبی کی اکلوتی بچی ہے' شادی کے تقریباً" گیارہ سال بعد اللہ تعالیٰ نے شیخ کو عطا کی ہے' اس بچی کے ساتھ انہیں اس قدر شدید محبت و وابستگی ہے کہ دوران کام بھی اسے جدا نہیں کرتے۔ یہ بچی نشوونما پاکر اب جوانی کی حدود میں داخل ہو چکی ہے۔ شیخ نے اس کا نام روحیہ تجویز کر رکھا ہے کیونکہ شیخ کے دل میں اسے وہی مقام حاصل ہے جو جسم میں روح کو حاصل ہے۔ شیخ کی اس اطلاع پر ہم بھونچکے رہ گئے۔ عرض کیا۔ "روحیہ کا کب انتقال ہوا"؟ فرمانے لگے۔ "آج ہی! مغرب سے تھوڑی دیر پہلے"۔ ہم نے کہا آپ نے ہمیں پہلے کیوں نہ اطلاع کر دی۔ کم از کم میلاد النبی ﷺ کا جلوس کسی اور دوست کے گھر سے نکالتے۔ کہنے لگے جو کچھ ہوا' بہتر تھا۔ اس سے ہمارے حزن و غم میں تخفیف ہو گئی اور سوگ مسرت میں تبدیل ہو گیا۔ اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی کوئی اور نعمت درکار ہے؟ سچ فرمایا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ نے۔

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آ گئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

(حسن البنا شہید کی ڈائری)

marfat.com

انسانی کردار مفلوج ہو کر رہ گیا تھا چہار جانب کو وحشت و بربریت کے طوفانوں نے اپنی لپیٹ میں یوں دبا رکھا تھا جیسے نزع کے آخری ہچکی' یاس و نامیدی کے بادل فضائے عالم پر چھا چکے تھے۔ پھر وہ آفتاب عالم طلوع ہوا جس کی تابندگی سے شب کی سیاہی نورِ سحر میں تبدیل ہو گئی ظلم و ستم کی جگہ عدل و انصاف رحم و ہمدردی نے لے لی۔ تشنگانِ لہو کی لبوں پر صلح و آشتی کا پیغام نغمہ ریز ہوا۔ تلوار کے قبضہ پر رکھنے والے ہاتھ تعلیم و اخلاق کے لیئے میدانِ عمل میں نکلے ایک مختصر سے عرصہ نے زمانہ کے غبارِ وحشت کو بارانِ رحمت میں تبدیل کر دیا۔ کانٹے پھول بن گئے اور کلیاں مسکرا اٹھیں۔:.

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں!
زہے وہ پھول جو گلشن بنائے صحرا کو!

ماہ ربیع الاول کی ان ہزار ہا صد مبارک ساعتوں میں انسانیت کے محسن اعظم ﷺ کا یوم ولادت مسلمانانِ عالم کے لیے جہاں انتہائی مسرت و شادمانی کا گہوارہ ہے وہاں ایک ضابطۂ حیات کا ترجمان بھی ہے اور وہ ضابطۂ حیات عدل و مساوات تنظیم و اتحاد' علم و عمل اخلاق و محبت ایسے زرّیں اصولوں سے بھی عبارت ہے جس کا دوسرا نام "اسلام" ہے۔ ذرا ماضی کی طرف نگاہ لے جایئے اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمانوں کی زندگی جس تنگی اور عسرت سے گزری وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ان کے پاس نہ کوئی دولت تھی اور نہ ہی شاہی محلّات بنگلے اور کوٹھیاں تھیں۔ لیکن اس فقر و فاقہ میں بھی ان کو سکونِ قلب' تسکین بروح' سرورِ زندگی اور راحتِ جگر کی لافانی دولت حاصل تھی۔ اس لیئے کہ وہ اس عارضی نشوونما' فانی شان و شوکت' غیر یقینی جاہ و حشمت کے مقابلہ میں دائمی مسرت ابدی کیف و مستی اور غیرفانی زندگی کو زیادہ اہمیت دیتے تھے اور

marfat.com

جب ان کی پُر شوق نگاہیں جمال مصطفیٰ ﷺ کو دیکھ لیتیں تو زندگی بھر کی رعنائیاں سمٹ کر ان کے دامن مراد میں پھیل جاتی ہیں اور وہ نشہ عشق محبت سے سرشار ہو کر دنیا و مافیہا سے بے خبر اس حسن لازوال کا مشاہدہ کرتے تو نہ انہیں بھوک لگتی اور نہ ہی پیاس محسوس کرتے بلکہ دنیا کی ہر چیز بھول جاتے کیوں کہ جمال یار کو دیکھنا ہی ان کے نزدیک سب سے بڑی نعمت تھی۔

مغزِ قرآن' جانِ ایماں روحِ دیں
ہست حبِ رحمۃً لِلعٰلمین

لیکن ان کی غربت تنگی و عسرت کو دیکھ کر مکہ مکرمہ کے فرعونی دماغ رکھنے والے کافر' اسلام و پیغمبر اسلام کے جھوٹا ہونے کی ایک دلیل سمجھ لیتے کیوں کہ دولت کے نشے اور سرمایہ داری کے جنون اور امارت کے غرور نے ان کی آنکھوں پر پردے اور دلوں پر مہریں لگادی تھیں یہاں تک کہ ان کے نزدیک حق و صداقت کا معیار ہی بدل گیا تھا اور ان کا عقیدہ تھا کہ غریب اور مفلس انسان خدا کی رحمت کا سرے سے حق دار ہی نہیں' حق و صداقت کے معیار کو طہارت قلب' تزکیۂ نفس' اتقاء اور پرہیز گاری کی بجائے سرمایہ داری' جاگیرداری' ظاہری شان و شوکت اور عارضی جاہ و حشمت سمجھتے تھے اور اسی بنا پر خاتم النبین ﷺ کی نبوت کا انکار کرتے' نیز ان کا مقولہ تھا۔ اگر خدا نے کسی کو نبی بنا کر بھیجنا ہی تھا تو مکے کے کسی بڑے سردار کو نبوت عطا فرماتا آخر یہ نبی کیسے ہو سکتا ہے جو ٹوٹے ہوئے حجرے میں رہتا ہے۔ کھجور کی چٹائی پر مسند لگاتا ہے' پھٹے ہوئے کپڑے زیب تن ہوتے ہیں اور دعوی کرتا ہے ساری خدائی کے نبی ہونے کا۔ اگر یہ نبی ہوتا تو اس کے پاس سونے چاندی کے خزانے ہوتے' لعل و جواہرات کے ڈھیر اور سنہری محلات ہوتے۔ جب ان کا غرور و تکبر

marfat.com

اور تعصب' حد سے بڑھ گیا تو پھر غیرتِ حق نے پکار کر کہا۔ میرے محبوب کی نبوت کو سونے چاندی کے خزانوں' لعل و جواہرات کے ڈھیروں ریشمی لباسوں اور سنہری محلّات میں تلاش نہ کرو بلکہ میرے محبوب کی نبوت کو اگر دیکھنا ہو تو کسی یتیم کے ٹوٹے ہوئے دل میں دیکھو۔"

آہستہ آہستہ زمانے نے کروٹ بدلی تو وہی دلق پوشوں کی مقدس جماعت' فاقہ مستوں کا متبرک گروہ اور صحرانشینوں کا نورانی ٹولہ ساری دنیا کے لیے امن و سلامتی' عدل و انصاف۔ لطف و کرم کا ایک مضبوط قلعہ بن گیا اور پھر وہی تنگی و عسرت اور فقروفاقہ کی زندگی بسر کرنے والے دنیا کے تاجدار ہوئے۔ آج دنیا کے نفس پرست اور ننگِ انسانیت حکمران اقتدار کے بھوکے سیاسی لیڈر آئے دن اعلان کرتے رہتے ہیں کہ غریبو! ہم تمھارے لیئے ہیں۔ امریکہ کی نام نہاد جمہوریت اور روس کی نسل انسانی کو تباہ کر دینے والی آمریت (اشتراکیت) بھی غریبوں کی حمایت کی مدعی ہے۔ مگر یہ سب دھوکہ ہے فریب کاری ہے مکاری اور عیاری ہے ایسے اعلانات و بیانات میں صداقت کا نام تک نہیں اس لیے کہ آج تک کسی نے اس کا عملی ثبوت مہیا نہیں کیا۔ کوئی پری پیکر کار میں بیٹھ کر کوئی ہوائی جہاز میں پرواز کر کے کوئی ایر کنڈیشنڈ کوٹھیوں اور بنگلوں کی مسحور کن فضاؤں میں بدمست غریبوں سے ہمدردی کا اعلان کرتا ہے مگر غریب کے آنسوؤں نے بھیگی ہوئی پلکوں سے دیکھا تو اسے موجودہ ترقی یافتہ دور میں ہر طرف مایوسی ہی مایوسی نظر آئی۔ پھر حسرت بھرے دل سے مدینہ طیبہ کی طرف نگاہ اٹھائی تو اس نے دیکھا کائنات کا ہادی زمین و آسمان اور کون و مکان کا شہنشاہ' عرب و عجم کا تاجدار کونین کا والی ایک ٹوٹے ہوئے حجرے میں کھجور کی ایک پھٹی ہوئی چٹائی پر بیٹھا' پیٹ پر پتھر باندھے یوں دعا کر رہا ہے:

marfat.com

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ (مشکوہ ص ۴۴۷) الٰہی مجھے مساکین میں زندہ رکھ اور مسکینی میں ہی وصال عطا فرما اور بروز حشر مساکین کو میری ذات سے مشرف فرما۔ یہ سن کر حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض گزار ہیں۔ کملی والے آقا آپ مولائے کل اور محبوب رب العالمین ہو کر ایسی دعا فرماتے ہیں! آپ نے جواباً" نوازا حبیبہ حبیب خدا غریب و مساکین قیامت کو امیروں سے چالیس برس پہلے جنت میں جائیں گے۔ اور پھر امام الانبیا ﷺ نے الفقر فخری کی عملی تصویر دنیا والوں کے سامنے اس طرح پیش فرمائی کہ اگر کوئی غریب امتی دو روز سے بھوکا ہے تو محبوب خدا کے پیٹ پر پتھر دیکھا جاتا ہے۔

سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا
سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا!
سلام اس پر کہ جس نے بیکسوں کی دستگیری کی!
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

آج کے مہذب اور ترقی یافتہ دور میں غریبوں کو نفرت اور حقارت سے دیکھا جاتا ہے لیکن دولت و ثروت سرمایہ داری و جاگیرداری کے نشے میں سرمست اور متکبر انسان یہ بھی نہیں جانتے کہ مرنے کے بعد جتنی زمین کسی بڑے سے بڑے صنعت کار اور امیر کو ملتی ہے اتنی ہی غریب مزدور اور فقیر کو اور اتنا ہی کفن جو ملک کے بادشاہ کو پہنایا جاتا ہے ویسا ہی بستی کے گدا کو خیال تو کیجئے۔

نہ دارا رہا سکندر نہ فریدوں بادشاہ
تخت زمین پر سینکڑوں آئے چلے گئے

marfat.com

میلاد النبی کی صبح ایک ہی پیغام سنا رہی ہے' ایک ہی دعوت دے رہی ہے اور وہ یہ کہ حضور رسالت مآب ﷺ کے عطا فرمودہ عزت و شرف سے رہنا چاہتے ہو اور اقوام عالم کی امامت پر پھر فائز ہونے کے آرزو مند ہو تو چودہ سال قبل کے اس نورانی مقام کی طرف لوٹ چلو جو میلاد النبی ﷺ کی معجز نمائی کا صدقہ تھا۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمد سے اجالا کر دے

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو'
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو

یہ نہ ساقی ہو تو مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو'
بزمِ توحید بھی دنیا بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو

خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے
بزمِ ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغامِ محمد کا تمہیں پاس نہیں'

دعا ہے مولی تعالی جل و علا محسن اعظم ﷺ کے صدقے ہماری کمزوریوں کو دور فرمائے۔ عدل و انصاف امن و سلامتی کا خوگر بنائے اور اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے خصوصا پاکستان کی سرزمین کو نظام مصطفیٰ اور مقام مصطفیٰ کا امین بنائے۔ (آمین ثم آمین)

بجاہِ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ و بارک و سلم!!!

marfat.com

شیخ عبدالحق محدّث دھلوی کی

دُعا

یا اللہ

میرا کوئی عمل ایسا نہیں جسے آپ کے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں میرے تمام اعمال فسادِ نیت کا شکار ہیں البتہ مجھ فقیر کا ایک عمل محض آپ ہی کی عنایت سے اس قابل (اعدہ لائق التفات) ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلسِ میلاد کے موقع پر کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی وانکساری محبت وخلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتا ہوں۔

اے اللہ! وہ کونسا مقام ہے جہاں میلادِ پاک سے بڑھ کر تیری طرف سے خیر وبرکت کا نزول ہوتا ہے؛ اس لیے اے ارحم الراحمین مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی رائیگاں نہیں جائے گا بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا۔ اور جو کوئی درود وسلام پڑھے اور اس کے ذریعے سے دعا کرے وہ کبھی مسترد نہیں ہوگی۔"

(اخبار الاخیار ۶۲۴، مطبوعہ کراچی)

marfat.com

سلام رضا

مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے کھچی گردنیں جھک گئیں
اس خداداد شوکت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

دور نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

کھائی قرآں نے خاک گذر کی قسم
اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

marfat.com

جس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود
اس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موج بحر سخاوت پہ لاکھوں سلام

پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب
تا ابد اہل سنت پہ لاکھوں سلام

ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

صدق الله العظيم

ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين

ضیائے مدینہ

حافظ محمد طاہر